یا اللہ یا رسول اللہ

اُمتِ غیظًا اَے عَدُوِّ عبدُ القادرؓ

(فاضل بریلوی)

کتابِ لاجواب

مُسَمّٰی بہ

لطمۃ الغیب
علٰی
ازالۃ الرّیب

دربیانِ ایں کہ

کعب بن اشرف قُرظی سے

مولوی اشرف سیالوی تقریظی چار قدم آگے ہیں

از رشحاتِ قلم، فاضلِ حقیقت رقم، شہریارِ اقلیمِ قرطاس وقلم

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

ناشر: مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد، پاکستان

یا اللہ

یا رسول اللہ

مُتْ غَیْظًا اے عَدُوِّ عبدُ القَادر (فاضل بریلوی)

کتابِ لاجواب

مُسَمّٰی بہ

لطمة الغیب علٰی ازالة الرّیب

در بیانِ ایں کہ

کعب بن اشرف قُرظِی سے

مولوی اشرف سیالوی تقریظی چار قدم آگے ہیں

از رشحاتِ قلم، فاضلِ حقیقت رقم، شہریارِ اقلیمِ قرطاس و قلم

علّامہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

ناشر: مہریہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف، E-11 اسلام آباد، پاکستان

marfat.com

جُملہ حُقُوق بحقِّ مصنّف محفوظ ہیں

نامِ کتاب : لطمة الغیب علیٰ ازالة الرّیب

نامِ مصنّف : پیر سیّد نصیر الدّین نصیرؔ (سجّادہ نشین)

آستانۂ عالیہ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف

اسلام آباد ، پاکستان

کمپوزنگ و تزئین : شاہد اقبال ، کھوڑ۔ نصیر احمد ، اسلام پورہ جبّر

نگرانیِ طباعت : محمد ریاض قریشی۔ حاجی عبدالقیوم گولڑوی

ناشر : مہریہ نصیریہ پبلشرز، گولڑہ شریف، E-11 اسلام آباد

بار : دوم

سنِ طباعت : صفر المظفر ۱۴۲۴ھ ، مطابق اپریل 2003ء

ISBN 969-8537-11-2

ملنے کا پتہ

مکتبۂ مہریہ نصیریہ، درگاہِ غوثیہ مہریہ، گولڑہ شریف

E-11 اسلام آباد، پاکستان فون 051-2292814

marfat.com

انتساب

خالق و مالکِ کائنات کے اُن بندگانِ مخلص کے نام جنہوں نے ہر دَور میں بالخصوص مسئلۂ توحید کے ابلاغ و افہام کے سلسلے میں طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کیے۔ مبتدعین و مشرکین کی ایذا رسانیوں، اشرار کی ریشہ دوانیوں، منافقین کی مکاریوں اور ملامتوں پر ایسے حیرت انگیز صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا کہ زمانے بھر کی مخالفت کے باوجود اُن کے پائے استقامت میں ذرّہ بھر لغزش و لرزش تک نہ آسکی۔ وہ قُدسی نہاد و ستودہ صفات طبقہ جسے اُس کی مخلصانہ مساعیِ جمیلہ کے انعام میں بارگاہِ ربُّ العزّت سے یہ منصوص مژدۂ جانفزا ملا۔

لَهُمُ البُشرٰی فِی الحیٰوةِ الدُّنیا وَفِی الآخِرَةِ

بہ آں گروہ کہ از ساغرِ وفا مستند
سلامِ ما برسانید ہر کجا ہستند

marfat.com

حمدِ باری تعالیٰ

بِدھد زمانہ شہادتے کہ خدائے ارض و سما تُوئی
سُخَن از عطائے تو می رود کہ بہ درد و غم ہمہ را تُوئی

ہمہ راست لطفِ تُو دادرس، چمن و طراوت و خار و خَس
لبِ خود کَشودہ بہر نفس کہ خدا توئی بخدا تُوئی

بہ کمالِ ناز برآمدی، بہ صد اِہتزاز در آمدی
بہ شمیمِ نکہتِ گُل توئی، بخرامِ موجِ صبا تُوئی

من و جُرم کوشیٔ پے بہ پے، تُو و پردہ پوشیٔ دمبدم
بہ حصیرِ ننگِ خطا منم، بہ سریرِ لُطف و عطا تُوئی

بہ فلک ہمی رسد آہِ من، منم و ہجومِ گناہِ من
بہ عطائے تست نگاہِ من کہ ولیِّ روزِ جزا تُوئی

تب و تابِ حُسنِ ازل ز تُو، تگ و تازِ موجِ عمل ز تُو
کم و کیفِ بزمِ عِلَل ز تُو، تپشِ دلِ من و ما توئی

چہ خیالِ جاہ و چہ فکرِ زر، نبود مرا ہوسِ دگر
بجز اینکہ خاکِ درت شوم، کرمے! کہ نازِ گدا تُوئی

بہ ورق زہیبتِ نامِ تُو، سرِ خامہ لرزد و می تپد
چہ شوم بحمدِ تو لب کُشا، ہمہ داں توئی، ہمہ جا تُوئی

کرمت پناہِ شکستگاں، دمِ تست مرہمِ خستگاں
کہ عزیزِ جانِ حزیں تُوئی، اثر آفرینِ دُعا تُوئی

بِجَلَالِ وَ جهِكَ شَاهِدٌ، فَاِنِ استَقَرَّمَكَانَهٗ
بہ کلیم محوِ سُخَن تُوئی، سرِ طُور جلوہ نُما تُوئی

دل و دیدہ کردہ اسیرِ تُو، بدرت نشستہ نصیرِ تُو
مددے! کہ دافعِ مُشکلی، نظرے! کہ عُقدہ کُشا تُوئی

حمد گُزار:
سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

marfat.com

حُسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-1	رسالہ ''پیرانِ پیر'' میں موجود عبارت کا خود ساختہ انطباق	1
-2	فتوح الغیب اور اُس کی شرح کا اقتباس	1
-3	میں نے بہت بڑا عالم و مُحقق ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا	2
-4	آفتاب آفاقی صاحب کا آفاقی کارنامہ	7
-5	نکاحِ سیّدہ کے موضوع پر سیالوی صاحب کو چیلنج	8
-6	میری تحریر پر اعتراض اور اُس کا جواب	11
-7	جوابِ اوّل	13
-8	جوابِ ثانی	14
-9	خوف کا پہلا طریقہ	15
-10	کیا یہ گستاخی نہیں؟	22
-11	جوابِ ثالث	23
-12	شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی عبارت کا خلاصہ	27
-13	بندگانِ خدا پر آزمائش و ابتلاء کی حکمتِ بالغہ	28
-14	نوٹ	30
-15	سیالوی صاحب کی غیرتِ ایمانی جوش کیوں نہیں مارتی؟ جوابِ رابع	37
-16	علّامہ اسماعیل حقّیؒ کے بارے سیالوی صاحب کا کیا فتویٰ ہوگا؟	38
-17	نوٹ	41
-18	فاضل بریلویؒ پر بھی تو سیالوی صاحب فتویٰ لگانے کی جسارت کریں	42
-19	محلِ بحث عبارت اپنے سیاق و سباق کے آئینے میں	45

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-20	پہلا اعتراض	45
-21	جواب	45
-22	مقالۂ مذکورہ کی غرضِ سیاق	45
-23	شاہ عبدالحق محدّث دہلوی کے نزدیک مفہومِ شرک	47
-24	اہم نوٹ	48
-25	عبادت کی تعریف اور اُس کی اقسام	50
-26	احتمالِ اوّل	50
-27	احتمالِ ثانی	51
-28	مراتبِ توحید اور مراتبِ عبادت بندوں کے روحانی مراتب کی طرح متفاوت ہیں	52
-29	لمحۂ فکریہ	53
-30	اُمورِ شرعیّہ کے جائز، مستحب اور واجب ہونے میں بہت فرق ہے	55
-31	دوسرا اعتراض	57
-32	جواب	57
-33	شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالویؒ کا نظریۂ توحید	59
-34	ایں چہ بوالعجبی ست	60
-35	لیجئے اور سنیئے	61
-36	خود اپنے آپ کو تُو نے نہ دیکھا دیکھنے والے!	63
-37	تحقیقِ اشرف سیالوی	64

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
-38	تحقیقِ حضرت شیخ الاسلامؒ	65
-39	مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گُماں نبود	65
-40	معروف حدیث میں سیالوی صاحب کی تحریفِ معنوی	66
-41	حدیثِ شفاعت کا طبع پسند مفہوم	68
-42	جواب	74
-43	مقالہ نمبر3	76
-44	حضرت پیرانِ پیرؒ مریدین کو کس دروازے پر بھیج رہے ہیں؟	79
-45	پیر مہر علی شاہؒ نے بابو جیؒ کو کیا نصیحت فرمائی؟	80
-46	حضرت بابو جیؒ کی اپنے فرزندوں کو تلقین	80
-47	بابو جیؒ کے کمالِ عجز کا سبق آموز منظر	82
-48	آخر آمد ز پسِ پردۂ تقدیر بُروں	83
-49	اعتراض	83
-50	گیلانی ورزّاقی سادات سیالوی صاحب کو مطمئن کریں	84
-51	دوسری بات	85
-52	تیسری بات	86
-53	چوتھی بات	87
-54	سرشکِ شوق کی موجوں سے کیوں گھبرا گئی دُنیا؟	88
-55	لفظِ ''نیز'' کا استعمال اور مفہومِ شرک	89
-56	پہلا سوال	89
-57	دوسرا سوال	90

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-58	تیسرا سوال	91
-59	دیکھنا یہ ہے کہ اب آگ کدھر لگتی ہے ' چوتھا سوال	91
-60	شرکیہ عبارت کو بے غبار ثابت کرنے کا چیلنج	92
-61	اس عبارت کے اسبابِ فساد	93
-62	حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ نے اپنے خلاف فتویٰ کفر کا کیا جواب دیا	94
-63	سیالوی صاحب کو میرا چیلنج	95
-64	آیتِ کریمہ "فَالْمُدَبِّرَاتِ امْرًا" کی صحیح تشریح وتفسیر	97
-65	جمہور مُفسّرین کے مطابق اس سے مُراد بالاتفاق ملائکہ ہیں	98
-66	امام فخر الدین رازیؒ کی تصریح	102
-67	خاص نکتہ	103
-68	امام نسفیؒ نے بھی ہماری تائید فرمادی	105
-69	علامہ بیضاویؒ کی تحقیق	106
-70	تفسیر فتوحاتِ مکیہ پر حضرت گولڑویؒ کا تبصرہ	107
-71	ایک نہایت اہم مسئلہ میں علامہ حقیؒ کی تصریح	110
-72	مولویوں کے مخصوص طبقہ کا واویلا کس خاص چُبھن کے تحت ہے؟	112
-73	مشہور و معروف حدیث کی تشریح	112
-74	حدیث شریف انما أنا قاسم واللہ یُعطی پر علامہ عینیؒ کی تفصیلی گفتگو ' پہلی بات	114
-75	وجہِ اوّل	116
-76	وجہِ ثانی	117

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-77	دوسری بات	119
-78	نکتہ	121
-79	مُشتری ہُشیار باش!	122
-80	توجہ سے پڑھیئے	123
-81	تفسیرِ روح المعانی سے وضاحت	127
-82	نتیجۂ بحث	129
-83	فاضل بریلویؒ کا طویل ملفوظ مع عرضِ سائل	131
-84	فاضل بریلویؒ کے ملفوظ سے کیا ثابت ہُوا؟	133
-85	کیا سیالوی صاحب، حضرت غوثِ پاکؒ کے عقیدت مند ہیں؟ انتسابِ کتاب میں سیالوی صاحب کی چابک دستی	134
-86	پیرانِ پیرؒ کی فاسق جہنّمی کے ساتھ مثال (نعوذ باللہ منہ)	135
-87	یہاں چند باتیں قابلِ غور بھی ہیں اور قابلِ افسوس بھی	139
-88	گستاخِ غوثِ پاکؒ کو چیلنج	142
-89	تقریظ کسے کہتے ہیں	143
-90	لفظِ تقریظ کی لغوی تحقیق	145
-91	لفظِ تقریظ کا اصطلاحی مفہوم	147
-92	گستاخیِ غوثِ پاکؒ اور مولوی بصیر پوری c/o سیالوی صاحب	150
-93	گستاخی نمبر 2	151
-94	گستاخی نمبر 3، گستاخی نمبر 4	153
-95	گستاخی نمبر 5، تبصرہ	156

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-96	تواضع کا معنی ومفہوم حاشیہ ابوداؤد کی روشنی میں	158
-97	اعلانِ قدمی هذه کو مِن امرِ اللہ تسلیم کرنے والی مشہور زمانہ شخصیات	159
-98	نوٹ، گستاخی نمبر6، تبصرہ	162
-99	گستاخی نمبر7، تبصرہ	164
-100	بوقتِ وصال حضرت غوثِ پاکؒ کی اپنے فرزند کو وصیت	166
-101	خواجہ غلام فرید چشتیؒ کے الفاظ میں شدتِ سکرات کا بیان	167
-102	گستاخی نمبر8	170
-103	گستاخی نمبر9 ' تبصرہ	171
-104	گستاخی نمبر10	172
-105	گستاخی نمبر11، گستاخی نمبر12	173
-106	گستاخی نمبر13، گستاخی نمبر14	174
-107	گستاخی نمبر15، تبصرہ	175
-108	گستاخی نمبر16، نوٹ، گستاخی نمبر17	176
-109	گستاخی نمبر18، گستاخی نمبر19	177
-110	گستاخی نمبر20	180
-111	گستاخی نمبر21	181
-112	گستاخی نمبر22	182
-113	گستاخی نمبر23	183
-114	گستاخی نمبر24، گستاخی نمبر25	186
-115	گستاخی نمبر26	188

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-116	گستاخی نمبر 27	190
-117	گستاخی نمبر 28، تبصرہ	191
-118	گستاخی نمبر 29، تبصرہ	197
-119	گستاخی نمبر 30	198
-120	گستاخی نمبر 31	199
-121	مولوی اشرف سیالوی صاحب کی عبارتِ تقریظ میں موجود گستاخیاں' گستاخی نمبر 1	200
-122	گستاخی نمبر 2	201
-123	تبصرہ	202
-124	گستاخی نمبر 3	203
-125	گستاخی نمبر 4	204
-126	بنیادِ ایمان ہلا دینے والی سیالوی صاحب کی عبارت	205
-127	گستاخی نمبر 5	206
-128	تبصرہ، حاشیہ نمبر 5، حاشیہ نمبر 6	207
-129	کبرِ علمی میں مبتلا سیالوی صاحب کی حضرت غوثِ پاکؒ پر جرأتِ بے جا	212
-130	ملفوظ نمبر 142	215
-131	تنبیہ	216
-132	سیالوی صاحب کو کھلا چیلنج	218
-133	اسے بھی پڑھیئے	219
-134	حضرت گولڑویؒ کے نظریات اور سیالوی صاحب	222
-135	ہُشیار نظر والو! اُٹھتا ہے نقاب اُن کا	223

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-136	اختلاف نمبر 1	224
-137	محی الدین ابنِ عربیؒ کے بارے میں حضرت گولڑویؒ کا نظریہ	225
-138	اختلاف نمبر 2	226
-139	شانِ غوثیہ بزبانِ مہریہ اور سیالوی صاحب کا نقطۂ نظر	228
-140	اختلاف نمبر 3	229
-141	ملفوظِ حضرت گولڑویؒ	230
-142	اختلاف نمبر 4	232
-143	اصحابِ رقبہ کے دو گروہ	233
-144	حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا اصحابِ رقبہ ہونا	234
-145	اختلاف نمبر 5	235
-146	اختلاف نمبر 6	236
-147	تبصرہ	240
-148	نفیِ نبوت کے الفاظ	241
-149	نکتہ	242
-150	نفیِ رسالت کے الفاظ	243
-151	اختلاف نمبر 7	245
-152	ملفوظ نمبر 78، ملفوظ نمبر 163	246
-153	ہماری تحریر محض تفوقِ نسبی کے جذبے کا نتیجہ نہیں	247
-154	اختلاف نمبر 8	247
-155	تشریحِ فرمانِ غوثیہؒ از قلمِ مہریہؒ	248

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-156	سوال ' جواب	248
-157	فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خانؒ کے ساتھ مولوی اشرف سیالوی صاحب کا شدید اختلاف اور ذومعنٰی عقیدت مندی کا پول	250
-158	دوغلہ پن نمبر 1' تبصرہ	251
-159	دوغلہ پن نمبر 2	252
-160	دوغلہ پن نمبر 3	254
-161	دوغلہ پن نمبر 4	255
-162	قدمِ غوثِ پاکؒ کے بارے فاضل بریلویؒ کا فتوٰی' دوغلہ پن نمبر 5	256
-163	دوغلہ پن نمبر 6	257
-164	خیانت نمبر 1' خیانت نمبر 2' خیانت نمبر 3	259
-165	دوغلہ پن نمبر 7' عرض' ارشاد	260
-166	دوغلہ پن نمبر 8	261
-167	سیالوی صاحب کا بزرگانِ دین سے اپنی عقیدت کا اظہار	262
-168	سیالوی صاحب کی تضاد عملی	265
-169	سیالوی صاحب کی میرے متعلق ہرزہ سرائی	267
-170	احسانِ معیّت ' بندہ نواز کون ہوا؟	268
-171	میری توحید پرستی اور سیالوی صاحب کی برہمی	269
-172	سیالوی صاحب کا مجھ پر بدعقیدہ ہونے کا الزام	274
-173	سیالوی صاحب کا اعتراض اور میرا مسلک	276
-174	جوابِ آں غزل	277

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-175	مسلکِ وہابیہ	278
-176	خواجہ غلام فریدؒ کا ایک ملفوظ	280
-177	وہابی اور شیعہ مذہب	280
-178	ملفوظ نمبر 168	285
-179	بریلوی اور دیوبندی	286
-180	اَذان سے پہلے یا بعد درود و سلام	289
-181	ایک اہم نکتہ	290
-182	انگوٹھے چومنا' تقبیلِ ابہامین کے سلسلے میں حضرت گولڑویؒ کا معمول	291
-183	ملفوظ نمبر 36	291
-184	نکتہ	292
-185	قیام بوقتِ سلام ' دُعا بعد از نمازِ جنازہ	293
-186	مسئلۂ ایصالِ ثواب، تیجا، بیسواں، چالیسواں، سالانہ	295
-187	نکتہ، خصوصی نوٹ	297
-188	تبلیغی جماعت	299
-189	سپاہِ صحابہ کا تشدّد اور میری رائے	300
-190	اہلِ قبلہ کی تکفیر اور حضرت پیرانِ پیرؒ کا نقطۂ نظر	301
-191	پہلی خصلت	303
-192	شیعہ مسلک اور میرا معمول	304
-193	مسئلہ علمِ غیب	307
-194	تقبیلِ قُبور' اکابر کی نظر میں	309

marfat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
-195	مسئلہ سماع اور میرا ذوق	314
-196	سماع کے متعلق حضرت گولڑوی کا مسلک	316
-197	مشائخ وعلمائے عصر کے بارے میرا نقطۂ نظر	318
-198	بصیر پوری کی بے بصری	322
-199	تتبیہ نبیہ	325
-200	نتیجہ نمبر 1	326
-201	نتیجہ نمبر 2، نتیجہ نمبر 3، نتیجہ نمبر 4	327
-202	الہ صفاتی نام ہے یا ذاتی	329
-203	نوٹ	333
-204	حضرت پیرانِ پیرؒ اور حضرت خواجۂ بزرگ اجمیریؒ کی منصبی ذمہ داریاں	340
-205	حضرت پیرانِ پیرؒ کی آفاقی شہرت اور مقبولیت	348
-206	مخلصانہ نسبت کے تقاضے	354
-207	یہ عقیدت ہے یا عداوت	358
-208	اختتامیہ	365

marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرّحمٰنِ الرَّحِيْم

اَلحَمدُ لِلّٰهِ ذِی العِزّةِ وَالمَجْدِ وَالعُلیٰ ۔ فَالقِ الحَبِّ

وَالنّوٰی ۔ خَالقِ الارضِ وَالسّمآءِ وَمابینھُمَا وَمَا

تحتَ الثّرٰی ۔ ھُوَ الّذِی یُصوّرُ نا فِی الاَرحَامِ کیفَ

یَشآءُ ۔ وَالصّلوٰةُ وَالسَّلامُ علیٰ مَن اُرسِلَ بالحقِّ

وَالھُدٰی ۔ الّذی کانَ نَبِیّاً وَّآدَمُ بینَ الطِّینِ رھاءِ

وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُّوحیٰ ۝

فَاَوحیٰ اِلیہِ ربُّہٗ مَا اَوحیٰ ۔ و عَلی آلِہ السُّجبیٰ

وَاصحٰبِہِ البرَرَةِ التُّقٰی وَالنُّقٰی وَعَلیٰ کُمَّلِ اَتباعِہٖ

مِن الصِّدّیقِینَ وَالصّٰلِحینَ وَالشُّھَداء اَمّا بعدُ

فاعوذُ باللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرّجیم ۝

بسم اللّٰهِ الرّحمٰنِ الرَّحیم ۝

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ القُراٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّی

اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی وَمَنْ ھُوَفِی ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝

ترجمہ: جس نے حکم بھیجا تجھ پر (اے پیغمبرؐ) قرآن کا' وہ پھیرنے والا ہے تجھ کو پہلی جگہ' تُو کہہ! میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا ہے راستے کی صحیح نشاندہی اور کون پڑا ہے صریح گمراہی میں

(سورۃ القصص' آیت 85)

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

قارئین سے معذرت کے ساتھ

جہاں اُستاد سعدیؔ شیرازؒ نے انسانی معائب ومحاسن کے اظہار کا ذریعہ تکلّمِ لسانی قرار دیا تھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

تا مرد سُخن نہ گفتہ باشد

عیب و ہنرش نہفتہ باشد

جب تک کوئی شخص بات نہ کرے، معلوم نہیں ہوسکتا کہ یہ کیا ہے اور کِتنے پانی میں ہے، کیوں کہ خوبیاں اور خامیاں زبان کھُلنے کے بعد ہی ظاہر ہوا کرتی ہیں۔ تصنیف وتالیف کی دُنیا میں قلم بھی زبان کا کام کرتا ہے۔ چنانچہ آپ کسی شخص کی تحریر پڑھ کر ہزاروں میل دُور بیٹھے ہوئے بھی اُس کی شخصیت، لیاقت، علمی حیثیت، اہلیت اور طبیعت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مزید برآں یہ کہ زبان سے نکلا ہوا لفظ سماعتوں پر اثر انداز ہو کر فضا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ اُس کی اچھی یا بُری تاثیر سامعین کی کیفیات و جذبات کو مجروح یا محظوظ تو ضرور کرتی ہے اور ایک وقت تک اُس کا اثر بھی طبائع پر رہتا ہے، اِسی لئے نباضِ فطرتِ انسانی ومُعالجِ امراضِ روحانی سیّدنا علی المرتضیٰ نے فرمایا تھا۔

جراحاتُ السِّنانِ لھا التیام

وَلا یلتامُ ما جَرَحَ اللِّسانُ[1]

لیکن بالواسطہ یا بلاواسطہ جو سماعتیں اُس لفظ سے آشنا ہوئی ہوں، وہ صرف اپنی حیات تک متأثر رہتی ہیں، پسِ مُردن یہ سلسلہ اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ جبکہ نوکِ قلم سے ظہور پذیر ہونے والا کلمہ، تاریخ کے سینے پر نقش ہو جاتا ہے اور اُس کلمے کی خوشگوار یا

---

[1] ترجمہ: نیزوں کے زخم تو (پھر بھی) مِل جاتے ہیں لیکن زبان سے لگائے جانے والے زخم کبھی نہیں ملتے۔

marfat.com

ناخوشگوار تاثیر کسی نہ کسی حوالے سے رہتی دُنیا تک قائم رہتی ہے۔ یعنی جب تک وہ تحریر باقی ہے' اُس کی اچھی بُری تاثیر بھی باقی ہے۔ بقولِ عارفے ؎

یَلُوحُ الخَطُّ فی القِر طاسِ دھراً وَ کَاتِبُہٗ رمیمٌ فِی التُّرابُ[1]

لہٰذا آج تک میں نے جو کچھ لکھا اور جس موضوع پر بھی لکھا' بقدرِ استطاعت اُس موضوع کے ساتھ انصاف کرنے کی کوشش کی اور اپنی پوری توجہ اِسی بات پر مرکوز رکھی کہ کوئی جُملہ ایسا استعمال نہ ہونے پائے جو پایۂ اخلاق سے گرا ہوا ہو۔ اِس بات کی صداقت آپ کو میری اب تک منصۂ شہود پر آئی ہوئی تصانیف کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔ لیکن زیرِ نظر کتاب لطمة الغیب علی ازالة الرّیب میں آپ کو اُسلوبِ بیان کے اعتبار سے کچھ تبدیلی ملے گی۔ علمی گرفت' ادبی چاشنی اور تحقیقی گہرائی کے ساتھ ساتھ کچھ سخت اور دُرشت کلمات بھی آپ کو اِس کتاب میں نظر آئیں گے۔ اِس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ جن دو مولوی صاحبان کی طرف میرا رُوئے سخن ہے' اُنہوں نے تمام اخلاقی و ادبی اقدار کو بے دردی سے پامال کرتے ہوئے' عالمِ اسلام کی ایک ایسی شخصیت پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی ہے' جسے زمانہ غوثِ پاک' محبوبِ سبحانی اور پیرانِ پیرؒ کے بلند القاب سے یاد کرتا ہے اور جسے احیائے اسلام سے متعلق اپنی مخلصانہ اور غیر معمولی خدمات پر بارگاہِ ایزدی سے محی الدّین کا زندۂ جاوید لقب بھی عطا ہوا۔ ہر زندہ دِل اور باضمیر قوم اپنے محسنین کو خراجِ تحسین پیش کرنا اپنا قومی و ملّی فریضہ سمجھتی ہے مگر مقامِ تأسف ہے کہ

---

[1] ترجمہ: کاغذ پر قلم کے نقوش ایک عرصے تک رہ جاتے ہیں' حالانکہ اُن کا لکھنے والا مٹی میں مل چکا ہوتا ہے۔

نوشتہ بماند سیہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا اُمید

marfat.com

حضرت پیرانِ پیرؒ ایسا محسنِ اسلام، بطلِ جلیل، جس پر فقط اہلِ اسلام ہی کو نہیں، بلکہ خود اِسلام کو بھی ناز ہے، کے خلاف دورِ حاضر کے دو مولویوں نے ایسی ہرزہ سرائیاں کیں، ایسی گندی زبان استعمال کی اور ایسا اندازِ بیان اختیار کیا، جو نہ صرف کسی مُسلمان سے غیر متوقّع ومحال ہے، بلکہ غیر مُسلم بھی اُنہیں دیکھ کر بقولِ اقبالؒ ورطۂ حیرت میں پڑ جائیں۔ع

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اِن دو حضرات میں ایک مولوی احمد بصیر پوری صاحب اور دوسرے مولوی اشرف سیالوی صاحب ہیں، اوّل الذکر نے باقاعدہ کتاب لکھی، جس کا نام ''حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ'' رکھا، ثانی الذکر سیالوی صاحب نے اُس پر تقریظ لکھی اور اُس کتاب کے مندرجات سے مکمّل اتّفاق کیا۔ ہم اُس کتاب اور موصوف کی تقریظ میں سے پیرانِ پیرؒ کی ذات کے متعلّق روا رکھی گئی گستاخیوں کے مفہوم کی ایک اجمالی فہرست آپ کے سامنے صفحہ وار رکھتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

سیالوی صاحب کے قلم سے ظہور پذیر ہونے والی گُستاخیاں

1: شیخ عبدالقادر الجیلانی نے اپنے ہم عصر اور ہم مرتبہ ومنصب لوگوں پر برتری اور فضیلت ظاہر کی، بلکہ اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں پر بھی دعویِ برتری کیا، جبکہ یہ سُوءِ ادب یعنی طریقت کی دُنیا میں بے ادبی ہے۔ (حکایتِ قدمِ غوث ص 41)

2: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اُن حضرات میں سے تھے، جنہوں نے اولیاء اور انبیاء پر اپنے حال کے مطابق حق کی صورت میں شطح سے کام لیا، پس وہ محفوظ اور معصوم زبان والے نہ تھے۔ (حکایتِ قدمِ غوث ص 42)

marfat.com

3: صاحبِ فتوحات نے شیخ عبدالقادر جیلانی کے مُرید اور شاگرد کو بھی اُن پر فضیلت دے ڈالی۔ (کتابِ مذکور ص42)

4: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے دعوٰی کی مثال ایسے ہے' جیسے آخری آخری شخص دوزخ سے چُھٹکارا حاصل کر کے اللہ کے فضل سے مشرّف ہو کر پکارنے لگے گا کہ جو مرتبہ مجھے ملا کسی کو نہ مل سکا' حالانکہ حقیقت میں اُس کا مرتبہ سب سے کم ترین ہو گا۔ (کتابِ مذکور ص44)

5: فتوح الغیب اگرچہ حضرت غوثِ پاک کے خطبات کا مجموعہ ہے' مگر اِس میں کچھ باتیں ایسی ہیں' جنہیں کلام باطل نظام کہتے ہیں۔ (ازالۃ الرّیب ص70)

6: حضورِ اکرم ﷺ غارِ حرا میں جبرئیلؑ کے وحی لانے سے پہلے نہ نبی تھے اور نہ ہی رسول تھے۔ (حکایتِ قدمِ غوث ص291)

بصیر پوری صاحب کے قلم سے صادر ہونے والی گستاخیاں

1: حضرت غوثِ پاکؒ نے اپنے مرتبے کا اظہار کیا' جبکہ دوسرے بزرگ خاموش رہے۔ اظہار کرنے والوں سے خاموش رہنے والے افضل ہوتے ہیں۔ (حکایتِ قدمِ غوث ص53)

2: صاحبِ سکوت' صاحبِ کلام سے افضل ہوتا ہے۔ شیخ عبدالقادر صاحبِ کلام تھے۔ (کتابِ مذکور ص58)

3: حقیقت یہ ہے کہ بڑے بڑے متّقی اور پرہیز گار بننے والے قادری حضرات (صدیوں سے آنے والے اولیاء) بھی اِس موضوع پر رطب و یابس (کمزور اور جُھوٹی

marfat.com

باتیں کرنے) سے گریز نہیں کرتے۔ (کتابِ مذکور ص60)

4: موت سے کچھ دیر پہلے شیخ عبدالقادر اپنے دعووں کی وجہ سے شرمندہ ہو کر توبہ کرنے لگے۔ (کتابِ مذکور ص62)

5: آپ نے قدمی ھذہ 'اللہ کے حکم سے نہیں فرمایا (نفس کی خواہش کے پیچھے چلے) (کتابِ مذکور ص62)

6: حضرت غوثِ پاک آخر عُمر تک نشّے اور فخر و ناز میں پھنسے رہے' موت سے کچھ دیر پہلے آپ کی اِس حالت سے خلاصی ہوئی۔ (کتابِ مذکور ص62)

7: آپؒ نے نفس کی خواہش پر عمل کیا' اِسی لئے شرمندگی ہوئی۔ (کتابِ مذکور ص63)

8: آپ کا یہ دعوٰی نفس کی چوری کی ہوئی بات تھی' مگر آپ سمجھ نہ سکے۔ (ص64)

9: غوثِ پاک خود پسندی کا شکار رہے۔ (ص64)

10: غوثِ پاک کا فرمان اپنی تعریف آپ کرنے (عُجب) کے مترادف ہے۔ (ص65)

11: شیخ عبدالقادر سُکر والے ہیں اور ایسے لوگ انبیائے کرام کے بر خلاف ہیں۔ (ص67)

12: شیخ عبدالقادر کامِل ولی نہیں تھے' کیونکہ جو کامل ہوتے ہیں' وہ راز ظاہر نہیں کرتے آپ نے راز ظاہر کر دیا۔ (ص68)

13: حضرت بایزید بسطامی نے آخری عمر میں فرمایا کہ میں اب تک یہودی تھا۔ (ص69)

marfat.com

14: جو شخص حضرت شیخ جیلانی کے سُکر (نشے) کا انکار کرے' وہ جھوٹا اور جھٹلانے والا ہے۔(ص 71)

15: متعصب قادری (کئی سو سال کے بزرگانِ دین خصوصاً حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی اور مولٰنا احمد رضا خان بریلویؒ) حضرت شیخ کے سُکر کا انکار کرتے ہیں۔(ص 76)

16: حضرت شیخ شطح سے کام لینے والے تھے' حالانکہ یہ بے ادبی ہے۔(ص 78)

17: حضرت شیخ ادلال میں پھنسے رہے' نہ اُنہیں اللہ تعالیٰ کے قُربِ خاص کا پتہ تھا اور نہ اُن میں اس کی اہلیّت تھی۔(ص 79)

18: حضرت شیخ اولیاء کے علاوہ انبیاء پر بھی اظہارِ شطح (انبیاء کی بے ادبی) کرتے رہے۔ (ص 79)

19: ہر مُدِل بقدرِ ادلال خود معرفت باللہ میں ناقص ہوتا ہے (گویا غوثِ پاک نے بہت زیادہ ادلال کیا لہٰذا وہ اللہ کی معرفت میں بالکل ناقص تھے)۔(کتابِ مذکور ص 81)

20: حضرت شیخ کو اعلیٰ مقام وفات کے وقت ہی نصیب ہوا۔

(حکایتِ قدمِ غوث ص 81)

21. صاحب ادلال اپنے بہت سے سانس ضائع کر دیتا ہے' حضرت شیخ صاحب ادلال تھے۔(ص 84)

22: شیخ عبدالقادر تامدّتِ حیات صاحب حال رہے' صاحب مقام نہ تھے۔(ص 85)

23: عراق والے بزرگوں پر مکر غالب ہوتا ہے اور مکر یہ ہے کہ احکامِ خداوندی کی خلاف ورزی کے باوجود اُن پر نعمتیں جاری رہیں۔(ص 86)

marfat.com

24: جو شطح کرتا ہے وہ اللہ کی معرفت سے بھی جاہل اور اپنی ذات سے بھی جاہل ہوتا ہے (معاذ اللہ شیخ عبدالقادر بھی شطح کرتے رہے لہٰذا وہ بھی جاہل ہوئے)۔(ص87,86)

25: شیخ ابوالسعود (پیرانِ پیر کے مُرید) کو جو مقامِ رفیع عطا ہوا اُس کے مقابلے میں شیخ جیلانی کا مقام ناقص ہے۔(ص93)

26: تمام مقامات سے اعلیٰ مقام عبودیّتِ محضہ ہے (جو حضرت شیخ کو صرف موت سے تھوڑے دِن پہلے نصیب ہوا)۔(ص94)

27: اپنے آپ کی پاکیزگی بیان نہ کرو اللہ جانتا ہے جو جتنا پرہیز گار ہے (حضرت شیخ کو بصیر پوری کی تنبیہ)۔(ص106)

28: حضرت شیخ مقامِ ادلال میں رُکے رہے۔(ص113)

29: ایک بزرگ نے کہا: اللہ کی قسم مَیں عبدالقادر کے حال کو خوب جانتا ہوں، وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا تھا اور وہ اب اپنی قبر میں کیسے ہے۔(ص114)

30: حضرت شیخ کا کلام "قدمی هذه" ایسا ہے، جس سے خود بینی ظاہر ہوتی ہے (جو فقر میں قابلِ گرفت ہے)۔(ص117)

31: متعصب غالیو! بتاؤ کہاں ہے تمہارا عرفِ قبیح و شنیع، جس نے صحابۂ کرام وائمۂ عظام کو اِسمِ ولی سے محروم کر دیا (یہ عُرف کی بات کرنے والے متعصب اور غالی پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ہیں معاذ اللہ)۔(ص133)

32: صحابہؓ کی روش کی پیروی ضروری ہے، اُنہوں نے نہ تو دعوے کیے اور نہ کرامتیں ظاہر کیں، اِسی طریقہ میں سلامتی ہے، باقی اِس سے ہٹ کر دوسرے طریقوں میں سلامتی نہیں

marfat.com

بہت خطرہ ہے (جبکہ شیخ عبدالقادر نے معاذ اللہ دعوے کر کے اور کرامتیں ظاہر کر کے صحابہ والا محفوظ اور سالم طریقہ چھوڑ دیا)۔(ص140)

33: حضرت مجدّ دالفِ ثانیؒ کا وہ مکتوب جس میں حضرت غوثِ پاک کا مرتبہ بیان کیا گیا ہے' وہ جعلی' خودساختہ اور مسترد کیا ہوا ہے۔(ص150,149)

34: یا تو سارے قطبوں کو اصلی قطب مان لو' یا پھر حضرت غوث پاک بھی اصلی قطب نہ رہیں گے' صاحبِ فتوحات نے ایسی بات کہہ دی' جس سے سارے قادریوں کو نقصان اٹھانا پڑا ع جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے (ص178)

35: شیخ عبدالقادر صاحبِ حالِ صدق تھے' صاحبِ مقامِ صدق نہ تھے۔(ص185)

36: حضرت شیخ صاحبِ حال تھے اور صاحبِ حال مغلوب العقل ہوتا ہے' جو مجنون کی طرح ہے' اُن سے قلم اُٹھالیا جاتا ہے۔ نہ اُن کے گناہ لکھے جاتے ہیں' نہ نیکیاں (چلو جان ہی چھوٹ گئی)۔(ص185)

37: ایک بزرگ نے فرمایا ''شیخ عبدالقادر مرتبہ میں مجھ سے پیچھے ہیں''۔(ص201)

38: سلسلہ چشتیہ میں محبوبِ سبحانی کی طرح کے بے شمار محبوب ہیں۔(ص202)

39: حضرت شیخ کا یہ قول بچگانہ ہے' ہمارے سامنے کوئی قادری دم نہیں مار سکتا۔ (ص203)

40: غوثِ پاک کے قدم کی فضیلت ہر زمانے میں ماننے والے جاہل اور متعصب ہیں (ص204)

41: اِس قول کا صرف صدق ثابت ہوا' حق ہونا بھی ثابت نہ ہوا' چہ جائیکہ

marfat.com

حضرت شیخ قدّس سرّہٗ کا براہِ راست مأمور ہونا ثابت ہوتا۔(ص233)

42: حضرت جیلانی پیالے پی کر مست ہو جاتے ہیں اور راز ظاہر کر دیتے ہیں' جبکہ ہمارے مشائخ دریا نوش کر کے بھی کچھ ظاہر نہیں کرتے۔(ص250)

43: غوث پاک کی کیفیت دریا کے شور والی ہے' جبکہ ہمارے مشائخِ چشت سمندر کی طرح خاموش ہیں۔

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت

جس میں جتنا ظرف ہے اُتنا ہی وہ خاموش ہے (ص251)

44: حیرت ہے جن غالی لوگوں (قادری بزرگوں) کے شیخ (پیرانِ پیرؒ) تمام عمر بوجہ سکر وفنا وعروج وحال وادلال وزہو وعمومِ دعاوی طویلہ وعریضہ وشطحیاتِ کثیرہ کا بکثرت اظہار فرماتے رہے اور وہ ہمارے مشائخ کو جو تا مدّتِ حیات مقامِ عبودیّتِ محضہ میں رہے اور کامل ترین اصحابِ صحو تھے' کم قرار دیتے ہیں' ایسے ہی موقع کے لئے کسی نے یہ شعر کہا تھا۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد

جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے (ص251)

45: حضرت محبوبِ سبحانی قدّس سرہٗ ساری زندگی صاحب سُکر وحال وادلال ہی میں رہے اور عُمرِ شریف کے آخری چار دِن میں عبدیّت ونزول کی طرف کسی قدر رجوع نصیب ہوا اگر مقامِ عبدیّت ونزول تام نہ ہو سکا(ص251)

46: اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ایسا شیخ جس کی ساری زندگی فخر وادلال اور سُکر وحال میں

marfat.com

گزری ہے' اُس کی زندگی کے آخری ایّام میں یک لخت تغیّر وانقلاب کیوں واقع ہوگیا؟ اُس کی زندگی کے آخری ایّام میں کس ایسی مقدّس ہستی کا فیض ہوا کہ ساری زندگی کے ادلال وناز کو چھوڑ کر مقامِ عبدیّت ونیاز کی طرف آگئے (ص278)

47: ابراھیم قندوزی مجذوب ایک رات غوثِ پاک کے ساتھ مسجد میں اکٹھے ہوئے ..... حضرت غوثِ پاک کے سرہانے ایک بڑا پتھر لے کر کھڑے ہوگئے اور کہا جی چاہتا ہے کہ سر کچل دُوں' مگر تیری ماں ضعیف ہے' اُسے صدمہ ہوگا (ص279)

48: حضرت شیخ اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھتے رہے اور ساری زندگی دعاویِ طویلہ وعریضہ وکثیرہ کا اظہار فرماتے رہے' مگر آپ بوجہِ سکر وحال معذور تھے (ص280)

49: اسے زیادہ سے زیادہ مباح کے درجہ میں شمار کرو گے' جبکہ متّقین کا ورع وتقوٰی تو مباحات میں ہی ہوتا ہے (یعنی حضرت شیخ متّقی بھی نہ ہوئے معاذ اللہ) (ص280)

50: حضرت پیرانِ پیرؒ تا مدّتِ حیات صاحب مقام نہ ہو سکے' صاحب حال رہے اور صاحب حال پردے میں ہوتے ہیں' اُن کی آنکھوں سے پردے نہیں اُٹھ سکتے۔ (ص282)

51: حضرت شیخ سے کسی ایسی عجیب وغریب کرامت کا صدور نہیں ہوسکا' جس کا ظہور کسی اور سے نہ ہوسکا ہو (ص282, 283)

52: البتہ ہمارا جوابی دعوٰی بدستور باقی ہے' جسے کوئی غالی تا قیامت توڑ نہیں سکے گا' یعنی سب قادریوں کو سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت ہوجانا چاہیئے (ص311)

53: جس قادری کو بھی فیضِ غوثیہ ملے گا' بوساطتِ حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ ہی ملے

marfat.com

گا۔(ص311)

54: سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ میں حضرت خواجہ ابو یعقوب یوسف ہمدانی قدّس سرّہٗ جیسے بزرگ موجود تھے' جن سے سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی فیض حاصل کرتے رہے' روحانی مشکلات حل کرواتے رہے(ص312)

55: سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں حضرت خواجہ معین الدّین اجمیری قدّس سرّہٗ جیسے مُرید موجود تھے' جو مقامِ اِدلال و ناز میں پھنسے ہوئے لوگوں کو نکال کر مقامِ عبدیّت و نیاز پر پہنچا دیتے (ص312)

56: ثابت ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کو ایک نقشبندی بزرگ نے غوثِ اعظم بنایا (ص315)

57: شیخ عبدالقادر جیلانی کی زندگی نے وفا نہ کی کہ آپ منصبِ ولایت کی تکمیل کر پاتے(ص316)

گستاخیوں کی اِس مجمل فہرست پر نگاہ ڈالنے سے آپ پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ ہم نے اِن ہر دو مذکورہ مولوی صاحبان کے متعلّق ناروا سختی کا مظاہرہ بالکل نہیں کیا' بلکہ ایسے موقع پر ان جیسے لوگوں سے سختی نہ برتنا بجائے خود ایک گناہ ہوتا ہے۔ بقولِ سعدیؒ شیرازی ؎

نکوئی با بداں کردن چنان است　　کہ بد کردن بجائے نیک مَرداں

اگر جوابِ آں غزل کے طور پر میری تحریر میں آپ کو کچھ سختی نظر آئے تو ذرا اُن آیات پر بھی نگاہ ڈال لیجئے گا' جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے گستاخوں کو

marfat.com

ڈانٹتے ہوئے اُنہیں حرام زادہ تک قرار دے دیا اور پھر اِسی تناظر میں مندرجہ ذیل حدیث شریف کے الفاظ بھی قابلِ غور ہیں کہ جب یہودِ بنُونضیر و بنوقُریظہ کی اسلام دُشمن پالیسیاں واضح طور پر سامنے آگئیں اور اُنہوں نے پیغمبرِ اسلام کے اہلِ بیتِ عظام کے بارے غلط زبانی اپنا شیوہ بنالیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ غزوۂ خندق سے فراغت کے فوراً بعد اِن سے بھی نمٹ لیں۔ چنانچہ آپؐ اُن کے قلعوں کے پاس تشریف لائے' ایک طرف اُس مجسّم شرافت و حیاء' رحمت و شفقت اور تہذیب و ادب کے نقطۂ کمال پر فائز شخصیّت کو دیکھئے' جس کے فرقِ اقدس پر وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عظيمٍ کا منصوص تاج رکھا گیا اور دوسری طرف ان کلمات پر بھی ذرا غور فرمائیں۔ آپ نے یہودِ بنُو قریظہ کو مخاطب فرماتے ہوئے بآوازِ بلند فرمایا: يااِخوَةَ القِرَدَةِ وَالخنازيرِ کہ اے بندروں اور سُوَروں کے بھائیو! جب یہودیوں نے آپ کی زبانِ اقدس سے خلافِ توقُّع ایسے سخت کلمات سُنے تو حیرت زدہ ہوکر کہنے لگے يا أبا القاسم لم تكُ فحّاشاً

ترجمہ: کہ اے ابوالقاسم ﷺ آپ اِس سے پہلے تو ایسے غیر مہذّب الفاظ بولنے والے نہ تھے۔ (ملاحظہ ہو "المُستدرک للحاکم" الجزء الثالث ص 37 مطبوعہ بیروت سنِ طباعت 1990)

اب غور فرمایئے کہ آخر وہ کیا کیفیّت تھی' جس نے آپ جیسی سراپا حلم و حیا اور مجسّم مہر و وفا ذات کو ایسی گفتگو پر مجبور کر دیا تھا' لہٰذا اِس معاملے میں میری طرف سے بھی معذرت قبول کیجئے۔

marfat.com

بقولِ علّامہ بوصیریؒ ؎

یـــالائـمـی فِـی الهَـوَی الـعـذُریِّ معـذِر ۃً
مـنّـی اِلیكَ وَلَـو اَنـصـفـتَ لَـم تَلُمْ[1]

اِسی طرح کچھ ایسے گندے ذہن کے لوگوں پر تنکیل وتأدیب کے حوالے سے آپ نے صحابۂ کرامؓ کو فرمایا کہ من تعزّی بعزاءِ الجاهليّةِ فأعضّوه بِهَنِّ أبيهِ وَلَا تكنُوا (مشکوٰۃ شریف ' باب المفاخرة والعصبيّة ' الفصل الثانی حدیثِ رابع) یعنی جو شخص تمہارے سامنے آکر اندازِ جہالت اپناتے ہوئے تمہارے مؤمن وشریف آباء واجداد کی توہین کرے اور اپنے نسب پر فخر ومباھات کرے تو اُسے کہو کہ تُو اپنے باپ کا سرمایۂ مَردمی مضبوط کر کے دانتوں میں پکڑ لے۔ (اِس کلمہ کی مزید وضاحت مقصود ہو تو اپنے علاقے کے کسی مُستند عالمِ دین کی طرف رجوع کیا جائے)۔

جس طرح اِس کائناتِ بسیط میں موسم بدلتے رہتے ہیں' گرمی' سردی' خزاں اور بہار اپنے اپنے وقت پر نمودار ہوتی ہے' اِسی طرح انسان کے اندر کا موسم بھی بدلتا رہتا ہے۔ غم' خوشی' قبض وبسط' نرمی ودرشتی اور دیگر طبعِ انسانی سے متعلّق تمام جذبات' یہ سب ایسی کیفیّات ہیں' جو خارجی وداخلی مختلف النّوع اسباب کے زیرِ اثر انسان پر طاری ہوتی رہتی ہیں۔ ان بدلتی کیفیّات کے ساتھ آدمی کا لب ولہجہ بھی ضرور بدلتا ہے' نتیجتاً گفتگو کے تیور بھی مدّ وجزر کا شکار رہتے ہیں۔ کیوں کہ گفتگو دو طرح کی ہے۔ ایک وہ گفتگو جو زبان سے کی جاتی ہے جبکہ دُوسری وہ گفتگو' جو زبانِ قلم سے ادا ہوتی ہے۔ لہٰذا قلم پر داخلی کیفیّات کا اثر انداز ہونا بھی ایک فطری امر ہے اور پھر یہ حقیقت بھی تو نظر انداز نہیں کی جاسکتی کہ جس طرح گفتگو کا

---

[1] اے مُجھے عشق ومحبت کے معاملے میں ملامت کرنے والے! اگر تُو انصاف سے کام لیتا تو مجھے ہرگز ملامت نہ کرتا۔

marfat.com

لب ولہجہ موضوعِ بحث کا مرہونِ منّت ہوتا ہے' اِسی طرح بطنِ قلم سے جنم لینے والے اَطفالِ نقوش بھی موضوعِ زیرِ بحث کی تاثیر اپنے دامن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جبکہ کسی ایسی تالیف میں یہ باتیں اور بھی زیادہ ملحوظِ نظر رکھنا ضروری ہوجاتی ہیں' جو کسی کے جواب میں منصۂ شہود پر آرہی ہو۔ فقیر کی یہ ادنیٰ کاوش بھی چونکہ سیالوی صاحب کی سلسلہ جنبانی کا منطقی نتیجہ ہے' لہٰذا تالیفِ ہٰذا میں قارئین کو یہ سب فطری لوازم پیشِ نظر رکھنا ہوں گے۔

علمی گفتگو کا جواب علمی پیرائے میں ہوگا اور ادبی چوٹوں کا جواب' جوابِ آں غزل کے طور پر اُسی لہجہ میں دیا جائے گا۔ چوں کہ سیالوی صاحب نے اپنے موقف کے اثبات میں اشعار سے استناد اور مسائل کا استنباط فرمایا ہے' اِسی لیے دورانِ تحریر سلطانِ ادب نے اپنے خُم خانۂ بیان سے ہمیں بھی بادۂ نظم کا ایک جُرعہ بخش دیا' جس کی مستی سے سرشار ہوکر ہمارا قلم از خود اساتذہ سُخن کے متعدّد جواہر دامنِ قرطاس میں ڈالتا چلا گیا۔ ہمارے اِس مسکنت کدۂ گفتار و تحریر کے صحنِ معانی میں آپ کو جو بزمِ سُخن سجی نظر آئے گی' اِسے ہرگز تکلّفانہ سعی گمان نہ کیجئے اور ظنّوا المؤمنین خیراً پر نظر رکھتے ہوئے' اِسے مُوھبِ اسرار و نکات کا محض سلسلۂ بذل و عطا خیال فرمایئے گا۔ بقولِ راقم ؎

پیغام رسانی سے پتہ چلتا ہے
لفظوں کی روانی سے پتہ چلتا ہے
طاقت ہے مرے ذہن کے پیچھے کوئی
القائے معانی سے پتہ چلتا ہے

marfat.com

ہوسکتا ہے کل کلاں کسی اور موضوع پر قلم اُٹھاتے ہوئے ہمارے اندر کا موسم کچھ اور ہو، جس کے سبب ہمارے اُسلوبِ سُخن میں آپ کو مزید کچھ رنگ بھی نظر آ جائیں۔ کیوں کہ ہم عالمِ خلق سے تعلّق رکھتے ہیں، جو ارتقائی مراحل سے گزر کر ہی کمال پذیر ہوتا ہے، چنانچہ کسی استاد کے درجِ ذیل شعر میں ذرا مدارجِ سکون کی ارتقائی صورتیں ملاحظہ ہوں ؎

بہ قدرِ ہر سُکوں، راحت بود، بنگر تفاوت را
دویدن، رفتن، استادن، نشستن، خُفتن و مُردن

اِسی مرحلہ وار سفرِ اقلیمِ سُخن کی وجہ سے آپ کو میری تصانیفِ منظومہ و منثورہ میں بھی مضامین و معانی کا تنوّع نظر آئے گا، جو عندالعقلاء قابلِ تعزیر نہیں، بلکہ لائقِ تحسین ہے۔

لہٰذا میری ایسی جُملہ علمی کاوشوں پر نظر ڈالنے سے پہلے اِس امرِ فطری کو بھی ضرور ملحوظ رکھا جائے، کیونکہ اکثر اِنہی باتوں کی وجہ سے عوامُ النّاس میں میرے متعلّق مختلف غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن اگر طبیعت متلاشیِ حق اور قبولِ حق کے لیے آمادہ بھی ہو تو پھر آپ کو ان شاء اللہ میری کسی بھی تحریر میں ابلاغِ مفہوم کی کہیں کمی نظر نہ آئے گی اور کسی صاحب قلم کی سب سے بڑی کامیابی یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنا مافی الضّمیر جس اسلوبِ بیان میں اپنے قارئین تک پہنچانا چاہتا ہو، بہ تمام و کمال پہنچا دے۔ اِسی کو تبلیغ کہتے ہیں اور یہی ہماری ذمّہ داری ہے۔ وَما علینا اِلّا البلاغ المُبین کا جملہ جو اکثر خطباء حضرات اختتامِ خطاب پر فرماتے ہیں، اُس کا بھی یہی مفہوم ہے۔

انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب اُس کی محبوب ترین چیز کے بارے کوئی شخص ناشائستہ زبان استعمال کرے تو آدمی حُبّك الشیئ یُعمِی وَیُصِم کے تحت

marfat.com

بہت کچھ کر گزرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں نے پھر بھی ایسا نہیں کیا' بلکہ ایک محدود دائرے میں رہتے ہوئے بات کی ہے' لیکن بصیر پوری صاحب کا مکمّل علاج بالمثل ہونا ابھی باقی ہے۔ اِس کتاب میں تو ضمناً اُن کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو اِن شاء اللہ فرصت نکال کر اُن کی تمام یاوہ گوئیوں اور بیہودہ گفتاریوں کا مدلّل جواب دُوں گا۔ کیوں کہ ؎

ابھی لا انتہا ذرّوں کو ہے پرواز کی حسرت
کوئی آندھی بقدرِ ظرفِ ویرانہ نہیں اُٹھی

آخر حضرت پیرانِ پیرؒ میرے رُوحانی و ایمانی بزرگ ہونے کے علاوہ میرے جدِ اعلیٰ بھی ہیں اور میرے اتصالِ نسب کی صحّت کا یہ تقاضا بھی ہے کہ میں اُن کے دُشمنوں کے دانت ضرور کھٹّے کروں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ بصیر پوری صاحب کی کتاب کو شائع ہوئے تو پانچ سال گزر گئے' مگر آپ نے اِس انداز میں اُن کے خلاف اب تک قلم کیوں نہیں اُٹھایا اور اب ایسی کیا ضرورت آن پڑی کہ آپ اُن پر یوں برس پڑے۔ جواباً گزارش ہے کہ بصیر پوری صاحب کے جواب میں جب میرے اُستاد بھائی مولٰنا ممتاز احمد چشتی صاحب نے کتاب ''قدمِ الشّیخ عبدالقادرؒ علٰی رقاب الاولیاء الاکابر'' لکھی اور مجھے مسوّدہ بھجوایا کہ اِس پر اپنا تبصرہ تحریر کر دیجئے تو میں نے اُس وقت بھی اُنہیں کہہ دیا تھا کہ آپ نے ہر چند تحقیقی انداز میں جواب تو لکھ دیا ہے' لیکن گستاخانِ غوثِ پاکؒ کا علاج بالمثل ضروری ہے اور وہ مجھے کرنا ہے۔ اُسی وقت سے میں نے اپنی مصروفیتوں کے باوجود بصیر پوری صاحب کی گستاخیوں کے جواب میں متعدد کُتب سے نوٹس لگا کر رکھ دیئے' تاکہ بوقتِ ضرورت کام آسکیں اور وہ ذخیرۂ دلائل بحمد اللہ تعالیٰ اب بھی میرے

marfat.com

پاس موجود ہے' جسے میں لمحاتِ فرصت میں ترتیب دے کر منظرِ عام پر لاؤں گا اور دُنیائے تصوّف کی جن عظیم شخصیات کو جبراً گھسیٹ کر پیرانِ پیرؒ کے جُرمِ گستاخی میں شریک کرنے کی جوناپاک سازش کی گئی ہے' اُسے بے نقاب کروں گا۔ ع

مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

قارئینِ ذی قدر! مجھے اعتراف ہے کہ سیالوی صاحب کے کتابچے ''ازالۃ الرّیب'' کا جواب قدرے تاخیر سے منظرِ عام پر آرہا ہے' اِس کے متعدّد اسباب ہیں۔ جن میں سے پہلا اور اہم سبب تو میرا خانقاہی ماحول ہے۔ اندرون و بیرونِ مُلک سے آنے والوں کو ملاقات کا وقت دینا اور اُن کا مدّعیٰ سُن کر دُعا کے ساتھ مناسبِ موقع کلمات سے اُنہیں مطمئن کرنا' دوسرا سبب میرے وہ سفر ہیں' جو مجھے ملک کے اندر اور باہر دینی اور تبلیغی سلسلے میں کرنا پڑتے ہیں' تیسرا سبب یہ بھی ہے کہ ایسے حسّاس موضوع پر قلم اُٹھانے سے پہلے موافق و مخالف تمام کتب کا کھنگالنا' مخالفین کے دلائل پر غور و فکر کے بعد کتاب و سنّت اور اسلاف کی کُتبِ معتبرہ سے اُن کا جواب نکالنا ضروری ہوتا ہے' جو خاصا وقت اور محنت طلب کام ہے۔ ورنہ پھر کتاب کی وہی حالت بنتی ہے' جو سیالوی صاحب کی ''ازالۃ الرّیب'' کی بنی ہے۔ ایسے لگتا ہے اُنہوں نے یہ کتاب اُونگھتے' سوتے یا چلتے پھرتے لکھی ہے۔ جب کہ مَیں نے یہ کتاب بحمد اللہ بقائمیِ ہوش' بعالمِ بیداری اور پھر نگارِ علم کے چرنوں میں باقاعدہ مؤدّب بیٹھ کر تالیف کی ہے۔ اِس کے باوجود میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ میری یہ کاوش کتابی دُنیا میں ایک علمی اضافہ ثابت ہوگی' البتہ انصاف پسند حضرات اس میں بہت سے ایسے حقائق ضرور موجود پائیں گے' جنہیں عام طور پر دانستہ یا نادانستہ پردۂ خفا میں رکھا جاتا ہے۔ اگر مجھے صرف لکھنے پڑھنے کی ذمہ داری نبھانا ہوتی

marfat.com

جیسا کہ علمائے کرام کو اس نعمتِ غیر مترقبہ سے نوازا گیا ہے تو اس سے کہیں بہتر اور جلد تر یہ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہوتی' مگر میرے خانقاہی عوارض اور ہزاروں متعلّقین کے سبب پیش آنے والی ھمہ قسمی مصروفیات مجھے بہت کم لمحاتِ فرصت میّسر ہونے دیتی ہیں۔ اِس کے باوجود بھی میرا اِتنا کچھ کر لینا' میرے خالق و مالک کا مُجھ پر فضلِ خاص نہیں تو اور کیا ہے؟ اگر سیالوی صاحب کی طرف سے یہ سلسلہ مزید آگے چلایا گیا تو ان شاء اللہ یہ فقیر بھی ما حضر پیش کرتا رہے گا' اگر چہ بہ دیر ہی سہی' لیکن ''دیر آید دُرست آید'' کے مطابق مشتاقانِ علم وادب کے ذوق کی تسکین کا خاطر خواہ سامان فراہم کیا جاتا رہے گا۔ فارسی کے عظیم صوفی شاعر میرزا عبدالقادر بیدلؒ کے بقول ؎

بہر کجا ناز سر بر آرد ' نیاز ہم پائے کم ندارد
تُو و خرامے و صد تغافل ' من و نگاہے و صد تمنّا

جس طرح بنوقُریظہ کے گستاخ یہودیوں نے بارگاہِ رسالت مآبؐ میں گستاخی کا ارتکاب کیا تھا اور حضور علیہ السّلام نے اپنے شاعرِ دربار حضرت حسّان بن ثابتؓ سے ارشاد فرمایا تھا کہ تُو اِن بدزبانوں کو اِنہی کے موافقِ طبع لب و لہجے میں جواب دے' چنانچہ بخاری شریف میں وہ کلمات اِن الفاظ میں موجود ہیں۔ قال النبی ﷺ لحسّان اُھجھُم أوھَاجِھم وجبرئیلُ معکَ (نبیِ اکرم ﷺ نے حضرت حسّانؓ کو حُکم دیا کہ تو اِن گستاخوں کی ھجو (مذمّت) کر کہ جبریلِ امینؑ تیرے ساتھ ہیں) یا اِسی مقام پر یہ الفاظ بھی ہیں: قال النبی ﷺ یوم قریظة لحسّان بن ثابت اُھجُ المشرکینَ فانّ جبرئیل معکَ ' یعنی بنوقریظہ کو سزا دینے کے دِن حضور علیہ السّلام نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا کہ تُو مشرکین کی ھجو کر' کیونکہ تائید وتقویت کے لیے

marfat.com

جبرئیلِ امینؑ بھی تیرے ساتھ ہے[1]۔

یوں سمجھئے کہ اِسی طرح گویا مجھے بھی دربارِ غوثیہ سے حکم دیا گیا ہے کہ میں اِن گستاخوں اور بدزبانوں کو لگام ڈالوں اور کعب بن اشرف یہودی قُرظی (بحوالہ حاشیہ بخاری[2]) جو اپنے ہجویہ اشعار اور کفارِ مکّہ کے ساتھ اندرونی ساز باز کے ذریعے اسلام اور بانیٔ اِسلام کو نقصان پہنچانے کی ناپاک سازش کرتا اور آنحضرت ﷺ کے خلاف گندی زبان استعمال کرتے ہوئے آپ کو اذیّت پہنچاتا رہا' اُس کے خاتمے کے لئے بھی دربارِ رسالت سے یہ حکم جاری ہوا' مَن لکعب بن الاشرفِ فانّہٗ قد اٰذی اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ[3] یعنی آپؐ نے صحابۂ کرامؓ کو اِس کارِ ثواب پر آمادہ کرنے کے لئے ارشاد فرمایا: کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کرے' کیونکہ اُس نے یقیناً اللہ اور اُس کے رسُولؐ کو تکلیف پہنچائی ہے۔

وہ اشرف کا بیٹا کعب تھا' جس نے اپنی ناپاک زبان کے ذریعے اللہ کے رسولؐ اور رسولوں کے سردار کو تکلیف پہنچائی' یہاں تو اُس کعب کے بھی باپ خود اشرف صاحب ہیں' جنہوں نے اپنے گستاخ قلم سے نہ صرف اللہ کے ایک ولی' بلکہ ولیوں کے شہنشاہ کو ایک دوزخی سے کھُلی تشبیہ دیکر آپؐ کو' آپ کی اولاد اور آپ کے سچّے نیاز مندوں کو دِلی تکلیف پہنچائی ہے' وُہ کعب بن اشرف قُرظی[4] تھا اور یہ اشرف تقریظی ہیں۔ قُرظی اور تقریظی لفظی مشابہت کے علاوہ بہ اعتبارِ مادۂ اشتقاق بھی قریب قریب ہیں' لہٰذا میرے لیے اُنہیں اِس انداز اور لہجے میں جواب دینا ضروری ہو گیا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو: بخاری شریف ' جلد ثانی ' ص 591 ' مطبوعہ کراچی
[2] ملاحظہ ہو: حاشیہ بخاری شریف ' جلد ثانی ' ص 576 ' مطبوعہ کراچی
[3] ملاحظہ ہو: بخاری شریف ' جلد ثانی ' ص 576 ' مطبوعہ کراچی
[4] ملاحظہ ہو: حاشیہ بخاری شریف ' جلد ثانی ' ص 576 ' مطبوعہ کراچی

marfat.com

یہ تو کوئی غیرت والی بات نہ ہوئی کہ ایک شخص آپ کے ماں باپ کو گالیاں دے' اُنہیں مجنون' مغلوب العقل اور دوزخی تک کہہ ڈالے اور آپ اُس کے ماں باپ کے لئے بلند القاب استعمال کرتے ہوئے کہیں کہ جناب کے والدِ محترم نے یوں فرمایا اور قبلہ کی والدۂ عفیفہ نے فلاں ارشاد فرمایا۔ لہٰذا جنہوں نے میرے دادا کو گالیاں دی ہیں' اگر میں اُن کے متعلق قدرے سخت جملے بھی استعمال کر دوں تو میرا یہ عمل کتاب و سنّت اور تاریخِ اسلامی کے مطابق بجا ہوگا۔ اِس کے باوجود بھی اگر کچھ قارئین کو مجھ سے شکوۂ تُند نگاری و دُرُشت نویسی ہو' اور وہ مجھے نصیحتِ ملائمت گفتاری فرمانا چاہیں تو مَیں اُن سے امام بوصیریؒ کی زبان میں یوں عرض کروں گا۔

مَحَضْتَنِی النُّصحَ لٰکِن لَّستُ اَسمَعُهٗ

اِنَّ المُحِبَّ عَنِ العُذّالِ فِی صَمَمٍ[1]

نیازمندِ بارگاہِ محبوبِ سُبحانی

سیّد نصیرالدّین نصیرؔ کان اللہ لہٗ

از درگاہِ غوثیہ مہریہ

گولڑہ شریف' اسلام آباد

۱۵ ذی الحجّہ ۱۴۲۳ھ مطابق

19 فروری 2003ء

---

[1] ترجمہ: اے ناصح! اگرچہ تُو نے مجھے اچھی نصیحت کی' لیکن میں نے اُسے سنا ہی نہیں' کیوں کہ عاشق محبت کے معاملے میں ملامت گروں کی باتوں سے بہرا ہوتا ہے۔

marfat.com

حرفِ خواندنی

کوششِ بسیار کے باوجود بھی لطمۃ الغیب علیٰ ازالۃ الرّیب کی اشاعتِ اوّل میں کچھ اغلاط رہ گئیں' اگرچہ وہ اغلاط معمولی نوعیّت کی تھیں' مثلاً کہیں صفحہ نمبر لکھتے وقت کمپوزر (Composer) کی عدم توجّہ کے سبب 32 کو 23 یا 79 کو 97 لکھ دیا گیا۔ اِسی طرح بہ سلسلۂ ضبطِ حرکات کہیں زبر' زیر' پیش اپنی جگہ سے کچھ آگے پیچھے ہو گئے جو فہمِ مراد میں خلل انداز ہوتے تھے۔ اِسی طرح کہیں نقطہ' شدّ اور مدّ چھوٹے بڑے ہو کر مفہوم کی وضاحت میں مانع ہوئے' جب کہ کہیں کہیں کا' کو' کی وغیرہ کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ لکھے گئے اِسی طرح یہ اور اِس جیسی کچھ اور اغلاط اگرچہ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کے مراحل میں بہ تقاضائے بشریّت رہ گئیں' لیکن بحمداللّٰہِ تعالیٰ کوئی غلطی ایسی نہ تھی' جو ترکیبِ عبارت' اندازِ بیان یا توضیحِ عقائد کے سلسلے میں فاش غلطی تصوّر کی جائے جیسا کہ قبلہ سیالوی صاحب کی کتاب میں متعدّد مقامات پر ایسی اغلاط کی بھرمار ہے۔

ہم نے سیالوی صاحب کی کتاب ازالۃ الرّیب کا فقط ایک صفحہ قارئین کے سامنے رکھا تھا اور اُس میں بھی ہماری گرفت اُن کلمات و تراکیب پر تھی' جو عند العلماء قابلِ مؤاخذہ ہو سکتی ہیں' ورنہ ہماری کتاب لطمۃ الغیب میں محوّلہ بالا اغلاط کی طرح تو ازالۃ الرّیب کے تقریباً ہر صفحہ پر اغلاط موجود ہیں' بلکہ بعض اغلاط ایسی بھی ہیں' جو سیالوی صاحب کے مقصودِ تحریر کی نفی کر دیتی ہیں' یعنی وہ جو کچھ فرمانا چاہتے ہوتے ہیں' اُس کے برعکس اُنہی کی تحریر مفہوم کو کسی اور طرف کھینچ رہی ہوتی ہے۔ گویا:

من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ می سراید

والی بات بن جاتی ہے۔ حالانکہ بہ سلسلۂ تحریر و تصنیف جو فُرصت و معاونت سیالوی صاحب

marfat.com

کومل سکتی ہے، وہ مجھے حاصل نہیں، کیونکہ (بزبانِ سیالوی صاحب) مشاغلِ متکاثرہ ومتنوعہ کے سبب مُجھے تصنیف وتالیف اور پھر پروف ریڈنگ کے لیے بہت کم لمحاتِ فرصت میسّر آتے ہیں، ایسے میں اگر مجھ سے کوئی فروگزاشت ہو بھی جائے تو اُسے ع

وَالعذر عند کرام النَّاس مقبولُ

کے تحت قابلِ گرفت نہیں سمجھنا چاہیئے۔ علاوہ ازیں احباب کا شدید اصرار تھا کہ ازالۃ الرّیب کا جواب جلد از جلد منصۂ شہود پر آنا چاہیئے، چنانچہ تساہلِ کتابت کا ایک سبب یہ بھی بنا، جب کہ سیالوی صاحب کو ایسی کوئی صورتِ حال درپیش نہ تھی۔ نیز اِس حقیقت کا انکار بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اکثر کمپوزر حضرات عربی، فارسی کی تعلیم سے نابلد ہونے کے سبب بار بار اصلاح کے باوجود بھی اپنی کرامات دکھا جاتے ہیں، مگر پھر بھی اربابِ فہم قارئین بخوبی اندازہ کر لیتے ہیں کہ کون سی اغلاط سہوِ کاتب کا نتیجہ ہیں اور کون سی خطائے مؤلف کا۔ اس کے باوجود میں نے بساط بھر کوشش کی ہے کہ لطمۃ الغیب کی اشاعتِ دوم میں اغلاط کی تصحیح کر دی جائے، اگر پھر بھی قارئین کو کتابت سے متعلق کہیں کوئی غلطی نظر آ جائے تو ہمیں مطلع فرما کر مشکور ہوں۔ آخر میں ایسے کرم فرماؤں کی خدمت میں علامہ سیمابؒ کا درجِ ذیل شعر پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں، جو ایک عیب دیکھ کر سینکڑوں خوبیاں نظر انداز کر دینے کے عادی ہوتے ہیں ؎

تِری اِس بھُول کا احساں، تِری اِس یاد کا شُکر
کہ مجھے بھُول گیا، میرے گُنہ یاد رہے

(از مصنف)

14 اپریل 2003ء، مطابق ۱۱ صفر المظفر ۱۴۲۴ھ

marfat.com

رسالہ ''پیرانِ پیرؒ'' میں موجود عبارت کا خودساختہ انطباق

بحمداللہ تعالیٰ میرے عقائد اہلِ سُنّت و جماعت والے ہیں اور میرے اکابرینِ عظام نے کتاب وسنّت کی روشنی میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے مَیں اُنہی پر کاربند ہوں۔ اِتنا ضرور ہے کہ مَیں کسی بزرگ سے بزرگ شخصیّت کی ہر بات کو بے چون و چرا تسلیم کرنے سے پہلے اُسے فرمانِ خُدا اور ارشاداتِ مصطفےٰ ﷺ کے آئینے میں ضرور دیکھ لیتا ہوں۔ کیونکہ فردّوہُ اِلَی اللّٰہِ والرّسولِ .....الخ اور مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُولُ فخذوہُ وَما نھاکُم عنہ فانتھُوا کا مقتضٰی ومفہوم یہی ہے۔ اہلِ حقیقت وطریقت میں سے کوئی بزرگ شخصیّت بھی ایسی نہیں گزری، جس نے اپنی کی ہوئی یا لکھی ہوئی ہر بات کو علی الاطلاق علی العموم اور غیر مشروط طور پر مان لینے کا حُکم صادِر فرمایا ہو، بلکہ ''کُل طریقةٍ ردّتھا شریعةٌ فھی زندِقةٌ'' اور ''قولِ شیخ حُجّت نیست، دلیل باید از کتاب وسُنّت'' جیسے واضح اعلانات اُن بزرگوں کی صداقت شعاری اور حق پرستی کا کُھلا ثبوت ہیں۔ جیسا کہ شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرحِ فتوح الغیب میں نقل کرتے ہیں۔ لہٰذا ملاحظہ کیجئے۔

فتوح الغیب اور اُس کی شرح کا اقتباس: پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں

کلّ حقیقةٍ لا یشھدلھا الشّرع فھی زندقةٌ شاہ عبدالحقؒ فرماتے ہیں ہر حقیقتے کہ گواہی ندہد وثابت نگرداندُورا شریعت، پس آں حقیقت زندقہ است یعنی کفر والحاد و انکارِ دین وآخرت ونفیِ احکامِ ربوبیّت است وباید دانست کہ حقیقت امرے مبائن ومخالف نیست شریعت را بلکہ حقیقتِ حقیقت شریعت است ..... واگر یکے را چیزے کشف شود

marfat.com

کہ شریعت مخالف است دروغ و باطل باشد و اگر آنرا اعتقاد کند کافر گردد[1] الخ

میں نے بہت بڑا عالم و محقّق ہونے کا دعوٰی کبھی نہیں کیا

اور نہ اپنے ملنے والوں سے تقاضا کرتا ہوں کہ وہ مُجھے اِن القابات و اعزازات سمیت تسلیم کریں۔ اگر سیالوی صاحب کو اشتہارات و اعلانات میں عمدۃ الاذکیاء' اُستاذ العلماء' سرمایۂ اہلِ سنّت' رئیس المحقّقین' امام المناظرین' اُستاذ الاساتذہ' شیخ الحدیث والتفسیر اور حضرت علاّمہ ابوالحسنات کے القابات سے نوازا جائے بلکہ اُن کی اپنی کتاب کے سرِ ورق پر یہی القاب لکھ کر اُن کا اسم گرامی لکھا جائے تو نہ یہ تعلّی ٹھہرے' نہ بہ زعمِ خویش علاّمہ و محقّق العصر بننے والی بات ہو اور نہ اِسے خودستائی پر محمول کیا جائے' لیکن اگر کوئی متعلّق و عقیدت مند مُجھ ہیچ میرز کے لیے کچھ الفاظ لکھ اور بول دے تو یہ بات معیوب ٹھہرے۔ یہ کیسا دوہرا معیار ہے؟ میرے آباء و اجداد علم و عرفان کے مینارۂ نور رہے ہیں جن کی علمی' ادبی اور روحانی عظمتوں کو ایک زمانہ تسلیم کرتا ہے' جبکہ سیالوی صاحب قبلہ کے والدِ محترم کا شاید نام بھی کوئی نہ جانتا ہو' اور یہ پتہ بھی نہ ہو کہ وہ کیا کام کرتے تھے اور اُن کا مسلک و مذہب کیا تھا؟ ایسی باتیں لکھنے' لکھوانے اور شائع کرانے سے پہلے آدمی اپنے حسب' نسب اور دامن کو اچھی طرح دیکھ لے' ورنہ جب حقائق منظرِ عام پر آتے ہیں تو جگ ہنسائی ہوتی ہے۔

مَیں تو رضائے الٰہی اور تبلیغِ دینِ متین کی نیّت سے جو کچھ کتاب و سنّت اور فرموداتِ صحابہؓ و سلف صالحینؒ میں سے سمجھ پاتا ہوں' تحریراً اور تقریراً عوام الناس تک

---

[1] فتوح الغیب مقالہ نمبر 40 و شرح اُواز شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ ص 181,180 مطبوعہ لاہور سنِ طباعت 1282ھ

marfat.com

پہنچا دیتا ہوں۔ بے جا نیاز مندی' خوشامدانہ جُملے اور ریا کارانہ ادب و آداب کے کلمات بولنے اور لکھنے کو ناپسند کرتا ہوں۔ اللہ والوں کی تعریف کرنا باعثِ ثواب سمجھتا ہوں' جس پر میرے مجموعہ ہائے کلام گواہی دے رہے ہیں۔ لیکن فیاضِ ازل نے محض اپنے فضل و کرم سے مُجھے جس ذوقِ توحید اور سرمستیٔ محبتِ ذات کی نعمت سے نوازا ہے' اُس کی واضح چھاپ میرے معمولاتِ شب و روز' نجی محافل' منبر کی گفتگو اور تحریرات و خطبات پر نظر آئے گی اور کسی کلمہ گو کا محبتِ محبوبِ حقیقی میں یوں مست ہونا کہ اُس کے دِل و دماغ پر بجز اُس ذات کے اور کچھ نقش نہ رہے' مذموم نہیں' بلکہ محبوب ہے۔ کتاب و سنّت کے علاوہ صوفیائے کرام اور سلف صالحین کے ارشادات اِس پر شاھد ہیں' جیسا کہ رسالۂ قشیریہ میں ہے: سمعت الاستاذ (الدّقاق) یقولُ ذٰلِك وحُکی عن ابی سعید الخرّازؒ انّه قالَ: رأیت النّبی صلّی اللّٰه علیه وسلّم فی المنام فقلتُ یا رسُول اللّٰه أعذرنی فانّ محبّة اللّٰه شغلتنی عن محبّتِكَ فقالَ یا مبارَكُ من أحبَّ اللّٰه فقد احبّنیؔ الخ ترجمہ: میں نے اپنے استاذ ابو علی دقاقؒ سے سُنا' اُنہوں نے حضرت ابو سعید خرّازؒ سے حکایت بیان کی وہ فرماتے تھے' میں نے خواب میں رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی' پس میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ صلّی اللہ علیک وسلّم مُجھے اللہ تعالیٰ کی محبت نے ایسا مست کیا کہ میں اور محبتوں کو بھول گیا یہاں تک کہ میں آپؐ کی محبت سے کہیں زیادہ اپنے خالق کی محبت اپنے دِل میں پاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: اے برکت والے: ایک ہی بات ہے جس نے

ؔ: حاشیہ شرح رسالہ قشیریہ جزء رابع' ص 177 مطبوعہ بیروت

marfat.com

اللہ سے محبت کی گویا اُس نے مجھ سے محبت کی (کیونکہ میں یہی تعلیم دینے کے لئے ہی تو آیا ہوں)۔بہرحال مَیں بزرگانِ دین کی کرامات کے بجائے اُن کی تعلیمات کے فروغ کے لیے زیادہ کوشاں رہتا ہوں' اِسی لیے مَیں نے جب ماہِ ربیع الآخر میں بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر ''طلوعِ مہر'' میں مضمون ''پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات'' لکھا تو پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ کے مختصر حالاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیمات پر بھی کُھل کر لکھا اور آپؒ کی تصنیفات وخطبات کے حوالے دے کر آپ کا عقیدہ اور تعلیم اپنے قارئین تک پہنچائی۔

حضرت پیرانِ پیرؒ کی تصانیف اور خطبات ومواعظ کا تھوڑا بہت مطالعہ رکھنے والے بیدار مغز اہلِ علم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ آپؒ نے توحیدِ باری تعالیٰ کے بیان میں جس قدر سعیِ بلیغ فرمائی' ردِّ شرک وبدعات میں جس قدر جدّ وجہد کی اور افراط وتفریط سے ہٹ کر دینِ متین کا جس طور پر تعارف کرایا وہ انداز بزرگانِ دین میں سے شاید ہی کسی کے حصّے میں آیا ہو؟ لہٰذا مَیں نے بھی بطورِ تبرّک ونمونہ اپنے مضمون میں حضرت پیرانِ پیرؒ کے خطبات میں سے کچھ اقتباسات نقل کیے' جن میں ایک اقتباس وہ بھی تھا۔جس پر برانگیختہ ہو کر مولوی محمد اشرف سیالوی صاحب نے ایک عدد کتاب' ایک عدد غیر مطبوعہ مقالہ اور متعدّد تقاریر میں میرے خلاف زہر اُگلا' مُجھ پر وہابیت وگمراہی کے الزام لگائے اور مزید برآں اپنا علمی رُعب جمانے کے لئے مُجھے کھوکھلا' بے معنٰی اور نام نہاد چیلنج بھی کر دیا' جس کا مکمّل جواب آپ میری اِس کتاب میں وضاحت سے پڑھیں اور انصاف کریں کہ حق کدھر ہے۔

marfat.com

ہم اپنی اِس تصنیف میں سیالوی صاحب کے قائم کردہ اعتراض کا جواب تفصیل اور دیانت داری سے دیں گے اور صفحہ وار بالترتیب اپنا معلوماتی ماحضر پیش کریں گے۔ ہر منصف مزاج' صاحب علم و دیانت اور دُنیائے ادب سے شناسائی رکھنے والا شخص سیالوی صاحب کی کتاب دیکھ کر یہ اندازہ کرسکتا ہے کہ بوقتِ تصنیف آپ کسی ذہنی دباؤ' دماغی اُلجھن اور غیر یقینی کیفیت کا شکار تھے' یا پھر خود اُن کے بقول اُنہوں نے یہ کتاب اُونگھتے اور سوتے ہوئے تحریر فرمائی ہے۔ کیونکہ عبارات کا باہمی ربط نہیں۔ فقرات بے ترتیب اور اُردو قواعدِ انشاء کی رُو سے غلط' غیر ضروری کلمات کا استعمال' لمبے لمبے عطف اور بے جوڑ اضافتیں یہ سب کچھ آپ کو جابجا سیالوی صاحب کی کتاب میں ملے گا۔ افسوس کا مقام ہے کہ جو شخص فی البدیہہ ایک صفحہ بھی ادبی تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر نہیں لکھ سکتا' وہ مُجھے اُردو سمجھنے کی دعوت دے رہا ہے۔ میرے اُردو' عربی اور فارسی کے اشعار جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچی ہوئی ہے۔ میری اُردو دانی اور اُردو فہمی کی واضح دلیل ہے۔

بے چارے سیالوی صاحب تو دُنیائے شعر و ادب سے بہت دُور ہیں' اُن کے لئے شعر گوئی تو محالاتِ عادیہ تک ناممکن ہے' البتہ اگر وہ اساتذۂ متقدمین کے اشعار اُن کے مقررہ اوزان ہی میں پڑھ لیں تو ہم شعر و ادب پر اُنکا احسانِ عظیم سمجھیں گے۔

شعر پڑھ سکتا نہیں اور مجھ کو کہتا ہے غلط
خود زبانِ معترض ہی خارج از تقطیع ہے

(اکبر الہ آبادیؒ)

بحمد اللہ تعالیٰ دہلی' لکھنؤ' حیدر آباد دکن' رامپور' گلبرگہ شریف اور بریلی کے اہلِ زبان

marfat.com

میرے کلام پر عش عش کر اُٹھیں اور میری اُردو رُباعیات وغزلیات سُن کر برسرِ محفل دہلی کے رئیس الشعراء اُٹھ کر اعلان کریں کہ ہم آپ کو شعرائے ہند کی طرف سے بالاتفاق ثانیٔ خاقانیِ ہند کا لقب پیش کرتے ہیں' میرے اشعار اور ادبی نثر پارے دُنیائے ادب کے اساتذہ سے داد وصول کر چکے ہیں' جب کہ سیالوی صاحب ججی تُلی اُردو لکھنے اور بولنے کی جتنی صلاحیت رکھتے ہیں اور آپ کے کلام کا جس قدر باہمی ربط ہوتا ہے اُس کا ہر وہ اُردو ادب شناس اور ماہرِ لُغت اندازہ کر سکتا ہے' جس نے آپ کا خطابِ پُرعتاب سُنا ہے' یا جس نے آپ کی کتاب ازالۃ الرّیب کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ پھر بھی حیرت ہے کہ وہ مجھے اُردو کے ایک پیرے کے سمجھنے کی دعوت دے رہے ہیں۔ بقولِ راقم ؎

بر بند لب' اے خود سرِ تلقیں آغاز
با مصدرِ فہم و ہوش ایں پندِ دراز
یعنی کہ دہی بادِ صبا را اے کور!
از کم نظریٔ عقل' درسِ پرواز

اگر ہم پروف ریڈنگ کے اُصول پیشِ نظر رکھ کر اُن کی کتاب کا مطالعہ کریں تو صفحہ نمبر 1 تا 90' ہر صفحہ میں کئی کئی غلطیاں نکل سکتی ہیں۔ لیکن یہاں ہم صرف موٹی موٹی باتوں کا جواب دینے پر ہی اکتفا کرتے ہیں اور یہی مقصدِ تالیفِ کتاب ہے۔

marfat.com

آفتاب آفاقی صاحب کا آفاقی کارنامہ

سیالوی صاحب کی مؤلفہ ازالۃ الرّیب کا ابتدائیہ تحریر کرنے کی سعادت کے۔بی آفتاب آفاقی صاحب کے حصّے میں آئی۔ اُنہوں نے مندرجاتِ کتاب کی جو تعریف کی وُہ اُن کا حق ہے' کیونکہ مؤلّفِ محترم اُن کے اُستاذِ گرامی ہیں' البتہ اُنہوں نے مجھے ضالّ ومُضلّ ثابت کرنے کے لئے جو سعی فرمائی ہے اور میری گمراہی کا سلسلہ جہاں جہاں جوڑا ہے وُہ خلافِ حقیقت ودیانت ہے اُن کا ابتدائیہ اور مؤلّف کی کاوش باہم یُوں ہم کنار محسوس ہوتے ہیں کہ ان کی منزلِ مقصود احقاقِ حق نہیں' بلکہ فقط میری تذلیل وتحقیر ہے۔ ہر بیدار مغز اور منصف مزاج قاری اس ابتدائیہ اور کتاب کا مطالعہ کر کے یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ اہلِ سنّت کے عقائد کی اصلاح کی آڑ میں فقط میرے خلاف زہر اُگلنے کا یہ بطورِ خاص پروگرام بنایا گیا ہے اور وہ بھی مخصوص افراد کی شہ پر۔ جبکہ وہ افراد میرے خاندان کے بھی ہو سکتے ہیں۔ بقولِ راقم ؎

میری رسوائی کی عالمگیر ہے یہ تحریک
یہ منصوبہ مُجھ کو سوچا سمجھا لگتا ہے

حالانکہ میرے افرادِ خاندان کو شرم کے مارے ڈوب جانا چاہئیے کہ وہ ایک ایسے شخص کی سرپرستی کرتے ہوئے اُس پر الطاف وعنایات کی بارش برسا رہے ہیں' جو اُن کے جدِ اعلیٰ حضرت پیرانِ پیرؒ کے خلاف لکھی جانے والی ایک خُبث آئین ودنائت آگیں کتاب پر تقریظ لکھ کر بُغضِ سادات وغوثیت مآب کا کُھلا مظاہرہ کر چُکا ہے۔ جس کی وضاحت ہم اس کتاب میں ضرور کریں گے۔ نیز اگر سیالوی صاحب کے حواس نے ابھی

marfat.com

جواب نہیں دیا تو وہ خود سوچ سکتے ہیں کہ اپنی کتاب کے ابتدائیہ میں میری بدعقیدگی کی فہرست گنواتے ہوئے اُنہوں نے اِس سلسلۂ ضلالت کی پہلی کڑی مسئلۂ نکاحِ سیّدہ کو قرار دیا ہے۔ حالانکہ اس مسئلہ کا اُن کے موضوع سے کوئی تعلّق ہی نہ تھا معلوم ہوا کہ مسئلۂ نکاحِ سیّدہ میں بھی سیالوی صاحب میرے متضاد نظریہ رکھتے ہیں' جبکہ سیالوی صاحب کے اُستادِ محترم ملک العلماء حضرت علاّمہ عطا محمد بندیالویؒ نے اپنی حیاتِ دُنیوی میں اس مسئلہ پر میری مکمّل تائید فرمائی' بلکہ اپنی پیرانہ سالی اور تدریسی مصروفیات میں سے وقت نکال کر خاص اِسی مسئلہ (نکاحِ سیّدہ) پر ایک مدلّل کتاب ''سیف العطاء'' بھی تحریر فرمائی اور کمالِ شفقت سے میرے کچھ شذرات اور تحقیقی کلمات کو اپنی اس تالیف میں شامل فرما کر میری طرف سے گویا ایک چیلنج بھی دیا کہ اِس مسئلہ پر معاندانہ رویّہ اپنا کر اختلافات کی خلیج وسیع کرنے کے بجائے سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی کے ساتھ مخالف علماء بحث کرلیں' نتیجہ خود سامنے آجائے گا۔

نکاحِ سیّدہ کے موضوع پر سیالوی صاحب کو چیلنج

میں بھی بفضلہٖ وعونہٖ تعالیٰ سیالوی صاحب کو کُھلا چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اگر شوق فرمانا چاہیں تو اس موضوع پر میرے ساتھ مناظرہ فرمالیں اور جن دو حضرات (علاّمہ محمد عبدالحکیم شرف قادری اور علاّمہ غلام رسول سعیدیؔ) کو سیالوی صاحب نے حَکم تسلیم کیا ہے' میں بھی اُنہی کو حَکم تسلیم کرتا ہوں' وقتِ مناظرہ اور مقامِ مناظرہ کا تعیّن فرما کر مجھے اطّلاع دیں' میں انتظار کروں گا اور اگر مناظرہ شرعی عدالت میں کرنا چاہیں تو اور بھی زیادہ بہتر ہوگا' تاکہ میرے افرادِ خاندان بھی عدالتی فیصلہ کی رُو سے سکون حاصل کرسکیں۔

marfat.com

ویسے ممکن ہے علاّمہ سیالوی صاحب سادہ لوح بریلوی عوام کی بے جا خوش اعتقادیوں اور اکابر علماء کے انتقالِ پُر ملال کی وجہ سے اپنے آپ کو ابوحنیفہٴ وقت سمجھے ہوئے ہوں اور ستون کو سونے کا ثابت کر سکنے کے زعم میں خم ٹھونک کر میدانِ مناظرہ میں اُتر آئیں۔ لہٰذا وہ اِس ادّعائے ہمہ دانی کی رَو میں بہنے سے پہلے اپنے اُستادِ محترم علاّمہ بندیالویؒ کی کتاب ''سیف العطاء'' کا مطالعہ ضرور فرمالیں اور گولڑہ شریف کے واقفِ حال مُریدین (جو کہ ادارہٴ عوثیہ مہریہ مُنیر الاسلام سرگودھا کے بانی و مہتمِ اصلی بھی ہوسکتے ہیں) سے ضرور دریافت فرمالیں کہ اِس موقف (نکاحِ سیّدہ) پر میری حمایت و تائید اور ''سیف العطاء'' کی تالیف و تصنیف پر آپ کے اُستادِ مُحترم حضرت بندیالویؒ کی سرِ مجلس جو عزّت میرے افرادِ خاندان نے کرائی تھی، وہی آخرِ کار آپ کی بھی ہوگی۔ کیونکہ حقِ شاگردی ادا کرتے ہوئے آپ کے اُستاد مرحوم حضرت علاّمہ عطا محمد بندیالویؒ کو برسرِ محفل بے عزّت کروانے کی مثال گولڑہ شریف میں قائم کی جاچکی ہے۔ حتّٰی کہ ''سیف العطاء'' میں مندرجہ تقریباً تمام مسائل کے خلاف گولڑہ شریف کا سٹیج آج تک استعمال ہورہا ہے۔

میں اس بات پر حیران رہ جاتا ہوں کہ نکاحِ سیّدہ، جیسے اہم مسئلہ میں سیالوی صاحب کے اُستادِ محترم علاّمہ بندیالویؒ نے من کُلّ الوجوہ اور ہر پہلو سے میری حمایت فرمائی جبکہ اِسی حمایتِ حق کے جُرم میں اُنہیں رُسوا کرانے کی پوری کوشش کی گئی، اُنکے گولڑہ شریف آنے پر پابندی لگا دی گئی اور یہاں کے درباری خطیبوں نے اُن کی علمی و تدریسی بزرگی کے ساتھ ساتھ اُن کی کبرسنی کو بھی پسِ پُشت ڈال کر اُن کے

marfat.com

خلاف گندی زبان استعمال کی اور آج یہی درباری خطیب مع' چمچگانِ خود سیالوی صاحب (بندیالوی صاحبؒ کے شاگرد) کی مدح سرائی میں رطب اللّسان ہو کر صدقے وارے ہوئے جا رہے ہیں' یہ کرامت میرے بُغض کی ہے' جس نے یہ اجتماعِ لیل و نہار کا حیرت انگیز نظّارہ دکھایا ہے یا پھر مُشترک اقدار کی قوّتِ جاذبہ ہے ع

خدا کی شان کہ یکجا ہیں آج لیل و نہار

بحمداللہ آپ ایسوں کی دشمنی اور بُغض میرے پائے ثبات میں سرِ مُو تزلزل پیدا نہیں کر سکتا' بلکہ اگر کوئی دشمن آدابِ عداوت ملحوظ رکھتے ہوئے میرے خلاف اپنا فریضۂ عداوت ادا کرے تو کم از کم مجھے یہ شرمندگی نہیں ہوتی کہ میرا دشمن نا آشنائے آدابِ عداوت ہونے کے سبب نہایت گھٹیا ہے' لہٰذا مجھے ایسا دشمن چاہیئے کہ ؎

شکست کھائے ذرا بھی تو پانی پانی ہو
میں چاہتا ہوں کہ دشمن بھی خاندانی ہو

marfat.com

میری تحریر پر اعتراض اور اُس کا جواب

رسالہ طلوعِ مہر میں ''حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات'' کے عنوان سے میرا مضمون چھپا' جس میں آپؒ کے خطبات ومواعظ کے مجموعے ''فتوح الغیب'' میں سے کچھ اقتباس نقل کیے گئے' جس اقتباس پر سیالوی صاحب چراغ پا ہوئے اور ایک عدد مقالہ (غیر مطبوعہ) اور ایک عدد کتاب (ازالۃ الرّیب) جو غالباً اُسی مقالے کی کچھ اضافے کے ساتھ مطبوعہ شکل ہے' میں میری تردید' تنقیص' بلکہ تفسیق وتکفیر تک کر ڈالی' وہ پیشِ خدمت کر کے کچھ تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میرے رسالہ اور پھر کتابی شکل کے مقالہ مطبوعہ میں متنازعہ فیہ اقتباس یوں درج تھا۔ فاذا وصلتَ الی الحقّ عزّوجلّ .....واجعل الخلیقة أجمع کر جل کنفۂ سلطانٌ عظیم ملکۂ شدید امرۂ مهولة صولتۂ وسطوتۂ ثم جعلَ الغل فی رقبتهٖ مع رجلیه ثم صلبۂ علی شجرة الارز علی شاطئ نهر عظیم موجۂ فسیح عرضه عمیق غوره شدید جریه.....الخ۔

ترجمہ: جب تُو بایں طریق اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کر لے تو پھر تمام ماسوی اللہ سے ہمیشہ کے لئے مُستغنی ہو جا اور کارخانۂ وجود میں سوائے وجودِ واجب وازلی کے کسی کی طرف مت دیکھ۔ نہ تو نفع ونقصان کے معاملے میں[1] .....

مَیں نے یہ اقتباس نقل کر کے اپنی طرف سے کہیں بھی یہ بات نہیں لکھی کہ الخلیقة أجمع کرجل .....الخ سے مُراد اولیائے کرام اور رُسلِ عظام ہیں

[1]: رسالہ پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات' ص 9، 10' مطبوعہ ادارہ طلوعِ مہر گولڑہ شریف

marfat.com

اور پورے مقالے میں کہیں بھی بزرگانِ دین یا انبیائے کرام کے متعلّق مصلوب، مغضوب، مقہور یا مغلول کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ البتہ سیالوی صاحب نے محض سینہ زوری اور تحکّم و تعدّی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی کتاب کے مندرجہ ذیل صفحات پر متعدّد بار ایسے الفاظ اِن مقبولانِ بارگاہِ ربّ قدیر کیلئے نہ صرف استعمال کیے، بلکہ اُنہیں جبرًا مجھ پر ٹھونسنے کی ناجائز کوشش کی۔ ملاحظہ ہو (ازالۃ الرّیب از علاّمہ اشرف سیالوی صفحہ 88,82,79,63,51,47,36,34,33,32,27,26,25,24,23,19,16,3)

اگر سیالوی صاحب سے سوال کیا جائے کہ جناب! مَیں نے تو کہیں بھی نہیں لکھا کہ مصلوب و مغلول شخص سے مُراد انبیائے کرام یا اولیائے عظام ہیں تو آپ جواب میں فرماتے ہیں "جناب شاہ نصیرالدین صاحب نے اِس عبارت "اذا وصلت الی اللّٰہ .....اجعل الخلیقة أجمع کرجل کنفهٗ سلطان .....الخ" کو اِس صورتِ حال پر محمول کیا ہے کہ "جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع اور ضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء و قدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل اور معاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا، انہیں شیخ کے خطباتِ حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا، چنانچہ آپ ایک مقام پر یوں لب کشا ہوتے ہیں" یہ الفاظِ مندرجہ بالا اِس بات پر قرینہ ہیں کہ میری مُراد مصلوب و مغضوب شخص کی مثال سے وہی مختلف انسان اور نیک ہستیاں ہیں، جن کو لوگوں نے بے خبری اور جہالت کی وجہ سے نفع و ضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء و قدر جیسے مسائل اُن سے وابستہ کر رکھے تھے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نیک ہستیاں انبیاء و اولیاء ہی ہیں، لہٰذا

marfat.com

میرے پہلے الفاظ میری اِس غلط مُراد پر قرینہ ہیں۔ گویا سیالوی صاحب کے مجھ پر اعتراض کی دلیل اور شخصِ مصلوب ومغضوب سے میری مُراد انبیاء واولیاء ہونے پر قرینہ میرے یہی الفاظِ سابقہ ٹھہرے' جو فرمودۂ غوثِ پاکؒ سے پہلے مَیں نے لکھے۔

میری طرف سے اِس اعتراض کے متعدّد جواب ہیں' جو اربابِ دیانت وانصاف کے رُوبرُو پیش کئے جاتے ہیں۔

جوابِ اوّل: اگر میرے مقالے میں موجود یہ کلمات اِس بات پر قرینہ بن رہے ہیں کہ میری مُراد مصلوب ومغلول شخص سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں تو ذرا اِس سے ایک صفحہ پہلے میرے یہ الفاظ بھی ملاحظہ ہوں ''بلاشبہ مدرّسِ توحید ہونے کے حوالے سے آپؒ اولیائے اُمّت کے ایک بے نظیر مربّی اور بے مثال اُستاد ہیں' درسِ توحید کے دوران مقاماتِ انبیاء ومُرسلین کا پاس رکھنا آپؒ ہی کا حصّہ تھا[1]''

میرے اِن کلمات کو بار بار اور بغور پڑھیں' کیا یہ اِس بات پر قرینہ نہیں ہیں کہ دورانِ بیانِ توحید آپؒ جو تشدیدی کلمات استعمال فرماتے تھے' اُن میں آپؒ انبیاء کا استثنائی مفہوم ضرور ملحوظ رکھتے تھے' ورنہ تو مُجھے بدمذہب وکافر ثابت کرنے کے لئے اِس سے تھوڑا پہلے میرے یہ الفاظ ہی کافی ہیں'' اللہ تعالیٰ کی کبریائی نے آپؒ کے قلبِ اطہر پر ایسا غیر معمولی اثر ڈال دیا تھا کہ آپؒ کی نظر میں ماسوی اللہ پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے تھے''۔

حیرت ہے سیالوی صاحب نے (بزعمِ خویش) میری اِس گستاخی پر کیوں چشم پوشی

---

[1]: مقالہ پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات' ص 7' مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

اختیار فرمالی۔ جانِ من! یہ کلماتِ محرّرہ بالا اِس لئے گستاخی اور مُوجبِ کفر نہیں کہ پرِ کاہ سے کم حیثیّت معاذ اللہ انبیاء و اولیاء کی ہرگز نہیں' بلکہ اِس سے اُمرائے دنیا' سلاطینِ جور و جفا' اعدائے اسلام' کینہ پرور اور کینہ فطرت انسان' نفسانی خواہشات کے اسیر' سفلی اُمنگوں اور مناصب و مراتب کے خواستگار اور ہر وہ شے جو عبد و معبود کے مابین حجاب بن سکتی ہو' مراد ہے۔ بقولِ اکبر ؎

اُسے ہم آخرت کہتے ہیں جو مشغولِ حق رکھے
خُدا سے جو کرے غافل' اُسے دنیا سمجھتے ہیں

اگرچہ یہاں کوئی استثنائے لفظی موجود نہیں' مگر تعلیمات و عقائدِ پیرانِ پیرؒ اِس استثناء پر شاہدِ عادل ہیں۔ اِسی طرح وہاں بھی یہ استثناء خود بخود موجود ہے کہ شخصِ مصلوب و مغلول سے مقبولانِ خُدا ہرگز مُراد نہیں۔

جوابِ ثانی: اگر میرے اُن الفاظ کو قرینہ بنا کر میری مُراد شخصِ مصلوب و مغلول سے مقبولانِ خُدا کا تعیّن کیا جا رہا ہے تو علیٰ وجه التّسلیم یہاں لفظِ کر جُلٍ ہے اور اِس میں کاف تمثیلیہ (تشبیہیہ) ہے۔ مُمثّل اور ممثّل لهٗ میں من کُلّ الوجوہ مناسبت و مماثلت ضروری نہیں۔ بلکہ اگر ایک وجہِ تمثیل بھی پائی جائے تو تمثیل صادق آجاتی ہے۔ جیسے زیدٌ کَالاسدِ (زید شیر کی طرح ہے) ضروری نہیں کہ زید میں چیرنے پھاڑنے' دھاڑنے' چار پاؤں اور پنجوں کے علاوہ شیر کے دوسرے تمام اوصاف بھی پائے جاتے ہوں' تو تمثیل درست بیٹھتی ہو' بلکہ اِن میں صرف شجاعت اور بہادری کی ایک وصف صدقِ تمثیل کا سبب ہے۔ اِسی طرح کرجُلٍ میں

marfat.com

اگر کوئی استثناء بھی ملحوظ نہ رکھا جائے اور ساری مخلوق کو بہ شمولِ مقبولانِ خدا اِس میں رکھ کر تمثیل وتشبیہ دی جائے تو یہاں وجہِ مماثلت فقط یہی بات ہوگی کہ جس طرح اُس بادشاہ کے ارادہ واختیار کے سامنے اُس قیدی کا ارادہ واختیار نہ ہونے کے برابر ہے' اِسی طرح ارادۂ الٰہیہ کے سامنے ارادۂ خلق غیر مؤثر ہے۔ اِنّ اللّٰہَ یفعَلُ مَا یُرید، یفعل اللّٰہ ما یشاء o وما تشآء ون اِلّا اَنْ یَشآءَ اللّٰہ o ماشآءَ اللّٰہ کانَ وما لَم یشأ لَم یکُن کی نصوص اِس امر پر دال ہیں۔

ارادۂ الٰہیہ اور اختیاراتِ خداوندی کو اُس سلطانِ صاحب سطوت و جبروت کے اختیار وارادہ کی مثال اور مخلوق کے ارادوں اور اختیارات کو اُس قیدی کے اختیار وارادہ سے تمثیل دینا کوئی گستاخی نہیں' آخر یہ بھی تو دیکھنا چاہیئے کہ خالق کے سامنے مخلوق کی کیا مجال ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالیؒ کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں

"یکے بہ علم ومعرفت کہ چوں خود را وحق تعالیٰ را بشناخت بضرورت بترسد کہ ہر کہ درچنگالِ شیر افتاد ووی شیر راشناسد اُورا ہیچ علاج وحیلت حاجت نبود تا بترسد' بلکہ عینِ خوف بود وہر کہ خدایتعالی را بکمال وجلال وقدرت و بے نیازی از خلق بشناخت وخود را بہ بیچارگی و درماندگی بشناخت بہ حقیقت خود را در چنگالِ شیر دید' بلکہ ہر کہ حکم خدائے تعالیٰ رابشناخت کہ ہر چہ خواہد بود تا بہ قیامت حکم کردہ' بعضے رابسعادت بے وسیلتے وبعضے رابشقاوت بے جنایتے' بلکہ چنانکہ خواست وآں ہرگز نگردد لابُد بترسد[1]"

ترجمہ: خوف کا پہلا طریقہ: پہلا طریقہ علم ومعرفت ہے' یعنی بندہ خود کو اور

---

[1]: کیمیائے سعادت' ص 337' مطبوعہ بمبئی' سنہ طباعت 1321ھ

marfat.com

خدا کو پہچانے گا تو یقیناً اُس سے ڈرے گا' کیونکہ جب کوئی شیر کے پنجے میں پھنس جاتا ہے اور یہ بھی جانتا ہے کہ شیر کو کسی ضرورت وحیلہ کی حاجت نہیں بلکہ درندگی اُس کا خاص وصف ہے۔ لہٰذا وہ ضرور ڈرے گا' اِس کا یہی ڈرنا عینِ خوف ہے۔ پس جس نے حق تعالیٰ کے قہر وجلال' اُس کی قدرت اور بے نیازی کو معلوم کر لیا اور اپنی عاجزی وبیکسی سے بھی آگاہی پا گیا وہ حقیقت میں شیر کے پنجے میں پھنسے ہوئے کی طرح ہے۔ بلکہ جو اللہ تعالیٰ کا مختار وقادرِ مطلق ہونا جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے' سب اُسی کے حکم سے ہے' اُس نے بعض کو بغیر کسی وسیلے کے سعادت مند بنایا اور بعض کو بغیر خطا کے شقی بنایا ہے' وہ جیسا چاہتا ہے' حکم کرتا ہے اور اُس کا حکم بدلتا نہیں' ایسی معرفت کا رکھنے والا یقیناً اُس ذاتِ بے نیاز سے ڈرے گا۔ بقولِ میرزا بیدلؔ ؎

بیدل! بہ دو روزہ عُمر مغرور مباش　　بنیادِ تو نیستی ست معمور مباش
ہر چند ابدال و قطب و غوثت خوانند　　اے خاک! بہ ایں غبار مسرور مباش

ہاں جناب! یہاں بندوں کو ربّ تعالیٰ کے مقابلے میں ایسا دکھایا گیا ہے' جیسے کوئی شیر کے پنجے میں پھنسا ہوا ہو۔ بلکہ خوفِ خُدا جو نہایت ضروری ہے' اُس کے حصول کا پہلا طریقہ ہی یہی معرفت ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر تو صراحتاً انبیائے کرام کو مخصوص کر کے ایسا خوف دلایا گیا۔ چنانچہ امام غزالیؒ فرماتے ہیں'' وہر کہ حکم چناں کند کہ خود خواہد واز تو باک ندارد از وے ترسیدن لابُد باشد واز یں گفت داؤد را علیہ السّلام کہ از من چناں بترس کہ از شیر غرّندہ بتری کہ شیر اگر ہلاک کند باک ندارد و نہ بسببِ جنایتِ تو کند لکن تا سلطان شیرے او چناں حکم کند واگر دست بدارد نہ از شفقت وقرابت بود کہ باتو دارد لیکن از

marfat.com

بے وزنی تو باشد نزدِ اُو وہر کہ ایں صفات از حق تعالیٰ بدانست ممکن نبود کہ از خوف خالی شود[1] ''

ترجمہ: وہ ذات کہ جس طرح وہ چاہے حُکم کرے تیری کچھ پرواہ نہ کرے اُس سے ڈرنا ضروری اور لازمی ہے۔ اِسی لیے (اللہ تعالیٰ نے) حضرت داؤد علیہ السّلام کو فرمایا کہ اے داؤد! مُجھ سے ایسا ڈر' جیسے شیرِ غرّاں سے ڈرے گا' کہ اگر شیر تجھ کو ہلاک کر دے تو اُسے کچھ پرواہ نہ ہوگی اور وہ تمہیں تمہاری کسی تقصیر کی بنا پر ہلاک نہیں کرے گا' بلکہ اُس کا شیر ہونا ہی اِس بات کا تقاضا (حکم) کرتا ہے کہ تم کو ہلاک کر دے اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو اِس کا سبب یہ نہیں کہ تم سے کوئی قرابت ہے یا تم پر شفقت اِس کا باعث ہے۔ بلکہ اُس نے تم کو محض ناچیز خیال کر کے چھوڑ دیا' پس جس نے خداوندِ تعالیٰ کی ایسی صفتیں معلوم کر لیں یقیناً اُس کے دِل میں خوف جاگزیں ہوگا۔

بلکہ جوں جوں قربِ الٰہی بڑھتا جائے گا توں توں خوفِ خُدا میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ انبیائے کرامؑ جس طرح ساری مخلوق سے زیادہ مقرّبینِ بارگاہِ خُدا ہیں' اِسی طرح وہ مقامِ خوف میں بھی سب کے پیشوا ہیں۔ چنانچہ امام غزالیؒ اِسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

امّا معرفتِ دوم آں بود کہ از صفتِ اُو نخیزد لکن از بیباکی و قدرتِ آں خیزد کہ از وی می ترسد' چنانکہ کسیکہ در چنگالِ شیر فتد و بترسد نہ از گناہِ خود' لکن از انکہ صفتِ شیر میداند کہ طبعِ اُو ہلاک کردنِ وی است و آنکہ از وی و ضعفیِ وے ہیچ باک ندارد و ایں خوف تمام تر و فاضل تر بودہ و ہر کہ صفاتِ حق تعالیٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی و بینائی بدانست کہ اگر

---

[1]: کیمیائے سعادت ' ص 336 ' مطبوعہ بمبئی ' سن طباعت 1321ھ

marfat.com

ہمہ عالم ہلاک کُند و جاوید در دوزخ دارد' یک ذرّہ از مملکتِ وی کم نشود و آنچہ آں را رِقّت وشفقت گویند از حقیقتِ آں ذاتِ او منزّہ است' جائی آں بود کہ بترسد وایں ترس انبیاء را نیز بود اگرچہ دانند کہ از معصیت معصوم اند و ہر کہ بخدائے تعالیٰ عارف تر بود ترساں تر باشد و رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم ازیں گفت من عارف ترینِ شما ام بخدائے وترساں ترین و برائے ایں گفت اِنّما یخشَی اللّٰہَ من عبادہ العلمآء ہر کہ جاہل تر بود بوی ایمن تر باشد و وحی آمد بداؤد علیہ السّلام کہ یا داؤد علیہ السلام از من چناں ترس کہ از شیرِ خشمگین ترسی[1]۔

ترجمہ: معرفت کی دوسری صورت یہ ہے کہ اپنے عیوب اور معصیت کے باعث یہ خوف نہ ہو' بلکہ وہ جس سے ڈرتا ہے اُس کی بیبا کی اور قدرت اُس کی معرفت کا سبب بنی ہو' مثلاً جب کوئی آدمی شیر کے پنجے میں گرفتار ہو جاتا ہے تو اُس وقت وہ اپنی غلطی اور کوتاہی کے سبب نہیں ڈرتا' بلکہ اِس بات سے ڈر رہا ہوتا ہے کہ شیر درندہ جانور ہے اور اُس کو پنجے میں گرفتار ہونے والے کی کمزوری کی کچھ پرواہ نہیں ہے' یہ خوف بہت فضیلت رکھتا ہے۔ پس جس نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ قدرت کو پہچانا' اُس کی بزرگی' قوّت اور بے پروائی کو جانا اور سمجھ گیا کہ اگر وہ سارے عالم کو ہلاک کر دے اور ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رکھے تو اُس کی بادشاہت سے ایک ذرّہ بھی کم نہیں ہوگا اور بے جا نرمی وشفقتِ بے جا سے اُس کی ذات پاک ہے تو یقیناً وہ ڈرے گا ایسا خوف انبیائے کرام کو بھی ہوتا ہے اگرچہ وہ معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں اور جس شخص کو یہ درجۂ معرفت جس قدر

---

[1]: کیمیائے سعادت' ص334' مطبوعہ نامی گرامی بمبئی' سنِ طباعت 1321ھ

marfat.com

زیادہ حاصل ہوگا وہ اُسی قدر (اُس ذاتِ بے نیاز سے) زیادہ ڈرنے والا ہوگا اِسی لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مَیں یقیناً تم سب سے زیادہ اپنے ربّ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والا ہوں اور تمہاری نسبت سب سے زیادہ اُس سے ڈرنے والا بھی ہوں۔ اِسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جز ایں نیست اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اُس کی ذات سے زیادہ ڈرنے والے اہلِ علم ہی ہیں۔ اور جو اُس کے عرفانِ ذات وصفات سے جس قدر بے بہرہ اور جاہل ہوگا وہ اُس کی ذات سے اُتنا زیادہ بے خوف ہوگا۔ حضرت داؤد علیہ السّلام کی طرف وحی آئی کہ اے داؤد! مجھ سے ایسا ڈر جیسے (بپھرے ہوئے) شیر سے ڈرتا ہے۔

امامِ غزالیؒ کی علمی وروحانی وجاہت اہلِ فکر ونظر پر مخفی نہیں، لہٰذا اُن کے مرتبہ اور شخصیت کا انکار کوئی پرلے درجے کا احمق ہی کر سکتا ہے۔ جب آپ ایسے شخص نے شیر، درندے اور بے بس شکار کی مثالیں دی ہیں اور پھر بلا استثناء بحث کی ہے، بلکہ خوف کے اعلیٰ درجے پر اخص الخواص عباداللہ انبیائے کرام کو فائز کیا ہے تو اب قیدی والی مثال میں کون سی گستاخی کا پہلو نکل آیا۔ لہٰذا یہاں بھی اللہ تعالیٰ کی بے نیازی اور اُس کے سامنے مخلوق کی بے بسی کا بیان ہے اور غوثِ پاکؒ کے خطبات میں بھی اُس کے ارادے کی ہمہ گیریت وغلبہ اور بندوں کے ارادے کی کمزوری ومجبوری ہی کا بیان ہے۔ نہ یہاں گستاخی اور نہ وہاں۔

مزید برآں ایک حوالہ اور بھی ملاحظہ فرماتے جایئے کہ حضرت شیخ یحییٰ بن معاذؒ کہتے ہیں کہ مؤمن کا گناہ، خوفِ عذاب اور اُمیدِ رحمت کے درمیان اُس روباہ (لومڑی) کے مانند ہوگا، جو دو شیروں کے درمیان ہو۔ امامِ غزالیؒ کے الفاظ ملاحظہ کیجئے۔ ''یحییٰ بن معاذؒ میگوید گناہِ مؤمن میانِ بیم وعقوبت واُمید ورحمت چوں روباہ بود میانِ دو شیر[1] ..... الخ

---

[1]: کیمیائے سعادت، ص 334، مطبوعہ نامی گرامی بمبئی، سن طباعت 1321ھ

marfat.com

یہ سب کیا ہے؟ اُس کی بے نیازی وصمدیّت کے سامنے بندوں کی کیفیّت' ورنہ اُس کی رحمت وعنایت کا سمندر تو بے پایان و بے کراں ہے۔لیکن الایمانُ بین الخوف والرّجاء ہی ہمارا مذہب وعقیدہ ہے۔ جہاں اُس کی بے پروائی و بے نیازی کا بیان ہوگا وہاں کیا عوام' کیا خواص اور کیا اخصّ الخواص سب خشیت ومخافت کی تصویر بنے الامانُ والحفیظ پکارتے نظر آئیں گے۔حکیم الامّت حضرت شیخ سعدیؒ شیرازی اُس بے نیاز کی بے نیازی کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

بتہدید اگر برکشد تیغِ حُکم
بمانند کرّ و بیاں صُمّ و بُکم
وگر دردہد یک صلائے کرم
عزازیل گوید نصیبے بَرم

(بوستانِ سعدیؒ صفحہ 4)

پنجابی کے عظیم صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخشؒ کھڑی شریف کی مشہورِ زمانہ تصنیف ''سیف الملوک'' میں درجِ ذیل مصرعہ اسی موقف کی غمّازی کررہا ہے ع

عدل کریں تے تھر تھر کنبن اُچیاں شاناں والے

اور پھر خود سیالوی صاحب کی مصدّقہ ومقرّظہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ'' میں بحوالہ انتخابِ مناقبِ سلیمانیہ یہ شعر اور اُس کا ترجمہ انتہائی قابلِ غور ہے۔

بے نیازی گر بخواہد آں الٰہ
انبیاء و اولیاء را نیست راہ

marfat.com

ترجمہ: اگر اللہ تعالیٰ بے نیازی فرمائے تو انبیاء واولیاء کے لئے کوئی راہ نہیں ہے[1]۔

قابلِ غور امر یہ ہے کہ ''نیست راہ'' سے کیا مُراد ہے؟ لامحالہ ماننا پڑے گا کہ اگر وہ بے نیاز ذات اپنی بے نیازی پر آجائے تو انبیاء واولیاء کو بھی بچ کر نکلنے یا اِدھر اُدھر ہونے کا راستہ نہیں ملتا۔ اب مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا مندرجہ بالا شعر اور اِس کا یہ ترجمہ معاذ اللہ انبیاء واولیاء کو مجبور اور بے بس ثابت نہیں کر رہا؟ اگر کر رہا ہے تو کیا اِس میں اِن مقدّس ذواتِ عالیہ کی گستاخی نہیں ہے؟ اگر گستاخی نہیں ہے تو پھر میرے مقالے میں کونسی گستاخی داخل ہوگئی، جس پر سیالوی صاحب محافظتِ عقائدِ اہلِ سنّت اور تحفّظِ ناموسِ مقبولانِ خُدا کے جذبہ سے سرشار ہوکر میدان میں کُود پڑے اور مُجھے بدمذہب، گستاخ اور زندیق ومُلحد ثابت کرنے کے لئے پوری علمی وتحقیقی قوّت صَرف کر ڈالی۔ اور اگر اِس شعر اور ترجمہ کے مفہوم میں گستاخی کا پہلو ہے تو پھر اِس کتاب کے مؤلّف کو بھی اِن تمام القاب سے نوازا جاتا، جو میرے لئے منتخب کئے گئے، لیکن وہاں سیالوی صاحب نے ایسا کرنے کے بجائے اُس کتاب کی تصدیق کر ڈالی۔ متعدد صفحات پر مشتمل تقریظ لکھ ماری اور مؤلّفِ کتابِ مذکور کو علاّمہ، محقّقِ دوراں، فاضل اور معلوم نہیں کیا کیا بنا دیا۔

تم جسے چاہو چڑھا لو سر پر
ورنہ یوں دوش پہ کاکُل ٹھہرے

یہ دوہرا معیارِ پسند وناپسند چہ معنٰی دارد؟ کیا سیالوی صاحب کے پاس کوئی ایسا منصوص منصب ہے جس کی بنا پر وہ کسی کے گستاخ ہونے یا نہ ہونے کی سند جاری فرما سکیں۔

---

[1]: ملاحظہ ہو: حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ، ص 127

marfat.com

کیا یہ گستاخی نہیں؟

بقولِ داغؔ ؎

ہم اگر چُپ ہوں تو کہلائیں بڑی
آپ چُپ ہوں تو تغافل ٹھہرے

معلوم ہوا کہ نہ تو میرے رسالہ میں کوئی گستاخانہ بات تھی اور نہ ہی سیالوی صاحب کی مجھ سے مخالفت کا سبب یہ رسالہ بنا۔ بلکہ یہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کا حصّہ ہے' جیسا کہ پہلے بہ صورتِ اشتہارات و رسائل مجھ پر کیچڑ اُچھالنے کی کوششیں ہوتی رہیں' لیکن میرا کچھ بھی نہ بگاڑا جا سکا اور نہ ہی اِن شاءاللہ اب کچھ بگاڑا جا سکے گا' کیونکہ اپنے قدیم و کریم مولائے نِعَم کی کرم نوازیاں میرے شاملِ حال ہیں اور اِن شاءاللہ رہیں گی۔

بقولِ راقم ؎

کیا بند درِ فضلِ خدا کر لو گے؟
مسدود کرم کا راستہ کر لو گے؟
ہے سر پہ مرے ' ہاتھ مرے مالک کا
دیکھوں تو ذرا تم مرا کیا کر لو گے؟

لہٰذا میں ایسے اوچھے ہتھکنڈوں سے گھبرانے والا نہیں اور نہ میدانِ تحقیق سے بھاگنے والا ہوں ، ایک سیالوی صاحب کیا اگر ہزار ہا مولویان و مشائخ زادگان اکٹھے ہو کر میرے ساتھ بحث و تمحیص کا شوق پورا فرمانا چاہیں تو میں ہمہ وقت حاضر

marfat.com

ہوں۔ الحقّ یعلُو وَلَا یُعلٰی۔..... ؎

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جُنبش میں
جسے غُرور ہو ' آئے کرے شکار مجھے

جوابِ ثالث: اگر ساری مخلوق کو مصلوب و مغلول شخص کے ساتھ مثال دی جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کو صاحبِ سطوت و ہیبت سلطان کہا جائے ' قید و بند سے مُراد تقدیرِ الٰہی اور احکامِ سلطانی لیے جائیں۔ تیر و پیکان سے مُراد ابتلاء و آزمائشِ متنوّعہ ہوں۔ جو ہر شخص پر حسبِ درجۂ ایمان و عرفان آتی رہتی ہیں۔ (کفّار پر بہ لفظِ عذاب اور اہلِ ایمان و عرفان پر بہ الفاظِ امتحان و ابتلاء) تو ایسے میں بھلا کونسی گستاخی سرزد ہوتی ہے۔ کفّار و فجّار کو ایک طرف رکھیئے۔ اہلِ ایمان اور اربابِ عرفان کے بارے بسلسلۂ ابتلاء کتاب و سنّت اور ارشاداتِ سلف صالحین کی روشنی میں ایک وافر ذخیرۂ دلائل موجود ہے ' جسے بالاختصار عرض کئے دیتا ہوں۔

نمبر1. ولنبلونّکم بشیءٍ من الخوفِ وَالجُوعِ وَ نقصٍ مّن الاموالِ وَالأنفسِ وَالثّمراتِ وَبشّرِ الصّبرینَ الّذینَ اِذَا اَصابتھُم مُصیبۃٌ قَالُوا اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلیہِ راجعُونَ[1]۔

ترجمہ: اور البتہ ہم آزمائیں گے تم کو تھوڑے سے ڈر سے اور بھوک سے اور نقصان سے مالوں کے اور جانوں کے اور میووں کے اور خوش خبری دے اُن صبر کرنے والوں کو کہ جب پہنچے اُن کو کچھ مصیبت تو کہیں ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کا مال ہیں اور ہم اُسی کی طرف لوٹ

---

[1]: سورۃ البقرہ آیت 156,155

marfat.com

کر جانے والے ہیں۔

نمبر2. وَاِذِ ابتَلٰی ابراھیمَ رَبُّہٗ بکلمٰتٍ فَاَتمھُنَّ[1]۔

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب ابراھیمؑ کو اُس کے ربّ نے متعدّد باتوں میں آزمایا' پس اُس نے سب کو پورا کر دکھایا۔

اِس ابتلاء وآزمائش کا مضمون حدیث شریف میں یوں موجود ہے۔عن سعدِ ابن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ قال : قلتُ یا رسول اللّٰہ ! ایَ النّاسِ أشدَ بلاءً؟ قال: الانبیاء ثم الصّالحُون ثمّ الاَمثلُ یُبتلَی الرّجلُ علٰی حسبِ دینہٖ فان کَان فی دینہٖ صَلابۃٌ زیدَ فی بلائہٖ وَان کان فی دینہٖ رقّۃ خُفِّفَ عنہ وما یزال البلاء بالمؤمن حتّی یمشی علی الارضِ وَلیسَ علیہ خطیئۃٌ[2]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سب سے زیادہ مصائب کس پر ہوتے ہیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا انبیائے کرام پر، پھر صالحین پر، پھر جو مرتبہ میں اِن کے قریب ہیں۔آدمی کو اُس کے دین کے موافق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔اگر اُس کے دین میں صلابت (پختگی) ہو تو اُس کی آزمائش میں اضافہ کر دیا جاتا ہے اور اگر اُس کے دین میں خفّت (ناپختگی) ہو تو اُس سے آزمائش کم کر دی جاتی ہے۔بندۂ مؤمن آزمائش میں مبتلا رہتا ہے۔یہاں تک کہ وہ زمین پر اِس حال میں چلتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

---

[1]: سورۃ البقرہ آیت 124

[2]: سنن الترمذی وغیرہ کتبِ حدیث

marfat.com

یعنی سب سے زیادہ امتحانات اور آزمائشیں انبیائے کرام پر آتی ہیں، جس پر وہ صبر کر کے صابرین کے سردار کہلاتے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السّلام کی آزمائشیں اور اُن کا صبر تو ضرب المثل بن چکا ہے۔ کیونکہ بلیّات و تکالیف پر اُنہوں نے جو صبر کیا اُس کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا اِنّا وجدنٰهُ صَابرًا نعم العبد انّهٗ اوّاب ۝[1]

أی انّا امتحنا أیّوب بالمصائب والمحن، فوجدناه صابرًا علٰی بلائنا، مستسلمًا لقضائنا مطیعًا لأوامرِنا۔

مزید برآں ملاحظہ فرمایئے اِسی محوّلہ بالا حدیث شریف کو جسے حضرت پیرانِ پیرؒ فتوح الغیب میں متعدّد مقامات پر بیان فرما چکے ہیں بلکہ آپ نے متعدّد مقالات و خطبات میں اِس سے استدلال بھی فرمایا ہے:

نمبر 1. المقالة الثانية والعشرُون قال رضی اللّٰه عنه لَا یزالُ اللّٰه یبتلی عبده المؤمن علی قدرِ ایمانهٖ فمن عظُمَ ایمانُهٗ وکثر وتزاید عظم بلاءُهٗ الرّسُولُ بلاءهٗ اعظم من بلاء النبی لان ایمانهٗ اعظم والنبی بلاءُهٗ اعظمُ من بلاء البدل وبلاء البدلِ اعظمُ من بلاء الولی کل وَاحدٍ علٰی قدرِ ایمانهٖ ویقینهٖ وأصلُ ذٰلك قولُ النَبی ﷺ انَا معاشرالانبیاء اَشَدَالنَاسِ بلاءً ثمّ الامثلُ فالا مثلُ فیدیمُ اللّٰه تعالٰی البلاء لهٰؤلاءِ السّادَةِ الکرامِ حتّٰی یکونُوا ابدًا فی الحضرة ولا یغفلُوا عَن الیقظة لانّهٗ تعالٰی یحبّهم فهُواهلُ المحبّةِ و محبُوبُوالحقّ وَالمحبّ

---

[1]: سورۂ ص آیت 44 پارہ 23

marfat.com

اَبدًا لَا یختارُ بُعد محبوبہٖ فالبلاءُ خطّافٌ لقلُوبھم وقیدٌ لنفوسھم یمنعھم عن المیلِ الی غیر مطلوبھم والسّکون والارتکان اِلٰی غیرِ خالقھمؒ[1] .....الخ۔

اِس کی شرح میں محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے بڑی مفصّل گفتگو فرمائی' ہم بالاختصار پیش کر کے آخر میں یہ بھی ثابت کریں گے کہ محدّثِ دہلویؒ کے نزدیک حضرت غوثِ پاکؒ کا یہ مقالہ کن بزرگوں کے بارے ہے۔فرماتے ہیں ''ہمیشہ است حکمِ الٰہی وجاریست سُنّتِ وے جلّ وعلا برآنکہ مبتلا میگرداند بندۂ مومنِ خودرا کہ مخصوص است برحمت ومحبّتِ وے براندازۂ ایمانِ وے' پس کسیکہ بزرگ وقوی است مادۂ ایمانِ اُو وبسیاراست' صُدورِ آثار واحکامِ ایمان ازوے وافزون است ظہورِ انوار ونتائجِ آں دروے بزرگست بلاءِ اُو بدانکہ آنچہ ازاحکامِ ارادیہ ونوازلِ قدریہ بر بندہ نازل شود آنچہ ملائم طبع وموافق شہوتِ نفسِ بندہ افتد آنرا بزبانِ عُرف لطف وعطا خوانند وآنچہ مکروہِ نفس ومخالفِ طبع بود قہر وبلا گویند ونظر بحقیقت ہردوازقبیل لطف وعطا است تفاوت در ظہوروا خفائی لطف است ہم بنسبتِ عامّہ وہم بنسبتِ خواص وبہ نسبتِ اخصِّ خواص، امابنسبتِ عامّہ بجہتِ کفارۂ ذنوب ومنع از معاصی وانہماک درشہوات ولذّات ووقوع در مہاویِ نفس وعصیان، ونسبت بخواص رفعِ درجات ومزیدِ ثواب وحصولِ کمالات وکرامات ودر ہردو قسم تزکیہ وتربیتِ بندہ مقصوداست، ونسبت باخصّ خواص دوامِ شہود وحضور وبیداری وانقطاع ازالتفات بماسوٰی مطلقًا درلمحات واللّحظات کہ بحکمِ جبلّت وبشریّت طاری گردد

---

[1]: فتوح الغیب' مقالہ نمبر 22' ص 106,105,104' مطبوعہ مطبع ھوپ لاہور' سنِ طباعت 1282ھ

marfat.com

واشراقِ انوارِ محبّت وابراز اسرارِ قربت است، واز سیاقِ عبارت چناں ظاہر می شود کہ کلامِ وی رضی اللہ عنہ دریں مقالہ از قسمِ ثالث است واللہ اعلم[1] .....الخ

شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی عبارت کا خلاصہ

خلاصۂ مفہوم مندرجہ بالا عبارت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ اور سنّت بندوں کے بارے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو بہر حال تکالیف و بلیّات کے ذریعے آزماتا ہے اور اُس کا یہ آزمانا بندوں پر رنجیدگی کے سبب نہیں' بلکہ اُس کی اپنے بندوں کے ساتھ محبّت ہی اس کا تقاضا کرتی ہے کہ وہ اُن پر تکالیف بھیج کر اُن کا ایمان واذعان مضبوط کرے۔ لہٰذا جس کا ایمان جتنا زیادہ قوی ہوگا' اُس کا امتحان بھی اُسی قدر سخت ہوگا۔ اگر اُس کے طبع پسند اُمور کے ذریعے اُس کو آزمایا جائے تو ایسی آزمائش لطف وعطا کہلاتی ہے اور اگر خلافِ مزاج باتوں میں آزمایا جائے تو اُسے قہر و بلا کہا جاتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں یہ دونوں لطف و عطا ہی ہیں ۔ پس فرق اظہار میں ہے اور یہ فرق ، فرقِ مراتب کے مطابق بھی ہوتا رہتا ہے۔

---

[1]: فتوح الغیب ' ص104

marfat.com

بندگانِ خدا پر آزمائش وابتلاء کی حکمتِ بالغہ

چنانچہ بندگانِ خُدا کی تین اقسام ہیں' عام بندے' خاص بندے' اخص الخواص بندے۔ عام بندوں پر آزمائشیں اِس لیے ڈالی جاتی ہیں کہ اُن کے گناہوں کا کفارہ متحقق ہو سکے، اُنہیں دُنیوی لذّتوں، شہوتوں اور نفس کی پیروکاری سے باز رکھا جائے۔ خواص پر حکمتِ ابتلاء یہ ہے کہ اُن کے درجات بلند کئے جائیں' اُنہیں ثواب، کمالات اور کرامات میں مزید اضافہ عنایت کیا جائے۔ جبکہ اخص الخواص بندگانِ خُدا پر یہ آزمائش وابتلاء اِس لیے بھیجی جاتی ہے کہ اُن کو دائمی مشاہدہ' مستقل حضوری اور ماسوی اللہ سے کلیّۃً انقطاع نصیب ہو۔ ہر لمحہ ہر لحظہ اور ہر آن اُن کے انوارِ قلبیّہ اور تجلیّاتِ روحانیہ میں ترقی ہو قرب وحضور کا وہ درجہ اُنہیں عطا کیا جائے کہ اُن کی نظر ہر آن جمالِ مطلق پر ٹھہری رہے۔ اور حضرت پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ کے سیاقِ عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ یہ مقالہ اِس تیسرے گروہ عبادِ اخص الخواص کے بارے ارشاد فرما رہے ہیں۔ واللہ اعلم۔

قارئینِ محترم! اخص الخواص پر جب اِس قدر بلیّات کا نزول ہوتا ہے تو پھر پہلے دونوں گروہ کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اگرچہ جو جس قدر زیادہ قرب میں ہے' اُسی قدر زیادہ آزمائش میں ہے۔ اِسی لیے حضرت پیرانِ پیرؒ اِسی فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام سے زیادہ آزمائش رُسلِ عظام کی' ابدال سے زیادہ انبیاء کی، ابدال کی اولیاء سے زیادہ اور پھر آپ تین مقامات پر یہ حدیثِ پاک قدرے اختلافِ الفاظ سے لائے۔

نمبر 1. قول النبی ﷺ انّا معاشر الانبیاء اَشدَالنّاسِ بلاءً ثمّ الامثل فالامثل[1]۔

---

[1] ملاحظہ ہو: فتوح الغیب ' مقالہ نمبر 22' ص 105' مطبوعہ حوپ لاہور ' سنِ طباعت 1282ھ

marfat.com

نمبر2. کلّ ذٰلِك (انوار وتجلیّاتِ عرفانی) نتیجة البلایا و ثمرتُها

قال النبی ﷺ انّا معاشِرُ الانبیاء اشدّ النّاسِ بلاءً ثمّ الامثل فالامثل ..... الخ

علّامہ شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ ہمہ ایں انوار واسرار وعجائب وغرائب نتیجۂ ورود ونزولِ بلاہا است وثمرِ آنست، ما گروہِ پیغمبراں سخت ترین آدمیانیم از روئے بلا پستر ہر فاضلتر وبخیر وصلاح نزدیک تر۔ وقال ﷺ أنا اعرفکم باللّٰه من شناساترینِ شمام بخدا واشدّکُم لهٗ خوفًا وسخت ترینِ شمام از روئے بیم وترس داشتن مرخُدارا فکُلّ مَن قَربَ منَ الملكِ اِشتدّ خطرهٗ[1]۔

پس ہر کسے کہ نزدیک است از بادشاہ' سخت است بہلاک رسیدن وترسیدن و پرہیزیدن[2] .....الخ۔ یعنی حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ مَیں تم سب سے زیادہ عارف باللہ ہوں اور تمہاری نسبت اللہ تعالیٰ سے زیادہ خوف رکھنے والا ہوں' کیونکہ جو شخص بادشاہ کے جتنا قریب ہوگا اُسی قدر اُس کے دل میں خوف وخطرہ زیادہ ہوگا' اس لیے کہ ہر لمحہ اُس کی سب حرکات وسکنات بادشاہ کی نظر میں ہوتی ہیں۔

اسی بات کو امام غزالیؒ نے بھی بایں انداز بیان فرمایا'' سہل تستریؒ میگوید کہ صدّیقان در ہر نفسے از سوئے خاتمت میترسند ..... الخ۔ حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ صدّیقین کی جماعت اپنے خاتمے کے متعلّق ڈرتی رہتی ہے کہ ہمارا خاتمہ بالخیر ہو۔ مزید فرماتے ہیں'' وسہل تستریؒ میگوید کہ مریدازاں ترسد کہ در معصیت اُفتد و عارف

---

[1] فتوح الغیب' مقالہ نمبر 27 ' ص 134,133 ' مطبوعہ حوپ لاہور سن طباعت 1282ھ

[2] شرح فتوح الغیب ' از شاہ عبدالحق دہلویؒ ' ص 134

marfat.com

ازاں ترسد کہ در کفر افتد''.....الخ۔ حضرت سہل تستریؒ فرماتے ہیں کہ مرید تو اِس بات سے ڈرتا ہے کہ گناہوں میں مبتلا نہ ہو جائے' جبکہ عارف لوگ اِس بات سے ڈرتے ہیں کہ وہ کہیں کفر میں پڑ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور دولتِ ایمان ہی ہاتھ سے نہ جاتی رہے۔ مزید فرماتے ہیں ''وعیسیٰ علیہ السّلام باحواریاں گفت شما از معصیت ترسید و ما پیغمبراں از کفر ترسیم''.....الخ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا کہ تم نافرمانی اور گناہوں سے ڈرتے ہو' جبکہ ہم پیغمبرانِ خُدا کُفر کا خوف رکھتے ہیں۔ (یعنی باوجود معصوم ہونے کے ہم درجۂ خوف میں تم سب سے زیادہ ہیں[1])

نوٹ: کیمیائے سعادت' امام غزالیؒ کی وہ کتاب ہے جس پر صدیوں سے علماء وصوفیاء اعتماد کرتے چلے آئے ہیں اور اصلاحِ باطن کیلئے اِس کتاب کا مطالعہ اکسیر قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ سلسلۂ چشتیہ کے معروف بزرگ حضرت خواجہ غلام فریدؒ (چاچڑاں شریف) نے اپنے ایک مُرید کو تلقینِ وظائف کے بعد بطورِ خاص تاکید کرتے ہوئے فرمایا ''کیمیائے سعادت مصنفہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ کرتا رہے اور اِس پر حتی الوسع عمل کرتا رہے[2]''۔

نیز مستند ذرائع سے یہ روایت مجھ تک پہنچی یا میں نے کہیں پڑھی ہے کہ حضرتِ اعلیٰ خواجہ شمس الدّین سیالوی قدّس سرّہٗ فرمایا کرتے تھے' مبتدی لوگوں کے لیے امام غزالیؒ کی کیمیائے سعادت کا اور منتہی حضرات کیلئے احیاء العلوم کا مطالعہ نہایت فائدہ مند ہے (واللہ اعلم)

نمبر 3. وقد قال النبی ﷺ وبتحقیق گفتہ است پیغمبر ﷺ انا معاشر الانبیاء

---

[1] ملاحظہ ہو کیمیائے سعادت ' ص336

[2] مقابیس المجالس ' ص806 ' مقبوس نمبر 90

marfat.com

آشد النّاس بلاءً ماگروہِ پیغمبراں سخت ترین مرد مانیم از روئی محنت وبلاوآزمائشِ حق ثم الامثل فالامثل بعدازانبیاء ہرکہ فاضل تروگرامی تر بخیرنزدیک تر' بلاومحنت وریاضتِ وے سخت تروافزوں تر وقال ﷺ أنا اعرفکم باللّٰہ و اَشدّکم منه خوفًا من شناساترینِ شمام بخداوسخت ترینِ شمام درترسیدن ازوے تعالیٰ ودرحقیقت خوف وہیبت ازمعرفت خیزد و بصفاتِ حق کہ لا ابالی ولا یسال است وہرگزایں خوف باوجودمواعیدِ صدق بیرون نرود بیت ؎

کرشمہائے تو از بس کہ ہست رنگ آمیز
نہ آشتی تو داند کسے نہ جنگِ ترا[1]

یعنی اگرچہ انبیائے کرام ودیگرعبادِصالحین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنّت اورمقاماتِ رفیعہ کاوعدہ سچّااور برحق ہےلیکن اس کے باوجودبھی وہ لوگ اللہ کی بے نیازی سے ڈرتے اورعرض کناں رہتے ہیں ؎

براوجِ غنایت نرسد ہیچ کمندے
بیہودہ زن تابِ خیال اند فُغاں ہا

(بیدلؔ)

ہم نے مندرجہ بالا حوالہ جات اپنے جوابِ ثالث کی تائید میں پیش کئے جن کا مفہوم یہ ہے کہ متنازعہ عبارت میں اگر سلطانِ عزّت وجلالت سے مُراد اللہ تعالیٰ'

---

[1] ملاحظہ ہو شرح فتوح الغیب ازمحدّث دہلویؒ و فتوح الغیب مقالہ نمبر 71 ' ص 286,285,284

marfat.com

مصلوب سے مُراد مخلوق' طوق و غلّ سے مُراد اللہ کا ارادہ وحُکم' تیر و پیکان سے مُراد ابتلاء و تکالیف لی جائیں اور پھر یہ ابتلاء و آزمائش درجۂ ایمان کے مطابق تسلیم کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ وہ بے نیاز ذات اپنے اخصّ الخواص بندوں کو قربِ دائمی اور مشاھدہ وحضور میں ترقّی کے لئے آزمائش میں ڈال دیتی ہے تو اس میں بھلا کونسی گستاخی ہے؟ نیز یہ بات بھی سمجھنے کے قابل ہے کہ ہمیشہ آلام وبلیّات عذاب دینے کے لیے نہیں بھیجے جاتے' بلکہ اپنوں اور محبوبوں کو محبّت میں پختگی کے لیے بھی آزمایا جاتا ہے۔ لیکن سیالوی صاحب نے باوجود شیخ الحدیثِ والتّفسیر ہونے کے کتاب وسنّت پر غور نہیں فرمایا؟ صرف ایک ہی بات کی رٹ لگائے رکھّی کہ محبوب لوگ مصلوب ومغلول نہیں ہوسکتے۔ چلو بقولِ سیالوی صاحب میرے مشاغل متکاثرہ بھی ہیں اور متنوّعہ بھی[1]۔

مَیں غور سے سیالوی صاحب کے مقالہ کا مطالعہ بھی نہیں کرسکا اور عبارتِ فتوح الغیب پر بھی کماحقّہٗ غور نہیں کرسکا' مگر قبلہ سیالوی صاحب کا مشغلہ اور شغل تو صرف پڑھنا پڑھانا ہے۔ (یہ الگ بات ہے کہ کثرتِ تقاریر، زیادتیٔ اسفار اور قلّتِ حاضریٔ مدرسہ کی بنیاد پر سیال شریف سے آپ کو نکال دیا گیا) پھر آپ نے کتاب وسنّت اور کتبِ سلف صالحین پر غور کیوں نہیں فرمایا' تاکہ آپ کو ازالۃ الرّیب میں بار بار یہ گردان نہ دہرانا پڑتی کہ جو مقبول ومحبوب ہوتے ہیں' اُنہیں نہ دُنیا میں عذاب دیا جاتا ہے نہ آخرت میں اور بطورِ دلیل آپ نے یہود و نصاریٰ والی آیت پیش کی اور لکھا "چنانچہ جب یہودیوں نے دعوٰی کیا، ہم اللہ تعالیٰ کے (ہاں مثل) ابناء اور بیٹوں کے ہیں اور اُس کے

---

[1] ازالۃ الرّیب' ص 67

marfat.com

محبوب ہیں تو اُن کے دعوے کو رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُل فَلِمَ یُعذبکم بذنوبکم) اے محبوب ﷺ اُنہیں فرما دیجئے کہ اگر تم محبوب ہونے کے دعوے میں سچے ہوتے تو تمہیں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں پر عذاب نہ دیتا[1]'' اور پھر جھنگ میں اجتماعِ جمعہ کے موقع پر خطاب فرماتے ہوئے آپ نے بنی اسرائیل پر ہونے والے تشدد و مصائب کا ذکر بھی اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ میں کیا کہ فرعون اُن کی عورتوں کو زندہ رکھتا، حمل ضائع کرادیتا' بچوں کو مروادیتا وغیرہ وغیرہ فیہِ بلاءٌ من رَبِکُم عظیمٌ ○ لہٰذا یہود پر ہونے والے اِن مظالم کے ساتھ آزمائشِ مقبولانِ خدا کو سلکِ عذاب میں منسلک کرنا بعید از دانشمندی ہے۔ سیالوی صاحب کو اِتنا بھی پتہ نہیں کہ عذاب اور ہوتا ہے' آزمائش اور ہوتی ہے۔ اور بہ فحوائے حدیث شریف آزمائش کی تکلیفیں محبوبین پر زیادہ آتی ہیں۔ جن سے محبّت ہوتی ہے' اُنہی کو آزمایا جاتا ہے اور پھر آزمانے والا بھی وہ بے نیاز کہ ع

ترے دشمنوں کو امان ہے اور دوست کُش تری شان ہے

اِسی بات کو حضرت پیرانِ پیرؒ نے بہ طورِ سوال و جواب یوں بیان فرمایا فکیف یُبتلی المحبوب و یُخلف المدلّل المُراد پس معلوم شد کہ چگونہ مبتلا گردانیدہ مے شود کسے کہ محبوبِ درگاہِ اُوست و ترسانیدہ میشود آنکہ بہ نازونعمت پروردہ شدہ است ومُرادومطلوبِ حضرتِ الٰہ است۔ یعنی یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو محبوب بنائے پھر اُسے تکلیف بھی دے اور جس کو مُراد بنالے اُسے پریشان بھی کرے؟ یہ تو متصوّر نہیں ہوسکتا پھر حضرت غوثِ پاکؒ خود اِس کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ ولم یکن

---

[1]: ازالۃ الرّیب ' ص 51

marfat.com

ذلك اِلا بما اشرنا اِليهِ مِن بُلوغِ المنازل العالية فی الجنّةِ لانّ المنازلَ فِی الجنّةِ لَا تشيَد وَلَا تُرفَعُ اِلَا باعمالٍ فی الدّنيا اَلدّنيامزرعة الآخرة واعمال الانبياءِ وَالاولياء بعداداء الاوامرِ وانتهاء النّواهی الصّبر والرّضا والموافقة فی حالة البلّاء ..... الخ۔

شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے قلم سے اس کی تشریح بھی ملاحظہ ہو[1] "ونیست آں ابتلاء وتخویف مگر از جہتِ آنچہ اشارہ کردیم بآں از رسیدن مرتبہ ہائے بلند در قرب ووصول نزدِ خدا تعالیٰ واگر در دُنیا در ظہورِ آں توقف وتاخیرے رود وجودِ آں در بہشت متیقّن ومتعیّن است زیرا کہ مرتبت ہا در بہشت برافراشتہ نمی شود وبلند گردانیدہ نمی شود، مگر بعمل ہائے کہ در دُنیا کردہ اند ہر چند اعمال در دُنیا بیشتر درجات در آخرت زیادہ تر وہر چند اعمال صاف تر وپاکیزہ تر، درجات بلند تر وبرافراشتہ تر، دُنیا کشت زارِ آخرت است ہر چہ ایں جا بکاری در آنجا بدروی وکار ہائے پیغمبراں ودیگر دوستانِ خدا کہ پیروانِ ایشاں اند بس از گزاردن وبجا آوردنِ فرمودہ ہائے خدا وباز آمدن از نافرمودہ ہائے وی سبحانہٗ صبر کردن وراضی بودن وموافقت نمودن است در حالتِ بلا وآزمایشِ خدا بحقیقت ایں صفات نیز واجب اند چنانکہ نماز وروزہ وواجباتِ دیگر، زیرا کہ امر بہ ہمہ واقع شدہ ووعید بر ترکِ آنہا وارد گشتہ ومعنیِ وجوب وفرضیّت ہمین است ولیکن مراد باوامر ونواہی در ینجا اعمالِ جوارح است[2]۔

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے محبوبان ومقبولان کو جو تکلیفیں دیتا ہے وہ اُن کے درجات ومراتب

---

[1] ملاحظہ ہو: فتوح الغیب مقالہ نمبر 71 ' ص 286' مطبوعہ ھوپ لاہور سنِ طباعت 1286ھ

[2] شرح فتوح الغیب از محدّثِ دہلویؒ ' ص 286

marfat.com

کی بلندی کے لئے ہوتی ہیں۔ انبیاء واولیاء کو دنیا میں ستایا جاتا ہے' اُن پر آرے چلتے ہیں' اُنہیں طرح طرح کے مصائب جھیلنے پڑتے ہیں' لیکن وہ پھر بھی ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں' یہ سب کچھ امتحان و آزمائش کہلاتا ہے، عذاب نہیں کہلاتا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے پچھلی اُمتوں اور رسولوں کی آزمائشوں کے متعلق فرمایا ام حسبتم ان تدخلوا الجنّة ولمّا یأتکم مثلُ الّذین خلوا من قبلکم مسّتهم البأسآءُ وَالضّرّآءُ وَزُلزِلُوا حتّٰی یقولَ الرّسولُ والّذین اٰمنُوا معهٗ متٰی نصرُاللّٰهِ اَلآ اِنّ نصرَاللّٰه قریبٌ o ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ (یونہی) بہشت میں داخل ہو جاؤ گے اور ابھی تم کو پہلے لوگوں کی سی مُشکلات پیش آئی ہی نہیں، اُن کو (بڑی بڑی) سختیاں اور تکالیف پہنچیں اور وہ (صعوبتوں میں) ہلا ہلا دیئے گئے، یہاں تک کہ پیغمبر اور مومن لوگ جو اُن کے ساتھ تھے، سب پُکار اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی، خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ کی مدد نزدیک ہی ہے۔[1]

اِسی کے موافق ایک حدیث شریف بھی ملاحظہ ہو:

قال عبداللّٰه (ابن مسعودٍ رضی اللّٰه عنه) کأنّی انظُر اِلی رسُولِ اللّٰه ﷺ یحکی نبیًّا من الانبیاء صلوات اللّٰه و سلامُهٗ علیهم ضَربهٗ قومهٗ فادموه وهُویمسح الدّم عن وجهه یقولُ (اللّٰهم اغفر لقومی فانّهم لا یعلَمُونَ[2] (متفقٌ علیه) ترجمہ: حضرت عبداللہ

---

[1]: سورہ البقرۃ آیت نمبر 214

[2]: بخاری شریف' جلد اوّل' ص 495' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ' سنِ طباعت 1961ء

marfat.com

بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: گویا کہ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم انبیائے کرام سے کسی نبی کی حکایت بیان فرما رہے ہیں' جن کو اُن کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا وہ (نبی علیہ السّلام) اپنے چہرۂ مبارک سے خون صاف کرتے جا رہے تھے اور بارگاہِ ایزدی میں عرض کرتے جا رہے تھے، اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرما' کیونکہ یہ نہیں جانتے (کہ میں کون ہوں)۔

ہاں جناب! اب سمجھ میں آیا کہ تکالیف صرف عذاب کے لئے ہی نہیں ہوتیں' آزمائش کے لئے بھی ہوتی ہیں' ایسی تکالیف سے انبیاء واولیاء بھی مستثنیٰ نہیں ہیں' بلکہ اُن پر سب سے زیادہ آزمائشیں آئیں' ہمیں پھر بھی یہ مناسب نہیں کہ اُن کے حق میں خلافِ ادب کوئی بات کہیں' یہ تو اُس بے نیاز کا معاملہ ہے' وہ جسے جس طرح آزمالے۔ لیکن اگر اُسی بے نیاز ذات کے سامنے ان مقبولانِ خُدا کا ذِکر بحیثیتِ مخلوق کیا جائے اور یوں کہہ دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ساری مخلوق امتحان و آزمائش کے جال میں جکڑی ہوئی ہے تو یہ کوئی گستاخی نہیں۔ بقولِ مولانا حسرت موہانیؒ ؎

اسیرِ زلف کرے ' قیدیِ کمند کرے
تری نگاہ ' جسے جس طرح پسند کرے

marfat.com

سیالوی صاحب کی غیرتِ ایمانی جوش کیوں نہیں مارتی

جوابِ رابع: مَیں نے مصلوب شخص والا مقولہ حضرت پیرانِ پیرؒ درج کر کے چھوڑ دیا' اپنی طرف سے مُراد کا تعیّن بھی نہیں کیا اور اُس عموم سے خصوص بھی نہیں کیا، جس پر سیالوی صاحب جوش و غضب میں آ کر بمباری فرمانے لگے۔ شاید سرگودھا ایئر بیس قریب ہونے کی وجہ سے یہ ایف سولہ طیّارہ بن کر مجھ پر بم برسانے لگے۔ حالانکہ جھنگ' جہاں آپ جمعہ پڑھاتے ہیں' اُس علاقے میں متعدد دربار ایسے ہیں' جہاں واضح طور پر قبروں کے سامنے سجدہ ہوتا ہے۔ مزارات کے طواف ہوتے ہیں۔ لوگ درختوں کے نیچے کپڑے پھیلا کر اولاد مانگتے ہیں اگر چادر پر بیر آ پڑے تو بیٹا اور اگر پتہ آ گرے تو بیٹی (معاذ اللہ) اُنہوں نے کبھی اس شرکِ صریح اور بدعتِ قبیح کے خلاف کوئی کتاب لکھی ہو تو منظرِ عام پر لائیں' کبھی اہتماماً اس موضوع پر تقریر فرما کر ان رسومِ جاہلیّت کے خلاف جہاد فرمایا ہو تو وہ کیسٹ مجھے ضرور ارسال فرمائیں' کیا وہاں غیرت جوش نہیں مارتی جب کہ شورکوٹ ایئر بیس پر لینڈنگ اور فلائنگ کی جملہ سہولیات موجود ہیں تو پھر وہاں یہ سب ولولے کیوں سرد پڑ جاتے ہیں۔

چلتی نہیں زبان تمہاری' دہن میں کیا
مہندی لگائے بیٹھے ہو پائے سخن میں کیا

حضرت! کبھی اِنَّ الشرک لظلمٌ عظیمٌ اور الا لعنۃُ اللہ علی الظّٰلمین کے مفہوم پر بھی غور فرما لیا کریں۔ خیر یہ تو ضمنی بات تھی مَیں نے خصوص و استثناء نہ کر کے اگر گستاخی کی

marfat.com

ہے تو ذرا درجِ ذیل حدیث شریف پر بھی غور ہو۔ لیکن پہلے علاّمہ اسمٰعیل حقیؒ کی تفسیر میں سے ایک نکتہ اور پھر روح البیان ہی سے ایک حدیث شریف ملاحظہ ہو، جس سے عموم، خصوص اور استثناء والا معاملہ سمجھنے میں مدد ملے گی۔

مولوی اشرف صاحب کا یہ کہنا کہ اجعل الخلیقة کے تحت ہم نے تمام انبیاء وصالحین کو مصلوب قرار دیا ہے، حالانکہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے اور نہ ہم نے کسی نبی یا ولی کا نام لیا اور نہ اِس طبقہ کو بہ طورِ خاص اِس عموم میں شامل کیا۔ اِس کے باوجود بھی اگر اُن کے نزدیک اولیاء وانبیاء کی گستاخی ہوگئی، تو ایسی ایک دو مثالیں ہم اور بھی پیش کرتے ہیں، پھر ذرا مولوی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ اب آپ کا اِن کے بارے کیا فتوٰی ہوگا۔

علاّمہ اسماعیل حقیؒ کے بارے سیالوی صاحب کا کیا فتوٰی ہوگا

علاّمہ اسماعیل حقیؒ اپنی مشہور و معتبر تفسیر روح البیان میں آیۂ مایفتح اللّٰه للناس من رحمةٍ فلا ممسك لها کے تحت رقم طراز ہیں أی لا احدٌ من المخلوقات یقدر علٰی امساکها وحبسها فانّه لا مانع لمااعطاه اسی طرح وما یمسك کے تحت لکھتے ہیں أی لااحدٌ من الموجودات یقدر علی ارساله واعطائه فانهٗ لا معطی لما مَنَعَهٗ۔[1]

آپ نے دیکھا کہ علاّمہ حقیؒ نے لااحد من المخلوقات کے الفاظ لکھ کر مفہوم کو عموم پر چھوڑا، اور اس طرح مخلوقات میں انبیاء واولیاء بھی آتے ہیں۔ تو کیا اِس طرح لکھ کر اُنہوں نے انبیاء واولیاء کی گستاخی نہیں کی اور وہ بھی اسماعیل دہلوی سے دو قدم آگے

---

[1] ملاحظہ ہو روح البیان، جلد ثالث، ص 207، مطبوعہ مصر

marfat.com

نہیں نکلے؟ مولوی صاحب علاّمہ حقّیؒ کی محوّلہ عبارت کی کیا تاویل فرمائیں گے۔ اس سے بڑھ کر ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں اور وہ دلیل سب سے اہم ہے۔ اسی آیت کے تحت لکھتے ہوئے علاّمہ حقّیؒ نے ایک حدیث شریف کے الفاظ نقل فرمائے کہ حضور سیّد عالم ﷺ یہ دعائیہ الفاظ بارگاہِ ایزدی میں عرض کیا کرتے تھے۔ اللّٰھم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع ذاالجدّ منك الجد۔ کیا اِن الفاظِ دُعائیہ میں عموم نہیں ہے اور پھر کیا خود حضور ﷺ نے لا مانع اور لا معطی کے الفاظ میں وارد عمومِ نفی سے اپنے سمیت جملہ انبیائے ماسبق کو خارج فرما کر طبقۂ مرسلین کی توہین نہیں فرمائی؟ ایسی متعدّد مثالیں کتبِ سلف صالحین سے پیش کی جاسکتی ہیں۔

بلکہ خود حضرت پیرانِ پیرؒ نے مقالہ نمبر 71 ارشاد فرمایا ہی اسی مسئلہ کی وضاحت کے لئے ہے کہ بندگانِ خُدا پر ابتلاء و آزمائش ہر حال میں آتی ہے، چاہے وہ مُرید ہوں یا مُراد۔ آپؒ فرماتے ہیں لا تخلو امّا اَن تکون مریدًا او مُرادًا فان کنت مُریدًا فانت محمّلًا وحمال تحمل کل شدیدٍ وَ ثقیلٍ لانك طالبٌ والطّالب مشقوقٌ علیه متعوبٌ فی النّفس والمال والاهل والولد الی ان تحطّ عنك الاحمالُ ویزالُ عنك الاثقال ویرفع عنك الآلام ویزال عنك الاذی والاذلال فتصانُ عن جمیع الرّذائل الادرانِ والاوساخ والمهاناتِ والادواء والاوجاعِ والافتقارِ الی الخلیقة والبریات فتدخل فی زُمرة المحبوبین المدلّلین المُرادین[1]۔ حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ

---

[1]: فتوح الغیب مقالہ نمبر 71، ص نمبر 283، شرح فتوح الغیب

marfat.com

اس مقالہ کی شرح فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں: خالی نیستی توزیں دو حال یا مُرید ی یا مُراد ومُریدان طالبانِ درگاہِ حق وجوئندگانِ قربِ اُو کہ ایشاں را مخلص خوانند بکسرِ لام کہ بکوشش واجتہاد وریاضت بدرگاہِ حق تقرّب میجویند ومُرادان ومحبوبان ومطلوبانِ حضرتِ حق کہ ایشانرا مخلص گویند بفتحِ لام کہ مخصوص بعنایتِ حق اند کہ بجذب وکشش از آنجناب بایں جانب میرسند پس میفرماید کہ بر ہر تقدیر بارِ شدّت ومحنت می باید کشید واز پیشِ بلا نباید گریخت پس اگر ہستی تو مُرید پس تو باردار گردانیدہ شدہ وبسیار بار بردارندہ کہ برمیداری ہر بارِ گراں وسخت زیرا کہ بدرستی تو طالبی وہر طالب مشقت انداختہ شدہ است بروے.....ع

ہر کس کہ طلبگار شُد اُو دربدر افتاد

رنج ومانگی کشندہ تا برسد بسوئے مطلوبِ خود وفیروزی یابد بمحبوبِ خود ودریابد چیزے را کہ میجوید ۔

من عجب دارم ز جویانِ صفا
کہ گریزد وقتِ صیقل از جفا

نمی باید ونسزد ترا کہ بگریزی از بلائے کہ فرود می آید بتو درذات ومال وکسانِ خانہ وفرزندان تا آنوقت کہ فرو گرفتہ شود از تو بارہا دُور کردہ شود از تو گرانیہا کہ شکستہ است پشتِ طاقتِ ترا وبرداشتہ شود از تو دردہا دُور کردہ شود از تو رنج وخواری ہا پس نگہداشتہ شوی از ہمہ فرومائیگی ہا ونا کسی ہا واز ہمہ ریمہا وچرکہائے ظاہر وباطن وسستی ہا وخواری ہا واز ہمہ بیماری ہا ودردہا ورنجوری ہا ونگاہداشتہ شوی از احتیاج بسوئے خلق وآفریدگاں پس درآوردہ شوی درگروہِ محبوباں کہ بناز ونعمت داشتہ شُدہ وخواستہ شدہ گانِ درگاہ اند[1] ۔

---

[1] فتوح الغیب وشرح فتوح الغیب از شاہ عبدالحق محدث دہلوی ص 283

marfat.com

مقالہ نمبر 71 کا مفہوم وخلاصہ یہ ہے کہ آپ سالک کو فرماتے ہیں کہ تجھ پر تکالیف وشدائد کا آنا تو ضروری ہے' چاہے تو مُرید ہو یا مُراد، اگر تو مُرید و طالبِ مولا ہوگا تو یہ بوجھ تجھے ضرور اُٹھانا پڑیگا' کیونکہ طالب ومُحب تو ہوتا ہی وہ ہے' جو بوجھ اُٹھائے' تکالیف ومصائب پر صبر کرے' لہٰذا تُو بلیّات سے مت بھاگ' یہاں تک کہ تیرا امتحان مکمل ہو جائے اور تجھے تیرا مطلوب ومقصود حاصل ہوجائے پھر تجھ سے بوجھ اُٹھا لیا جائے گا' تکلیفیں دور کردی جائیں گی' سب ذلّتیں ختم کردی جائیں گی، تجھے جملہ مصائب ورذائل سے پاک کردیا جائے گا اور تُو سب ماسوی اللہ سے منقطع ہوگا' مخلوق کی طرف تیری احتیاج باقی نہ رہے گی تُو ذاتِ حق کا پیارا ہوجائے گا۔

نوٹ: حضرت پیرانِ پیرؒ نے کچھ الفاظ یہاں استعمال فرمائے' اُن کا معنٰی ومفہوم شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے قلم سے پھر ملاحظہ کرلیں' ہم بلاتبصرہ پیش کررہے ہیں۔

والطّالبُ مشقوقٌ متعوبٌ (وہر طالب مشقت انداختہ شدہ است بروے) ویزال عنك الاثقال (ودور کردہ شود از تو گرانیہا کہ شکستہ است پشتِ طاقتِ ترا) ویُرفعُ عنك الآلام (وبرداشتہ شود از تو دردہا) یُزال عنك الاذی و الاذلالُ (ودُور کردہ شود از تو رنج وخواری ہا) فتصانُ عن جمیع الرّذائل (پس نگہداشتہ شوی از ہمہ فرومائیگی ہا ونا کسی ہا) الادرانِ والاوساخ (واز ہمہ ریمہا وچرکہائے ظاہر وباطن) والمُہانات (وسستی ہا وخواری ہا) والادواء والاوجاعِ (واز ہمہ بیماری ہا ودردہا ورنجوری ہا) والافتقار الی الخلیقة والبریّات (ونگاہداشتہ شوی از احتیاج بسوئے خلق وآفریدہ گاں[1])۔

---

[1]: فتوح وشرح فتوح ' ص283

marfat.com

فاضلِ بریلویؒ پر بھی تو سیالوی صاحب فتوٰی لگانے کی جسارت کریں

ہمارے جوابِ ثالث و رابع کی روشنی میں اِن کلمات پر اگر انصاف سے غور کیا جائے تو جھگڑا ہی ختم ہے، کیونکہ بصورتِ امتحان و آزمائش جو اذلال و مُھانات بھی ازطرفِ سُلطانِ کائنات آتی ہیں' وہ بھی اعزاز و اکرامِ جاودانی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہیں، کما قال العلّامة احمد رضا بریلوی قدّس سرّہٗ ؎

کثرتِ بعدِ قلّت پہ اکثر دُرود
عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام

سیالوی صاحب اب فرمائیں کہ فاضل بریلویؒ جو میرے خیال میں آپ سے زیادہ فاضل اور عالمِ باعمل اور ناموسِ مصطفیٰ و اولیاء کے محافظ تھے' اِس محوّلہ بالا شعر میں کس عزّت اور کس ذلّت کا ذکر فرما رہے ہیں۔ کیا اُن کو شانِ رسالت کا علم نہ تھا کہ اُنہوں نے ذلّت کی نسبت آپ کی ذاتِ عالیہ کی طرف کر دی' کیا وہ آپ کے نزدیک فتویٰ گستاخی کی زد میں نہیں آتے؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔ معلوم ہوا کہ فاضل بریلویؒ نے اپنے اِس شعر میں مکّی دور کے مصائب اور طرح طرح کے توہین آمیز سلوک کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا کہ اے میرے آقا و مولیٰ! آپ کی اُس عزّت پر لاکھوں سلام ہوں جو مکّی دور کی تیرہ[13] سالہ ذلّت کے بعد آپ کو عطا کی گئی اور اُس کثرت پر درود ہوں' جو قلّت کے بعد دی گئی۔ چوں کہ مکّی دور میں مدینہ شریف کے عہدِ مقدّس کی نسبت مال و اسباب' دنیوی آسائش' طاقت و استیلاء اور صحابۂ کرام کی تعداد کے اعتبار سے قلّت تھی' جب مدینہ شریف میں جا کر قلّت کے بعد ہر طرح کی کثرت سے نوازا گیا اور انّا اعطینٰك الكوثر کی معنوی وسعتوں کو عملی جامہ پہنایا گیا اور مکّی زندگی میں کفّار و مشرکین اور اہلِ قرابت کے ذلّت آمیز سلوک سے پُر آشوب دور کے بعد جب ورفعنا لك ذكرك اور

marfat.com

مقاماً محمودا کی منازلِ عزّت وعروج پر آپ کے جلوہ گر ہونے کا دور آیا۔ محوّلہ شعرِ نغز میں اِنہی تاریخی حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے بات کی گئی۔ فاضل بریلویؒ کی اِس بلا کی ذہانت' قدرتِ کلام' شعری گرفت' الفاظ کے انتخاب اور بیان کے اعجاز وایجاز کو دیکھ کر شاعر ہونے کے ناتے اُنکی شخصی عظمتوں کو سلام کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال میں سیالوی صاحب سے مخاطب تھا۔ حضرت! آپ نے غور فرمایا کہ فاضل بریلویؒ ایسا عظیم محافظِ ناموسِ رسالت بھی اِس امر کا قائل ہے کہ انبیاء پر بالعموم اور سیّد الانبیاء پر بالخصوص اللہ تعالیٰ کی طرف سے مختلف آزمائشیں اور مصائب آئے ہیں' اگر آپ کے نزدیک ذواتِ انبیاء کی طرف کسی قسم کی ذلّت یا رسوائی کا انتساب یا یہ عقیدہ رکھنا کہ اِس طبقہ پر بھی بصورتِ امتحان ذلّت آسکتی ہے انبیاء کی گستاخی ہے تو لیجئے سب سے پہلے آپ مولٰنا احمد رضا خانؒ پر گستاخی کا فتوٰی داغیئے اور جس بے باکی سے آپ کے سحابِ قلم نے مجھ پر وہابیت اور گمراہی وغیرہ کے الفاظ برسائے ہیں' خدارا ایسی ہی حق گوئی کا مظاہرہ ذرا فاضل بریلویؒ کے حق میں بھی کر دکھائیں۔ مگر وہ بھی کتابی صورت میں' اور آج کے بعد سٹیجوں پر بھی اُسی طرح فاضل بریلویؒ کے بے ادب اور گستاخ ہونے کا اعلان فرمائیں' جس طرح میرے لیے زحمت فرمایا کرتے ہیں۔

یہاں تک تو طالب ومُرید کا ابتلاء تھا' اب جبکہ مُراد ومطلوب بن جائے گا تو پھر کیا ہوگا۔ آگے حضرت پیرانِ پیرؒ مزید فرماتے ہیں وَ اِن کُنتَ مُرادًا فلا تتَهِمَنَّ الحقّ (واگر ہستی تو مراد ومحبوب پس تہمت مکن خدارا عزّ وجلّ) فی اِنزالِ البلیّةِ بك ایضًا (درفرستادنِ بلا برتو نیز یعنی گماں مبر کہ مرادیّت ومحبوبیّت منافات دارد بمحنت وبلا وبداں کہ حق تعالیٰ با نزالِ بلیّت نشانِ محبّت از تو برداشت و برگرفت' چنانکہ می فرماید) ولا تشتکنَّ فی منزلتك و قدرِكَ عندهٗ (وشک مکن درمرتبت وحُرمتِ تو واندازۂ کارِ تو نزدِ خدا عزّ وجلّ) لانّهٗ قد یبتلیك لیبلغك مبلغ الرّجال (زیرا کہ حق تعالیٰ

marfat.com

گاہے در بلای می انداز دترا تا برساند ترا آنجائیکہ مردمانِ ایں راہ میرسند) ویَرفعُ منزلتك اِلی منازلِ الاولیاء والابدال (وبلند گرداند مرتبتِ ترا تا مرتبہ ہائے اولیاء وابدال کہ فانی شدہ انداز ہوائے نفس واز وجودِ خود وتبدیل یافتہ است ارادتِ ایشاں بارادتِ حق)۔ اُمید ہے بات سمجھ آ گئی ہوگی، اگر کچھ گنجائش رہ گئی ہو تو فتوح الغیب کے اِسی مقالہ کا وہ حصّہ بہ طورِ قندِ مکرّر پیش کرتا ہوں' جو سیالوی صاحب کی مقرّظہ ومصدّقہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث'' کے صفحہ نمبر 127 پر بہ طورِ حجت تحریر کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو'' واعمال الانبیاء والاولیاء بعد اداء الاوامر وانتهاء النّواهی الصّبر والرّضاء والموافقت فی حالت البلاء وکارہائے پیغمبراں ودیگر دوستانِ خُدا کہ پیروانِ ایشاں اندپس از گزاردن وبجا آوردنِ فرمودہ ہائے خدا وباز آمدن از نافرمودہ ہائے وے سبحانہٗ صبر کردن وراضی بودن وموافقت نمودن است درحالتِ بلاوآزمائشِ خُدا (فتوح وشرح فتوح' از شیخ محقق دہلوی ص383) ترجمہ: اورانبیاءاور خُدا کے دوسرے دوستوں کا کام جوانبیاء کے پیروکار ہیں' خُدا کے احکام بجالانے اور نافرمانیوں سے باز آنے کے بعد صبر کرنا اور حالتِ بلاءوآزمائش میں راضی رہنا ہے''۔

محوّلہ بالاعبارت کے مطابق گویا سیالوی صاحب کے نزدیک بھی عالمِ ابتلاء میں صبر ورضا سے کام لینا خاصانِ حق کا وتیرہ ہے تو پھر ہم پر گستاخی کا الزام چہ معنیٰ دارد؟ چلیے موصوف آخر مان ہی گئے کہ ؎

بندے کا تو شیوہ ہے راضی بہ رضا رہنا
جو کچھ کریں مالک ہیں' رحم اُن کا عتاب اُن کا

اِسی مضمون کو حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری قدّس سرّہٗ کے کلام کی روشنی میں بھی ملاحظہ کرتے جایئے۔ فرماتے ہیں ؎

ہر آنچہ آیدت از غیب نیک و بد مَنگر ہمی بس است کہ از سوئے دوست می آید
ازیں مصائبِ دوراں منال وشاداں باش کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست می آید

marfat.com

محلِّ بحث عبارت اپنے سیاق وسباق کے آئینے میں

میرے تحریر کردہ مضمون ومقالہ بعنوان ''حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات'' کے صفحہ نمبر 9 پر مندرجہ عبارت فاذَا وَصَلتَ الی الحقِّ عزّوجل ..... واجعلِ الخلیقة أجمع کرجُلٍ .....الخ جو حضرت پیرانِ پیرؒ کے مجموعۂ خطبات ''فتوح الغیب'' کے مقالہ نمبر 17 میں سے ایک اقتباس ہے' پر سیالوی صاحب نے کچھ اعتراض وارد کیے۔ جن میں سے **پہلا اعتراض** یہ ہے کہ میں نے یہ مقالہ مقبولانِ خُدا کی تحقیر وتذلیل ثابت کرنے کے لئے شاملِ کتاب کیا اور اِس پر قرینہ میرے مندرجہ ذیل الفاظ کو ٹھہرایا ''حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنے مخصوص توحیدی لہجہ میں خطبات ومواعظ کا سلسلہ کیا شروع کیا کہ اہلِ شرک ونفاق کے دِل ہلا کر رکھ دیئے۔ جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء وقدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا' اُنہیں شیخؒ کے خطباتِ حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا' چنانچہ آپؒ ایک مقام پر یوں لب کشا ہوتے ہیں'' الخ

جواب: اگرچہ میں اسکے چار جواب تفصیلاً دے چُکا ہوں' مگر پھر بھی سیالوی صاحب کے مستخرجہ قرائن کی روشنی میں مزید وضاحت کر دینا چاہتا ہوں۔

مقالۂ مذکورہ کی غرضِ سیاق: مختلف فیہ مقالہ یوں شروع ہوتا ہے۔ المقالة السابعة عشر قال رضی اللّٰہ عنه اِذا وصلت اِلی اللّٰہ (شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ

marfat.com

اِس کی شرح یوں کرتے ہیں 'چوں برسی بخدائے عزّ وجلّ)فـقُـرِبـتَ مـنـهُ (پس نزدیک کردہ شوی ازوی تعالی)بتـقـريبـهٖ وَتوفيقهٖ (نزدیک گردانیدنِ وے وتوفیق دادنِ وے سبحانہٗ تراومعنیٰ وصولِ سالک بحق' انقطاع است ازغیرِ اُو ومعنیٰ قرب' بُعد از غیرِ اُوست بوجہے کہ در مقالۂ سابع معلوم شدو حاصلش آنکہ میفر ماید)یعنی یہ مقالہ اِس غرض سے ارشاد فرمایا گیا ہے کہ جب تو اپنے خالق ومالک تک رسائی حاصل کرلے اُس کی عطا کردہ توفیق اور اُس کے بتائے ہوئے طریقے سے تو پھر تجھے کیا کرنا اور کیسا رہنا چاہیے؟۔ لیکن وصولِ حق کے طور طریقے کیا ہیں اُن کو مقالہ نمبر 7 میں بیان کیا گیا ہے۔ قارئینِ گرامی قدر! آیئے ہم مقالہ نمبر 7 کا خلاصہ بھی پیشِ خدمت کئے دیتے ہیں تاکہ کوئی اشتباہ باقی نہ رہے۔ المقالة السّابعة (قال رضی اللّٰه عنه وارضاه اخـرج مـن نَّفسكَ (بیروں آاز ہوائے نفسِ تو ومتابعتِ وی)وتـنـح عنهـا (ویکسو شواز وی ودر پیٔ وے مرو)وَانـعزك من مِلكِكَ (وبیگانہ شو وبیروں آاز مملکتِ وجودِ خود وہر چہ حکم وتصرّفِ تو درآں میرود وتواند کہ مِلک بکسرِ میم باشد اما عزل مُلک بضمِ میم مناسب تراست)وَسَـلِّم الكُلَّ الى اللّٰه (وبسپار ہمہ را بخدائے عزّ وجلّ تا ہر چہ خواہد بکند وتابعِ امر وحکمِ او باش در احکام واوامرِ شرعیّہ باتمثال ودر قہر یہ بہ تسلیم)فـكُن بوّابهٗ علىٰ بابِ قلبكَ (پس باش دربانِ خدا تعالیٰ بر درِ دلِ تو وبنشیں بر درِ دل)یعنی اپنے نفس کی جُملہ خواہشات سے آزاد ہو کر اپنے وجود کو فراموش کر کے اور اپنے ظاہر وباطن کو سُلطانِ حقیقی کے حوالے کر کے یہ محبّت ورضا کا سفر اختیار کر..... یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کی مخلوق میں سے کسی کو بھی شریک مَت کر' پس تیرا ارادہ تیری خواہش اور

marfat.com

تیری آرزوئیں' یہ سب کچھ اللہ کی مخلوق ہے' پس تو اِن میں سے کسی کو دوست مت رکھ اور اِن کی طرف اپنا میلان ہرگز نہ رکھ' تا کہ تُو مشرک نہ بن جائے۔ حتّٰی کہ اگر اپنی خواہشِ نفسانی کے تحت اللہ تعالیٰ سے بھی دعا مانگے تو یہ شرکِ خفی ہوگا' اُس سے دُعا مانگتے ہوئے بھی یہ سوچ کہ اُس کے حُکم کی تعمیل کرتے ہوئے اُس سے مانگ رہا ہوں' یعنی اُسی ذات کے ارادے کو اپنے ارادے پر غالب سمجھتے ہوئے اگر تو اُس کے احکام کی متابعت میں کوئی ارادہ کریگا تو یہ ارادہ حق ہوگا' ورنہ باطل' اگر تو اللہ جلّ شانہٗ کے دیدار و جمال کا متمنّی ہے تو شرک کے چنگل سے مکمّل باہر نکل آ۔

شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے نزدیک مفہوم شرک

شرک کیا ہے؟ لیسَ الشِّرك عبادةالاصنامِ فحسب (شرک نہ ہمیں پرستشِ بتان ست وبس) بل هُوَ متابعتُكَ لِهَواك (بلکہ شرک پیروی کردنِ تست مرہوائے نفسِ ترا) وَاَن تختارَمع ربّكَ عزّوجلّ شيئاً سواه مِنَ الدّنيا ومافيها وَالآخرةومافيها (برگزیدنِ تست باپروردگارِتو چیزے را کہ جزاوست از دنیا وآنچہ درُدنیاست واز آخرت وَآنچہ درآخرت است) فما سواه (پس ہر چہ جز خداست ونہ از برائے خداست) عزّوجلّ غيرُهٗ (غیراُوست) فاذااكنتَ الى غيره فقد اشركتَ به عزّوجلّ غيرَهٗ (پس چومیل کردی وساکن شدی وآرام گرفتی بغیرحق' پس تحقیق شریک گردانیدی بوے غیرِ اُورا۔

غیرِ حق یک ذرّہ کاں مقصودِ تُست
تیغِ لَا برکش کہ آں معبودِ تُست

marfat.com

یعنی شرک فقط یہی نہیں کہ تو بُتوں کی عبادت کرے' بلکہ تو اگر اپنی خواہش کے پیچھے چلے گا تو یہ بھی شرک ہوگا۔ کما قال اللّٰہ عزّاسمہٗ فی کتابہِ المجید: ارأیتَ مَن اتَّخَذاِلٰھَہٗ ھَواہُ (سورۃ الفرقان پارہ نمبر 19)

نوٹ: اب یہاں جو تعمیم حضرت پیرانِ پیرؒ کے مقالے میں یا شاہ عبدالحق دہلویؒ کی شرح میں ہے' کیا اِسے گستاخی قرار دیا جائیگا ؟ یا اِس کا کوئی اور نام رکھا جائیگا ؟ کیونکہ یہاں اُنہوں نے کوئی تخصیص ذکر نہیں فرمائی اور نہ ہی کوئی استثناء فرمایا ہے۔ آگے پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں ''تُو حد درجہ احتیاط و پرہیز کر کہ کسی طرح شرک میں مبتلا نہ ہو جائے اگر تجھے کوئی حال ،مقام یا کیفیت بھی حاصل ہو تو کسی کے سامنے اُس کا ذکر نہ کر' کیونکہ اُس بے نیاز کی روزانہ نئی شان جلوہ گر ہوتی ہے (کُلّ یومٍ ھُوَفِی شأنٍ) ہوسکتا ہے تُو اپنے جس حال یا مقام کی خبر کسی کو دے' اُس میں تبدیلی کر دی جائے اور تجھے خواہ مخواہ شرمندگی کا شکار ہونا پڑے' کیونکہ جو بے نیاز قرآنِ مجید کی آیات نازل فرما کر پھر اُن میں سے بعض کو کسی حکمت کے تحت منسوخ فرما سکتا ہے' وہ تیرے حال کو تبدیل و منسوخ کیوں نہیں کر سکتا' ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ السّلام کا حال متغیّر ہونا اور اُن کو تنبیہِ حق تعالیٰ ، پھر اُن کا اعتراف کسرِ ارادہ کے طور پر ربّنا ظَلَمنا انفُسَنا کہنا اور سیّدالانبیاﷺ کا روزانہ ستّر یا سو مرتبہ استغفار کرنا بھی پیشِ نظر رکھ۔ آخر میں فرماتے ہیں: فَلکَ برَسُو لِ اللّٰہِ مـحـمَـدٍ حبیبـہِ المـصـطـفٰی وَ اَبیـہِ آدمَ صـفَی اللّٰہ عُنصرالا حباب وَالاخلّاء اُسو ۃ فی الاعتراف بالقصور وَالا ستغفارِ فی الاَحوالِ کُلِّھَا وَ الذّلّۃ والافتقارِ فیھا۔

marfat.com

حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ شرح میں فرماتے ہیں (پس مرترا اے بندۂ مؤمن واے سالکِ راہِ حق قرب بر پیغمبر خدا ﷺ محمد محبوب ومحبِّ خدا وبرگزیدۂ او وپدرِ وَے کہ آدم است دوستِ خالصِ خدا کہ اصل و پدرِ ہمہ دوستانِ خدا است کہ انبیاء واولیاء اند اقتدا است در اقرار بکوتاہی وطلبِ آمرزش در ہمہ حال واقرار بخواریِ نفس و حاجت ونیاز مندی در جمیع احوال) یعنی مؤمن وسالک کو حضرت غوثِ اعظمؒ جھنجھوڑتے ہوئے یاد دلا رہے ہیں کہ تیرے لئے ان دوشان والے پیغمبرانِ عصمت پناہ حبیب اللہ وصفی اللہ علی نبیّنا وعلیہ الصّلوۃ وَالسّلام کا طریقہ بطورِ نمونہ کافی ہے کہ بایں عزّت ومرتبہ اُنہوں نے کس طرح عجز و نیاز اور توبہ واستغفار کو اپنا شعار بنائے رکھا، درمیان میں محدّث دہلویؒ نے حبیب اور خلیل کے مرتبہ ومقام کا فرق اور حضرت آدم علیہ السّلام وحبیبِ خدا محمدِ مصطفےٰ ﷺ کے ذکر کی تخصیص میں کچھ نکتے بیان فرمائے' چنانچہ آخر میں اس مقالہ نمبر 7 کی شرح مکمّل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''وبالجملہ وظیفۂ بندگی کہ خواری وافگندگی وتوبہ واعتذار است کارِ پیرانِ قوم اینست چہ جائے دیگر اں[1]''یعنی بندگی کا طریقہ وادب یہی ہے کہ بندہ اپنے مولا کے سامنے نیچے پن انکسار اور توبہ ومعذرت کی انتہاء کردے' عام بندۂ مؤمن سے لیکر سیّدالانبیا ﷺ تک کوئی بھی کسی لمحہ اپنے آپ کو اس حیثیت سے باہر نہ سمجھے' جیسا کہ میرے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے چند افاداتِ متفرّقہ ملفوظاتِ مہریہ میں درج کئے گئے ہیں۔

---

[1]: فتوح وشرح فتوح ' مقالہ نمبر 7 ' ص 44,43,42

marfat.com

عبادت کی تعریف اور اُس کی اقسام: عبادت یعنی نہایت درجہ کا تذلّل وفروتنی عابد کی بمقابلہ اعلیٰ درجہ کی عظمتِ معبود کے[1] .....الخ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ مقالہ نمبر 7 عام مؤمن ومبتدی سالک کے لئے ایک اہم سبق اور بیش بہا خزانہ ہے لہٰذا سالک کو کہا گیا کہ اِن تمام آداب وطُرُق کے ذریعے تُو اگر وصل کی نعمت سے سرفراز ہو جائے' تب بھی خیال کر کہ تیرا معاملہ اُس بے نیاز کے ساتھ ہے کہ جس کے اندازِ کرم ہر لمحہ بدلتے رہتے ہیں' لہٰذا سالک سے لیکر واصل تک سب کے لئے مقالہ نمبر 17 کی ہدایات شامل ہیں نہ کہ صرف واصل کے لئے ۔

عجبے نیست کہ سرگشتہ بود طالبِ دوست
عجب اینست کہ من واصل و سر گردانم

لہٰذا آپ نے اِس مقالہ میں وصولِ حق کی بات دومرتبہ فرمائی ہے' ایک ابتدائے مقالہ میں کما مرّ آنفاً اور پھر درمیانِ مقالہ فرمایا فاذا وصلتَ الی الحقّ علیٰ ما بیّنا (پس چوں رسیدی تو بحق چنانچہ بیان کردیم) یہ دومرتبہ ذکرِ وصلِ حق دو احتمال رکھتا ہے۔

احتمالِ اوّل: یہ پہلا وصل جس مقالہ نمبر 7 کو بنیاد بنا کر بیان کیا' وہ وصلِ عوام وخواص دونوں کو شامل ہے' جبکہ دوسرا وصل اخصّ الخواص کے ساتھ متعلّق ہے۔ اور عوام کا قرب' خواص کے لئے بُعد، خواص کا قرب، اخصّ الخواص کے لئے بُعد' جبکہ اخصّ الخواص کا قرب ہی قربِ مقصودی ہے۔ لیکن اخصّ الخواص کے قرب میں بھی اُس کی شانِ بے نیازی

---

[1]: دیکھئے ملفوظاتِ مہریہ' ص 59' مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

برابر جلوہ گر رہتی ہے' جیسا کہ مقالہ نمبر 7 میں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السّلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے پیرانِ پیرؒ نے صراحت فرمائی۔

احتمالِ ثانی: پہلی مرتبہ ذکرِ وصل کے بعد پھر تاکیداً 'تلذذاً اور تشکراً دوسری مرتبہ ذکرِ وصل کر کے اور وصلِ تام کا بیان کر کے فکُن اٰمنًا ابداً مَمن سواہُ (پس باش ایمن ہمیشہ از کسے کہ جُز اُوست عزّ وجلّ واستقامت ورز برآں) کا مژدہ سنایا گیا' لیکن اُس کو قدرتِ الٰہی اور بے نیازیٔ مولا سے بے خوف نہیں کہا جا سکتا' جس پر یہ کلمات بہ تمام وکمال دلالت کر رہے ہیں بل هُوَ عزّوجلّ أهلُ التقوٰی وَأهلُ المغفرة (بلکہ خدائے تعالیٰ سزا وارِ آنست کہ از وے واز عذابِ وے پرہیزند وسزاوارِ آنکہ آمرزشِ اُورا امید دارند) ثابت ہوا کہ اِس مقالہ میں صرف اور صرف اخصّ الخواص ہی کو مخاطب نہیں کیا گیا' جیسا کہ سیالوی صاحب نے زور دیتے ہوئے ثابت کرنے کی کوشش فرمائی' بلکہ عوام سے لیکر اخصّ الخواص تک سب کے لئے اِس مقالہ میں آداب وطُرقِ سلوک ارشاد فرمائے گئے ہیں۔ لہٰذا اگر مندرجہ ذیل جملوں کو فلا ترٰی لغیرہٖ وجودًا اَلبتّة قطعًا لا فِی الضُرِّ ولا فِی النّفع وَلَا فِي العطاء ولَا فی المنع ولَا فی خوفٍ ولا فی رجاءٍ بل هُوَ عزّوجلَّ اهلُ التقوٰی وَأهل المغفرة فکُن ابدًا ناظراً اِلیٰ فِعلهٖ مترقّباً لِاَمرہٖ مشتغلاً بطَاعتِهٖ مبائناً من جمیع خلقِهٖ دنیاً واُخرٰی لَا تعلّق قلبك بشئ من خلقهٖ[1]۔

ہر سالک و واصل کے لئے مفید اور حسبِ استعداد نشانِ منزل ٹھہرایا جائے

---

[1]: فتوح الغیب مقالہ نمبر 17' ص 87' مطبوعہ لاہور

marfat.com

تو کوئی استحالہ واشکال نہیں ہے۔آخر قرآنِ مجید میں جہاں تقوٰی اپنانے کا حُکم ہے، وہ سب کو شامل ہے، ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق تقوٰی اپنائے گا' اگر کافر کفر چھوڑ کر ایمان میں داخل ہو تو اُس کے لیے یہی تقوٰی، عام مؤمن کبیرہ گناہ چھوڑے تو اُس کا نتیجہ تقوٰی، خاص لوگ صغیرہ بھی چھوڑ دیں تو اُس کا نتیجہ تقوٰی اور اگر اخص الخواص اپنے دل ودماغ میں غیر کے وہم وخیال کو بھی نہ گزرنے دیں اور ایک پل بھی اُن کی نگاہ سے جمالِ یار اوجھل نہ ہو بقولِ مولٰنا اصغر گونڈوی ؎

ہر آن مرے پیشِ نظر ہے وہی صورت
میں نے کبھی رُوئے شبِ ہجراں نہیں دیکھا

اُن کے لئے یہی تقوٰی کہلاتا ہے۔اسی طرح شرک چھوڑنے اور توحید پر ثابت قدم رہنے کا حُکم سب کو ہے۔

مراتبِ توحید اور مراتبِ عبادت بندوں کے روحانی مراتب کی طرح متفاوت ہیں

توحید کے تین مرتبے ہیں۔علم التوحید ' عین التوحید اور حق التوحید ۔علم التوحید براھین اور دلائل سے حاصل ہوتا ہے اور دلائل دو قسم کے ہوتے ہیں نقلیہ اور عقلیہ ۔نقلیہ میں تقلید ہوگی اور عقلیہ میں تحقیق ۔عین التوحید وجدان اور ذوق سے حاصل ہوتا ہے اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں' یعنی بطریقِ وجود اور بطریقِ شہود' پھر ان دونوں میں ہر ایک کے تین مراتب ہیں افعالی' صفاتی اور ذاتی ' جبکہ حق التوحید اللہ تعالٰی کے ساتھ مختص ہے' مخلوق

marfat.com

کو حاصل نہیں ہو سکتا[1]۔

اسی طرح بندوں کو عبادت کا حکم دیا گیا ہے' بلکہ وما خلقت الجنّ والانس الا لیعبدُون کے مطابق ہماری تخلیق ہی عبادت کے لئے ہوئی ہے۔ لیکن مفہوم میں عبادت حسبِ استعداد و درجۂ روحانی متفاوت ہے۔ اگرچہ لیعبدُونَ کی حکمت لیعرفُون اور لیعرفُون کا مفاد و ثمرہ لِیقرَبُون ہے' لیکن ہر شخص کو اس کا مکلّف نہیں بنایا گیا' اس لئے میرے جدِّ اعلیٰؒ نے تحقیق الحق فی کلمة الحق لکھ کر علمائے ظواہر و صوفیاء کے مذہب میں مطابقت یوں فرمائی کہ لَا الٰہ الّا اللّٰہ بمعنی لَا معبود الّا اللّٰہ اصلِ ایمان ہے اور بمعنی لَا موجودَ الّا اللّٰہ کمالِ ایمان ہے۔ لیکن کمالِ ایمان کے مقام پر فائز ہونے والے کے لئے اصلِ ایمان حاصل ہونا ضروری ہے' جبکہ اصلِ ایمان والے کے لئے کمالِ ایمان کا مقام حاصل کرنا فرض نہیں احسان ہے۔ اسی طرح ہم نے اپنے مقالہ میں اگر عوام کے متعلّق ''جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں کو نفع و ضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء و قدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل و معاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا'' کے الفاظ استعمال کرتے ہوئے اُن کو ''اِجعَلِ الخلیقة'' کا مخاطب ٹھہرایا ہے تو یہ حکم اُن کی استعداد کے مطابق ہوگا۔

لمحۂ فکریہ: کیا سیالوی صاحب اس وقت پاکستان بھر میں موجود سُنّی بریلوی کہلانے والے تمام لوگوں اور بالخصوص عوام کی گارنٹی دے سکتے ہیں کہ اُن کے عقائد میں جراثیم شرک نہیں ہیں؟ اور ہمارے نیم خواندہ مقررین و خطباء نے جو خوش اعتقادی و بے جا نیاز مندی

---

[1] ملفوظاتِ مہریہ' ص 60' مطبوعہ گولڑہ شریف سن طباعت 1986ء۔

marfat.com

کا ماحول پیدا کر رکھا ہے اور جس طرح سٹیج پر نفع وضرر اور قضاء وقدر کے مسائل بزرگانِ دین سے برملا وابستہ کئے جاتے ہیں' کیا اِس ماحول میں ذاتی وعطائی اور اسنادِ حقیقی ومجازی کا فرق ومفہوم عوام کے ذہن میں ہے؟ تو خدارا مجھے بتایئے کہ اِس بدعت وشرک کی چلتی ہوئی آندھی میں اگر سختی نہ کی جائے تو اور کیا کیا جائے' اشتباہِ شرک تک سے بچنے پر سیّد امجد حیدر آبادیؒ کا یہ اچھوتا استدلال بھی ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں [1]

از جادۂ شرع پیش دستی نکنند　　در محفلِ دینِ پاک مستی نکنند
سجدہ بہ نمازِ میّت آمد ممنوع　　تا مُردہ دلاں قبر پرستی نکنند

یہاں مقامِ غور ہے کہ حرمتِ شراب کے احکام کے نزول کی ابتداء میں اُن ظروف (برتنوں) کا استعمال کیوں ممنوع قرار دیا گیا تھا؟ جو شراب پینے کے لیے استعمال ہوتے تھے (ونھا ھُم عن اربع عن الحنتم والد بآء وَالنقیر والمزفت الخ مشکوٰۃ شریف) اہلِ ایمان کو ابتداء میں زیارتِ قبور سے کیوں روک دیا گیا تھا؟ (کنتُ نھیتکم عن زیارۃِ القبورِ فزرُوھا) دورِ صدیقیؓ میں منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف جہاد کا اعلان کرتے ہوئے حضرت صدّیقِ اکبرؓ نے وَاللّٰہ لو منعونی عنا قاً کانوا یؤدونھا الی رسول اللّٰہ ﷺ نقاتلھم علی مَنعِھَا فرما کر اونٹ کی رسّی تک میں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا جو حکم صادر فرمایا وہ کس حکمت کی بنا پر تھا؟

---

[1] تصفیہ مابینِ سُنّی وشیعہ از حضرت گولڑویؒ ' ص 19 ' مطبوعہ گولڑہ شریف ' سنِ طباعت 1979ء

marfat.com

اُمورِ شرعیّہ کے جائز، مُستحب اور واجب ہونے میں بہت فرق ہے

آج علماء ومشائخِ اہلِ سنّت کی چشم پوشی کے کرشمے ہیں کہ لوگ قبروں کو چومنا فرض' مزارات کا سجدہ ضروری، درباروں کا طواف معراجِ عقیدت اور پیروں فقیروں کو تقدیر وقضاء کا مالک سمجھنا پیری مریدی کا اہم جزو سمجھتے ہیں۔ اُنہیں راہِ راست پر کون لائے گا؟ افراط وغلوّ کا یہ عالَم ہے کہ حضور ختمیِ مرتبت ﷺ کا اِسم مبارک سن کر درود شریف پڑھنا ضروری نہیں سمجھا جاتا' جبکہ انگوٹھے چومنا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ اذان سُن کر کلماتِ اذان کا جواب دینا' اِتنا اہم نہیں سمجھا جاتا' جتنا اذان کے بعد درود وسلام پر زور دیا جاتا ہے۔ کسی فوت شدہ مُسلمان کے روزوں اور فوت شدہ نمازوں کا بدلہ ادا کرنا کچھ حیثیّت نہیں رکھتا' جبکہ تیجے' بیسویں' چالیسویں اور سالانہ پر خیرات وطعام کو دین کا جزوِ لا ینفک خیال کیا جاتا ہے' کہیں کسی مقام پر درود شریف پڑھنا پڑ جائے تو الصّلوٰة والسّلام علیك یا رسول اللّٰه پڑھنا ہر فرض سے اہم فرض سمجھا جاتا ہے جبکہ درودِ ابراہیمی کو دیوبندیوں وہابیوں والا درود سمجھ کر قابلِ اعتناء خیال نہیں کیا جاتا' حالانکہ متذکرہ بالا اُمور کے جواز اور استحباب واباحت کے ہم قائل ہیں' لیکن ان باتوں کو وجوبِ شرعی کا درجہ دینا اور انہی پر مسلمان اور سنّی ہونے کو موقوف سمجھنا دین میں زیادتی نہیں تو اور کیا ہے؟ بفضلہٖ تعالیٰ مجھے کچھ کہا جائے ملامت والزام تراشی سے میں گھبرانے والا نہیں۔ بقولِ بیدمؔ شاہ وارثی ؒ ؎

مجھے سر آنکھوں پہ رسوائیاں محبّت کی
ملامتی ہوں ملامت سے مجھ کو عار نہیں

marfat.com

آخر عوام کی ان بد عقیدگیوں اور شرک و بدعت والی خصلتوں کے خلاف زبان و قلم کے ذریعے جہاد کر کے کوئی تو بارش کا پہلا قطرہ بنے گا' یا سب مصلحت کا شکار بنے رہیں گے بقول علامہ اقبال ؏

مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار

ہمارے اکثر واعظین جہال کا تو کیا ذکر؟ مناظر اسلام اور شیخ الحدیث کہلانے والے مقتدایان قوم اذان بر قبر، انگوٹھے چومنے اور نماز جنازہ کے بعد دعا جیسے جوازی و استحبابی حیثیت رکھنے والے مسائل پر دو دو گھنٹے خطاب فرمانا اسلام اور سُنّیت کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں لیکن آئے دن درباروں اور خانقاہوں پر شرک و بدعت کے جو مناظر دیکھنے میں آتے ہیں اُن کے متعلق اہتماماً کچھ فرمانے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے' شاید عوامی ردِ عمل کا خوف دامن گیر رہتا ہے' یا سجادہ نشین حضرات کے دستِ تعاون کھینچ لینے کا ڈر زبان نہیں کھولنے دیتا۔ کچھ بھی ہو سیالوی صاحب مجھے بدعقیدہ وہابی اور جو مرضی ہو کہتے پھریں میں انَ الشرک لظلمٌ عظیمٌ اور انَ اللّٰہ لا یغفرُانْ یُشرک بہ ویغفرُ مادون ذٰلک لمن یَشآء، (الآیۃ) کی اہمیّت مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنی سمجھ کے مطابق کتاب و سنّت اور بزرگانِ دین کی تعلیمات مخلوقِ خدا تک پہنچاتا رہوں گا۔ بالخصوص میرے جدِ اعلیٰ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہؒ اور پیرانِ پیر سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے جو درس دیا' میں وہ تادم حیات خلقِ خُدا کو دیتا رہوں گا۔

میں تو رستے کا دیا ہوں مرے سب اپنے ہیں
روشنی بیچ رہا ہوں تو مٹا دو مجھ کو

marfat.com

دوسرا اعتراض سیالوی صاحب یہ کرتے ہیں کہ ''اِجعَلِ الخلیقة'' سے پہلے والی عبارت تو یہ بتاتی ہے کہ یہ درجہ اخص الخواص لوگوں کا ہے اور آپ عوام کی اصلاح کے لئے یہ اسلوب کیوں اپنا رہے ہیں' کرے کوئی اور بھرے کوئی والی صورت اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عدل وانصاف میں کیوں کر وقوع پذیر ہو سکتی ہے؟

جواباً گزارش ہے کہ میں نے حضرت پیرانِ پیرؒ کا مقالہ نقل کرنے سے پہلے جو عبارت نقل کی وہ کچھ یوں ہے ''جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء وقدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل ومعاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ ومنسوب کر دیا تھا، اُنہیں شیخ کے خطباتِ حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا'' میری طرف سے لکھے گئے اِن الفاظ کو بار بار پڑھیئے اور "اِجعَلِ الخلیقة" سے پہلے مندرجہ کلماتِ غوثِ پاکؒ کو بھی پڑھیے' پھر سیالوی صاحب کے پیر ومُرشد شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ قمرالدین سیالویؒ کا فرمودہ بھی مطالعہ کیجئے اور پھر انصاف سے فیصلہ فرمایئے کہ غوثِ پاکؒ کے فرمان اور سیالوی صاحب کی عربی عبارت سمجھنے کی مجھ میں صلاحیت واستعداد نہیں یا سیالوی صاحب بزعمِ ہمہ دانی مغرور ہو کر غور وفکر سے خود کوسوں دُور ہو چکے ہیں' میرے مشاغلِ متکاثرہ ومتنوعہ پر تنقید کر رہے ہیں لیکن کبھی ع

یہ بھی سوچا خود کیا ہو؟

خیر میں اس پر ہرگز رنجیدہ نہیں' کیونکہ پیرانِ پیرؒ پر وہ بزبانِ بصیر پوری

marfat.com

بروایتِ ضعیف ولغو جب یوں برسیں ''حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا' جس نے شیخ عبدالقادرؒ کا ذکر کیا اور حضرت شیخ عبدالقادر کا مرتبہ بہت بڑھایا اور افراط سے کام لیا' پس آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں عبدالقادر کے حال کو خوب جانتا ہوں اور وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا تھا اور وہ اب اپنی قبر میں کیسا ہے[1]۔

اگر آپ میرے مشاغل متکاثرہ پر زبانِ طعن دراز کریں تو کچھ باک نہیں' مگر اب ذرا میری بھی تو سُنتے جایئے ۔

یہ قہقہے تو مِری بات کا جواب نہیں
سلیقہ چاہیئے پھولوں سے گفتگو کے لئے

اب آپ ایک جانب ملاحظہ کریں "اِجعَلِ الخلیقة" سے پہلے کلماتِ غوثیہ: فلا ترٰی لغیرہٖ وجودًاالبتّة قطعًا لافی الضُرّوَلَا فی النّفعِ وَلَا فی العطاء وَلَا فی المنعِ وَلَا فی خوفٍ وَلَا فی رجاءٍ.....الخ دُوسری جانب شیخ الاسلام خواجہ قمرالدّین ؒ کا فرمودہ بھی ملاحظہ ہو۔

---

[1]: حکایتِ قدمِ غوث ص 114 مصنفہ مولوی بصیر پوری و مصدقہ مولوی اشرف سیالوی اور یہ ہر دو اس رباعی کے مصداق ہیں ۔

دونوں کی خرد ہے خام تُو کیا وہ کیا
دونوں ہیں غرض غلام تُو کیا وہ کیا
تُو بھی ہے شکارِ حرصِ دنیا ' وہ بھی
دونوں ہیں اسیرِ دام تُو کیا وہ کیا

marfat.com

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالویؒ کا نظریۂ توحید

24 ربیع الاوّل شریف 1388ھ بروز خمیس آپ نے فرمایا توحید کے تین مرتبے ہیں۔

نمبر 1. عام لوگوں کی توحید

نمبر 2. خاص لوگوں کی توحید

نمبر 3. اخص الخواص حضرات کی توحید

نمبر 1. عوام کے نزدیک تو توحید یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق مالک رازق اور معطی اللہ تعالیٰ ہی ہے نافع ضارّ شافی وہی ہے اور معبود بھی وہی ایک ذاتِ اقدس ہے۔ اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے۔

نمبر 2. خواص کی توحید یہ ہے کہ ہر چیز جان دار ہو یا بے جان (نباتات، جمادات، حیوانات) سب میں جمال وجلال اور انوار واسرارِ الٰہیہ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

نمبر 3. اخص الخواص لوگوں کی توحید یہ ہے سوائے باری تعالیٰ کوئی اور نہیں ہے۔ وہی ہے وہی ہے وہی ہے اور بس وہی ہے[1]۔

قارئین گرامی! میرے تحریر کردہ الفاظ ''نفع وضرر کا مالک سمجھنا'' حضرت پیرانِ پیرؒ کے کلمات ''لَا فی الضُرِّ وَلَا فی النَّفع'' اور شیخ الاسلامؒ کے الفاظ ,,نافع وضارّ شافی وہی ہے،، تینوں میں جو مناسبت ہے' وہ کوئی عقل مند ٹھکرا نہیں سکتا۔ مزید برآں حضرت شیخ الاسلامؒ کے کلام میں بھی ایک حصر ہے اور سیالوی صاحب کے کلام میں بھی حصر ہے' یہ دونوں حصر کس حد تک موافق یا مقابل ہیں' آپ خود انصاف کرلیں۔

---

[1]: ملاحظہ ہو: انوارِ قمریہ ملفوظاتِ شیخ الاسلامؒ، ص 63، مطبوعہ 2002۔

marfat.com

کلامِ شیخ الاسلامؒ: عوام کے نزدیک توحید یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق، مالک، رازق اور معطی اللہ تعالیٰ ہی ہے نافع ضارّ شافی وہی ہے.....الخ

کلامِ سیالوی: بلکہ ہم تو استعانت واستمداد اِن مقدّس ہستیوں سے کرتے ہیں اور دعاء ونگاہ اور شفاعت وسفارش کی امّید ورجاء صرف اور صرف اِن سے رکھتے ہیں، جو نہ صرف خود اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقبول اور مطلوب ومُراد ہیں، بلکہ اِن کے غلاموں اور خادمانِ بارگاہ کو بھی اللہ تعالیٰ محبوب بنالیتا ہے "قُل اِن کُنتُم تحبّون اللّٰه فاتّبعونی یحببکُم اللّٰه"[1].....الخ

ایں چہ بوالعجبی ست: سیالوی صاحب کا مندرجہ بالا اقتباس پڑھیں اور پھر خود فیصلہ کریں کہ کیا توحید ایسے اہم اور نازک موضوع پر ایسی غیر ذمّہ دارانہ گفتگو کی جاتی ہے؟ کیا سب قارئین اُن کے شاگرد اور مقتدی ہیں؟ جو ہر بات پر واہ واہ سبحان اللہ اور ماشاء اللہ کہہ کر آسمان سر پر اُٹھالیں۔ اب ہم پوچھتے ہیں کیا استعانت واستمداد اور دعاء وشفاعت وسفارش میں کوئی فرق نہیں؟ اللہ کی بارگاہ میں بزرگانِ دین کی سفارش، اُن کے توسّل اور اُن سے گزارشِ دُعا کرنے کو کون بے وقوف ناجائز کہتا ہے؟ ہم توسّل، تشفّع اور التماسِ دُعا کے تو یقیناً قائل ہیں، البتہ اعانت واستعانت میں کچھ قیود وشرائط ضروری سمجھتے ہیں۔ حیف صد حیف کہ توسّل وتشفّعِ مصطفیٰ ﷺ والی تمام احادیث وروایات میرے خلاف تحریر کر کے سیالوی صاحب نے خواہ مخواہ اپنی شیخ الحدیثی کا رعب ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ میں نے کہاں وسیلہ وشفاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیا ہے۔ یہ کس قدر

---

[1]: ازالۃ الرّیب، مؤلفہ مولوی اشرف سیالوی، ص25

marfat.com

انصاف ودیانت کا خون ہے کہ دلائل توسّل وشفاعت اور دعاء وسفارش کے دیئے اور موقف استعانت واستمداد والا منوانے پر زور دیا۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

پھر اِس سے بڑا ظلم کیا ہوگا کہ استعانت واستمداد کا عقیدہ تو بلا تفریقِ مرتبہ سب بزرگانِ دین کے متعلق منوانے پر مُصر ہیں، لیکن دلیلیں وسیلۂ مصطفیٰ ؐ اور شفاعتِ مصطفیٰ ؐ پر دے رہے ہیں، کیا اُمتی اور رسول ﷺ کا مرتبہ برابر ہے؟ حضور ﷺ کی شان سے متعلق دلیل دے کر آپ ہر پیر فقیر کا اختیار ثابت کرتے ہیں ع

خوفِ خدا، شرمِ نبیؐ، یہ بھی نہیں، وہ بھی نہیں

حضرات! اثباتِ عموم کے لئے دلائلِ خصوص کہاں مسموع ومقبول ہیں؟ کیا قُل اِن کُنتُم تحبّون اللّٰہ فاتّبعونی (الآیۃ) یہ کلمات شانِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے ہیں یا بزرگانِ دین کے لئے؟ یہاں غیر مشروط اتباع جو فاتّبعونی کے ذریعے حصولِ محبّتِ خدا کا ذریعہ بن رہی ہے وہ امام الانبیاء ﷺ کی ہے یا بزرگانِ دین کی؟ یہ کتنا بڑا ظلم ہے یا اسفیٰ عَلَی العمی۔

لیجئے اور سُنیئے: سیالوی صاحب فرماتے ہیں ''شفاعت وسفارش کی امید ورجاء صرف اور صرف ان سے رکھتے ہیں'' جبکہ عقیدۂ اہلِ سنّت ہے انّ الایمان بین الخوفِ (من اللّٰہ) والرّجاء (باللّٰہ) اور حضرت مناظر الاسلام صاحب قبلہ رجاء کا حصر مخلوق کے ساتھ کر رہے ہیں، یہ کہاں کا ایمان ہے؟ اور ہم پوچھتے ہیں کہ سیالوی صاحب کس

marfat.com

طبقہ کی ترجمانی فرما رہے ہیں۔عوام مؤمنین ،خواص یااخص الخواص کی۔ جبکہ ہم اصلاحِ عوام کے لئے کوشش کر رہے ہیں اورسیالوی صاحب کے پیر ومرشد حضرت شیخ الاسلامؒ عوام کو اِس عقیدۂ توحید کا مکلّف تحریر فرمارہے ہیں کہ ''عوام کے نزدیک تو توحید یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق، مالک اور معطی اللہ تعالیٰ ہی ہے نافع، ضارّ، شافی وہی ہے[1]'' اورہم نے بھی پیرانِ پیرؒ کے کلماتِ مبارکہ نقل کرنے سے پہلے یہی کچھ لکھا کہ ''جن جاہل لوگوں نے مخلوق کو نفع وضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا''۔ پھر سیالوی صاحب کیوں سیخ پا ہوگئے؟ بقولِ راقم ؎

کس بات پہ تم تڑپ اُٹھے ہو
کانٹا تو نہیں چبھو گئے ہم

قبلہ! آپکے اپنے پیرومرشد نے نفع وضرر کا مالک کس ذات کو سمجھنا ایمان کے لئے ضروری قرار دیا؟ کیا اخص الخواص لوگوں کے لئے پہلے عوام والا عقیدۂ توحید ضروری نہیں ہے؟ کیا وَاِن یمسسْكَ اللّٰه بضُرٍّ فلاکاشفَ لهٗ الّا هُو (جوفتوح الغیب مطبوعہ لاہور کے سرِ ورق پر بھی لکّھا ہے)اور وَاِن یمسسْكَ بخیر فهو علی کُلّ شئی قدیر ذات اُسی کی نہیں ہے؟ جسے اَحد کہا جاتا ہے، یا کچھ اور مخلوق نے بھی یہ ذمّہ داریاں سنبھال رکھی ہیں؟ حضرت پیرانِ پیرؒ نے گو خاص اور اخص الخاص لوگوں کے کوائف ودرجات بھی بیان فرمائے ہیں، لیکن اُن کا روئے سخُن عوام کی بداعتقادیوں کی اصلاح ہی کے لئے ہے۔ لہٰذا میں سیالوی صاحب سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ ذرا نورِ توحید کے فروغ کے لئے

---

[1] انوارِ قمریہ ، ص63

marfat.com

بھی کوشش کیا کریں' تا کہ اُن کا علم وفن شرک وبدعت کے اندھیروں کے پھیلنے کا سبب نہ بنے اِسی خوف کے پیشِ نظر میں نے امتِ مسلمہ کو ہر موڑ پر اتباعِ شریعتِ مطہرہ کی تلقین کرتے ہوئے یہ رباعی کہی تھی۔

ہیں جاہ کے بُت یہ مذہبی جاہ نُما
اب رہ گئے خود نُما' نہ اللہ نُما
ہاتھوں میں اُٹھائے رکھ شریعت کا چراغ
گمراہ بھی کر دیتے ہیں یہ راہ نُما

خود اپنے آپ کو تُو نے نہ دیکھا' دیکھنے والے: میرے متعلق تو سیالوی صاحب نے شفقت فرماتے ہوئے لکھ دیا'' آپ مصنف بننے کی کوشش ترک فرمادیں' کیونکہ جس شخص کو اُردو عبارت سمجھنے کی بھی صلاحیت نہ ہو تو وہ توحید جیسے اہم اور نازک موضوع پر بحث وتمحیص کی استعداد وصلاحیت کا مالک کیونکر ہو سکتا ہے اور حضور سیّدنا شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ کے ارشادات کی حقیقت اور گہرائی تک پہنچنے کا مدّعی کیونکر ہو سکتا ہے اور اُسے اپنی کوتاہ بینی بلکہ کج فہمی کے باوجود لوگوں کے دین وایمان کے ساتھ کھیلنے کا حق کیونکر دیا جاسکتا ہے[1]۔''

بحمداللہ تعالیٰ ہمارے گھر سے تو تصنیف وتالیف کا سلسلہ اُس وقت سے شروع ہے جب سیالوی صاحب اور اُنکے آباؤاجداد نے ابھی الف باء تاء بھی نہیں سیکھا ہو گا۔

---

[1]: ملاحظہ ہو: ازالۃ الریب' ص 71

marfat.com

بقولِ سعدیؔ شیرازؒ ؎

ہمہ قبیلۂ من عالمانِ دیں بودہ
مرا معلّمِ عشقِ تو شاعری آموخت

نعت وغزل کے حوالے سے اگر چہ میری وجہِ شہرت شاعری بنی، مگر یہ بھی ذہن میں رہے کہ بندہ آپ کی طرح نہ سہی، لیکن بحمد اللہ درسِ نظامی کے جملہ مراحلِ فنون سے گزرا ہوا ہے، لہٰذا میری تصانیف کا معیار جو کچھ بھی اور جیسا بھی ہے، دنیائے علم وادب کے ناقدین سے داد وتحسین حاصل کر چکا ہے۔ اگر سیالوی صاحب قبلہ مجھے ذی علم اور مصنّف نہ بھی کہیں تو کوئی حرج نہیں، کیوں کہ ؎

اڑائے دُھول کوئی چاند پر، کب دُھول پڑتی ہے
کوئی کہتا رہے، ذی علم جاہل ہو نہیں سکتا

لیکن یہاں اِتنی بات ضرور کہوں گا کہ جو شخص توسّل وتشفّع اور استعانت واستمداد کا واضح فرق بھی نہ سمجھ سکتا ہو، اُسے یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ اوروں کو ھدایت وگمراہی کے معیار بتاتا پھرے، غوثِ پاکؒ کے ارشادات کو جب وہ خود سمجھ نہ پائے تو معاذ اللہ آپؒ کے فرمانِ ذیشان کو کلامِ باطل نظام کہہ کر جان چھڑائے اور خالق ومخلوق کے درمیان اختیارات وافعال کی تقسیم کر کے اپنی قابلیّت کے جوہر دکھائے۔ اگر چہ ایسی تقسیم تلك اذاً قسمة ضیزٰی کے قبیل سے ہے، چنانچہ ہم سیالوی صاحب کی تحقیق اُن کے پیر ومرشد حضرت قبلہ شیخ الاسلامؒ کی تحقیق کے آئینے میں پیش کرتے ہیں۔

تحقیقِ اشرف سیالوی: ''اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں

marfat.com

ہر کام اور فعل میں مؤثر اور مدبر نہیں' بلکہ دوسرے حضرات بھی اس کے ساتھ تدبیر و تصرّف میں شریک ہیں' بلکہ مشکل کام اولیاء و مرشدین کے سپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے[1]'' اب دیکھیں سیالوی صاحب اپنے پیر و مرشد کی تحقیق کے آئینے میں کیسے اور کیا ہیں؟

تحقیقِ حضرت شیخ الاسلامؒ: ایک شیطانی توحید بھی ہے کہ جو شیطانی لوگ اپنی طرف سے بنائے پھرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ بعض اشیاء تو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کر دیتے ہیں اور بعض مخلوق کے واسطے مثلاً شیطان کے مقلّد کہتے ہیں کہ علمِ غیب تو اللہ کے لئے ہے اور مشاہدہ ہمارے لئے، علمِ کُلّی اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور جزئی ہمارے لئے حالانکہ تمام اُسی سے ہے اُسی کا ہے اور اُسی کے شایانِ شان ہے۔ غیب ہو یا مشاہدہ 'کُل ہو یا جزو' سب کا مالک وہی ہے' کسی کو عطاء فرما دے تو اُس کو حق ہے' کسی کو دے دینے سے اُس کے علم میں کمی نہیں آسکتی اور نہ ہی اُس کی کسی ذاتی صفت میں کوئی شریک ہو جاتا ہے' بلکہ وہ واحد ہے واحد ہے' واحد ہے[2]۔

ماراازیں گیاہِ ضعیف ایں گُماں نبود

حقیقت یہ ہے: کہ سیالوی صاحب نے میرے خلاف قلم اٹھایا نہیں' بلکہ اُن سے اُٹھوایا گیا ہے اور جب کوئی آدمی بادِلِ ناخواستہ ایسا حساس کام کرنے لگے تو ٹھوکر لگ ہی

---

[1]: ازالۃ الرّیب ' ص65

[2]: انوارِ قمریہ ' ص63

marfat.com

جاتی ہے۔ لہٰذا سیالوی صاحب کی پوری کتاب ایسی بوقلمونیوں اور بوالعجبیوں سے بھری پڑی ہے' جبکہ اُن کی دیگر تصانیف قدرے بہتر ہیں۔ یہ کتاب لکھ کر سیالوی صاحب نے اپنی تصانیف کی فہرست میں تو اضافہ فرمالیا ہے' لیکن حقیقت یہ ہے کہ اہلِ علم وتحقیق کے نزدیک اُنہوں نے اپنی ثقاہت مجروح کردی ہے۔ اور عُمر کے اِس آخری حصّہ میں اُن کا یہ نقصان شاید ناقابلِ تلافی بھی ہو۔ اُن کی ایسی بے جوڑ اور کمزور تصنیف کہیں اُن کے نام لیواؤں اور شیدائیوں کو اُن سے بیزار نہ کردے' کہیں وہ اُن کو دیکھ کر یہ نہ کہہ اُٹھیں ؎

ترے دیدار کا حاصل کیا ہے

صرف نقصان ہے بینائی کا

اب ذرا آیئے اور یہ دیکھئے کہ شیخ الحدیث ہوتے ہوئے اُنہوں نے حدیثِ قُدسی میں تحریفِ معنوی کیسے فرمائی ہے۔

معروف حدیث میں سیالوی صاحب کی تحریفِ معنوی

سیالوی صاحب ازالۃ الرّیب کے صفحہ نمبر 25 اور صفحہ نمبر 26 پر رقمطراز ہیں

''اور جو کثرتِ نوافل کی وجہ سے مقامِ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں' وہ اللہ تعالیٰ کے انوار وتجلّیات کے مظاہر بن جاتے ہیں اور اُسی کے انوار سے سُنتے اور دیکھتے ہیں اور اُنہی کے ساتھ پکڑتے اور دستگیری کرتے ہیں اور اُنہی کے ساتھ فریادیوں کے پاس امداد کے لئے پہنچ جاتے ہیں (کماورد فی الحدیث القدسی)۔''

قارئینِ محترم! بخاری شریف جلد ثانی صفحہ 963 پر یہ مکمّل حدیثِ قدسی موجود ہے۔

marfat.com

صدیوں سے علمائے اہلِ سنّت اِس حدیث شریف سے استنباطِ مسائل وردِّ مذاہبِ باطلہ کررہے ہیں' لیکن اِس میں جوزیادتی وتحریف سیالوی صاحب نے فرمائی ہے' یہ جسارت آج تک کسی نے نہیں کی۔ سیالوی صاحب کا یہ جُملہ ''اور اُنہی کے ساتھ فریادیوں کے پاس امداد کے لئے پہنچ جاتے ہیں'' آخر یہ حدیث شریف کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے' اگر کسی شارحِ حدیث یا مُفسّرِ قرآن نے تشریحاً یہ بات کہیں لکھ بھی دی ہوتو خیر ہے' لیکن اِس کو اصل حدیث شریف کا حصّہ بناتے ہوئے یہ جملہ لکھ کر آگے (کماوردفی الحدیث القدسی) کا حوالہ بھی مندرج فرمادینا قبلہ سیالوی صاحب ہی کے دِل گُردے کا کام ہے کیونکہ وہ شیخ الحدیث ہیں ہم ایسے کم علم اور مشاغلِ متکاثرہ رکھنے والے گناہ گار لوگ تو ایسا سوچتے ہوئے بھی کانپ کانپ جاتے ہیں کہ حدیثِ قدسی میں ایسا اضافہ وتصرّف بیک بوقت یفترُون علی اللّٰہ الکذِب (الآیة) اور مَن کذَبَ علیَّ متعمّدًافلیتبوّأ مقعدہٗ من النّار (الحدیث) کی وعیدِ شدید کی لپیٹ میں آتا ہے اَعاذنَااللّٰہُ من ذٰلِكَ اگر بقولِ سیالوی صاحب ورِجلَہُ الّتی یمشِی بِھَا کا مفہوم یہ ہے تو اسے الگ تشریح میں درج کرنا ضروری تھا عبارتِ حدیث کے سلک میں منسلک کرکے آگے کَماوردَ فِی الحدیث القُدسی کہنا اربابِ دیانت سے دُور ہے اور پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ اللہ جلّ شانہٗ تو اپنے ان مُقرّب عبادِ صالحین کے کمالِ قرب کا بیان فرما کر بھی اُن کے متعلق لئِن سألَنِی لَاُعطینّہٗ ارشاد فرما کر اُنہیں اپنے دروازۂ رحمت کا سائل وفریادی بتارہا ہے اور لئِن استعاذنی لَاُعیذنّہٗ کی بشارت سے نواز کر اپنی جلیل وعزیز بارگاہِ عزّت کا ایک مُلتجی اور پناہ خواہ قرار دے رہا ہے اور سیالوی صاحب قبلہ

marfat.com

ہیں کہ اپنے مخصوص مشرب و ذوق کے ہاتھوں مجبور ہو کر اُن عبادِ صالحین و مقرّبین کو ہر حال میں فریادرس اور مشکل کشا ثابت کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ آخر یہ سب کچھ کیوں ہے؟ مرنا نہیں؟ قبر میں نہیں جانا؟ اور اُس احکمُ الحاکمین کے حضور باز پُرس کے لئے پیش نہیں ہونا؟ وہاں کیا عذر پیش کیا جائیگا؟ اور راہِ خلاصی کہاں سے ڈھونڈی جائے گی[1]؟ وہاں تو مقبولانِ خُدا بھی مبتلایانِ شرک سے اظہارِ براءت کرتے ہوئے بارگاہِ احکمُ الحاکمین میں عرض کر دیں گے سُبحٰنَکَ مَایکُونُ لِی أن أقُولَ مَا لَیس لِی بحقٍّ (تُو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھ کو حق نہیں) اور یہ امر بھی خالی از حقیقت نہیں کہ اس حدیثِ قُدسی کو بعض علماء نے متشابہات میں سے قرار دیا ہے' جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قمر الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے ''اور حدیثِ قُدسی کنتُ سمعَهُ الّذی یسمَعُ بهٖ وَبصَرُهُ الّتی یبصُرُبِهَا بھی اِن ہی متشابہات سے ہیں[2]''

حدیثِ شفاعت کا طبع پسند مفہوم

سیالوی صاحب نے ازالۃ الرّیب کے صفحہ 26 اور 27 پر حدیثِ شفاعت کا مفہوم بھی اپنے طبع پسند انداز میں تحریر فرمایا ہے' لہذا آپ جوشِ علم میں آ کر یوں رقم طراز ہوئے ''نیز روزِ قیامت امّتوں کے سوالِ شفاعت پر آدم و نوح اور ابراہیم خلیل اللہ اور

---

[1]: ان شاء اللہ سیالوی صاحب قبلہ سے میدانِ محشر میں بھی ملاقات ہوگی اور موقع ملنے پر وہاں بھی آپ سے ضرور کچھ استفادہ کروں گا۔

زمانہ کھینچ کر آ پہنچے گا میدانِ قیامت میں وہاں کیوں کر چھپو گے تم' وہاں کیا ہم نہیں ہوں گے؟ (منہ)

[2]: انوارِ قمریہ ' ص 124

marfat.com

مُوسٰی کلیم، نیز عیسیٰ روح اللہ علیہم السلام یہ نہیں فرمائیں گے کہ سیدھے اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہو جاؤ اور اُس سے عرض والتجا کرو اِدھر اُدھر غیروں کے پاس جا کر کیوں مُشرک بنتے ہو اور توحید و ایمان کی پونجی کیوں برباد کرتے ہو، آج تو مشرک لوگ بھی اپنے شرک سے منحرک (منحرف) اور منکر ہو رہے ہیں۔ کما قال اللہ تعالیٰ حکایۃ عنھم "واللّٰہ ربّنا ماکنّا مُشرِکین" تو کیا اب تم اُن کی سیٹ سنبھالنا چاہتے ہوں (ہو)؟ عقل وخرد سے کام لو اور شرک جیسے عظیم گناہ کا ارتکاب نہ کرو، بلکہ آدم علیہ اسلام (علیہ السلام) حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جانے کا مشورہ دیں گے اور وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا اور آپ انہیں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے درِ اقدس پر جا کر ملتجی ہونے کا اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کا مشورہ دیں گے جب کہ وہ حضور سیّدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم (محمدٌ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم) کی بارگاہِ ناز میں حاضر ہو کر شفاعت اور سفارش اور آپ کی شایانِ شان امداد و اعانت کا مطالبہ کرنے اور مسئول و مطلوب کے حتمی طور پر حاصل کرنے کا مشورہ دیں گے "کما ورد فی الصحاح و قدرہ المشترک متواتر معنی" وان کانت تفاصیلہٗ ثابتہ بالاحاد تو کیا سبھی اُمتیں بلکہ خواص اولیاء، وابدال اور اغواث واقطاب اور اخص الخواص انبیاء علیہم السّلام اس مقامِ توحید سے نا آشنا ہوں گے؟ العیاذ (العیاذ) باللّٰہ تعالیٰ وغیر ذٰلِک من الدّلائل[1] الخ

قارئینِ محترم! ہم نے سیالوی صاحب کی یہ طویل تحریر اس لئے آپ کے سامنے

---

[1]: ازالۃ الرّیب، ص 26، 27

marfat.com

رکھی تا کہ آپ مکمّل بات سمجھ سکیں' اب ہم اِس اقتباس کو مختلف پہلوؤں سے دیکھتے ہیں۔

نمبر 1. یہ طویل تحریر سیالوی صاحب نے کس مقصد کے لئے شاملِ کتاب کی؟ کیا اُن کا خطاب مُنکرینِ شفاعت سے ہے' جب اُن کے مخاطب ہم ہیں تو پھر اثباتِ مسئلۂ شفاعت کی کیا ضرورت ہے؟ ہمارا اختلاف اِس مسئلہ پر تو اُن سے ہے ہی نہیں۔ بات تو چل رہی ہے اِس موضوع پر کہ کیا ہم نے بقول سیالوی صاحب اللہ تعالیٰ کے مقبول و مقرّب بندوں کو مصلوب و مغلول شخص کی طرح کہا ہے اور نیز ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عذاب دیتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہرگز نہیں اگر میری عبارت سے کوئی ایسی گستاخی والا مفہوم کسی کو کسی پہلو سے نظر آئے تو وہ میرے استغفار اور رجوع اِلی اللہ کا گواہ بن جائے' پھر یہ مسئلۂ شفاعت کے دلائل ہمیں سمجھانے کا کیا مقصد ہے؟

نمبر 2. پوری حدیثِ شفاعت برحق ہے' لیکن کوئی اُمّتی کسی نبی کے پاس بخشش طلب کرنے نہیں جائیگا اور نہ ہی کوئی نبیؑ کسی اُمّتی کو دُوسرے نبیؑ کے پاس حصولِ بخشش اور طلبِ مغفرت کے لئے بھیجے گا' بلکہ مقصد یہ ہوگا کہ حساب شروع کرنے کے لئے بارگاہِ ربّ قدیر میں لب کشائی کی جائے کہ گرمیِ محشر سے تنگ آ چکے ہیں' اللہ تعالیٰ حساب جلد شروع فرمائے۔ نیز یہ بات بھی غور طلب ہے کہ یہ عرضی مختلف انبیائے کرام کی خدمت میں لے جانے والے کیا سارے مؤمن ہوں گے' جنہیں بعد میں بخشش حاصل ہو جائے گی؟ نہیں بلکہ بشمولِ کفّار' مشرکین اور فُسّاق و فُجّار بھی ہوں گے اور اُن کا مقصدِ گزارش فقط آغازِ حساب و کتاب کی درخواست بہ حضورِ جبّار و قہّار پیش کرنا ہوگا۔ نہ یہ کہ وہ انبیاء و مُرسلین سے طلبِ بخشش کریں گے' بلکہ اِس وقت بھی اُن میں سے کچھ ایسے

marfat.com

ہوں گے جو انبیائے عظام کے خلاف بیان دیں گے اور پھر اُن کفار کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اُمّتِ مصطفیٰ علیٰ صاحبہا السّلام کو بطورِ گواہ لایا جائیگا۔

نمبر3. سب سے آخر میں ہمارے آقا و مولیٰ حضور رسالت مآب علیہ السّلام کی خدمت میں اُمتیں پیش ہوں گی تو آپ بھی اُن کے عرض کرنے پر اللہ کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوں گے اپنی جبینِ نیاز بارگاہِ بے نیاز میں رکھیں گے تو بارگاہِ احکم الحاکمین سے یہ لطف بھرا حکم ہوگا یا محمّدُ اِرفع رأسکَ سَلْ تُعطَ وَاشفع تُشفّع الخ ثابت ہوا کہ مخلوق میں جو سب سے بڑی قدر و منزلت والی ہستی ہے' وہ بھی اُسی کے سامنے سر جھکائے گی تو ہمیں بھی اُسی کے سامنے سَر جھکانا چاہیئے۔ کہاں یہ مفہوم اور کہاں سیالوی صاحب کا یہ فرمانا کہ ''مسئول و مطلوب کے حتمی طور پر حاصل کرنے کا مشورہ دیں گے۔''

جہاں برسرِ میدانِ محشر امام الانبیاء صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ عزّت افزائی منکرینِ شانِ مصطفیٰ ؐ اور قائلینِ مقولۂ مثلیّت کے مُنہ پر طمانچہ ثابت ہوگا' وہاں آپؐ کا بارگاہِ معبودِ حقیقی میں یہ اندازِ نیاز اُن لوگوں کی حوصلہ شکنی بھی ضرور کریگا' جو خالق و مخلوق کے مابین فرقِ مراتب ملحوظ نہیں رکھتے اور مقصودِ اصلی بندگانِ خُدا کو سمجھ بیٹھتے ہیں' اُنہیں دکھایا جائے گا کہ تم دُنیا میں جن کو منزل سمجھتے رہے' وہ نشانِ منزل تھے' منزل تو وہ ذات ہے' جس کے سامنے مصطفیٰ ؐ ایسی عظیم شخصیت اپنا عظمت والا سر جھکا رہی ہے' جیسا کہ قائلینِ تثلیث کی زجر و توبیخ کے لئے حضرتِ عیسیٰ علیہ السّلام سے پوچھ گچھ ہوگی (أأنت قُلتَ للنّاسِ اتّخذُونِي وَ اُمّيَ اِلٰهينِ مِن دُونِ اللّٰه) یہاں اجلّہ مفسرین فرماتے ہیں توبیخ لقومه علیه السلام کہ اِس مؤاخذہ و سوال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم کو ڈانٹنا

marfat.com

مقصود ہوگا' نہ کہ حضرت عیسیٰؑ پر اظہارِ رنجیدگی' اِسی طرح اُس دن سجدۂ مصطفیٰؐ بہت سُوں کو ہلا کر رکھ دے گا' وہاں آپ کے مرتبۂ محبوبیّت کا اظہار بھی ہوگا اور مقامِ مُحسنیّت کا بھی' آپؐ کی شانِ محمدیؐ بھی ظاہر کی جائیگی اور شانِ احمدیؐ بھی۔ حضرت امیر مینائیؒ کے جانشین حافظ جلیل الحسن مانک پوریؒ نے اِسی ھنگامۂ محشر اور حساب و کتاب کے برپا ہونے کے حوالے سے یہ خوبصورت شعر کہا تھا۔ سیالوی صاحب قبلہ! اگر آپ کسی اچھے شعر سے کچھ بھی محظوظ ہونے کی استعداد رکھتے ہیں تو یہ شعر سُنیے اور سر دُھنیے۔

شافعِ محشرؐ کے قدموں پر گرو چل کر جلیلؔ
حشر برپا ہو چکا' وقتِ حساب آنے کو ہے

فتامل و تدبّر لأنّ هذه نكتةٌ دقيقةٌ۔

نمبر 4. سیالوی صاحب کا یہ لمبا چوڑا اقتباس ہم قارئین کے سامنے اغلاطِ لفظی کے آئینے میں پیش کرتے ہیں نہ جانے حضرت جلدی کے باعث پروف کو دوبارہ پڑھ نہیں سکے' یا آفاقی صاحب نے جان بوجھ کر یہ آفاقی کارنامہ سرانجام دے کر سیالوی صاحب کی نیک نامی کو فروغ دینے کی مخلصانہ کوشش فرمائی' ویسے تو پوری کتاب کا ہر صفحہ اس جیسی کئی غلطیوں سے مرصّع ہے' مگر بطورِ مشتے از خروارے یہ اقتباس اپنی مثال آپ ہے ہم اِن غلطیوں کی نشان دہی قـال اقـولُ کے اسلوب میں یہاں درج کر رہے ہیں۔ قالَ سے مُراد یہ ہے کہ سیالوی صاحب نے اپنی کتاب میں یہ عبارت یوں لکھی اور أقـول سے مُراد ہے کہ اصل میں عبارت یوں ہونی چاہیئے۔

قالَ: نیز روزِ قیامت اُمّتوں کے سوالِ شفاعت پر آدم و نوح اور ابراہیم خلیل اللہ اور

marfat.com

موسیٰ کلیم، نیز عیسیٰ روح اللہ علیہم السّلام یہ نہیں فرمائیں گے الخ

اقولُ: نیز روزِ قیامت اُمتوں کے سوالِ شفاعت پر آدم ونوح، ابراہیم خلیل وٗ موسیٰ کلیم اور عیسیٰ روح اللہ علیہم السّلام الخ

قالَ: آج تو مشرک لوگ بھی اپنے شرک سے منحرک اور منکر ہورہے ہیں

اقولُ: آج تو مشرکین بھی اپنے شرک سے منحرف اور منکر ہورہے ہیں

قالَ: کما قال اللہ تعالیٰ حکایتہٗ عنھم

اَقولُ: کما قال اللہ تعالیٰ حکایۃً عنھم أو عنھم حکایۃً

قالَ: تو کیا اب تم ان کی سیٹ سنبھالنا چاہتے ہوں؟

اَقولُ: تو کیا اب تم اُن کی سیٹ سنبھالنا چاہتے ہو؟

قالَ: بلکہ آدم علیہ اسلام

اَقولُ: بلکہ آدم علیہ السّلام

قالَ: اور آپ انہیں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام کے در اقدس پر جا کر ملتجی ہونے کا اور حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے درخواست کا مشورہ دیں گے الخ

اقولُ: اور آپ انہیں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام کے درِ اقدس پر جا کر مُلتجی ہونے کا اور وہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السّلام سے درخواست کا مشورہ دیں الخ

قالَ: جب کہ وہ حضور سیدنا محمد الرسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ ناز میں الخ

اَقولُ: جب کہ وہ حضور سیّدنا محمدٌ رّسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہِ ناز میں الخ

قالَ: ”کما ورد فی الصحاح و قدرہ المشترک متواتر معنی “وان

marfat.com

كانت تفاصيله ثابته بالاحاد۔

اَقولُ: ''كما ورد فی الصحاح و قدره المشترك و المتواتر معنًی أو وقدره المشترك متواتر المعنی وَإن كانت تفاصيلهٗ ثابتةٌ بالاحاد''۔ نیز جب پوری عربی عبارت مسلسل اور متصل ہے تو پھر ڈبل واوین کو معنی'' پر ختم کرنے کا کیا جواز ہے' چاہیئے تھا کہ آخر پر انہیں ختم کیا جاتا

قالَ: العياذ بالله تعالیٰ وغير ذلِك من الدلائل الخ

اقولُ: العیاذ (ذال کے ساتھ ہے نہ کہ زا کے ساتھ) وغیرَ ذلكِ کا عطف باللہ پر ہے تو اللہ کے سوا اور کس سے پناہ مانگ کر استعاذہ میں شرکت کرائی جا رہی ہے؟ اور اگر العیاذ پر ہے تو استعاذہ کے علاوہ اور کون سی چیز بارگاہِ مولا سے مانگنا اِس مقام کے مناسب ہے؟ دلائل کے معاملے میں پناہ مانگنا ہے تو کیسے دلائل؟ آپکے یا ہمارے؟ نیز دلائل سے پناہ مانگنا آج تک محاورۃً استعمال ہوتے نہیں دیکھا شاید قبلہ سیالوی صاحب محاورات کی ایجاد کا ملکہ بھی رکھتے ہیں۔ چشمِ بددُور بقولِ اکبر الٰہ آبادی۔

جس طرف اُٹھ گئی ہیں آہیں ہیں
چشمِ بد دُور کیا نگاہیں ہیں

سیالوی صاحب نے ایک قرینہ یہ بھی پیش فرمایا کہ شیخ کی طرف مرید محتاج ہے اور اُس کی امداد و اعانت ہی سے سلوک اور سیر الی اللہ کے مراحل طے کر سکتا ہے[1]۔

جواب: یہ تسلیم کرلیا کہ مرید اپنے شیخ کی طرف احتیاج رکھتا ہے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ شیخ اپنے مرید کی یہ احتیاج پوری کس طرح کرتا ہے' کیا اُسے یہ تربیت دیتا ہے کہ میرے

---

[1] ازالۃ الرّیب ' ص62

marfat.com

گردطواف کر، مجھے سجدہ کر، اپنی جُملہ مشکلات وحاجات کا کفیل مجھے سمجھ' ہروقت میرے نام کا وظیفہ جپتارہ' یا شیخ کسی اور طریقہ سے مُرید کی تربیت فرماتا ہے۔ہم قبل ازیں ''فتوح الغیب'' کے مقالہ نمبر 7 کے حوالے سے حضرت پیرانِ پیرؒ کا تربیتی خطاب نقل کر آئے ہیں آپؒ کے اکثر خطابات ومواعظ میں قارئین کو یہی تربیتی روح کارفرما نظر آئے گی اور ہر جگہ یہی سبق ملے گا کہ آپ نے تسلیم وتفویض اور توحیدِ کامل کی تعلیم پر ہی اپنی توجہ مرکوز رکھی' اب آپ حضرت شیخؒ کے ایک اور مقالہ کی روشنی میں ہمارے موقف کو سمجھیں کہ آیا حضرت شیخؒ کی تعلیمات ہم ایسے مشاغلِ متکاثرہ رکھنے والے حقیر لوگوں نے سمجھی ہیں یا علم وعرفان کے درجۂ انتہا پر فائز قبلہ سیالوی صاحب اِن تعلیمات کو سمجھ پائے ہیں۔آپؒ اپنے مریدین ومتعلقین کی احتیاجِ تربیت (بقولِ سیالوی صاحب) پوری کرتے ہوئے جب ''فتوح الغیب'' کے خطبات کا آغاز فرماتے ہیں تو آپ اُنہیں اپنا مرید ذکر ہی نہیں کرتے' بلکہ فرماتے ہیں کہ لِمُریدی الحقِ وَالطّلاب یعنی یہ وہ راستہ ہے جو منزل کے قریب تر ہے اور اُن کے لئے ہے جو حق کے مُرید (چاہنے والے) اور طُلّاب (طلب گار) ہیں۔پھر پہلے مقالے کا آغاز ہی ان کلمات سے فرماتے ہیں لا بُدَّ لِکُلِّ مؤمنٍ فی سائرِ أحوالِہ یعنی اپنے تمام احوال میں ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔تو معلوم ہوا آپؒ کے اِن ارشادات میں ہر عام وخاص کی تربیت کا سامان موجود ہے نہ کہ بقولِ سیالوی صاحب حضرت شیخؒ کے ارشادات صرف واصلین سے مخصوص ہیں' پھر آپ مقالہ نمبر 3 میں اسی تربیت کو بایں انداز بیان فرماتے ہیں' ہم باوجود طوالت کے یہ مقالہ مکمّل درج کررہے ہیں' تاکہ سیالوی صاحب قبلہ کہیں پھر غلط فہمی کا

marfat.com

شکار نہ ہو جائیں۔

مقالہ نمبر 3: المقالة الثالثة وقالَ رضی الله عنه وارضاه وَاذ ابتُلی

العبدُ ببليَة تحرّك اوّلاً فی نفسهٖ فان لّم يتخلّص منها استعانَ بغيرهٖ من الخلق كالسّلاطين وارباب المناصب وابناء الدّنيا وَاصحاب الاموال وأهل الطبَ فی الامراض و الا وجاع فان لم يجد فِی ذٰلِك خلاصهٗ رَجع حينئذ الی ربّهٖ عزّوجلَ بالدّعاء وَالتضرّع وَالثناء فما دام يجد عند نفسهٖ نُصرةًاستطرح بين يديه مُديما للسؤال وَالدعاء وَالتضرّع والثناء وَالا فتقارِ مع الخوفِ منه وَالرّجاء ثم يُعجزهُ الخالقُ عزّ وجلَ عنِ الدّعاء وَلم يُجبهُ حتّی ينقطعَ عَن جميع الاسباب فحينئذٍ ينفذُ فيهِ القدرو يَفعَلُ فيه الفعل فيفنی العبدَ عَن جميع الاسباب وَالحَركات فيبقی رُوحاً فقط فلايری الّافعل الحقّ عزّ وجلّ فيصيرُمُوقناًموحدّاضرُورَةً فيقطعُ اَن لّا فاعِلَ علی الحقيقةِ اِلّا اللّٰه وَلا مُحرِّك وَلا مُسكِنَ الّا اللّٰه وَلا خيرَ وَلا شرّ وَلا ضرّ وَلانفع وَلا عطاءَ وَلا منع ولا فتحَ وَلا غلق ولا موة وَلا حيوة وَلا عِزّ وَلاذلّ وَلا غِنٰی وَلافقرَ اِلّا بيدِ اللّٰهِ فيصيرُ حينئذٍ فی القدرِ كالطّفلِ الرّضيعِ فی يدالظّئر وَالميّتِ الغسيل فِی يدِ الغاسلِ وَالكُرّة فی صولجانِ الفارسِ يقلّبُ وَيُغيّر وَيُبدّلُ وَيكوّنُ وَلا حرك به فی نفسهٖ وَلا فِی غيرِهٖ فهُوغائبٌ عَن نفسه فی فعل مولا هُ فلا يرٰی غيرَ مَولاهُ وفعلهٖ وَلا

marfat.com

یسمع وَلَایعقِل من غیرہٖ اِنِ ابصَرفِلصنعِہٖ اَبصَروَاِن سَمِعَ وَعَلِمَ فَلِکلامہٖ سَمِعَ وَبعِلمِہٖ عَلِمَ وَبنعمتہٖ تَنعَمَ وَبِقُربہٖ اِسعَدَ وَبتقریبہٖ تَزیّنَ وَتشرّفَ وَبِوَعدِہٖ طَابَ وَسکَنَ وَبہٖ اطمأنَّ وَبِحدیثہٖ أنسَ وَعَن غیرِہٖ استوحَشَ وَنَفَر وَاِلی ذِکرہٖ التجأ ورَکنَ وبہٖ عزّوجلَّ وَثَقَ و عَلَیہ توکّلَ وَبِنُورِ مَعرِفتہٖ اھتدٰی وَتقمّصَ وَتسربل وَعلیٰ غرائبِ عُلُومہٖ اِطّلَعَ وَعَلیٰ اَسرارِ قُدرَتہٖ أشرَفَ وَمنہ عزّوجلّ سَمِعَ وَوَعٰی ثمّ عَلیٰ ذٰلِکَ حَمِدَ وَاَثنٰی وَشکَروَ دَعَا۔

ترجمہ: ''جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود اِس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے' اگر نجات نہیں پاتا' تو مخلوقات میں سے (اوروں سے) مدد مانگتا ہے' مثلاً بادشاہوں' حاکموں' دنیاداروں یا امیروں سے اور دُکھ درد میں طبیبوں سے' جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا' اُس وقت اپنے پروردگار کی طرف دعا اور گریہ وزاری وحمد وثنا کے ساتھ رجوع کرتا ہے (یعنی) جب تک اپنے نفس سے مدد مل جاتی ہے' خلق سے رجوع نہیں کرتا اور جب تک خلق سے مدد مل جاتی ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ نہیں ہوتا' پھر جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے (بھی) کوئی مدد نظر نہیں آتی تو (بے بس ہو کر) اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں میں آ رہتا ہے اور ہمیشہ سوال ودعا اور گریہ وزاری اور ستائش واظہارِ حاجت مندی' امید وبیم کے ساتھ کیا کرتا ہے' پھر اللہ تعالیٰ اُس کو دعا سے (بھی) تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا' یہاں تک کہ کُل اسباب (منقطع ہو جاتے ہیں' اور وہ سب) سے علیحدہ ہو جاتا ہے' اُس وقت اُس میں (احکامِ) قضاوقدر کا نفاذ ہوتا ہے اور اُس کے اندر (اللہ تعالیٰ اپنا)

marfat.com

کام کرتا ہے' تب بندہ کُل اسباب وحرکات سے بے پرواہو جاتا ہے اور محض رُوح رہ جاتی ہے' اُسے فعلِ حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور وہ ضرور بالضرور صاحبِ یقین موحد ہو جاتا ہے، اب وہ قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی (کچھ) کرنے والا ہے اور نہ حرکت وسکون دینے والا' نہ اُس کے سوا کسی کے ہاتھ اچھائی اور برائی' نفع ونقصان' بخشش وحرمان' کشائش وبندش' موت وحیات' عزّت وذلّت' غناوفقر' اُس وقت (احکامِ قضاوقدر) میں بندہ کی یہ حالت ہوتی ہے' جیسے شیر خوار بچّہ دایہ کی گود میں یا مردہ غسّال کے ہاتھ میں یا (پولوکا) گیند سوار کے قبضہ میں کہ اُلٹا پلٹا جاتا ہے اور بگاڑا بنایا جاتا ہے' اُس میں اپنی طرف سے کوئی حرکت نہیں ہوتی' نہ اپنے لئے نہ کسی اور کے لئے یعنی بندہ اپنے مالک کے فعل کے سبب اپنے نفس میں غائب ہو جاتا ہے اور اپنے مالک اور اُس کے فعل کے سوا نہ کچھ دیکھتا سنتا ہے اور نہ کچھ سوچتا سمجھتا ہے' اگر دیکھتا ہے تو اُس کی صنعت کو اور اگر سنتا ہے تو اُسی کا کلام' اُس کے علم سے (ہر چیز کو) جانتا ہے' اُس کی نعمت سے لطف اٹھاتا ہے' اُس کے قرب سے سعادت پاتا اور اطمینان حاصل کرتا ہے اُس کی باتوں سے مانوس ہوتا ہے اور اُس کے غیر سے وحشت ونفرت کرتا ہے' اُس کی یاد میں سرنگوں ہوتا اور اُسی سے جی لگاتا ہے' اُس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے' اُس کے نورِ معرفت سے ہدایت پاتا اور اُس کا خرقہ ولباس پہنتا ہے' اُس کے علومِ عجائب ونوادر پر مطّلع ہوتا ہے' اُس کی قدرت کے اسرار سے مشرّف ہوتا ہے' اُس کی ذاتِ پاک سے (ہر بات سنتا اور اُسے یاد رکھتا ہے) پھر اُن (نعمتوں) پر حمد وثناوشکروسپاس کرتا ہے۔"

marfat.com

حضرت پیرانِ پیرؒ مریدین کو کس دروازے پر بھیج رہے ہیں؟

حضرت پیرانِ پیرؒ بار بار دروازۂ ربِّ غفور پر بھیج رہے ہیں' یہی تربیت ہے' یہی تلقین اور یہی تعلیم ہے' اب سیالوی صاحب یہاں کیا فرمائیں گے کہ پیر اپنے مُرید کی احتیاج پوری کرتے ہوئے اُسے کہاں بھیج رہا ہے' عطاء ومنع اور نفع وضرر جیسے اُمور کس ذات کے ساتھ وابستہ کرنے کی تاکید کر رہا ہے' بلکہ مقالہ نمبر 17 میں تو شیخ کو مُرید کے لئے دایہ کے مانند قرار دیا گیا اور اِس جگہ یہ باور کرایا گیا ہے کہ مؤمن اپنے آپ کو دستِ قُدرت میں یوں سمجھے جیسے بچہ دایہ کی گود میں ہوتا ہے' اب مسئلہ عجیب ہے کہ دورانِ سلوک مُرید کو مکمّل طور پر اپنے شیخ کے ساتھ احتیاج وابستہ رکھنے کا حُکم سیالوی صاحب کی بارگاہ سے مل رہا ہے' جبکہ شیخ اور مُرشد اُسی مُرید کو کُلّیۃً اپنی جُملہ حاجات بارگاہِ قاضیُ الحاجات کے ساتھ وابستہ رکھنے کا حکم دے رہا ہے' اب بے چارہ مُرید کدھر جائے بقولِ غالبؔ ؎

ایماں مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ میرے پیچھے ہے' کلیسا مرے آگے

اسی کو توکّلِ مافرّ کہتے ہیں۔ آیئے ایک اور مُرشدِ کامل اپنے ایک محبوب مُرید کو جو تربیت دیتا ہے' وہ منظر بھی ملاحظہ کرتے جایئے۔ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ علیہ الرّحمۃ اپنے اکلوتے فرزند حضرت غلام محیُ الدّین بابو جی علیہ الرّحمۃ کی تربیت کے ضمن میں اُنہیں نصیحت کرتے ہوئے یوں مخاطب فرماتے ہیں۔

marfat.com

پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے بابو جیؒ کو کیا نصیحت فرمائی؟

''ہر کام اور ہر حال میں اُسی لطیف قبل از لطیف کی طرف دھیان رکھو اور اُسی کے دست نگر رہو در رحمِ اُمہات اُس کی بے عوض عنایت نے کیا کچھ کم کیا ہے' جو آئندہ نہ کرے گا' صرف اِسی ایک نعمت کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا کہ باوجُود اِطّلاع علی المعاصی عفو و رحم و ستاری سے معاملہ فرما رہا ہے' ایسے ستار و رحیم سے بہر حال کامل اُمید کامیابی کی ہو سکتی ہے' مکرّر لکھتا ہوں کہ بہر حال اُسی کے دروازہ پر گڑگڑانا اور اُسی سے محظوظ ہونا اصل الاصول ہے حصولِ سعادتِ دارین کے لئے۔ خالص بندہ کو حصولِ مطلب سے چنداں حظ نہیں ہوتا' جس قدر کہ اُس کے آگے ہاتھ پھیلانے اور اظہارِ نیاز سے۔ اوّل لالچ ہے اور ثانی عبادت۔ عالم' فاضل' متصف با وصافِ کاملہ ہمہ شدیم مگر بندۂ اُو نشدیم کہ در بندِ خویشیم۔ خواہ از عالمِ دُنیا یا از عالمِ عقبیٰ۔ بندہ اے از بندگانش فرمودہ[1]

غبارِ خاطرِ عُشّاق مدّعا طلبی ست
بخلوتے کہ منم یادِ دوست بے ادبی ست

حضرت بابو جیؒ کی اپنے فرزندوں کو تلقین

مزید ملاحظہ فرمایئے کہ ایک اور مشفق و مہربان باپ اپنے دو فرزندوں کی رُوحانی تربیت کرتے ہوئے' اُنہیں کس طرح اپنی جُملہ حاجتیں بارگاہِ قاضیُ الحاجات میں پیش کرنے کی تلقین کر رہا ہے' یہی وہ تربیت ہے جو پیرانِ پیرؒ اپنے مُریدوں کی فرما رہے تھے

[1] ملاحظہ ہو: مہرِ مُنیر' ص 362' مطبوعہ گولڑہ شریف' سن طباعت 1997ء

marfat.com

اور یہی تربیت میرے جدِ امجد حضرت بابو جی علیہ الرّحمۃ میرے گرامی قدر والدِ مرحوم اور میرے عمِ محترم کی فرماتے رہے' چنانچہ حضرت بابو جیؒ کے ایک خط کے اقتباسات ملاحظہ ہوں۔ آپؒ لکھتے ہیں۔

''خدا اور اُس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کو سب سے مقدّم سمجھو چونکہ دِل مقام اُسی کا ہے' اِس لئے اِس میں بغیر اُس کے کسی اور کو جگہ مت دو' اُسے ہی اپنا حقیقی مالک و کارساز ہر حال میں سمجھو' اصلی تعلّق اُسی اپنے مالک سے پیدا کرو اور عارضی تعلّق اُس کی مخلوق سے' مگر یہ بھی اِس حیثیت سے کہ یہ مخلوق اُسی کی مخلوق ہے ..... مالک الملک سے تعلّق پیدا کرنے سے ہمیشہ آرام میں رہو گے۔ دائمی زندگی حاصل کرو گے اصلی زندہ اُس وقت کہلانے کے مستحق ہو گے کہ جس وقت تم نے اُس زندہ سے تعلّق پیدا کر لیا' غرض کہ بہر حال و بہر کیف اُسے نہ چھوڑو! اُسے اپنی کسی غرض کیلئے یاد نہ کرو جب یاد کرو تو اُسے اپنا مالک اور رب سمجھ کر یاد کرو۔ وہ دانا ہے باحکمت ہے ہماری سب ضرورتیں وہ جانتا ہے' جو ہمارے مناسب ہوتی ہیں وُہ ہمیں دے دیتا ہے۔ عزیز تم اُسی کے ہو جاؤ' جس نے تمہیں نابود سے برنگِ بود کر کے ظاہر فرمایا۔ جو تمہاری سب ضرورتوں کا کفیل ہے' تم کو رات دِن اُسی کے خیال میں رہنا چاہیئے' تم زندہ رہو تو اُسی کے لئے' تم مرو تو اُسی کے لئے' تم کھاؤ تو اُسی کے لئے' تم پہنو تو اُسی کے لئے' غرض کہ جو کچھ بھی کرو اُسی کے لئے۔ اُسی کی یاد سے اپنے قلب کو شاد کرو۔ اُس کے مقبول بندوں کی غلامی ہمیشہ کے لئے اپنا فرض سمجھو..... غرض کہ جو کچھ ہے وہی ہے اُسی کے ہو کر رہو[1]۔

---

[1]: مکتوبات مسافر چندروزہ' ص 111,110' مطبوعہ گولڑہ شریف' سن طباعت 1418ھ

marfat.com

بابو جیؒ کے کمالِ عجز کا سبق آموز منظر

اسی طرح مُجھے یاد ہے کہ جب ایک عقیدت مند نے میرے دادا حضرت بابو جی علیہ الرّحمۃ کے بار بار سمجھانے پر بھی اپنی ضد نہ چھوڑی اور یہی کہتا رہا کہ آپ کہہ دیں کہ جا تیرا کام ہو جائے گا تو آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا اُس شخص کی گردن پکڑی اور زمین کے قریب لے جا کر اُسے کہا: نیچے دیکھ یہ کیا پڑا ہے؟ اُس نے کہا: تنکا ہے' آپؒ فرمانے لگے اُس بے نیاز ذات کے آگے میری حیثیت اِس تنکے کے برابر بھی نہیں' میں کس مُنہ سے تجھے ضمانت دے دوں کہ تیرا کام ہو جائے گا' میں تو خود اُس کے در کا گدا ہوں' تیری ذمّہ داری کیسے اُٹھالوں' البتہ میں بھی دُعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہوں' تُو بھی اُٹھا! وہ سب کی سُنتا ہے' ہوسکتا ہے تیری دُعا قبول ہو جائے۔ یہ ہے وہ تربیت جو ایک مُرشدِ کامل اپنے مُرید کی کرتا ہے اور ایک وہ تربیت ہے جو سیالوی صاحب ارشاد فرما رہے ہیں کہ معاذ اللہ خداوندِ عالم کائنات میں اکیلا متصرّف و مدبّر نہیں ہے' بلکہ دوسرے لوگ بھی اُس کے ساتھ حصّہ دار ہیں' بلکہ وہ آسان کام اپنے ذمّے لے لیتا ہے اور مشکل کام پیروں فقیروں کے سپرد کر دیتا ہے نعوذ باللّٰہ من ھذا الشّرکِ الصّریح۔ مولٰنا حسرت موہانیؒ سے معذرت کرتے ہوئے ذرا سے شعری تصرّف کے ساتھ۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا ذہن کرشمہ ساز کرے

marfat.com

آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر بُروں

سیالوی صاحب نے ''فتوح الغیب'' کی محلِ بحث عبارت کے متعلق متعدد قرائن بیان فرمائے' جن کا جواب تقریباً آچکا۔ البتہ قرینہ نمبر 6 میں بزعمِ خویش اُنہوں نے جو علمی گرفت فرمانا چاہی اور میرے مشاغلِ متکاثرہ ومتنوعہ کو میری قلّتِ علمی اور عدمِ مطالعہ کا سبب قرار دیتے ہوئے جو نحوی معرکہ سَر کرنا چاہا' بفضلہٖ تعالیٰ اس فقیر نے اُس کا جواب بھی پیش کرنے کی طالب علمانہ کوشش کی ہے' پہلے سیالوی صاحب کا معرکہ آراء اعتراض' پھر اس فقیر کا جواب۔

اعتراض: شیخ قدس سرہ العزیز کی طرف منسوب محلِ بحث مقالہ میں فَاذا اوَصلتَ اِلَی اللّٰہ کے ساتھ اجعلِ الخلیقة کُلَها کا کیا ربط وتعلّق ہے یہ امر بھی خصوصی غور وخوض کا متقاضی ہے۔ رسالہ طلوعِ مہر میں اس کو فاذا وَصلتَ کی جزاء کے طور پر ذکر کر کے اپنا مطلوب نتیجہ اخذ کیا گیا ہے' لیکن سیدنا شیخ جیلانی رضی اللہ عنہ نے بھی اس کو فاذا وصَلتَ الَی اللّٰہ کی جزاء کے طور پر ذکر فرمایا ہو' اس پر کوئی واضح اور قطعی قرینہ ودلیل موجود نہیں نہ فاء کا لفظ ہے جو جوابِ شرط ہونے پر دلالت کرتا اور نہ واوٗ ہے جو جوابِ شرط پر دلالت کرتا اور یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ فتوح الغیب کو آپ نے خود تصنیف نہیں فرمایا' بلکہ یہ آپ کے خطبات اور مواعظ کا مجموعہ ہے' جو دوسرے حضرات دورانِ وعظ قلمبند فرماتے تھے تو اُنہوں نے اس میں کماحقہٗ ترجمانی نہ کی ہوگی نعت علیہ سابقاً[1]۔

---

[1]: ملاحظہ ہو ازالۃ الریب ' ص 76

marfat.com

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ فتوح الغیب اگرچہ حضرت پیرانِ پیرؒ کی اپنی تصنیف نہیں ہے، لیکن وہ کسی عام اور غیر مُعتبر ہاتھوں سے مرتّب بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی بے علم شخص نے اسے جمع وتألیف کے بعد آپ کی طرف منسوب کر دیا' بلکہ قبل ازیں ہم شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے حوالے سے نقل کر آئے ہیں کہ اُنہوں نے شرحِ فتوح الغیب کے خطبے میں ارشاد فرمایا: وجامعهٗ ولده الشیخ الامام الاوحد شرف الدّین ابو محمّد ویکنّی بابی عبدالرحمٰن عیسیٰ شرف الاسلام جلال العلماء سراجُ العرّاق[1] الخ

گیلانی ورزّاقی سادات سیالوی صاحب کو مطمئن کریں

جو شخص حضرت پیرانِ پیرؒ کا فرزند بھی ہو اور بقولِ شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ الامام الاوحد جلال العلماء اور سراج العراق کے القاب سے ملقّب ہو' کیا اُس نے اپنے ایسے جلیل القدر والد کے ارشاداتِ عالیہ میں خدانخواستہ کوئی خیانت روا رکھی ہوگی' یا ترجمانی میں تکاسل کو راہ دی ہوگی؟ مزید برآں ''بہجۃ الاسرار'' کے حاشیہ پر ''فتوح الغیب'' کا جو نسخہ مطبوعہ مصر ہمارے پاس موجود ہے' اُس میں صراحتاً لکھا ہے کہ قال الشیخ عبدالرزاق ولدالمؤلف قال رضی اللّٰہ عنہ[2] الخ

یہاں سے ثابت ہوا یہ ارشاداتِ غوثِ اعظمؒ حضرت شیخ عبدالرزّاقؒ کے مبارک ہاتھوں

---

[1]: خطبہ شرح فتوح الغیب از شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ مطبوعہ لاہور

[2]: خطبہ فتوح الغیب مطبوعہ مصر سن طباعت 1330ھ

marfat.com

سے مخلوقِ خُدا تک پہنچے اور حضرت شیخ عبدالرزّاق گیلانیؒ کے مرتبۂ علم و عرفان کا ایک زمانہ معترف ہے' زیادہ نہیں تو کم از کم برِّصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے خانوادۂ رزّاقیہ کے گیلانی رزّاقی افرادِ سادات تو اپنے اِن جدِّ امجد کے علم و ثقاہت پر ضرور متفق ہوں گے۔ پھر اُنہیں چاہیئے کہ سیالوی صاحب کو مطمئن کریں' جس طرح اُن کی طبیعت کا تقاضا ہو' باتوں سے یا پھر..... بقولِ حضرت سُلطان ابوسعید ابوالخیر میہنیؒ ؎

یا سر کشیِ زمانہ را تدبیرے
یا گردنِ روزگار را زنجیرے
ایں زاغ وشاں بے پریدند بلند
سنگے' چوبے' گزے' خدنگے' تیرے

دُوسری بات یہ بھی ہے کہ سیالوی صاحب نے یہاں (بزعمِ خویش) فاء یا واؤ کے نہ ہونے کی وجہ سے اِجعَلِ الخلیقة کو فاذا وصلتَ کی جزاء ماننے سے تو انکار فرما ہی دیا ہے' لیکن اِسی مقالہ کا اگلا حصّہ جس میں مثال اور ممثّل لہٗ کی مطابقت بیان کی جا رہی ہے جسے سیالوی صاحب نے مِن وعَن قبول فرما کر شاملِ کتاب کیا ہے اور لکھا ہے۔

''حضرت شیخ نے مصلوب والی تمثیل میں مذکور نہر کو دُنیا کی تمثیل قرار دیا اور اس میں اُٹھنے والی امواج کو بنی آدم کی خواہشات اور لذّات کی تمثیل بتلایا اور مصلوب پر چلائے جانے والے تیروں وغیرہ کو اِن بلیّات و آفات کی تمثیل قرار دیا' جو تقدیرِ خداوندی سے بنی آدم پر جاری ہوتی ہیں' کیونکہ بنی آدم پر دنیا میں بالعموم بلیّات و آفات اور بے سکونی و بے آرامی اور ابتلاء و آزمائش طاری رہتی ہے[1]'' الخ

---

[1]. ازالۃ الرّیب ' ص 77

marfat.com

یہاں اور تو سب ملازمات ومناسباتِ تمثیل وتشبیہ بیان کر دیئے اور مصلوب کا ذکر بطورِ بنی آدم ضمناً بھی کر دیا گیا' لیکن اُس سُلطان کا ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ کون ہے اُس بادشاہ کے ساتھ تمثیل کسے دی گئی اور سلطان کا ممثّل کون ہے؟ اِس پر سیالوی صاحب نے عدمِ اطمینان کا اظہار نہیں فرمایا اور نہ ان کلمات کے انتساب الی الشیخ پر کسی اضطراب وارتیاب کا مظاہرہ فرمایا آخر اس کی کیا وجہ؟ أفتؤمِنون بِبَعضِ الکِتبِ وَ تکفُرونَ بِبَعضٍ (الآیة) والی پُرانی عادت تو نہیں عود کر آئی؟ بقولِ شاعر ؎

عادتیں اب بھی ہیں اُس کی وہی پہلے جیسی
صرف کپڑے وہ شریفوں کے پہن آیا ہے .

تیسری بات یہ بھی قابلِ غور ہے کہ مصلوب کا مصداق اگر بنی آدم ہیں تو وہ کس درجہ کے لوگ ہیں کُفّار' فُجّار' ابرار یا مقرّبین؟ اگر عام مؤمنین مُراد ہیں تو پھر اِس داستانِ اختلاف کو اِس قدر طول دینے سے کیا فائدہ؟ اور اگر خواص بھی اِس میں شامل ہیں' جیسا کہ خود اِسی مقالہ کے مندرجہ ذیل الفاظ گواہی دے رہے ہیں' خصوصاً ذٰلِكَ فی حقِّ المؤمن کما قال علیهِ الصّلوٰة والسّلام الدّنیا سجنُ المؤمن وَجنّة الکافِر وقال علیهِ الصّلوٰة والسّلام اَلتّقیٰ مُلجَمٌ[1] الخ تو پھر ہمیں مورِدِ طعن کیوں بنایا گیا اور ہمیں گستاخ ثابت کرنے پر اِس قدر قوّتِ علمی صَرف کرنے میں کیا حکمت کارفرما ہے؟ یہاں مجھے ایک فارسی قطعہ یاد آ گیا۔ نظام نامی کسی شخص نے ایک شاعر کو کافر کہہ دیا تھا تو اُس نے نظام کے نام یہ قطعہ ارسال کر دیا تھا۔ آپ اور بصیر پوری

---

[1] فتوح الغیب ' مقالہ نمبر 17 ' ص 89 ' مطبوعہ لاہور

marfat.com

صاحب بھی اسے پڑھیں' اس میں میرے اور میرے بزرگوں کے حق میں آپ حضرات کی القاب نوازیوں کا جواب موجود ہے۔

نظامِ بے نظام ار کافرم خواند
چراغِ کذب را نبود فروغے
مسلماں خوانمش' زیرا کہ نبود؟
دروغے را جوابے جُز دروغے

بہرحال ہم بھی اسی بات کو اپنے جواباتِ اربعہ میں بالتفصیل ذکر کر چکے ہیں وہاں دیکھ لیجئے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ سیالوی صاحب نے اِجعلِ الخلیقة کو فاِذا وَصلت کی شرط کا جواب ماننے سے اسی لئے گریز کیا کہ یہاں فاء یا واؤ نہیں ہے' گویا اگر فاء یا واؤ یعنی فَا جعلِ الخلیقة یا واجعلِ الخلیقة ہوتا پھر آپ اسے جوابِ شرط مان لیتے اور جھگڑا ختم ہو جاتا' لیجئے ناظرین! ہم سیالوی صاحب کی یہ فرمائش بھی پوری کئے دیتے ہیں اور واؤ ثابت کرتے ہیں' ہمارے پاس فتوح الغیب کا نسخہ ''بھجۃ الاسرار'' کے حاشیہ پر بھی موجود ہے' جو مطبوعہ مصر ہے اُس پر طبع بمطبعة شركة التّمدن الصناعية بمصر لکھا ہے اور آخر میں سَنِ طباعت بایں الفاظ مندرج ہے: وكان تمام الطبع فی صفر الخیر سنة ۱۳۳۰ من هجرة النبّی صلّی الله علیه وعلی آله و صحبه وسلّم آمین آمین آمین۔ اُس میں مقالہ مذکورہ صفحہ 39 سے شروع ہوتا ہے اور صفحہ 42 پر اختتام پذیر ہوتا ہے' جبکہ محلِ بحث عبارت صفحہ 40 پر یوں موجود ہے

marfat.com

ملاحظہ ہو۔ فاذا وَصلتَ الی الحقّ عزّ وجلّ علیٰ مابینَنا فکُن آمناً أبدًا من سواہ عزّوجلّ فلاتَرٰی بغیرہ وجوداً اَلبتّة لَا فی الضرّ وَلَا فی النفع وَلَا فی العطاء وَلَا فی المنع وَلَا فی الخوف وَلَا فی الرَجاء ھُوَ عزَّ وجلَ اَھلُ التقوٰی أھلُ المغفرة فکُن ابداً ناظراً اِلیٰ فعلہٖ مترقباً لأ مرہٖ مشتغلا بطاعتہٖ مبائنا عَن جمیع خلقہٖ دُنیا وَأخرٰی لَا تعلّق قلبَکَ بشئ مِنھم وَاجعلِ الخلیقة أجمع کرجُلٍ الخ[1]

ع سرشکِ شوق کی موجوں سے کیوں گھبرا گئی دُنیا؟

رسالہ طلوعِ مہر میں مضمون ''پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات'' لکھتے وقت ''فتوح الغیب'' کا یہی نسخہ مبارکہ میرے زیرِ مطالعہ تھا' جہاں سے یہ اقتباس نقل کیا گیا اُمید ہے کہ اِس وضاحت کے بعد سیالوی صاحب کو اطمینان آجائیگا' ہم مزید تسلّی کے لئے اِس نسخہ مبارکہ میں صفحہ مذکورہ کا عکس بھی آخرِ کتاب میں دے رہے ہیں' تاکہ گنجائش شک باقی نہ رہے۔

للّٰہِ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمدز پسِ پردۂ تقدیر بروں

(حافظ شیرازیؒ)

اگرچہ اذا کی وضعِ اصلی معنیِ ظرفیت کے لئے ہوئی اور جب یہ معنیِ شرط کے لئے آئے تو اس کے جوابِ شرط پر فاء یا واؤ کا ہونا کیا حیثیت رکھتا ہے' یہ الگ بحث ہے۔ اللہ نے

---

[1] فتوح الغیب ' ص 87 ' مطبوعہ لاہور

marfat.com

توفیق مرحمت فرمائی تو جواب الجواب میں یہ تحفہ بھی سیالوی صاحب کی خدمت میں ضرور پیش کیا جائے گا اور اُمید ہے کہ اُن کی طبیعت ضرور خوش ہوگی۔

سرشکِ شوق کی موجوں سے کیوں گھبرا گئی دُنیا
ابھی تو میں نے اک قطرہ سمندر سے نکالا ہے

(علاّمہ سیمابؒ)

لفظِ ''نیز'' کا استعمال اور مفہومِ شرک

سیالوی صاحب کے مقالہ غیر مطبوعہ میں موجود جس عبارت پر میں نے قارئینِ طلوعِ مہر سے رائے طلب کی تھی' نہ کہ اپنی طرف سے سیالوی صاحب پر کُفر کا فتوٰی لگایا تھا۔ وہ یہ تھی ''نیز قابلِ غور اَمر یہ بھی ہے کہ وصول کے بعد تو دوسرے کسی سے عطاء ومنع اور نفع وضرر کا عقیدہ شرک ہے' لیکن سالک اور سیر اِلی اللہ والے کو شیخ کے حق میں عطاء ومنع اور نفع وضرر کا مالک سمجھنا اور اِن اُمور میں اُس کا دست نگر اور محتاج سمجھنا بھی شرک نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں ہر کام اور فعل میں مؤثر اور مُدبّر نہیں' بلکہ دوسرے حضرات بھی اُس کے ساتھ تدبیر وتصرّف میں شریک ہیں' بلکہ مشکل کام اولیاء ومُرشدین کے سپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے[1] الخ

اس عبارت کے حوالے سے میرا **پہلا سوال** تو یہ ہے کہ کیا یہ عبارت بطورِ جُملہ معترضہ ہے' جبکہ جُملہ معترضہ کی تعریف کتبِ فنون میں یوں ملتی ہے: واما بِالاعتراضِ و ھُوَ أن یؤتی فی اثناء الکلام او بینَ کلامینِ متصلینِ

[1]: ازالۃ الرّیب ' ص65

marfat.com

معنیً بجملة اَو اكثر لَا محل لها من الاعراب لنكتة سوى دفع الا يهام (تلخیص المفتاح) ترجمہ: ''اطناب کی آٹھویں صورت اعتراض ہے' جس کو یہاں بیان کیا جارہا ہے اور یا اعتراض کے ذریعے اور وہ یہ ہے کہ لایا جائے درمیان ایک کلام کے یا دو کلاموں کے جو معنٰی کے لحاظ سے متصل ہوں (لایا جانے والا) ایک جُملہ یا جُملہ سے زیادہ جس کیلئے محلِ اعراب نہ ہو۔ (لائے جانے کی وجہ) دفعِ ایہام کے علاوہ کسی اور نکتہ کی خاطر''۔ اس کے تحت علامہ تفتازانیؒ مختصر المعانی میں فرماتے ہیں لَم يرد بالكلام مجموع المسند اليه والمسند فقط بَل مع جميع ما يتعلّق بهما من الفضلات وَالتوابع وَالمُراد باتصالِ الكلامين ان يكُونَ الثانی بياناً للاوّل او بدلاً۔ ترجمہ: ''کلام سے مُراد صرف مُسند اور مسندالیہ نہیں ہے' بلکہ وہ چیز بھی مُراد ہے' جو مسند و مسندالیہ سے متعلّق ہو' فضلات و توابع میں سے اور دو کلاموں کے اتّصال سے مُراد یہ ہے کہ ثانی اوّل کا بیان ہو یا تاکید ہو یا بدل ہو[1]'' الخ

سیالوی صاحب جملہ معترضہ کی جملہ شرائط و اقسام پر غور فرما کر اگر اپنی عبارت کو معترضہ ثابت کر کے اپنی گلوخلاصی کرا بھی لیں (جو بہت مشکل ہے) تو پھر میرا دُوسرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ جُملہ مستأنفہ ہے' اگر یہ استینافیہ کلام ہے تو نمبر 3 لکھ کر ''نیز'' کا کلمہ سیالوی صاحب کس معنٰی میں لائے ہیں اور انہوں نے لفظِ ''نیز'' عربی کلمات میں سے کس کے معنٰی پر قیاس کرتے ہوئے استعمال فرمایا؟

---

[1] مختصر المعانی ' ص 292 ' مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

marfat.com

تیسرا سوال: اگر سیالوی صاحب یہ جملہ تعریضاً لکھ کر مُجھ پر اعتراض وارد کرنا چاہتے تھے تو استفہام واستفسار کے معنٰی کا حامل کون سا کلمہ استعمال فرمایا؟ اور کیا اُنہوں نے کہیں کوئی سوالیہ نشان تحریر فرمایا؟ آیا اُن کے ذکر کردہ تمام قرائن سوالیہ حیثیت رکھتے ہیں یا وہ اپنی طرف سے کچھ ثابت کرنے کے لئے یہ جواب دے رہے ہیں۔

ع دیکھنا یہ ہے کہ اب آگ کدھر لگتی ہے

چوتھا سوال: سیالوی صاحب کی عبارتِ مندرجہ ذیل ''اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ پوری کائنات میں ہر کام اور فعل میں مؤثر اور مدبر نہیں' بلکہ دُوسرے حضرات بھی اُس کے ساتھ تدبیر وتصرّف میں شریک ہیں' بلکہ مشکل کام اولیاء ومُرشدین کے سُپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے'' یہاں سیالوی صاحب دو بار لفظ ''بلکہ'' لائے ہیں' جو کہ عربی کے لفظ ''بَلْ'' کے قائم مقام استعمال ہوتا ہے۔ کلمۂ ''بل'' یا تو اضرابیہ اور ابطالیہ ہوتا ہے یا پھر ترقّیٔ معنٰی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا سیالوی صاحب دونوں بار لفظ ''بلکہ'' ایک ہی معنٰی میں لائے ہیں' یا دونوں کے استعمال میں کچھ معنوی فرق بھی ملحوظِ نظر رکھا گیا؟

اگر ہمارے قائم کردہ سوالات کے تحقیقی طور پر جوابات سامنے آئے اور اُن میں کچھ وزن ہوا تو ہمیں تسلیم کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہوگی اور اگر محض تکرارِ بے فائدہ والی بات ہوئی تو پھر ہم اُس کے مطابق ضرور جواب دیں گے۔ بقولِ حافظِ شیرازؒ ؎

خُستہ خُم شکست و بندہ سرش

سِنَّ بالسِّنِ والجروحَ قصاص

marfat.com

سیالوی صاحب نے اپنے زعمِ ہمہ دانی میں مُجھے بدمذہب' گستاخ' وہابی اور معلوم نہیں کیا کیا ثابت فرمانے کی مکمّل کوشش فرمائی ہے اور وہ اپنی اِس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں اِسے زمانے کا خاموش مؤرّخ لکھ رہا ہے۔ البتہ خود حضرت اپنی اِس عبارت سے کس طرح گلوخلاصی کراتے ہیں' اب یہ تماشہ اپنے بیگانے سب دیکھیں گے ۔

جل گیا میرا نشیمن تو کوئی بات نہیں
دیکھنا یہ ہے کہ اب آگ کدھر لگتی ہے

شرکیہ عبارت کو بے غُبار ثابت کرنے پر چیلنج

سیالوی صاحب نے اپنا غیر مطبوعہ مقالہ مجھے بھیجا تو میں نے اُسے پوری توجہ اور علمی دیانت کے ساتھ پڑھا لیکن جب میں اُس کے صفحہ 23 پر پہنچا تو میری حیرت کی انتہاء ہوگئی کہ ایک پُرانے مولوی اور شیخ الحدیث صاحب کے قلم سے ایسی عبارت کیونکر نکل سکتی ہے۔ میں نے اُسے کئی بار پڑھا' غور سے پڑھا' حتّٰی کہ اپنے ملنے والے متعدّد علمائے کرام کے سامنے وہ عبارت رکھی' لیکن اِس عبارت کو مفہومِ شرک سے مبرّا قرار نہ دیا جا سکا۔ اور جب غیر جانبدار مفتیانِ عظام سے اِس بارے رائے طلب کی گئی تو اُنہوں نے بھی یہی فرمایا کہ یہ عبارت لزومِ شرک کا برملا اعلان کر رہی ہے۔ خصوصاً مندرجہ ذیل کلمات تو بے شک وشُبہ مفہومِ شرک کو مُستلزم ہیں۔ ''اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالٰی پوری کائنات میں ہر کام اور ہر فعل میں مؤثّر اور مدبّر نہیں' بلکہ دوسرے حضرات بھی اِس کے ساتھ تدبیر وتصرّف میں شریک ہیں' بلکہ مشکل کام اولیاء ومُرشدین کے سُپرد فرما دیتا

marfat.com

ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے[1] "مگر اِس کے باوجود بھی ہم نے عجلت پسندی اور تیز و تند رویّہ سے گریز کرتے ہوئے اپنی کتاب "اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت" میں نہ تو سیالوی صاحب پر فتوٰی لگایا اور نہ ہی پوری کتاب میں کہیں اِن کا نام لکھا اِس شریفانہ رویّہ کو سیالوی صاحب نے ہماری کمزوری اور بُزدلی پر محمول کرتے ہوئے اپنی کتاب "ازالۃ الرّیب" میں صراحتاً میرا نام لیکر مجھے گستاخ، وہابی، بدمذھب اور مُلحد قرار دیا۔ میرے عقائد و نظریات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا ع لعنت بریں عقیدہ باد[2] اور پھر مجھے اسماعیل دہلوی سے سبقت لے جانے والا ثابت کر کے کتاب کے سرِ ورق پر جلی قلم سے یہ تحریر فرمایا۔ "شاہ نصیر الدّین گولڑوی کی شاہ اسماعیل دہلوی سے سبقت" لہٰذا میں سیالوی صاحب کو پورے استقلال اور مکمّل حوصلے سے دعوتِ بحث دیتا ہوں کہ اپنی اس شرکیہ عبارت پر میرے ساتھ گفتگو فرما کر اپنا شوق پُورا فرمالیں۔ قارئین! اب آپ بھی عبارتِ محوّلہ بالا کے اسبابِ فساد کا بغور مطالعہ فرمائیں۔

اِس عبارت کے اسبابِ فساد

سیاق و سباق پر مکمّل غور کرنے کے باوجود کہیں بھی ایسا مفہوم نظر نہیں آتا کہ یہ جُملے معترضہ ہیں، اعتراضیہ ہیں یا پھر سیالوی صاحب نے تعریضاً ایسا لکھ دیا ہے۔ اگر منوی طور پر وہ ایسا کہنا بھی چاہتے ہوں کہ میں تعریضاً یہ تحریر کر رہا ہوں، لیکن الفاظ و کلمات لزوم شرک کا اعلانِ برملا کر رہے ہیں اور پھر قابلِ غور یہ بات بھی ہے کہ اگر سیالوی صاحب کی تاویل اپنی عبارت کے معاملے میں مسموع و مقبول ہے تو یہ فتوٰی ہائے تکفیر،

---

[1] ازالۃ الرّیب، ص65

[2] افسوس ہے کہ سیالوی صاحب میرے عقائد کی آڑ میں مجھ پر بھی چار حرف بھیج گئے۔
گلشن کے بدلتے ہوئے حالات نہ پوچھو --- اب پھول بھی کانٹوں کی زباں بول رہے ہیں
بہرحال کوئی بات نہیں ع
از کوزہ ہمان برون تراود کہ در اوست (منہ)

marfat.com

جن کی تشہیر قریباً صدی بھر سے کی جارہی ہے' اُن پر اِس قدر اصرار کیوں ہے اور آخر اُن عبارات کی تاَویلات کیوں قبول نہیں، جب کہ اُن عبارات کے لکھنے والے حضرات بھی اپنی زندگی میں یہ تاویلیں پیش کرتے رہے' لیکن اُس وقت سے لے کر آج تک یہی ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے کہ "یہ عبارتیں کفریہ ہیں' ان کے قائل کافر ہیں اور اُن کو کافر نہ سمجھنے والے 'بلکہ اُنکے کفر میں شک کرنے والے بھی کافر ہیں" اور اِسی موضوع پر سیالوی صاحب ایک عدد مناظرہ کر کے شہرت و دولت کی تحصیل میں مصروف بھی ہیں' جبکہ مقابل مُناظر نے اِن کے ایک ممدوح کی جس عبارت کو گستاخانہ قرار دیا تھا' سات گھنٹے جاری رہنے والے اُس مناظرے میں سیالوی صاحب قبلہ نہ اُس کی صفائی پیش کر سکے اور نہ اُسے ثابت فرما سکے۔ یہ بات الگ ہے کہ ہم براہِ راست آپ کی ایسی محافل میں شریک نہ ہو سکے' لیکن ہمارے کانوں تک ایسی تمام اطّلاعات پہنچتی رہیں۔ لہٰذا وہ ہمیں اِتنا بے خبر بھی نہ جانیں۔ بقولِ راقم ؎

میرا انداز نصیؔر اہلِ جہاں سے ہے جُدا
سب میں شامل ہوں 'مگر سب سے الگ بیٹھا ہوں

حضرتِ اعلیٰ گولڑویؒ نے اپنے خلاف فتویٰ کفر کا کیا جواب دِیا

سیالوی صاحب کی عبارت پر مَیں نے فتویٰ کفر نہیں لگایا' کیونکہ ہم تکفیری افسانوں سے ویسے بھی دُور رہنے والے لوگ ہیں، میرے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ پر جب ایک مفتی صاحب نے کُفر کا فتوٰی لگانے کی ناپاک جسارت کی تھی اور اُنہیں اِس کی اطّلاع بذریعہ متعلّقین ملی تو آپؒ نے یہ شعر برجستہ کہا تھا' جو آپؒ کے کلام میں موجود ہے ؎

احباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں راندند
حاشا کہ بحقِّ شاں جُز عفو روا دارم

marfat.com

مگر پھر بھی سیالوی صاحب ہر جگہ چیختے چلاّتے پھر رہے ہیں کہ پیر نصیر الدّین نے مُجھے کافر قرار دیا ہے۔ اِسی خدشہ کے پیشِ نظر اُنہوں نے قبل از وقت واویلا کرنا شروع کر دیا کہ کہیں جیّد علماء اور غیر جانبدار اربابِ علم اُن کی اِس عبارت پر گرفت کر کے اُن کی بدعقیدگی پر مُہر ثبت نہ کر دیں اور موصوف نے پوری زندگی محنت کر کے جو دُکان بنائی ہے' وہ کہیں دھڑام سے گر نہ جائے' لیکن میری شرافت کو روایتی پیروں جیسی بے خبری گردانے والے سیالوی صاحب کا پالا اب مشکل جگہ پڑا ہے۔ کیونکہ ع

سامنے کی چوٹ ہے اب سامنا مشکل کا ہے

سیالوی صاحب کو میرا چیلنج

مَیں ببانگِ دُہل اعلان کرتا ہوں اور سیالوی صاحب کا چیلنج قبول کر کے اُنہیں چیلنج، چیلنج، چیلنج کرتا ہوں کہ وہ علمائے احناف کثّر اللّٰہ سوادھم و شکّر اللّٰہ سعیھم کا ایک بورڈ بٹھا کر اپنی محولہ شرکیہ عبارت اور میری متنازعہ عبارت اُن کے سامنے رکھیں' وہ ہماری گفتگو سُنیں اور جو فیصلہ دیں' وہ دونوں طرف قبول ہو۔ شکست پر سیالوی صاحب (اپنی تحریری پیشکش بر صفحہ 71 در ''ازالۃ الرّیب'' کے مطابق) میری بیعت کیا کریں گے' جس آستانۂ عالیہ سے اُن کی پہلی بیعت ہے' اُس سے اُن کی وابستگی کا کیا حال ہے؟ اور اُنہیں سیال شریف سے کس طرح راندۂ درگاہ ہو کر نکلنا پڑا' یہ الگ داستان ہے' بوقتِ ضرورت یہ حقائق بھی منظرِ عام پر لائے جائیں گے۔ البتہ اُنہیں چاہیئے کہ جب اُن کا سیال شریف کے آستانہ سے عملاً کوئی تعلّق باقی نہیں رہا تو اب سیالوی کہلوانے کے بجائے سرگودھوی یا جھنگوی کہلائیں۔ کیونکہ آستانۂ عالیہ سیال شریف کے موجودہ

marfat.com

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد حمید الدّین سیالوی دامت برکاتہم نے ایک حالیہ ملاقات میں ارشاد فرمایا ''مولوی اشرف کا سیال شریف سے کوئی تعلّق باقی نہیں رہا' لہذا اُسے سیالوی کہنے کے بجائے سِلوی (سِلاّنوالی کی طرف منسوب ہے' جو اشرف صاحب کا آبائی وطن ہے) سرگودھوی یا لکوی (اپنے مربی و مُنعم مہر غلام دستگیر لک کی طرف منسوب ہونے کے سبب) کہا جائے۔ لیکن میں نے خواجہ صاحب قبلہ سے عرض کی کہ حضرت! آپ ایسا فرما سکتے ہیں' کیونکہ آپ اُن کا پیر خانہ ہیں' میں فی الحال ذاتیات کی حد تک ایسی تنقید نہیں کرنا چاہتا' بلکہ اِس اختلاف کو علمی سطح تک ہی رکھنا چاہتا ہوں' البتہ اگر ضرورت پڑی تو میں ذاتیات کی سطح پر بھی تُرکی بہ تُرکی جواب دُوں گا' کیونکہ وہ میرے جدِّ اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کو دوزخی شخص کے مُشابہ ثابت کر کے میرے لئے اِس بات کا جواز فراہم کر چکے ہیں' اِس کے ساتھ ساتھ میں نے حضرت خواجہ صاحب سے یہ گزارش بھی کی کہ میں اپنی کتاب میں مولوی اشرف صاحب کو سیالوی صاحب کہہ کر مخاطب کرنے میں مجبور ہوں' کیونکہ اُن کی وجہِ شہرت یہی نام ہے' اگر اس لفظ سے آپ کے جذبات مجروح ہوں تو میں آپ سے پیشگی معذرت خواہ ہُوں۔

دورانِ مباحثہ مولوی اشرف صاحب اپنی عبارت کی جو تاَ ویلِ فاسدہ کریں گے اُس کا فیصلہ علمائے کرام دیں گے کہ جو عبارت تاَ ویل کو قبول کرے' اعتقادیات میں اُس کی حیثیّت کیا ہوتی ہے۔ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہٗ کے متعلّق اُن کی مزید گستاخانہ عبارت بھی ہم ذرا آگے بیان کرنے والے ہیں۔ دیکھیں گے

marfat.com

کہ اُس سے مولوی اشرف صاحب کس طرح گلوخلاصی کراتے ہیں۔سیالوی صاحب نے ''حکایتِ قدمِ غوث'' پر جوتقریظ تحریر فرمائی' وہ اہلِ علم اور اہلِ نسبت کو دعوتِ فکر دیتی ہے کہ آیئے دیکھئے کس طرح اولیاء اور خاصانِ حق کی عزّت وناموس کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں' کبھی پیرانِ پیرؒ کی گستاخی' کبھی پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی تردید۔غرض اِن حضرات نے کسی کو معاف نہیں کیا ۔

کس کس کی زباں روکنے جاؤں تری خاطر
کس کس کی تباہی میں ترا ہاتھ نہیں ہے

آیتِ کریمہ ''فَالمُدبّراتِ امرًا'' کی صحیح تشریح وتفسیر

مولوی اشرف صاحب عموماً (بزعمِ خویش) مذہب اہلِ سنّت کی ترجمانی اور وکالت کا شوق پورا فرماتے ہوئے سٹیج پر جو دلائل دیتے ہیں اُن میں سے ایک حوالہ محولہ بالا آیتِ کریمہ بھی ہے۔مولوی صاحب کہتے ہیں کہ بھائیو! دیکھو، اللہ تعالیٰ متعدّد چیزوں کی قسم یاد فرماتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے..... فالمدبّراتِ امرًا (پھر کام کی تدبیر کریں) کنزالایمان۔کام کی تدبیر کرنے والے کون ہیں؟ یہ وہ مقبول بندگانِ خُدا ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اُمور اُن کے سپرد کر دیئے ہیں، جن کی سرانجام دہی اُن کی ڈیوٹی میں شامل ہے۔ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے مختلف ذمّہ داریاں سنبھالے ہوئے ہیں' بقولِ سیالوی صاحب یہ بات مقبولانِ خُدا کے اختیارات ثابت کرنے کے لئے ایک عمدہ دلیل ہے۔ بلکہ ''ازالۃ الرّیب'' میں متعدّد مقامات پر اُنہوں

marfat.com

نے اِس مسئلہ کو بطورِ وِردِ تکرار کیا ہے اور آخر میں اِسی دلیل کو فخریہ انداز میں پیش فرمایا ہے۔

قارئینِ گرامیِ قدر! یہاں دو باتیں انتہائی قابلِ غور ہیں۔ پہلی بات: یہ ہے کہ مولوی صاحب نے کمال مہارت سے ڈنڈی مارتے ہوئے مقبول بندگانِ خُدا کا لفظ استعمال کیا، کیونکہ بل عبادٌ مکرمُون کی نص کے مطابق یہ لفظ مقبولانِ خُدا انسانوں پر بھی استعمال ہوتا ہے اور ملائکہ کرام پر بھی۔ لہٰذا دونوں احتمال رکھنے والا لفظ استعمال کر کے ملائکہ والے مفہوم کو صرف چُھو کر گزرتے ہوئے سمندِ بیان کو مقبول انسانوں کے اختیارات وتصرّفات کے اثبات کی منزلِ مقصود پر پہنچا کر ہی دم لیا' کہ جب فرشتے اِتنے اختیارات وتصرّفات رکھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے کامل بندے یہ اختیارات کیوں نہیں رکھتے؟ اور سیالوی صاحب نے مقبولانِ خُدا انسانوں کے لیے مدبّرین' مصرِّفین' کارکنانِ قضاء وقدر اور تدبیر وتصرّف کرنے والے کے الفاظ اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' میں مندرجہ ذیل مقامات پر استعمال فرمائے۔ ملاحظہ ہو' صفحہ نمبر 88,32,23,13,12,11۔

جمہور مفسّرین کے مطابق اِس سے مُراد بالاتّفاق ملائکہ ہیں

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ چودہ سو سال پر مُحیط تاریخِ قرآنی کے اس دور میں کسی معتبر مُفسّر نے اِس آیتِ کریمہ سے مقبول انسانوں کے تصرّف واختیار کا استنباط نہیں فرمایا اور نہ اِس کی تفسیر میں مقبول انسانوں کا ذکر کیا۔ اگر کسی نے کیا بھی تو محض قول کے طور پر ذکر کرنے کے بعد راجح اور مضبوط تفسیر اسی کو قرار دیا کہ اِس سے مُراد فرشتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مختلف ذمّہ داریاں تفویض کر رکھی ہیں اور وہ مأمور باذن اللہ ہو کر یہ ذمّہ داریاں اِس پابندی سے ادا کر رہے ہیں کہ لا یعصون اللہ ما أمرھم وہ اللہ کا حُکم نہیں ٹالتے

marfat.com

ویفعلون ما یؤمرُون اور جوانہیں حکم ہووہی کرتے ہیں۔(سورۃ التحریم پارہ28)
چنانچہ آپ تفاسیر کے حوالے ملاحظہ کریں کہ اس بارے معتبر مفسّرین کیا فرماتے ہیں۔
تفسیر جلالین شریف میں ہے۔والنّازعاتِ الملائکة تنزع ارواح الکفّار غرقًا o نزعًا بشدّة وَالنّاشطاتِ نشطًا o الملائکة تنشط ارواح المؤمنین أی تسلها برفق وَالسّبحٰتِ سبحًا o الملائکة تسبح من السّماء بأمرہٖ تعالی أی تنزل فَالسّبقٰتِ سبقًا o أی الملائکة تسبق بأرواحِ المؤمنین اِلی الجنّة فالمدبّراتِ أمرًا o الملائکة تدبّر أمرالدُّنیا أی تنزل بتدبیرہٖ۔

امامِ اجلّ عمدۃُ المفسّرین والمحدّثین امام جلال الدّینؒ السّیوطی نے ہر آیت کی تفسیر میں صراحتًالفظِ ملائکہ لکھ کر اس کا متّفق علیہ تفسیر ہونا بیان فرمادیا۔
تفسیرِ خازن میں ہے(فالمدبّراتِ أمرًا) وصف لشئ واحدوھم الملائکة یعنی امامِ جلیل ناصرالشّریعۃ محیی السّنۃ علاؤ الدّین علی بن محمد بن ابراھیم البغدادی المعروف بالخازنؒ نے اس آیتِ کریمہ سے پہلی آیات کے بارے فرمایا کہ اس معاملے میں مفسّرین کی عبارات مختلف ہیں کہ یہ کلمات سب ایک ہی شئ کے متعدّد صفات ہیں یا مختلف چیزوں کی مختلف وجوہات کی بنیاد پر صفات ہیں' لیکن وَاتّفقوا علی انّ المُراد بقولہٖ (فالمدبّراتِ أمرًا) وصف لشئ واحدٍ وھم الملائکة مفسّرین کی مبارک جماعت نے اس بات پر اتّفاق کیا ہے کہ اس آیۂ کریمہ (فالمدبّراتِ أمرًا) میں موجودلفظ مدبّرات سے مُراد ملائکہ ہی ہیں اور پھر آگے چل کر

marfat.com

اسی تفسیر کو مؤثق ومؤید کرتے ہوئے مزید رقم طراز ہیں امّا قولهٗ فالمدبّراتِ أمرًا فاجمعوا علیٰ انّهم الملئكة قال ابن عبّاسٍ هم الملائكة وُكّلوا بامور.....وقال عبدالرّحمٰن بن سابط يُدبّرالامر فی الدّنيا اربعة املاك جبريل و ميكائيل و اسرافيل و ملك الموت واسمهٗ عزرائيل فامّا جبريل فموكل بالرّياح والجنود وامّا ميكائيل فموكل بالقطروالنّبات وامّا ملك الموت فموكل بقبض الانفس وامّا اسرافيل فهو ينزل عليهم بالامرمن اللّٰه تعالیٰ أقسم اللّٰه بهذهِ الاشياء لشرفها ولِلّٰه أن يُقسم بما يشاء من خلقهٖ۔ اللہ تعالیٰ نے چار بزرگ فرشتوں کو ذمّہ داریاں تفویض کی ہیں اور پھر اُن کی قسمیں ارشاد فرمائیں' کیونکہ یہ اُس کا کرم ہے مالک ہوکر اپنے جس مملوک کی قسم یاد فرمالے۔

تنویرالمقیاس تفسیر ابن عبّاس رضی اللہ عنہ میں اِن آیات کی تفسیر ملاحظہ ہو۔

(والنّازعاتِ) يقول اقسم اللّٰه بالملائكة الّذين ينزعون نفوس الكافرين (غرقًا) غرقت نفسه فی صدره وهی ارواح الكافرين (والنّاشطات) وأقسم بالملئكة الّذين ينشطون نفوس الكافرين بالكرب والغمّ (نشطًا) كنشط السفود كثير الشعب من الصّوف ويقال هی ارواح المؤمنين تنشط بالخروجِ الی الجنّةِ (والسّابحاتِ سبحًا)وأقسم بالملائكة الّذين ينزعون

marfat.com

نفوس الصّالحين يسلونها سلا رفيقًا رويدا ثم يتركونها حتّى تستريح ويقال هى ارواح المؤمنين (فالسّابقاتِ سبقًا) وأقسم بالملائكة يسبقون بأروح المؤمنين الى الجنّة وارواح الكافرين الى النّار ويقال هى ارواح المؤمنين تسبق الى الجنّة (فالمدبّراتِ أمرًا) واقسم بالملائكة الّذين يُدبّرون أمور العباد يعنى جبريل و ميكائيل و أسرافيل و ملك الموت[1] .....الخ۔

خلاصہ اِن عبارات کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ مجید میں اِن آیات میں پانچ قسمیں یاد فرمائی ہیں' اکثر مفسّرین کے نزدیک اِن ہر پانچ میں مُراد ملائکہ ہی ہیں۔ البتہ پہلی چار میں کسی ایک آدھ مفسّر کا قول یہ بھی آجاتا ہے کہ کسی مقام پر ارواح مُراد ہیں، ریاح (ہوائیں) مُراد ہیں یا بادل یا ستارے وغیرہ۔ لیکن پانچویں قسم (فالمدبّراتِ أمرًا) میں اجماعِ مفسّرین اسی بات پر ہے کہ اس سے مُراد بالاتفاق ملائکہ ہیں اور وہ مشہور چار بزرگ فرشتے ہیں ۔ حضرت جبرئیل علیہ السّلام، حضرت میکائیل علیہ السّلام، حضرت اسرافیل علیہ السّلام، حضرت عزرائیل علیہ السّلام (ملک الموت) اور پھر ان تمام مقرّب ملائکہ کی اپنی اپنی ذمّہ داری ہے جو خالق کائنات نے اُن کے سپرد فرما دی ہے۔ تفسیرِ ابنِ عباسؓ میں ان چار آیات کی مُراد کا اختلاف ذکر کرنے کے بعد آخری آیت کے بارے یہ بات تاکیداً درج کی گئی کہ فالمدبّراتِ أمرًا سے مُراد ملائکہ ہی ہیں اور انہی کو مُدبّراتِ امر کہا جاتا ہے۔

---

[1]: تفسیرِ ابنِ عباسؓ زیرِ آیاتِ محولہ بالا

marfat.com

امام فخر الدّین رازیؒ کی تصریح

تفسیرِ کبیر میں امامِ اجلّ جامع المعقول والمنقول ماہر العلومِ والفنون حضرت علاّمہ فخر الدین رازیؒ انہی آیاتِ مبارکہ کے تحت ملائکہ ہی کو مُراد لیتے ہیں ۔ وہ اِن آیاتِ مبارکہ کے تحت دو مسئلے ذکر کرتے ہیں (المسألة الأولٰی) اعلَم أنَ هذه الكلمات الخمسِ يحتمل أن تكُونَ صفات لشی ءٍ وَاحدٍ، ويحتملُ أن لا تكون كذلكِ ، أمّا على الاحتمال الاوّل فقد ذكروا فی الآية وجوهًا ۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ یہ پانچ کلمات ہیں اِن میں دو احتمال ہیں یا تو یہ پانچوں ایک ہی چیز کی پانچ صفات ہیں' یا پھر متعدّد اشیاء کی متعدّد صفات ہیں ۔ اگر پہلا احتمال ہو تو پھر اس میں کئی وجوہ ہیں۔

1. یعنی یہ پانچوں ہی ملائکہ کی صفات ہیں اور وہ شئ جس کی قسم بیان کی جارہی ہے وہ ملائکہ ہی ہیں۔
2. یا اِن پانچوں سے مُراد نجوم (ستارے) ہیں اور اُن کی پانچ صفات ہیں۔
3. یا پھر پانچ چیزوں سے مُراد ارواح ہیں اور اُن کی پانچ صفات ہیں۔
4. یا یہ پانچ صفات غازیانِ اسلام کے گھوڑوں کی ہیں۔
5. یا یہ پانچوں صفات غازیانِ اسلام کی ہیں۔
6. یا پھر یہ پانچ صفات اُس دل کی ہیں جو غیر اللہ سے پھر کر اپنے خالق و مالک کی بارگاہ میں متوجّہ و حاضر ہونے والا ہو۔

marfat.com

خاص نکتہ: اِن ہر چھ احتمالات کا ذکر کر کے امام رازیؒ آخر میں ایک خاص فکری اور تنبیہی بات فرماتے ہیں: وَاعلَم اَنّ الوجوه المنقولة عن المفسّرين غيرمنقولة عن رسولِ اللّٰه صلّى اللّٰه تعالٰى عليه وآلهٖ وسلّم نصّاً حتّٰى لَا يمكن الزّيادة عليها، بل انّما ذكروهَا لِكَونِ اللّفظ محتملاً لَها۔ یعنی یہ بات جان لینی چاہیئے کہ یہ سب وجوھات جو نقل کی گئی ہیں مفسّرینِ کرام سے' یہ تمام ایسی نہیں ہیں کہ جن کو بہ اعتبارِ نص حضور علیہ السّلام سے نقل کیا گیا ہو' بلکہ یہ وہ احتمالات و وجوہات ہیں' جو اِن الفاظ میں پائے جانے ممکن ہیں۔

البتہ دوسرا احتمال جو امام رازیؒ نے ذکر فرمایا ہے' اُس پر غور فرمائیں (الاحتمال الثانی) وهو أن لَا تكُون الالفاظ الخمسة صفات لشیءٍ واحدٍ، بل لِأشياءٍ مختلفة فيه أيضًا وجوهٌ (الاوّل) النّازعات غرقًا،هی القسی،وَالنّاشطاتِ نشطًا هی الأوهاق، وَالسّابحاتِ السفن، والسّابقات الخيل، وَ المدبّرات الملائكة، رواه واصل بن السّائب عن عطاء (الثّانی) نقل عن مجاهد: فی النّازعات، والنّاشطات، والسّابحات أنّها الموت وفی السّابقات، والمدبّراتِ أنّها الملائكة (والثّالث) قال قتادة: الجميع هی النجوم اِلّا المدبّرات، فانّها هی الملائكة[1]۔

---

[1]: تفسیرِ کبیر، سورۃ النّزعات

marfat.com

اِس دوسرے احتمال کے مطابق کہ پانچ کلمات سے پانچ مختلف چیزیں مُراد ہیں نہ کہ صرف ایک، تو اِس میں تین وجوہ لکھے گئے' اوّل وجہ میں پہلی چار مختلف چیزیں مُراد لی گئیں' جبکہ وَالمدبّرات سے مُراد ملائکہ کو لیا گیا اور اِس تفسیر کو بارِ روایت نقل کیا گیا۔ دُوسری وجہ میں پہلے تین کلمات سے مُراد موت لی گئی، چوتھے اور پانچویں یعنی السّابقات اور المدبّرات سے مُراد فرشتے لئے گئے۔ تیسری وجہ میں چار پہلے کلمات سے مُراد نجوم (ستارے) لئے گئے، جبکہ پانچویں کلمے المدبّرات سے مُراد فرشتے لئے گئے۔ یہ دونوں وجہیں بھی بارِ روایت نقل کی گئیں۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ المدبّراتِ أمرًا سے مُراد ملائکہ لینا ہی اظہر، اقوٰی، اوضح اور متّفق علیہ تفسیر ہے۔ اور امام رازیؒ کا راجح ومختار بھی یہی ہے۔ ورنہ وہ اوّل وآخر میں اِسی پر زور نہ دیتے' کیونکہ اُنہوں نے اوّل میں المسألة الأولٰی کے تحت بارِ روایت اِسی مُراد وتفسیر پر زور دیا اور پھر المسألة الثّانیه کے تحت لغوی وترکیبی بحث کرتے ہوئے بات اِسی نتیجہ پر ختم کی اِنّ الملائكة قسمان، الرّؤساء الّذين هُم السّابقونَ فی الدّرجة وَالشّرفِ ، وهُم المدبّرونَ لِتلك الاحوالِ وَ الاعمال : لہٰذا آفتابِ نیم روز سے زیادہ واضح ہوگیا کہ امام رازیؒ کے نزدیک المدبّرات امرًا کی مختار اور راجح تفسیر ملائکہ ہیں نہ کہ کچھ اور۔ اِسی لئے امام رازیؒ نے اِس تفسیر پر اجماع نقل کرتے ہوئے تحریر فرمادیا وامّاقولهٗ (فالمدبّراتِ أمرًا) فأجمعوا علىٰ انّهم هُم الملائكة: قال مقاتل يعنی جبريل و ميكائيل، واسرافيل و عزرائيل عليهم السلام والجنود، وامّاميكائيل

marfat.com

فوكّل بالقطر والنّباتِ، وامّا ملك الموت فوكل بقبض الانفس وامّا اسرفيل فهُو ينزل بالامر عليهم، وقوم منهم مؤكلون بحفظ بنى آدم، وقومٌ آخرونَ بكتابة أعمالهم وقومٌ آخرونَ بالخسفِ وَ المسخ والرّياح وَ السّحاب والأمطار۔ یعنی اِس بات پر اُمّت کے جمہور اور حجّت مفسّرین کا اجماع ہے کہ مدبّرات سے مُراد ملائکہ ہیں اور پھر حضرت مقاتلؒ کی تحقیق نقل کی کہ اُن کے نزدیک ملائکہ میں سے بھی چار مقرّب فرشتے مُراد ہیں' جو اہلِ زمین میں اللہ کے امر اور اجازت سے تدبیرِ اُمور کرتے ہیں اور یہی مقسّماتِ امر (امور کو تقسیم کرنے والے) بھی ہیں اور پھر اِن میں ہر ایک کی الگ الگ ڈیوٹی ہے .....الخ لو یہاں تو امامِ رازیؒ نے مقسّماتِ امر بھی انہی ملائکۂ کرام کو قرار دے دیا' جس کی مزید تحقیق ہم ابھی ان شاء اللہ قارئین کے پیش کریں گے۔

امام نسفیؒ نے بھی ہماری تائید فرمادی

تفسیر النّسفی میں امامِ جلیل علاّمہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النّسفیؒ نے بھی سورۃ النّزعات کی اِن آیاتِ مبارکہ میں راجح اور نمبر اوّل تفسیر ملائکہ ہی کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ ابتداء میں فرماتے ہیں أقسم سبحانهٗ بطوائف الملائكة الّتى تنزع الارواح من الاجساد .....فتدبّر أمرًا من أمور العباد ممّا يصلحهم فى دينهم أو دُنيا هُم كما رسم لهُم ۔اگرچہ تفسیرِ کبیر کی طرح اُنہوں نے غازیوں کے گھوڑوں اور ستاروں والی وجوہ بھی نقل کر دی ہیں' لیکن اِن اعاظم واکابر علماء ومفسّرین

marfat.com

کے مزاجِ تحریر اور اُسلوبِ بیان سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والوں پر بھی یہ بات مخفی نہیں کہ اُن کے نزدیک سب سے راجح اور مضبوط تفسیر و مُراد وہی ہوتی ہے' جسے یہ لوگ سب سے پہلے لاتے ہیں' بعد میں نسبتاً کمزور اور مرجوح اقوال درج فرماتے ہیں۔

علاّمہ بیضاویؒ کی تحقیق

علاّمہ مفسّر قاضی بیضاویؒ نے بھی اپنی تفسیر میں اِسی طرح تحقیق فرمائی، چنانچہ وہ یہی آیاتِ مبارکہ نقل کر کے فرماتے ہیں: هذه صفات ملائكة الموت فانّهم ينزعون ارواحَ الكفّار من أبدانهم .....فيدبّرون امرَ عقابها وثوابها .....الخ۔

حضرت علاّمہ مُحی الدّین شیخ زادہؒ حاشیۂ بیضاوی میں فرماتے ہیں (قولهٗ صفات ملائكة الموت) توصيف الملائكة بالنّازعات .....هذه صفات ملائكة الموت .....الخ۔ اِن ہر دو جلیل القدر علماء نے بھی پہلی تفسیر ملائکہ ہی کو قرار دیا ہے' بعد میں غازیانِ اسلام، اُن کے گھوڑے اور ستارے وغیرہ۔ لیکن پکّی بات ہے کہ بزرگانِ دین کے تصرّفات والی تفسیر اُنہوں نے بھی نقل نہیں فرمائی۔

اِسی طرح دیگر بہت سے علماء و مفسّرینِ کرام نے اِن آیات اور المقسّماتِ امرًا کی تفسیر میں بطورِ تفسیر نمبر 1 ملائکہ کو مُراد لیا ہے' بعد میں ارواح، ریاح، جُود، خُیول اور نُجوم وغیرہ۔ لیکن بزرگانِ دین والی تفسیر اُنہوں نے بھی نقل نہیں فرمائی۔

البتہ تفسیر روح البیان میں علاّمہ اسماعیل حقّیؒ نے اِس طرف اشارہ فرمایا۔ لیکن اگر

marfat.com

آپ اُن کی اِن آیات کے تحت پوری تفسیری بحث دیانت داری اور انصاف سے مطالعہ فرمائیں تو ہماری ذکر کردہ تحقیق سے سرِ مُو تجاوز نہ پائیں گے۔ اُن کا مزاجِ تحریر اور اُسلوبِ بیان بھی یہی ہے کہ اوّلاً عالمانہ و محققانہ تفسیر مدلّل طریقہ سے بیان فرماتے ہیں۔ بعد میں صُوفیانہ تفسیر کرتے ہوئے صوفیاء کے احوال و اقوال نقل فرماتے ہیں۔ اعاظم محققین کے نزدیک تفسیرِ صوفیانہ کی جو حیثیت ہے وہ اہلِ علم پر مخفی نہیں۔

تفسیر فتوحاتِ مکیّہ پر حضرت گولڑویؒ کا تبصرہ

رئیس المکاشفین شیخِ اکبر حضرت ابنِ عربیؒ کی تفسیر فتوحاتِ مکّیہ پر تبصرہ فرماتے ہوئے ایک بار میرے جدِ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے جو کچھ فرمایا وہ پورا ملفوظِ مبریہ مع سوال و جواب ملاحظہ ہو۔ ملفوظ نمبر 59 محرّرِ سطور نے عرض کیا کہ حضرت شیخ محی الدّین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر ''فتوحاتِ مکّیہ'' میں ایسی روش اختیار کی ہے، جو باقی تفاسیر سے بالکل مختلف ہے، وہ اکثر تاویل کے درپے ہوئے ہیں۔ مثلاً انّ الّذین کفرُوا جہاں بھی قرآنِ مجید میں آیا ہے، اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ أی نظرُوا الی ذواتھم وترکوا النّظر الی الوحدۃ الذّاتیۃ (یعنی اُنہوں نے اپنی ذاتوں پر نظر کی اور وحدتِ ذاتیہ کی طرف توجہ نہ کی) حضورؒ نے ارشاد فرمایا ''شیخ کی تفسیر اشاراتِ دقیقہ و اسرارِ حقیقت کی تفسیر ہے، ورنہ تفسیر تو وہی ہے جو قرونِ اُولیٰ مشہود لہا بالخیر و زمانہ ائمۂ مجتہدین و اکابر مفسّرین میں کی گئی، جس سے احکام اور خطاباتِ شرعیّہ ثابت ہوئے ہیں (شیخؒ نے یہ اشارات بیان کئے ہیں، تفسیر کے مقدمہ میں حضرت الشیخؒ نے خود بھی تصریح کی ہے کہ تفسیر وہی ہے جس کے ساتھ ظاہر آیات سے امر و نہی ثابت ہوتے ہیں

marfat.com

میرا کلام اشارات پر مشتمل ہے[1])لہٰذا تفسیرِ صوفیانہ کے متعلق آپ خود خیال فرما سکتے ہیں علّامہ حقّیؒ نے والنّٰزعٰتِ اور والنّٰشطٰتِ سے تو ملک الموت اور اُن کے مددگار ملائکہ مُراد لئے اور والسّٰبحٰتِ کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کے اُس گروہ کی قسم یاد فرمائی ہے' جو آسمان سے زمین کی طرف اُترتے ہیں' اُنہیں پیراک سے تشبیہ دی گئی ہے نہ تعمیم بعد تخصیص کے قبیل سے ہے' کیونکہ نزولِ اوّلین مطلقاً قبضِ ارواح کے لئے ہے اور اُن دوسروں کا نزول عامہ امور واحوال کے لئے ہیں ۔(ترجمہ فیوض الرحمٰن ازمولٰنا اویسی صاحب)اور السّٰبقٰتِ کا عطف بھی السّٰبحٰت پر ڈال کر یہی فرشتے مُراد لئے۔ والمدبّرات کا عطف بھی السّابقات پر بالفاء تسلیم کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں ۔امام راغبؒ نے فرمایا کہ اِس سے وہ ملائکہ مُراد ہیں' جو تدبیرِ اُمور میں موکّل ہیں' یعنی وہ فرشتے جو بندوں کے لئے دنیوی واُخروی اُمور کی تدبیر کرتے ہیں جیسے اُنہیں کہا گیا ہے بغیر کمی بیشی کے ۔چنانچہ علّامہ حقّیؒ فرماتے ہیں (وَالنّٰزِعٰتِ غرقًا)الواوللقسم وَالقسم یدلّ علی عظم شأن المقسم به ولِلّٰه تعالیٰ أن یقسم بما شاء من مخلوقاته تنبیهًا علی ذٰلِك العظم والنّٰزعات جمع نازعة بمعنی طائفة من الملائكة نازعة ..... فقيل نازعات بمعنی طوائف من الملائكة نازعات و قس عليه النّٰشطات ونحوه .....أقسم اللّٰه بطوآئف الملائكة الّتی تنزع ارواح الكفّار من أجسادهم اغراقًا فی النّزع ..... والملئكة وهم ملك الموت وأعوانه من ملائكة العذاب يطعنونهم بحربة مسمومة .....

[1] ملفوظاتِ مہریہ ' ص64

marfat.com

(وَ الناشطات نشطًا) قسمٌ آخر ..... أقسم اللّه بطوائف الملائكة الّتى تنشط ارواح المؤمنين أى تخرجها من أبدانهم برفق ولين كما تنشط الدّلو من البئر ..... وهُم ملك الموت واعوانه من ملائكة الرّحمة .....(وَالسّابحاتِ سبحًا) قسمٌ آخر معنى ايضًا بطريق العطف وَ السبح المرّالسريع فى الماء اوفى الهواء .... أقسم اللّه بطوآئف الملائكة الّتى تسبح فى مضيها أى تسرع فينزلون من السماء الى الارض مسرعين مشبهين فى سرعة نزولهم بمن يسبح فى الماء وهذا من قبيل التعميم بعد التخصيص لانّ نزول الاوّلين انّما هُو لقبض الارواح مطلقًا و نزول هؤلاء لعامة الامور وَ الاحوال (فالسابقات سبقًا) عطف على السّابحات بالفاء للدلالة على ترتب السبق على السّبح بغير مهلة فالموصوف واحد ..... أى الّتى تسبق سبقا الى ما امروا به ووكلوا عليه أى يصلون بسرعة والسبق كناية عن الاسراع فيما امروا به لانّ السبق وهوا لتقدم فى السير من لوازم الاسراع .....(فالمدبّراتِ امرًا) عطف على السابقات بالفاء للدّلالة على ترتب التدبير على السبق بغير تراخ ..... قال الرّاغب يعنى الملائكة المؤكلين بتدبير الامور انتهى أى الّتى تدبر امرًا من الامور الدّنيوية والاخروية للعباد كما رسم لهم من غير تفريط و تقصير ..... انّ الملائكة ينزلون لقبض الارواح عند

marfat.com

منتهى الآجال ثم ينجرّ الامر إلى البعثؑ .....الخ اب اِس تفسیرِ عالمانہ کے بعد علاّمہ حقّیؒ تفسیرِ صوفیانہ بیان فرماتے ہیں، جس پر سیالوی صاحب کی عمارتِ اعتقاد قائم ہے۔ لہٰذا اہلِ دانش وبینش پر معاملہ واضح ہو چُکا ہوگا کہ مضبوط اور راجح تفسیر کون سی ہے۔ اِسی مضمون کو علاّمہ اسماعیل حقّیؒ نے سورۃ الذّاریات پارہ نمبر 26 کی آیت (فالمقسّماتِ امرًا) کے تحت بھی بیان فرمایا ہے، چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں والمراد بالمقسّماتِ الملائكة وايراد جمع المؤنث السالم فيهم بتأويل الجماعات أى فالملائكة الّتى تقسم الامور من الامطار والارزاق وغيرها وفى كشف الاسرار هذا كقوله فالمدبّرات امرًا قال عبدالرّحمٰن بن سابط يدبّرا مرالارض اربعة من الملائكة جبريل وميكائيل واسرافيل وملك الموت عليهم السّلام فجبريل على الجنود والرّياح وميكائيل على القطر والنّبات وملك الموت على قبض الارواح واسرفيل يبلغهم مايؤمرون به[2]۔

ایک نہایت اہم مسئلہ میں علاّمہ حقّیؒ کی تصریح

پھر اِس سے آگے علاّمہ حقّیؒ نے ایک نہایت اہم مسئلہ کھول کر بیان کر دیا، گویا علاّمہ کی یہ عبارت دفع دخلِ مقدّر کے طور پر ہے۔ اعتراض یہ وارد ہوتا تھا کہ جب تمام اُمورِ دُنیوی واُخروی دستِ قدرت میں ہیں اور وہ مدبّر ومصرّفِ حقیقی ہے تو پھر مندرجہ بالا اُمور کی اضافت ونسبت ملائکہ کی طرف کیوں کی گئی؟ اس کے جواب میں علاّمہ حقّیؒ رقم طراز ہوتے ہیں وأضاف هذه الافعال الى هذه الاشياء لانّها اسباب

---

[1] روح البیان، جلد 4، ص 572, 571, 570، مطبوعہ مصر

[2] روح البیان، جلد 4، ص 98، مطبوعہ مصر

marfat.com

لظهورها كقوله تعالىٰ خبرا عن جبريل لأَهَبَ لَكِ غلاماً زَكِيًّا وانّما اللّٰه هوالواهب الغلام لكن لما كان جبريل سبب ظهوره أضاف الهبة اليه یعنی اِن افعال کی نسبت اِن ملائکہ کی طرف اِس لئے کی گئی کہ اِن افعال کے ظہور کا سبب یہ اشیاء (ملائکہ) ہیں' یعنی یہ افعال اِن ملائکہ کے سبب سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اِس لیے اُن کی طرف اضافت کی گئی' نہ کہ یہ ملائکہ اُن کے فاعلِ حقیقی ہیں۔جیسا کہ قرآنِ مجید میں حضرتِ جبرئیل علیہ السّلام کے متعلّق خبر دی گئی کہ اُنہوں نے حضرتِ مریم سلام اللہ علیہا کو اپنی آمد کا مقصد بتاتے ہوئے کہا کہ مَیں اِس لئے آیا ہوں کہ تُجھے صاف سُتھرا بیٹا دُوں حالانکہ حقیقی دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے' جبرائیل علیہ السّلام نے اپنی طرف محض مجازًا نسبت کی' کیونکہ بہ ظاہر یہ فعل حضرت جبرائیل علیہ السّلام سے ظاہر ہو رہا تھا اور اِس ظہور کا سبب جنابِ جبرائیل علیہ السّلام بن رہے تھے، چنانچہ سبب کی طرف نسبت واضافت مجازی ہے' حقیقی اضافت وانتساب مُسبّب (اللہ تعالیٰ) کی طرف ہے۔

اَب یہاں علّامہ حقّیؒ نے ایک جُملہ بولا وانّما اللّٰه هوالواهب الغلام۔یہاں انّما کلمۂ حصر ہے' یعنی بچّہ دینے والا اللہ ہی ہے۔جولوگ حصر کے معنیٰ ومفہوم سے شناسا ہیں' وہ ایک طرف تو کلمۂ اِنّما پر نظر رکھیں اور دُوسری طرف میرے کہے ہوئے اِس شعر کو دیکھیں کہ۔

کیوں مانگ رہا ہے مانگنے والوں سے
اللہ سے مانگ! دینے والا وُہ ہے

marfat.com

مولویوں کے مخصوص طبقہ کا واویلا کس خاص چُبھن کے تحت ہے؟

قارئینِ باتمکین! انصاف آپ پر ہے کہ مَیں نے اپنے مجموعۂ رباعیات اُردو ''رنگِ نظام'' میں جو مضامینِ توحید بیان کئے ہیں' کیا وہ کتاب وسنّت کا نچوڑ اور عقائدِ صحابہ وتابعین کی ترجمانی نہیں ہے؟ پھر اُن پر مولویوں کے ایک مخصوص طبقہ کا واویلا اور فریاد کرنا آخر کس خاص چبھن کے تحت ہے کہ یہ رباعی سنتے ہی اُن کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ بقولِ راقم ؎

پتہ چلتا نہیں اور آگ لگ جاتی ہے تن من میں
خدا جانے کسی نے غم کی چنگاری کہاں رکھ دی

مشہور ومعروف حدیث کی تشریح: آیئے (فالمقسماتِ امرًا) کی وضاحت ملاحظہ فرمانے کے بعد' لگے ہاتھوں ایک مشہور ومعروف حدیث شریف کی توضیح وتشریح بھی پڑھ لیجئے' جو اسی تقسیمِ اُمور کا مفہوم اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ عام طور پر یہ حدیث ہمارے خطبا، واعظین اور شیخ الحدیث کہلانے والے مولوی صاحبان بیان فرماتے رہتے ہیں۔ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے بھی اپنے دلائل میں اِسے شامل فرمایا ہے لیکن حدیث شریف کا صرف ایک حصّہ بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے' پوری حدیث شریف نقل کرنے یا اُسے باب کی مناسبت سے بیان کرنے کی تکلیف فرمانا شاید اِن علمائے کرام کے شایان نہ ہو؟ حالانکہ منصبِ شیخ الحدیثی کا تقاضا ہے کہ دربارۂ فنِ حدیث بڑے ضبط و احتیاط کا مظاہرہ کیا جائے ، سند ، رجال ، متن ، ترجمۃ الباب اور

marfat.com

مطابقتِ روایات کا پورا خیال رکھا جائے۔ چنانچہ حدیث شریف کا اِتنا حصّہ سیالوی صاحب نے ''ازالۃ الرّیب'' کے صفحہ نمبر 72 پر نقل فرمایا۔ کما قال النبیّ علیه السّلام اللّٰه یُعطی وانّما انا قاسمٌ اور پھر آگے ایک اور حدیث شریف کا جملہ تحریر کر کے لکھ دیا (بخاری شریف) آیئے ہم یہ پوری حدیث شریف مع سند' متن اور باب کے لکھ دیتے ہیں۔

(باب من یّرداللّٰه به خیرًا یُفَقّهه فی الدّین) حدّثنا سعیدُ بن عفیرٍ قال حدّثنا ابن وهبٍ عن یُونُسَ عن ابنِ شهاب قال قال حُمید بنُ عبدالرّحمٰن سمعتُ معاویة خطیبًا یقولُ سمعت النبی صلّی اللّٰه تعالیٰ علیه وآلهٖ وسلّم یقول من یُردِ اللّٰه بهٖ خیرًا یُفقّههُ فِی الدّین وانّما انا قاسمٌ وَ اللّٰه یُعطی ولن تزال هذهِ الامّةُ قائمةً علی اَمرِاللّٰه لا یضُرّهُم من خالفهم حتّی یأتی اَمرُاللّٰه ترجمہ: ''باب اِس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں سمجھ بوجھ عطا فرمادیتا ہے''۔ حدیث بیان کی ہم سے سعید بن عُفیر نے کہا' کہ حدیث بیان کی ہم سے ابنِ وھب نے یونس سے' اُس نے ابنِ شھاب سے' کہا اُس نے کہ کہا حمید بن عبدالرحمٰن نے کہ مَیں نے حضرت معاویہؓ سے سُنا کہ وہ خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے کہ مَیں نے نبی کریم ﷺ سے سُنا، آپ نے فرمایا: جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اُسے دین میں سمجھ بخش دیتا ہے اور جُز ایں نیست کہ مَیں بانٹنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے اور یہ اُمّت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم (ثابت قدم) رہے گی اِسے کسی مخالف کی مخالفت نقصان نہ پہنچا سکے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آجائے

marfat.com

گا۔ (یعنی قیامت آجائے گی) اب اِس حدیث شریف کے متعلّق چند اہم باتیں ملاحظہ فرمائیں، جنہیں ہمارے احباب عمداً یا خطأً قلم انداز کر جاتے ہیں۔

حدیث شریف انّما أنا قاسمٌ واللّٰہ یُعطی پر علّامہ عینیؒ کی تفصیلی گفتگو

پہلی بات: یہ حدیث شریف اِس مقام پر تقسیمِ مخصوص کا بیان کر رہی ہے، نہ کہ مطلق عہدۂ قسمت کا، یعنی حضور علیہ السّلام نے فرمایا کہ میں قاسم ہوں، کس چیز کا؟ اِس کی وضاحت کے لئے عُمدۃ القاری شرح بخاری میں علّامہ بدرالدّین محمود عینیؒ نے بڑی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یا تو آپ ﷺ نے یہ بات اس لئے فرمائی کہ جو کچھ مجھ پر بذریعۂ وحی نازل ہوتا ہے، وہ میں تمہیں تقریر و تبلیغ کے ذریعے سُنا دیتا ہوں، رہی یہ بات کہ کوئی شخص اُس تقریر سے کس حد تک نفع اندوز ہوتا ہے، کہاں تک سمجھ سکتا ہے اور اُن الفاظ و کلماتِ تقریر سے کس حد تک معانی و مطالب اخذ کرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی عطاء ہے، وہ جسے جس قدر چاہتا ہے سمجھ اور مَلکہ سے نواز دیتا ہے۔ میرا کام تم تک اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دینا ہے۔ مَیں اپنی طرف سے عدمِ مساوات یا کمی بیشی کا عمل ہرگز نہیں کرتا کہ کسی کو کوئی آیت یا فرمانِ الٰہی سُنا دُوں اور کسی کو محروم رکھوں، کیونکہ یہ بات خلافِ عدل ہے اور پیغمبر کبھی ظُلم نہیں کر سکتا، لہٰذا سمجھ کی کمی بیشی کا شکوہ مجھ سے مت کرو، یہ عطائے خُداوندی ہے۔ اور بقولِ حضرتِ حافظ شیرازیؒ۔

بہ دُرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
کہ آنچہ ساقیِ ما ریخت عینِ الطاف است

marfat.com

یہ مفہومِ مندرجہ بالا' علاّمہ عینیؒ کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے'' ومعناه أنا قاسم بينكم فألقى إلى كلّ واحد ما يليق به والله يوفّق من يشآء منكم لفهمه والتفكّر فى معناه وقال التوربشتى اعلم أنّ النبى عليه الصلاة والسّلام اعلم اصحابه انّهٗ لم يفضّل فى قسمة ما أوحى الله اليه أحدًا من امّته على أحدٍ بل سوى فى البلاغ وعدل فى القسمة وانّما التفاوت فى الفهم وهو واقع من طريق العطاء ولقد كان بعض الصحابة رضى اللّه تعالىٰ عنهم يسمع الحديث فلا يفهم منه الّا الظاهر الجلى ويسمعه آخر منهم اومن بعدِهم فيستنبط منهم مسائل كثيرة وذٰلك فضل الله يؤتيه من يّشآءُ[1] .....الخ''

یا پھر یہاں تقسیمِ مال کا بیان ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام مالِ فیٔ' مالِ غنیمت یا کسی دُوسری مَد میں جب کوئی مال صحابۂ کرام کے مابین تقسیم فرماتے تو کبھی اگر کسی کے مُنہ سے ایسا جُملہ ظاہر ہوتا' جو عدلِ نبویؐ کے شایان نہ ہوتا تو حضور علیہ السّلام ارشاد فرماتے کہ میرے جانثارو! یہ جو میں تقسیم کر رہا ہوں یہ منشائے خداوندی کے مطابق کر رہا ہوں' وہ مجھے جتنا مال جسے دینے کا حُکم فرماتا ہے' مَیں اُسی قدر اُسے بانٹ دیتا ہوں' مَیں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں' اصل عطاء تو صرف اُس ذات کی ہے جو مُعطی ہے۔

مفہومِ مندرجہ بالا علاّمہ عینیؒ کے الفاظ میں یوں ہے'' وقال الشيخ قطب الدّين فى شرحه (إنّما قاسمٌ)يعنى انّه لم يتأثر بشئ من مال الله

---

[1] عمدۃ القاری' شرح بخاری' جلد نمبر 2' ص 51' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ' پاکستان

marfat.com

وقال النبی علیه الصّلاة والسّلام (مالی بما افاء اللّٰه علیکم اِلّا الخمس وھُو مردود علیکم) وانّما قال أنا قاسم تطیبا لنفوسھم لمفاضلتهٖ فی العطاء فالمال للّٰه والعباد للّٰه وأنا قاسم باذن اللّٰه ما لهٗ بین عبادهٖ''۔ یہاں علاّمہ عینیؒ اپنی طرف سے ایک اعتراض وارد کر کے خود اُس کا جواب بھی دے رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اِن دونوں کلاموں کے درمیان مفہوماً فرق ہے پہلے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ (أنا قاسم) سے حضور علیہ السّلام تبلیغِ وحی اور بیانِ شریعت کی تقسیم ذکر فرما رہے ہیں' جب کہ دوسرے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تقسیمِ مال مُراد ہے۔ پھر خود ہی علاّمہ عینیؒ ہر دو وجوہ بیان کر کے اِس کا جواب بھی دیتے ہیں اور ہر دو کلام میں مطابقت بھی بیان فرماتے ہیں۔

وجہِ اوّل: سیاقِ کلام کی طرف غور سے نظر کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ فقاہتِ دین اللہ تعالیٰ کی عطاء سے ہے۔ حضور ﷺ حسبِ حُکمِ الٰہی قرآن وحدیث کے ذریعے دین اور شریعت کی تبلیغ فرما دیتے ہیں۔ احکامِ الٰہی پوری محنت ودیانت داری سے مخلوق تک پہنچا دینے کے ساتھ نہ تو کسی کو زیادہ تبلیغ کے ذریعے فوقیت دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کو قلّتِ بیانِ احکام کے ذریعے مبتلائے محرومی کرتے ہیں' پھر سُن کر سمجھنا اور اُن کی تہہ تک پہنچ کر معانی' مطالب اور معارف کا ادراک ہر شخص کے لئے برابر نہیں' بلکہ اِن میں تفاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے ذریعے جس کو جتنی فہم وفراست اور دقّت نظری اور بصیرت کی نعمت عطا کی ہے' وہ اُسی قدر فہمِ حقیقت ودرکِ مطالب سے زیادہ حظّ حاصل کرتا ہے۔ اسی کا نام عطائے الٰہی ہے اور یہ محض اُس کا اپنا فضل ہے رسالت مآب علیہ السّلام

marfat.com

کے منصب اور ذمّہ داری کا اِس میں دخل نہیں ہے۔ انسان کی اِسی خداداد صلاحیّت اور فہم وادراک کو محض موہبتِ الٰہی قرار دیتے ہوئے مرزا عبدالقادر بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

رمز آشنائے معنٰی ہر خیرہ سَر نباشد
طبعِ سلیم فضل است ارثِ پدر نباشد

وجہِ ثانی: اگرچہ الفاظِ حدیث شریف سے شریعت و دین اور فقاہت وفہم کی عطاء وقسمت ظاہر ہوتی ہے' لیکن مال کی تقسیم والا مفہوم اور یہ مفہوم باہم یوں مربوط ہیں کہ اگرچہ یہ ارشادِ نبوی بوقتِ تقسیمِ مال صادر ہوا' لیکن مفہومی نتیجہ اِس کا عطائے فقاہت فی الدّین اور فہم وبصیرت کی تقسیم ہی ہے' وہ یوں کہ حضور ﷺ نے جب مالِ غنیمت تقسیم فرمایا اور جن لوگوں کو حصّہ قدرے کم ملا' وہ بتقاضائے بشریّت کہنے لگے کہ دیکھئے ہمیں کم دیا گیا ہے' جب کہ فلاں فلاں کو زیادہ عطا ہوا۔ اِس پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں عطاء تو من جانب اللہ ہے' وہ جس کے متعلّق جتنا فیصلہ فرماتا ہے' میں اُس کو اُتنا دے دیتا ہوں' لیکن اِس بات کو سمجھنا کہ ''اللہ تعالیٰ مُعطی ہے محمّد مصطفٰے علیہ السّلام فقط قاسم ہیں'' کا دارومدار اُس سمجھ اور بصیرت پر ہے' جو اللہ تعالیٰ اُسی کو عطا فرماتا ہے' جس کے متعلّق بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اور پھر وہ شخص اُسی فہم وبصیرت کی بنا پر یہ بات سمجھ لیتا ہے کہ تمام معاملات اور اُمور تو اللہ کی جانب سے ہیں وہی بڑھاتا اور گھٹاتا ہے' معطی وہی ہے نبی ﷺ کی ذات قاسم ہے' نہ آپ اپنی طرف سے بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں' بلکہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو نافذ کر دیتے ہیں' لہٰذا زیادتی اور نقصان کی نسبت آپؐ کی طرف کرنے کے بجائے اُسی ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف کرنا

marfat.com

چاہیئے جو معطی ہے۔ وہ چاہے رزق بڑھادے' گھٹادے' یا اجل کو پھیر دے حضور ﷺ جس طرح اجل میں تبدیلی نہیں فرماتے' اسی طرح رزق میں کمی بیشی بھی نہیں فرماتے۔ انتھٰی

اب مندرجہ بالا مفہوم کو علاّمہ عینیؒ کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔

قلتُ بين الكلامينِ بَونٌ لانَ الكلام الاوّل يشعر بانَ القسمة فى تبليغ الوحى و بيان الشريعة وهذا الكلام صريح فى قسمة المال وبكل منهاوجه امّا الاوّل فان نظر صاحبه الى سياق الكلام فانّه أخبر فيه انَ من ارادالله به خيرا يفقّهه فى الدّين أى فى دين الاسلام قال اللّه تعالىٰ (انَ الدّين عند الله الاسلام) وقيل الفقه فى الدّين الفقه فى القواعد الخمس ويتصل الكلام عليها فى الاحكام الشرعية ثم لمّا كان فقههم متفاوتًا لتفاوت الافهام اَشارالیه النبى ﷺ بقوله "انّما أنا قاسمٌ" يعنى هذهِ التفاوت ليس منّى وانّما الّذى هومنّى وهوالقسمة بينكم يعنى تبليغ الوحى اليهم من غيرِ تخصيص بأحد والتفاوت فى افهامهم من اللّه تعالىٰ لانّهٗ هوالمعطى يُعطى النّاسَ على قدرِ ماتعلّقت به ارادتهٗ لانَ ذلك فضل منه يؤتيه من يشآء۔ وامّا الثانى فان نظر صاحبه الى ظاهر الكلام لانَ القسمة حقيقة تكونُ فى الاموال ولكن يتوجه هذا السؤال عن وجه مناسبة هذا الكلام لما قبله و يمكن أن يجاب عنه بأنَ مورد الحديث كان وقت قسمة المال حين خصّص عليه السّلام بعضهم بالزّيادة لحكمة اقتضت ذٰلك وخفيت عليهم حتّى تعرض منهم بأنَ هذه قسمة فيها

marfat.com

تـخـصيـص لـنـاس فرد عليهم النبى عليه الـصـلاة والسـلام بقوله "مـن يُـرداللّه بهٖ" الىٰ آخره يعنى من أراداللّٰه بهٖ خيرًا يوفقه ويزيد لهٗ فـى فهـمه فى أمور الشرع ولا يتعرض لامر ليس علىٰ وفق خاطره اذا الامركلّه لِلّٰه وهُوَالّذى يُعطى ويمنع وهُوالّذى يزيدو ينقص والنبى ﷺ قاسِم وليس بمُعط حتّى ينسب اليه الزّيادة والنّقصان وعن هذا فسّر اصـحـابُ الـكلام الثانى قولهٗ علىٰه الصّلاة والسّلام "واللّه يعطى" بـقـولهـم أى مـن قسـمـت لـهٗ كثيـرًا فبـقدر اللّـه تعـالىٰ ومـا سبق لـهٗ فـى الـكتـاب وكـذا مـن قسـمـت لـهٗ قليلًا فلا يزداد لاحد فى رزقه كما لا يزداد فى أجّله .....انتهى۔

دوسری بات: مزید برآں علامہ عینیؒ نے ''وانما أنا قاسمٌ'' کے متعلق فرمایا کہ ''انما'' کلمۂ حصر ہے' جس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ آپ محض قاسم ہیں' مُعطی اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ البتہ اگر کلمۂ حصر کو اس تناظر میں دیکھا جائے کہ حضور ﷺ فقط قاسم ہیں اور اس طرح آپ کی دیگر صفات مثل بشیر، نذیر، داعی الی اللہ کی نفی ہو رہی ہے' تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ آپؐ نے یہاں کلمۂ حصر کا استعمال سامع کے اعتقاد کی نفی کے لئے فرمایا' کیونکہ سامع کا اعتقاد یہ تھا کہ آپ معطی ہیں، لہٰذا اپنی طرف سے عطاء میں کمی بیشی کرتے ہیں' حضور علیہ السّلام نے اُس کی تسلّی کرانے کے لئے فرمایا کہ میں محض قاسم ہوں' مُعطی اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور علیہ السّلام نے قاسم فرما کر مُعطی ہونے کی نفی فرمائی۔

لہ: عمدۃ القاری' شرح بخاری' جلد 2' ص 51' مطبوعہ مکتبہ [illegible] کوئٹہ' پاکستان

marfat.com

اپنی دیگر صفات مثل بشیر، نذیر وغیرہ کی نفی نہیں فرمائی۔ اگر معتقد کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ مُعطی ہیں، قاسم نہیں ہیں تو پھر کلمۂ حصر کا فائدہ بطورِ قصرِ قلب ہوگا۔ یعنی آپ نے فرمایا کہ مَیں قاسم ہونے کے سوا کچھ نہیں ہوں، یعنی قاسم ہوں، مُعطی نہیں اور اگر اُس کا اعتقاد یہ ہو کہ آپ قاسم بھی ہیں اور مُعطی بھی تو پھر یہ قصرِ افراد ہوگا کہ آپ کو دو وصفیں حاصل نہیں بلکہ اِن میں سے ایک ہے اور وہ ہے آپ کا قاسم ہونا۔

علاّمہ عینیؒ نے مندرجہ بالا تحقیق اِن الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ وفيه انّما الّتى تفيد الحصر والمعنى ما أنا إلّا قاسمٌ فان قلت كيف يصح هذا ولهٗ صفات أخرٰى مثل كونه رسولا و مبشرا و نذيرا قلت الحصر بالنسبة الى اعتقاد السامع وهذا وردفى مقام كان السامع معتقداكونه معطيًا وأن اعتقد انّهٗ قاسم فلا ينفى الّا ما اعتقده السامع لا كلّ صفة من الصفات وحينئذ ان اعتقد أنّهٗ مُعط لا قاسم فيكون من باب قصر القلب أى ما انا إلّا قاسم أى لا مُعط وأن اعتقد انّه قاسم ومعط ايضًا فيكون من قصر الافراد أى لاشركة فى الوصفين أى بل انا قاسم فقط۔

نیز حدیث شریف کی عبارت پر ترکیبی بحث کرتے ہوئے علاّمہ عینیؒ نے ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے تحریر فرمایا قولهٗ "واللّٰه يُعطى" فيه تقديم لفظة اللّٰه لافادة التّقوية عند السكاكى و لا يحتمل التخصيص أى اللّٰه يُعطى لا مجالة وأمّا عندالزمخشرى فيحتملها ايضًا وحينئذ يكون معناه اللّٰه يُعطى لا غيرهٗ فان قلت اذا كانت هذه الجملة حالية أى

marfat.com

قولہٗ "واللّٰہ یُعطی" فما یکون معنی الحصر حینئذ قلت الحصر بانّما دائما فی الجزء الاخیر فیکون معناہ ما أنابقاسم الّا فی حالِ اعطاء اللّٰہ لا فی حال غیرہٖ ۔یعنی علّامہ یوسف السّکاکیؒ نے فرمانِ نبویؐ "واللّٰہ یُعطی "میں لفظِ اللہ کا پہلے آنا افادۂ تقویت کے لئے مانا ہے نہ کہ تخصیص کے لئے (اللہ تعالیٰ بدرجۂ اتم علی وجہِ الکمال مُعطی ہے، نہ یہ کہ وہ صرف مُعطی ہے) جب کہ علّامہ زمخشری اسے افادۂ تخصیص کے لیے بھی مانتے ہیں۔البتہ "انّما انا قاسمٌ "میں کلمۂ انّما جو افادۂ حصر کے لئے ہے' وہ یہاں حصر کیسے پیدا کرتا ہے؟ تو علّامہ عینیؒ فرماتے ہیں کہ "انّما انا قاسمٌ "کا حصر دراصل "واللّٰہ یُعطی "سے مستفاد ہوتا ہے کہ حضور علیہ السّلام نے فرمایا مَیں صرف اُسی حالت میں قاسم ہوں' جب اللہ کی عطاء ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ عطا ہی نہ فرمانا چاہے' تو مَیں بھلا اُسے کیا بانٹ سکتا ہوں، میری شانِ تقسیم اللہ تعالیٰ کی شانِ عطا کی مرہونِ منّت ہے۔

نکتہ:علّامہ بدرالدّین عینیؒ کی تحقیق سے واضح ہوا کہ رسالت مآب علیہ السّلام کی شانِ تقسیم موقوف ہے اور اللہ جلّ شانہٗ کی شانِ عطا موقوف علیہ ہے۔یعنی یہ تو ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ عطا فرمادے اگرچہ حضور علیہ السّلام کی طبعِ مبارک پہلے اُسے تقسیم کرنے کے لئے متوجہ و مائل نہ بھی ہو' لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ عطا نہ فرمانا چاہے اور حضور علیہ السّلام اُسے تقسیم فرمادیں۔اسی لئے مفسّرینِ کرام نے اِنّك لا تهدی من أحببت ولكن اللّٰه يهدی من يّشآء کی تفسیر کرتے ہوئے اسی قاعدہ کو ملحوظِ نظر رکھا ہے۔ البتہ یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی شانِ کرم کے حوالے سے اپنے

marfat.com

حبیب ﷺ کی تمنا، آرزو، مرضی اور سوال کا پاس ضرور کرتا ہے۔ یہ اُس کا خاص کرم ہے اپنے خاص بندوں پر اور اپنے سب سے خاص بندے حضرت محمّدِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم پر، نہ یہ کہ ہم کسی فردِ مخلوق کو بہ شمول سیّد الانبیاء ﷺ شفیعِ غالب اور شفیعِ جابر تصوّر کرلیں' یہ بات کُفر ہے۔

اگر ہم کبھی یہ کہہ دیں کہ ہم نے اپنی داستانِ غم والم حضور علیہ السّلام کو سُنا دی ہے تو اُس کا مفہوم یہی ہوگا کہ آپ اپنے اللہ کریم جلّ شانہٗ کی بارگاہ میں ہمارے سفارشی بن کر ہماری عرضداشت پہنچا دیں گے اور حضور علیہ السّلام کی سفارش اللہ تعالیٰ ردّ نہیں فرماتا۔ جیسا کہ فقیر نے ایک نعت میں اسی مفہوم کا حامل مقطع کہا ہے۔

وہ جانیں اے نصیؔر اب، یا جانے اُن کا خالق
ہم نے تو دِل کے دُکھڑے اُن کو سُنا دیے ہیں

مُشتری ہشیار باش: اِس ساری تفصیل کے بعد یہ تحقیق بھی پڑھتے جایئے کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے بخاری شریف میں موجود دو حدیثوں کو ایک کر کے لکھ دیا، درمیان میں فقط وقال علیہ السّلام کا فاصلہ رکھا' جبکہ یہ بات خلافِ احتیاط ہے۔ مزید برآں اُنہوں نے یہ حدیث شریف یوں تحریر فرمائی قال النبی علیہ السّلام اللّٰہُ یُعطی وانّما أنا قاسمٌ' جبکہ بخاری شریف میں یہ حدیث شریف متعدّد مقامات پر اس طرح آئی ہے۔

نمبر 1. بابُ من یّردِ اللہ بہٖ خیرًا یفقّھہُ فی الدّین ..... وانّما أنا قاسمٌ واللّٰہُ یُعطی[1]..... الخ۔

---

[1]: بخاری شریف ' جلد اوّل ' ص 16' مطبوعہ قومی کتب خانہ کراچی ' سنِ طباعت 1961ء

marfat.com

نمبر2. بـابُ قـولِ اللّـه تعالیٰ فانّ لِلّهِ خُمسَهٗ وللرّسُولِ یعنی للرّسول قسمٌ ذٰلك قالَ رسول الله ﷺ وانّما أنا قاسمٌ وخازِنٌ وَاللّٰهُ یُعطّی۔ یہاں قاسمٌ کے ساتھ خازنٌ کا لفظ بہت کچھ سمجھا جا رہا ہے لیکن .....ع

وہیں تک دیکھ سکتا ہے نظر جس کی جہاں تک ہے

نمبر3. قال رسُول اللّٰه ﷺ من یّردِ اللّٰه بهٖ خیرًا یفقّهه فی الدّین واللّٰه الـمُعطی وانا القاسمُ[1] .....الخ۔ سیالوی صاحب کی تحریر کردہ ترتیبِ عبارت نظر سے نہیں گزری (انّ الانسانَ یُساوِق السّهوو النّسیان)

توجّہ سے پڑھیئے: جس اسلوب سے جو کچھ ثابت کرنے کے لئے علاّمہ سیالوی صاحب یہ احادیثِ طیّبہ لائے ہیں' وہ بجا' لیکن ہم ذیل میں یہ چند احادیث سیاق وسباق کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور ضروری تشریح بھی بالاختصار درج کرتے ہیں' جس سے ذہین قارئین خود بخود بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔

نمبر1. عـن جـابـر بـن عبـداللّـه الانصاری قال وُلِدَ لرجُل منّا غلام فسمّـاه الـقـاسـم فقالت الانصار لَانُکنّیك أبا القاسم ولا نُنعمك عینًا فـقـال الـنبـی ﷺ أحسنتِ الانصار تسمّوا بأسمی ولا تکنّوا بکنیتی فانّما أنا قاسمٌ'۔ (بخاری جلد 1 صفحہ 439) حاشیۂ بخاری میں ہے کان هو ﷺ یکنّی بذلك لانّ اسمهٗ کان قاسمًا .....الخ۔

---

[1]: بخاری شریف ' جلداوّل ' ص439 ' مطبوعہ قومی کتب خانہ کراچی ' سنِ طباعت 1961ء۔

[2]: بخاری شریف ' جلداوّل ' ص439 ' مطبوعہ قومی کتب خانہ کراچی ' سنِ طباعت 1961ء۔

marfat.com

نمبر2. عن ابی هريرة انّ رسول الله ﷺ قال ما أعطيكُم ولا أمنعكم انّما أنا قاسمٌ اَضع حيثُ أمِرتُ (بخاری جلد 1 صفحہ 439) اس پر فتح الباری میں ہے أی لا أعطی احدا ولا امنعُ الّا بأمرِ اللّٰهِ۔

نمبر3. وعن معاوية قال قال رسول الله ﷺ من يّردِ اللّٰه بهٖ خيرًا يفقهه فی الدّين (أی يجعلهٗ عالمًا فقيهًا) وانّما أنا قاسمٌ (ای للعلم) واللّٰه يُعطِی (ای الفهم فی العلم[1])

نمبر4. عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ ما أعطيكم ولا أمنعكم أنا قاسمٌ اَضعُ حيث أمرتُ (أی ما أعطی احدًا شيئًا يميل نفسی وشهوتها اليه وكذا المنع بل كلّ ذٰلك بأمر الله تعالیٰ اعلم انّهم حملوا الاعطاء والمنع علی اعطاء الدّول ومنعه وقديحمل علی تبليغ الوحی والعلم والاحكام يعنی انّ الله تعالیٰ يُعطی كل أحد من العلم والفهم علی ما تعلّقت بهٖ ارادتهٗ[2])

نمبر5. وعن جابر انّ النبی ﷺ قال سمّوا بأسمی ولا تكتنُوا بكُنيتی فانّی انّما جُعلت قاسما أقسمُ بينكم (ای العلم والغنيمة ونحوهما وقيل البشارة للصّالح والنّذارة للطالح ۱۲ بين السطور) حاشیہ پر ہے قولهٗ قاسمًا اقسم بينكم يعنی انّی لستُ ابا القاسم لمجرد كون ولدی كان مسمّی بقاسم بل لوحظ فی معنی القاسمية باعتبار القسمة الازلية

---

[1]: مشکوٰۃ شریف مع حاشیہ ' ص32

[2]: مشکوٰۃ شریف مع حاشیہ المعات ' ص325

marfat.com

فی الامور الدّينية والدّنيو ية فلستُ كأحدكم لا فی الذّات ولَا فی الا سماء والصفاتؒ[1] .....الخ

نمبر6. وعـن عقبة ابن عامر قال صلّی رسولُ اللّٰه ﷺعلٰی قتلٰے أحد بـعـد ثـمـان سنين كالمودَعِ لاحياء والاموات ثم طلع المنبر فقالَ اِنّی بين ايديكم فرطٌ وانا عليكم شهيد وانّ موعدكم الحوض وانّی لأنظر اليـهِ وانـافـی مـقـام هـذا وانّـی قد أعطيتُ مفاتيح خزائن الارض الٰی آخرہٖ كما قال عليه السّلام۔

مشکوٰۃ ص547 حاشیہ پر لمعات کے حوالے سے ہے قـولـهٗ اعطيتُ مفاتيح خـزائـن الارض اخبار بتملك امّته الخزائن .....الخ مزید حاشیہ پر ہے قـال الـنـووی فيـه معجزات لرسول ﷺفان معناهُ الاخبار بأن امته تملك خزائن الارضؒ[2] .....الخ

نمبر7. عن ابی هـريرة انّ رسـول الـلـه ﷺقـالَ بُعثت بجوامع الكلم وَنُـصِـرت بـالـرّعـب فبيـنـا انـا نـائـم أتيـتُ بمفاتيح خزائن الارض فـوُضـعـت فـی يـدیَ قـالَ ابُـوهـريرة وقد ذهَبَ رسُول اللهِ ﷺوانتُم تـنـتَثِـلُـونـهَا[3] اِس مقام کے حاشیہ پر ہے قـولـهٗ بـمـاتيـح خـزائـن الارض اشارة الـی ما فُتح لامّتهٖ من الممالك فغنمُوا أموالها واستباحوا خزائن

---

[1] مرقاۃ شرح مشکوۃ برحاشیہ مشکوۃ، ص407

[2] مشکوۃ مع حاشیہ، ص547

[3] بخاری شریف جلد اوّل، ص418

marfat.com

ملوکها من الاکاسرةوالقیاصرة ونحوهم ویحتمل أن یُراد بها معادن الذهب والفضة ونحو هما فوضعت فی یدی أی وعدنی ان سیفتح تلك البلاد الّتی فیها هذه المعادن فیکون لامته 12 ک خ اس حدیث شریف کے راوی حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ اپنی خداداد ذہانت وطبّاعی کے باعث اس کی تشریح یہی فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ ﷺ کو یہ خزائن مرحمت ہونے کا یہی مفہوم ہے کہ آپ کی امّت یہ خزانے بصُورتِ فتح حاصل کرے گی' اسی لئے وہ بعد وصالِ نبیؐ فرمایا کرتے کہ رسُول اللہ علیہ السّلام تو اِس دُنیائے فانی سے تشریف لے گئے اور تُم اُن خزائن کو زمین سے نکال رہے ہو اور مزید نکالو گے۔ اسی لئے کہ تنتثلونها کا معنٰی بین السّطور اس طرح لکھا ہے۔ أی تستخرجونها تقول انثلت البیر اذا استخرجتَ تُرابها۔

ہم نے اختصاراً یہ چند احادیث مع مختصر تشریح بلا تبصرہ قارئین کے سامنے رکھ دی ہیں تا کہ بالغ نظر قارئین اِن احادیث کو اِس معتبر و مختصر تشریح کے آئینے میں پڑھیں سمجھیں اور پھر عہدہ شیخ الحدیثی پر فائز المرام قبلہ سیالوی صاحب کے اسلوبِ بیان وطرزِ نگارش پر بھی غور فرمائیں کہ اُنہوں نے حضرت ربیعہؓ والی حدیث شریف کا ایک جملہ حسبِ مطلب نقل کر کے تشریح کو اگلی عبارت میں گڈمڈ کر دیا' ہم نے اِسی حدیث شریف کا اصل مفہوم مع تکملہ حدیثِ ربیعہؓ اپنی تالیف ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیّت'' میں صفحہ 70 تا 73 پر بیان کر دیا ہے' جسے سمجھنے کے لئے منصف مزاج اور زندہ ضمیر قاری ہونا چاہیئے' تا کہ اندازہ ہو سکے شیخ الحدیث کہلوانے اور شیخ الحدیث ہونے میں

marfat.com

بڑا فرق ہے' بلکہ آج کل تو سیالوی صاحب کے تلامذہ اُنہیں غزالیٔ زماں اور رازیٔ دوراں منوانے کے لئے بہت زور دے رہے ہیں' میں اُنہیں یہ تو نہیں کہتا کہ وہ اپنے اُستادِ محترم کے لئے یہ القاب استعمال نہ کریں' البتہ اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ حضرت قبلہ علاّمہ سیّد احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ بننا سیالوی صاحب کے بس کا روگ نہیں فرمانِ الٰہی انّا کلّ شئ خلقنٰہُ بقدرٍ پر ضرور نظر رکھیں کیونکہ بقولِ شاعر ؎

کم نظر از رہِ تقلید بہ پاکاں نرسد
پا اگر خواب کند چشم نخوانند اُو را

تفسیر رُوح المعانی سے وضاحت: علاوہ ازیں مولوی اشرف سیالوی صاحب اور اُن کے ہمنوا اپنی تائید میں تفسیر رُوح المعانی کا حوالہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اِس حوالے کے حوالے سے بھی وہ اپنی عادتِ قدیمہ کے مطابق خیانت و تلبیس سے نہیں چُوکتے' لہٰذا ہم علاّمہ ابوالفضل شہاب الدّین سیّد محمود الآلوسی البغدادیؒ کی تفسیر بھی نقل کر کے اصل معاملہ واضح کئے دیتے ہیں۔ آپؒ نے سورۃ النّٰزعٰت کی یہ پانچ محولہ بالا آیاتِ مبارکہ نقل کرنے کے بعد سب سے پہلی جو تفسیر بیان فرمائی وہ ملاحظہ فرمائیں۔

أقسام من اللّٰہِ تعالیٰ بطوائف من ملٰئکۃ الموت علیھم السّلام الّذین ینزعون الارواح من الاجساد علی الاطلاق کما فی روایۃ عن ابن عبّاس ومجاھد الخ اس کے بعد علاّمہ بغدادیؒ نے ارواح' نُجوم اور خُیول وغیرہ کے دیگر اقوال نقل کئے۔ ارواحِ مقدّسہ کا قول بھی لائے' مگر اندازِ بیان ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں: وقیل اقسام بالنفوس الفاضلۃ حالۃ المفارقۃ لابدانھا بالموت۔

marfat.com

غور فرمائیں کہ علماء کی اصطلاح میں جو قول قِیلَ کے ساتھ نقل کیا جائے' وہ ضعیف ہوتا ہے یا قوی ؟ مزید برآں اِسی ساری قیل وقال اور اِن آیات کی متعدّد مُرادوں پر گفتگو کے بعد آخر میں علاّمہ محمود آلوسیؒ نے جو بات کہی' وہ پوری بحث کا ماحصل اور ہمارے موقف کی کھلی تائید ہے۔ ہم اُسے بفضلہٖ تعالیٰ من وعن نقل کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔ وعن غیر واحدٍ تفسیر المدبّرات بجبریل یُدبّرُ الرّیاح والجنود والوحی و میکال یُدبّر القطر وَالنَبات وعزرائیل یُدبّر قبض الارواح واسرافیل یُدبّرالامر المنزل علیهم لانّهٗ ینزل به ویُدبّر النفخ فی الصُّور والاکثرونَ تفسیرها بالملٰئکة مطلقًا بل قال ابن عطیة لا أحفظ خلافًا فی أنّها الملائکة ولیس فی تفسیر شئٍ مّما ذکر خبر صحیح عن رسول الله ﷺ فیما أعلم وما ذکرتهٗ اوّلًا هوالمرجّح عندی نظرًا للمقام والله تعالٰی اعلمُ۔

اِس پوری عبارت پراور بالخصوص اِن الفاظ پر نظر کریں : والاکثرونَ تفسیرها بالملٰئکة مطلقًا یعنی اکثر مفسّرین اِسی بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ اِن سے مُراد ملائکہ ہیں اور قاعدہ لِلاکثرِ حُکم الکُلِ پیشِ نظر رکھنے سے بات بالکُل واضح ہوجاتی ہے۔ نیز علاّمہ بغدادیؒ کا یہ فرمان وماذکرتهٗ اوّلًا هوالمرجّح عندی ببانگِ دہل اعلان کررہا ہے کہ آپ کے نزدیک بھی اِسی تفسیر کو ترجیح ہے کہ اس سے مُراد ملائکہ ہی ہیں نہ کہ کچھ اور' کیونکہ آپ نے اوّلًا یہ تفسیر نقل کی ہے أقسام من اللّٰهِ تعالٰی بطوائف من ملائکةِ الموت علیهم السّلام ۔لہٰذا اب تو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا

marfat.com

کہ مدبّراتِ اَمر ملائکۂ کرام ہی ہیں۔

نتیجۂ بحث

اب اِس ساری بحث کے بعد ہم نتیجہ نکالتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب مدبّراتِ امر کی تفسیر میں بالاتفاق اور بالاجماع ملائکہ مُراد ہیں اور یہی تفسیر قوی بھی ہے اور اولیٰ بھی' نیز چودہ سوسالہ اسلامی تاریخ میں آج تک کوئی ایک حوالہ بھی نظر سے نہیں گزرا کہ کسی مسلمان صاحب علم نے اُن ملائکہ سے کبھی استعانت کی ہو' اُن سے کوئی حاجت چاہی ہو اور اُن کی شُعبہ وائز ڈیوٹی کے حوالے سے کوئی چیز اُن سے مانگی ہو۔ مثلاً حضرت عزرائیل (ملک الموت) علیہ السّلام جو مدبّرِ اَمر ہیں اور جن کی ڈیوٹی روح قبض کرنا اور موت دینا ہے' جیسا کہ اکتیسویں پارے میں ہے قُل یتوفّٰکم ملك المَوتِ الّذی وُکّل بِکُم آپ ثابت کردیں کہ عزرائیل خود بخود پانچ منٹ کی تاخیر وتقدیم سے کسی کی رُوح نکال سکے۔ یا آج تک کسی نے درازیٔ عمر کے لئے استعانت کی ہو کہ اے عزرائیل! مجھے کچھ دن مہلت دے دے۔ ہرگز نہیں اگر درازیٔ عُمر کے لئے استعانت کی جاتی ہے تو صرف خالقِ موت وحیات ہی سے کی جاتی ہے۔ اِسی سلسلہ میں یہاں ایک معتبر حدیث شریف بھی پڑھ لیجئے: عَن ثوبَانَؓ قالَ قالَ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم لَا یَردّ القضاء اِلّا الدّعاء وَلَا یزیدُ فِی العمر اِلّا البر (رواہ الترمذی وابن حبّان والحاکم فی صحیحها والبرّ الاحسان الی الوالدین)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' اُنہوں نے کہا کہ

marfat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قضاء کو دُعا ہی ٹال سکتی ہے اور عُمر میں زیادتی نیکی ہی سے ہوتی ہے۔ قارئینِ گرامی قدر! یہی پوری اُمّت کا عقیدہ ہے کہ دعا اللہ تعالیٰ ہی سے کی جاتی ہے وہی دعاؤں کا سُننے اور قبول کرنے والا ہے۔ عزرائیلؑ تو خود اللہ کا محتاج ہے' وہ اپنی مرضی سے خود ایک منٹ زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا' چہ جائیکہ وہ کسی اور کی عُمر بڑھا سکے۔ خود عزرائیلؑ کی موت کا منظر دیکھنا ہو تو کتبِ حدیث و تفسیر کے علاوہ ملفوظاتِ حضرت فاضل بریلویؒ کے یہ صفحات مطالعہ کریں۔ کیونکہ فاضل بریلویؒ وہ شخصیّت ہیں جنہیں مولوی اشرف صاحب اپنے مطلب کے لئے ولنعم ما قال الامام احمد رضاؒ لکھ دیتے ہیں۔ اور پھر اُنہی کے عقائد و نظریات کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔ یہ بحث بھی عنقریب نذرِ قارئین کی جائے گی کہ غریب و سادہ سُنّیوں کی آنکھوں میں دُھول جھونکتے ہوئے سیالوی صاحب اور اُنکے ہم مزاج بوقتِ ضرورت فاضل بریلویؒ کا نام کس خلوص سے استعمال کرتے ہیں' اُنہیں امامِ اہلِ سُنّت لکھتے بولتے ہیں' اُنکے اشعار سے استدلال و استنباطِ مسائل کرتے ہیں اور پھر مطلب نکل جانے پر اُنہیں کس طوطا چشمی سے نظر انداز کر دیتے ہیں' بلکہ اُن کے افکار و نظریات کی بنیادیں یوں اکھیڑتے ہیں' جیسے اُنہیں فاضلِ بریلویؒ سے ازلی بَیر ہو اور اُنہوں نے عقائد و نظریاتِ فاضل بریلویؒ کی بیخ کنی کرنے کی قسم کھا رکھی ہو۔

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں

marfat.com

فاضل بریلویؒ کا طویل ملفوظ مع عرضِ سائل

حضرت فاضل بریلویؒ کا یہ طویل ملفوظ مع عرضِ سائل ملاحظہ ہو۔

عرض: موت وجودی ہے یا عدمی؟

ارشاد: موت اور حیات دونوں وجودی ہیں' قرآنِ عظیم فرماتا ہے خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ''اُس نے موت وحیات کو پیدا کیا تا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے'' موت ایک مینڈھے کی شکل پر ہے' عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قبضے میں جس کے پاس سے وہ ہو کر نکلتی ہے' وہ مر جاتا ہے اور حیات ایک گھوڑی کی شکل پر ہے' جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری جس بے جان کے پاس سے ہو کر نکلتی ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے (پھر فرمایا) اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذاتِ باری اللہ عزّ وجلّ کے کوئی اِس سے نہ بچے گا' جب یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ''جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہِ کریم ربّ العزّت جلّ جلالہ''۔ فرشتے بولے ہم بچے' کیونکہ ہم زمین پر نہیں' پھر یہ آیت نازل ہوئی کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت ''ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے۔'' فرشتوں نے کہا کہ اب ہم بھی گئے جب آسمان وزمین سب فنا ہو جائیں گے اور صرف ملائکہ مقرّبین میں جبرئیل' میکائیل' اسرافیل' عزرائیل اور چار فرشتے حاملانِ عرش (عرش کے اٹھانے والے) رہ جائیں گے۔ ارشاد فرمائے گا اور وہ خوب جاننے والا ہے' عزرائیل! اب کون باقی ہے؟ عرض کرے گا' باقی ہیں تیرے بندے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل اور چار فرشتے عرش کے اُٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا' ارشاد فرمائے گا' جبرئیل کی روح قبض کر! جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح

marfat.com

قبض کریں گے' وہ ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں ربّ العزّت کی تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر فرمائے گا: عزرائیل !اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے' باقی ہیں تیرے بندے میکائیل ،اسرافیل ،عزرائیل اور عرش اُٹھانے والے اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا' فرمائے گا: میکائیل کی روح قبض کر میکائیل علیہ الصّلوۃ والسّلام بھی ایک عظیم پہاڑ کے مانند سجدہ میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا' عزرائیل اب کون باقی ہے؟ عرض کرے گا' باقی ہیں تیرے بندے اسرافیل ،عزرائیل اور حاملانِ عرش اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ رہے گا' ارشاد فرمائے گا: اسرافیل کی روح قبض کر! اسرافیلؑ بھی ایک عظیم پہاڑ کی طرح سجدہ میں تسبیح تقدیس کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور پھر فرمائے گا' عزرائیل اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے باقی ہیں تیرے بندے حاملانِ عرش اور باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوں گے اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ فرمائے گا حاملانِ عرش کی روح قبض کر! وہ سب بھی اسی طرح مر جائیں گے۔ پھر ارشاد فرمائے گا عزرائیل اب کون باقی ہے؟ عرض کریں گے باقی ہے تیرا بندہ عزرائیل اور یہ بھی فنا ہوگا اور باقی ہے تیرا وجہِ کریم اور وہ کبھی فنا نہ ہوگا ارشاد فرمائے گا' مُـــت! مر جا! عزرائیل علیہ الصّلوۃ والسّلام بھی ایک عظیم پہاڑ کے مانند ربّ العزّت کے حضور سجدے میں تسبیح کرتے ہوئے گر پڑیں گے اور رُوح نکل جائیگی اُس وقت سوا رَبُّ العزّت جلّ جلالہٗ کے کوئی نہ ہوگا' اُس وقت ارشاد ہوگا: لِـمَـنِ الـمـلك الیوم آج کس کے لئے بادشاہت ہے، کوئی ہو تو جواب دے' خود ربّ العزّت جلّ جلالہٗ جواب فرمائے گا لِلّٰـهِ الـوَاحِدِ القهّار. اللہ واحدِ قہّار کے لئے ہے۔ جب تک چاہے گا' یہی حالت رہے گی' پھر جب چاہے گا اسرافیل علیہ السّلام کو زندہ فرمائے گا

marfat.com

وہ صُور پھونکیں گے' قیامت قائم ہوگی' حساب ہوگا' جنّتی جنّت میں' ابدی دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے اور گناہ گار مسلمان جہنّم سے نجات پا جائیں گے[1]..... الخ

فاضل بریلویؒ کے ملفوظ سے کیا ثابت ہوا؟

اِس ملفوظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ ملک الموت بھی ملکیّتِ موت نہیں رکھتا بلکہ وُکِلَّ بِکُم کے تحت یہ اُس کا فرضِ منصبی ہے' جو وہ ادا کر رہا ہے اور ذرّہ بھر چون و چرا اور دائیں بائیں ہونے کی جرأت و جسارت اُس کے بس میں نہیں ہے۔ اُس بادشاہِ حقیقی و سُلطانِ ازلی کے سامنے یہ ایک مُدبّرِ امر کی حیثیت ہے۔ اِسی طرح باقی مُدبّرینِ امر کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے۔ جب درجۂ اوّل کے مُرادِ مُدبّراتِ امر' اللہ تعالیٰ کے سامنے یوں محتاج ہیں تو ثانوی مُراد آپ خود سمجھ لیں' جب اُن سے اِن معاملات میں استعانت ثابت نہیں تو ثانوی مُرادِ مدبّرات سے استعانت کا ثبوت کہاں سے ملے گا' یعنی اولیائے کرام بھی ایک محدود دائرے میں اپنی ذمّہ داری نباہنے والے ہیں اور اُن کے متعلّق آداب و اختیارات اللہ تعالیٰ نے خود مقرّر فرما دیئے ہیں' جس سے وہ سرِ مُو تجاوز نہیں کر سکتے۔ لہٰذا استعانت اُسی ذاتِ حق جلّ شانہٗ سے کریں' یہی عینِ بندگی اور اصلِ ایمان ہے' باقی خُذلان و حرمان ہے۔ لیکن یہ کیفیّت و ذوقِ توحید اور حلاوتِ ایمان از خود نہیں آتی جب تک کہ وہ وہّابِ مطلق کرم نوازی نہ فرمائے تو چاہیئے کہ اِس عقیدہ و نظریہ کی توفیق بھی اُسی سے مانگیں ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

---

[1]: ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت بریلویؒ ' ص 413,412,411

marfat.com

کیا سیالوی صاحب حضرت غوثِ پاکؒ کے عقیدت مند ہیں؟

انتسابِ کتاب میں سیالوی صاحب کی چابکدستی: سیالوی صاحب نے اپنے رسالہ ''ازالۃ الرّیب'' کا انتساب جن دو بزرگ ہستیوں کی طرف کیا ہے اُنکے اپنے الفاظ میں وہ درجِ ذیل ہیں۔

نمبر 1. حضور شہنشاہِ ولایت، والیِ بغداد سیّدنا غوثِ جلیؒ

نمبر 2. قبلۂ عالم تاجدارِ گولڑہ حضرت خواجہ مہر علی شاہؒ۔

ان ہر دو بزرگوں کی طرف انتساب کر کے سیالوی صاحب نے کمال چابکدستی سے غلامانِ غوثِ جلیؒ اور نیازمندانِ مہرِ علیؒ کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی سعیِ نامراد کی ہے۔ تاکہ یہ لوگ اُن کے ہمنوا بن جائیں اور اُن کو غوثِ پاکؒ و مہر علی شاہؒ کا مدّاح و عقیدت مند سمجھتے ہوئے اُن کے جلسے کرائیں، اُنہیں سر آنکھوں پہ بٹھائیں اور اُن کی ہر بات کو مستند سمجھتے ہوئے اُن کو واقعتاً سرمایۂ اہلِ سنّت قرار دیں، حالانکہ معاملہ اِس کے بالکل برعکس ہے۔ جس طرح مدینہ شریف کا یہودی سردار کعب بن اشرف بہ ظاہر پیغمبرِ اسلام ﷺ کے ساتھ میثاقِ مدینہ کر کے دوست اور حلیف بنا رہتا تھا۔ لیکن در پردہ اسلام دشمن کاروائیوں میں پوری طرح مصروف و ملوّث ہوتا تھا۔ بلکہ اسلام اور پیغمبرِ اسلام کی اہانت و تحقیر اور عداوت و نقصان کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا۔ اسی طرح سیالوی صاحب، غوثِ پاکؒ اور حضرت مہر علی شاہؒ کا نام استعمال کر کے سنّیوں اور غوثِ پاکؒ کے نیازمندوں کو محض دھوکہ دے رہے ہیں۔ بقولِ فاضل بریلویؒ ع

ذیــــاب فــــی ثیــــاب بچہ کلمہ دل میں گستاخی

marfat.com

جبکہ یہ حضرت نہایت گستاخ، بے باک، متکبر اور بزرگانِ دین کو کسی خاطر میں نہ لانے والے ہیں۔ ہم قدرے تفصیل سے مولوی اشرف صاحب کی وہ گستاخیاں قارئینِ باتمکین کے سامنے رکھتے ہیں' جو وہ پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی شخصیات سے کر چکے ہیں۔

پیرانِ پیرؒ کی فاسق جہنّمی کے ساتھ مثال (نعوذ باللہ منہ) حضرت

پیرانِ پیرؒ شہنشاہِ ولایت' غوثِ پاک شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے خُداداد مقامات و کمالات کا ایک زمانہ معترف ہے، صدیوں سے تمام سلاسلِ طریقت کے مشائخِ کبار اور علمائے ذی فخار آپؒ کی مدح میں رطب اللّسان رہے ہیں۔ خصوصاً آپ کے اعلانِ ذی شان ''قدمی هذه علیٰ رقبة کلّ ولی الله'' کی وسعت' آفاقیت اور ہمہ گیریت پر تمام سلاسلِ طریقت (عموماً اور مشائخِ چشت اہلِ بہشت خصوصاً) کے مُستند اور اربابِ علم و عرفان مشائخِ عظام نے ہر دور میں سرِ تسلیم خم کیا ہے۔ لیکن زمانۂ حال کے ایک نام نہاد شمس الفقہاء غالی مولوی محمد احمد فریدی نظامی بصیر پوری نے اس موضوع پر اپنا گستاخانہ قلم اُٹھایا اور حضرت پیرانِ پیرؒ کے اس فرمانِ عالیشان کو آپ کی محض تعلّی' عُجب' فخر و ناز اور حالتِ سکر میں صادر ہونے والا شطح وادلال کا دعویٰ ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی تو اُس کی اس نامُرادکتاب پر تقریظ لکھنے کا ناخوش گوار فریضہ مولوی اشرف سیالوی صاحب قبلہ نے ادا کیا۔ اور حضرت غوثِ پاکؒ کے اس فرمانِ پُر عرفان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ ''ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے

marfat.com

عطا کردہ مرتبہ ومقام کو بے مثال اور منفرد وممتاز سمجھا ہو' جیسے آخری آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنّت میں داخل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مشرّف ہو کر پکار اُٹھے گا ما اعطی احد مثل ما اعطیت اور ایک روایت کے مطابق دوزخ سے نکلتے ہی پکار اُٹھے گا لقد أعطانی الله شیئًا ما اعطاه احدًا من الاوّلین والآخرین (مسلم شریف جلد اوّل باب الشفاعۃ) حالانکہ اُس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہوگا تو ان حضرات نے اپنے متعلّق یا اپنے مشائخ کے متعلّق جو کچھ کہا ہے' وہ اُس کریم کے فضل وکرم پر اپنے زعم اور خیال کے مطابق خوشی ومسرّت کا اظہار ہے اور اُس میں کمال وارفتگی اور غایت محویّت اور حد درجہ استغراقی حالت پائی گئی ہے' لہٰذا ان کا مقام کلّ حزبٍ بما لدیهم فرحون[1] ہے"

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ خیرہ چشم سیالوی صاحب کو پورے ذخیرۂ معلومات میں اگر کوئی مثال غوثِ پاکؒ پر منطبق کرنے کے لئے ملی تو وہ اُس فاسق وفاجر شخص کی ملی' جو اپنے گناہوں کی شامت سے دوزخ میں جلنے سڑنے کے بعد سب سے آخر میں دوزخ سے نکل کر جنّت میں داخل ہوگا۔ یقین فرمایئے یہ مندرجہ بالا عبارت پڑھ کر آدمی کانپ کانپ جاتا ہے کہ پیرانِ پیرؒ کے متعلّق ایسی گستاخانہ تحریر تو شاید آج تک کسی دیوبندی وہابی نے بھی نہ لکھی ہوگی، جو ایک بظاہر سُنّی (بریلوی) مناظرِ اسلام اور نام نہاد شیخ الحدیث صاحب نے لکھ ماری ہے۔ محض اپنی شیخ الحدیثی دکھانے کے لئے یہ بے موقع ومحل

---

[1] حکایت قدم غوث ص 44

marfat.com

حدیث شریف لانے سے اِن حضرت کا آخر مقصد کیا ہے؟ ؎

ابنِ زہراؓ سے ترے دِل میں ہیں یہ زہر بھرے
بل بے او منکرِ بے باک! یہ زہرہ تیرا

(فاضل بریلویؒ)

سیالوی صاحب قبلہ نے جس دل گُردے حضرت پیرانِ پیرؒ کو ایک فاسق دوزخی سے تشبیہہ دینے کی سعادت حاصل کی اور مسلم شریف کی جس حدیث کا حوالہ دیا' حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنی مشہور تصنیف غُنیۃ الطالبین میں اسی مفہوم و مضمون کو احادیثِ طیبہ کے حوالے سے نقل فرمایا ہے 'جو درج ذیل ہے:

وقال ابو ھریرۃ ؓ انّ رسُول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم کان یقولُ انّ لِجَسرِ جَھنّم سبعۃ قَناطِر وَبینَ کُلّ قنطرتین سَبعُونَ عَاماًوَعرضُ الجَسَرِ کحَدِّ السَیفِ فیجُوزُ علیہِ اوّلُ زُمرَۃٍ منَ النّاس سِراعاً کَطَرفِ العَینِ وَالزّمرۃُ الثّانیۃُ کَالبَرقِ الخاطفِ وَالزّمرۃُ الثالثۃ کالرّیحِ العاصفِ وَالزّمرۃُ الرّابعۃ کَالطّیرِ وَالزّ مرۃ الخامسۃُ کَالخیل وَالزّمرۃ السّادِسَۃُ کالرّجُلِ المُسرعِ وَالزّمرۃُ السّابعۃُ یمرّونَ عَلَیہِ مُشَاۃً ثمّ یبقی رجلٌ وَاحدٌ وَھُوَ آخِرُ مِمّن یمرّ عَلی ذلِکَ الجسرِ فیُقال لہٗ مُر فیضَعُ علیہِ قدَمَہٗ .....فاذَا اخرَجَ مِنھا نَظَر اِلَیھا فقالَ

marfat.com

تبارك الّذی اَنجانی مِنكِ مَا أظُنّ اَنّ ربّی اَعطٰی أحدً مَن الاوّلين والآخرِينَ مِثلَ ما أعطانی اَنّهٗ نَجّانی منكِ بَعدَاِذرأيتُ وَلَقيتُ الخ

ترجمہ: حضرت ابوھریرہؓ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دوزخ کے سات پُل ہیں اور ہر ایک پُل کے درمیان ستّر سال کی راہ کا فاصلہ ہے اور پُل کی چوڑائی' تلوار کی دھار کی طرح ہے' اُس پُل پر سے پہلا گروہ' انسانوں کا آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزر جائے گا' دُوسرا گروہ اُچک لے جانے والی (کوندنے والی) بجلی کی طرح گزرے گا' تیسرا گروہ تیز ہوا کی طرح چوتھا پرندوں کی طرح اُڑنے کی رفتار سے' پانچواں دوڑتے ہوئے گھوڑوں کی طرح چھٹا بھاگتے ہوئے آدمی کی طرح اور ساتواں گروہ چلتے ہوئے آدمیوں کی رفتار میں گزر جائے گا' پس ایک شخص اکیلا رہ جائے گا اور وہ اُن گزر جانے والوں میں سب سے آخری ہوگا' پس اُسے کہا جائے گا تُو بھی گزر' وہ جُوں ہی پُل پر قدم رکھے گا تو اُس کا قدم کانپنے لگے گا' پس وہ اُس پُل پر سوار ہو کر (بیٹھ کر) گھٹنوں کے بَل چلتا ہوا جائیگا۔ نیچے سے بُلند ہونے والے آگ کے شُعلے اُس کے بالوں اور چمڑے تک پہنچیں گے اور وُہ بے چارہ چاہتا ہوگا کہ کسی طرح اِس سے خلاصی پائے' پس وہ اِسی طرح گھسٹتا ہوا چلتا جائے گا' یہاں تک کہ دوزخ کے اُوپر سے گزر جائے گا' جب وہ آگے نکل کر پھر مُڑ کر دوزخ کی طرف دیکھے گا تو کہنے لگے گا۔ پاک ہے وُہ ذات جس نے مُجھے تجھ (دوزخ) سے نجات بخشی' مُجھے کچھ شک نہیں کہ جو الطاف واحسان میرے رب نے

marfat.com

مُجھ پر فرمایا وہ اوّل و آخر کی مخلوق میں سے کسی پر بھی نہیں فرمایا کہ اُس نے مُجھے تجھ سے نجات عطا فرمائی[1] الخ

یہاں چند باتیں قابلِ غور بھی ہیں اور قابلِ افسوس بھی

اوّل' حضرت پیرانِ پیرؒ نے جہنّم کے پُل سے گزرنے والے طبقات وطوائفِ خلق کا صرف ذکر کیا' مگر آپؒ نے کسی شخص کا نام لے کر اُسے نشانہ نہیں بنایا' بلکہ اپنے مخالفوں' منکروں اور گستاخوں کے متعلق بھی نہیں فرمایا کہ وہ پُل سے کس طرح گزریں گے اور اُن کا جہنّم میں کیا حال ہوگا۔ بلکہ آپؒ نے اپنے قلم سے اشرف سیالوی صاحب کے لئے کسی درجۂ دوزخ کا تعیّن بھی نہیں فرمایا کہ چودھویں' پندرھویں صدی میں پیدا ہونے والے ایک گستاخ مولوی صاحب جو مُجھے دوزخی سے تشبیہ دیں گے اُن کو دوزخ کے فُلاں درجے میں رکھا جائے گا۔ حالانکہ حضرت پیرانِ پیرؒ اپنی فراستِ مؤمنانہ اور نگاہِ ولایت سے یہ بات دیکھ رہے تھے اور اُن سے یہ معاملہ چُھپا نہ تھا' جیسا کہ اُنہوں نے خود ارشاد فرمایا اور اُسے سیالوی صاحب نے نقل بھی فرمایا۔ چنانچہ اخبار الاخیار کے حوالے سے ازالۃ الرّیب کے صفحہ نمبر 34 اور 35 پر سیالوی صاحب نے تحریر فرمایا کہ حضرت پیرانِ پیرؒ فرماتے ہیں کہ ''اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور اُس کا ستر کُھل جائے تو مَیں مغرب میں ہوتے ہوئے اُس کا ستر ڈھانپ دوں گا اور اُس کا پردۂ عفّت بحال کر دُوں

---

[1]: دیکھئے: غنیۃ الطالبین ' ص 298 ' مطبوعہ نولکشور لاہور سنِ طباعت 1906ء)

marfat.com

گا'' نیز لکھا ''میں قیامت تک اپنے ہر اُس مرید کی دستگیری کرتا رہوں گا' جس کی سواری لغزش کھا جائے گی اور گرے گی'' مزید برآں لکھا ''میں وہ (صاحبِ سطوت وجلال) ہوں کہ میری تلوار بے نیام ہے میری قوس میں تیر فٹ کئے ہوئے ہیں میرے تیر نشانے پر لگنے والے ہیں اور میرا نیزہ خطا نہیں ہوسکتا' میں اللہ تعالیٰ کی جلانے والی آگ ہوں میں (اولیائے کرام کے) احوال و مقامات سلب کرنے اور اُنہیں اُن کے درجات و مراتب سے محروم کرنے پر قادر ہوں'' حضرت سیالوی صاحب نے یہ باتیں خود تحریر فرمائیں۔ ثابت ہوا کہ سیالوی صاحب کی اپنی تحریر کے مطابق حضرت پیرانِ پیرؒ کی اپنے قیامت تک آنے والے دوستوں اور دُشمنوں پر نِگاہ ہے' مگر اِس کے باوجود آپؒ نے اپنے اِس چھُپے دُشمن کا پردہ فاش نہیں فرمایا اور دوزخ میں اُس کے ٹھکانے کی وضاحت بھی نہیں فرمائی' سیالوی صاحب نے شاید اِسی ستر پوشی اور بھلائی کا بدلہ اُتارتے ہوئے حضرت پیرانِ پیرؒ کو ایک فاسق دوزخی سے تشبیہہ دے ڈالی۔

ثانی: حضرت پیرانِ پیرؒ نے تو فرمایا فَلا تقیسونِی بأحدٍ وَلَا تقیسوا علیَّ أحدًا کہ نہ تو مجھ کو کسی شخص پر قیاس کرو اور نہ کسی شخص کو مُجھ پر قیاس کرو[1]۔

محوّلہ بالا فرمانِ غوثیہ کو مولوی بصیر پوری صاحب بھی حکایتِ قدمِ غوث کے صفحہ نمبر 205 پر معترضانہ لہجہ میں لکھ چکے ہیں ۔ پیرانِ پیرؒ تو عین آخری لمحاتِ حیاتِ دُنیوی میں فرمائیں کہ مجھ پر کسی کو قیاس نہ کرو اور نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو

---

[1]: ملاحظہ ہو: فتوح الغیب ' ص 311 ' مطبوعہ لاہور

marfat.com

لیکن سیالوی صاحب' حضرت پیرانِ پیرؒ کوایک دوزخی شخص پر قیاس کررہے ہیں۔ دیکھئے یہ کتنا ظلمِ عظیم ہے کہ پیرانِ پیرؒ تواولیائے کاملین کی جماعت کومخاطب کرکے فرمائیں کہ تم اپنے سمیت کسی کوبھی مجھ پر قیاس نہ کرواور نہ مجھے کسی پر قیاس کرو۔ ولی تو ولی رہے یہ تو غوثِ پاکؒ کودوزخی پر قیاس کررہے ہیں۔اب ہم سیالوی صاحب سے یہ پُوچھنا چاہتے ہیں کہ اُنہوں نے جوحضرت پیرانِ پیرؒ کودوزخی پر قیاس کیاہے تو یہ قیاس کی کونسی قسم ہے؟ قیاسِ شرعی ہے' قیاسِ لُغوی ہے' قیاسِ شبہی ہے یا قیاسِ عقلی و منطقی ہے؟ ہمیں سیالوی صاحب کے جواب کاانتظار رہے گا۔

ثالث: اگرسیالوی صاحب نے پیرانِ پیرؒ کودوزخی شخص کے ساتھ تشبیہ دی ہے تو یہ کون سی تشبیہ ہے' حِسّی ہے یا عقلی' کیا یہ تشبیہ مرکب بالمرکب ہے یا مرکب بالبسیط' یا پھر تشبیہِ بسیط بالبسیط ہے یا بسیط بالمرکب ہے؟ یہاں یہ امر بھی قابلِ تحقیق ہے کہ یہ تشبیہِ تمثیل ہے' غیر تمثیل ہے' تشبیہِ مُجمل ہے' مفصّل ہے' تشبیہِ قریب مبتذل ہے یا تشبیہِ بعید غریب ہے؟ مذکورہ اقسامِ تشبیہ میں سے جس قسم کی تشبیہ ذہن میں رکھتے ہوئے سیالوی صاحب نے حضرت پیرانِ پیرؒ کوایک فاسق دوزخی سے تشبیہ دی ہے' وہ اس کی وضاحت فرمائیں! ان شاءاللہ ہم بھی اُن کی وضاحت کی روشنی میں اس وضاحت کے پابند ہوں گے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے فتوح الغیب میں مخلوق کومصلوب ومغلول شخص کے ساتھ جو

marfat.com

تشبیہ دی ہے وہ مذکورہ اقسامِ تشبیہ میں سے کون سی تشبیہ بنتی ہے۔ بہرحال ؎

بے کیفی ایّام نظر میں رکھیئے
دورِ سحر و شام نظر میں رکھیئے
جس کام کا آغاز کیا ہے حضرت!
اُس کام کا انجام نظر میں رکھیئے

گستاخِ غوثِ پاکؒ کو چیلنج

میں بارگاہِ غوثیہ کے ایک ادنیٰ نیاز منداور قدیم نمک خوار ہونے کے علاوہ یہ شرف بھی رکھتا ہوں کہ میں اُن کی اولاد سے ہوں اور وہ میرے جدِ امجد ہیں۔ میں نام نہاد مناظر مولوی اشرف سیالوی صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنی اِس عبارت کو بے غُبار ثابت کرنے کے لئے مجھ سے مناظرہ کرلیں۔ اربابِ انصاف و دیانت علمائے کرام بالعموم اور علاّمہ شرف قادری صاحب وعلاّمہ غلام رسول سعیدی صاحب بالخصوص جج بن جائیں اگر موصوف اِس عبارت کی خباثت سے پاک ثابت ہو جائیں تو اُنہیں مُنہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ ورنہ یہ سُنّیت کا لبادہ اوڑھ کر سیدھے سادے سُنّیوں کو دھوکہ اور فریب دینے کا سلسلہ بند کرتے ہوئے صاف اعلان کردیں کہ ھذا خَبَرُ نَاوذٰلك مَخْبَرُ نَا حضرت پیرانِ پیرؒ کی اِس صریح گستاخی پر بھی اگر مدرسہ غوثیہ مہریہ مُنیر الاسلام والے آپ کو مدرسہ سے نہیں نکالتے اور اہلِ سُنّت اپنے سٹیجوں پر تقریر کے لئے بلاتے ہیں تو یہ عین مداھنت و بے غیرتی ہے اور اگر خانوادۂ غوثیہ کے وہ افراد جو محض میری مخالفت میں آپ کی سرپرستی

marfat.com

کر رہے ہیں اگر وہ آپ ایسے گستاخ کے لئے اپنے دل میں کوئی نرم گوشہ رکھیں تو اُن جیسا احسان فراموش اور کون ہوگا کہ لنگرِ غوثیہ پر پلیں' اپنے آپ کو خادمِ لنگرِ غوثیہ کہلائیں اور غوثِ پاکؒ کو ایک عام گناہگار بدکار فاسق و فاجر دوزخی پر قیاس کرنے والے مولوی کو تحسین و مرحبا کہیں، اپنے کتب خانہ پر اُس کی کتابیں بیچیں اور اپنی مجالس میں اُس کو خادمِ اسلام کہیں' اگر یہی نیازمندی ہے تو گستاخی کس پتھر کا نام ہے۔

اگر کسی مخصوص مفادِ خفیہ یا محض میری مخالفت کی وجہ سے وہ لوگ یہ سب کچھ برداشت بھی کر لیں تو میں ہرگز نہیں کروں گا اور عنقریب آپ کو شرعی عدالت میں گھسیٹوں گا' کیونکہ میں بحمداللہ حضرت غوثِ پاکؒ کا ایسا غلام ہوں جو برسرِ دار بھی کہنے کو تیار رہوں۔

جس نے کھائی ہے ترے نام پہ مٹنے کی قسم
ہے نصیرؔ ایک وہ باقاعدہ شیدا تیرا

تقریظ کسے کہتے ہیں

قارئینِ باتمکین! مولوی اشرف سیالوی صاحب کو محض اپنی دکان چمکانے اور اپنے علمی تفوّق کو شیخ الحدیثی و مناظر الاسلامی کے معتبر حوالوں کے ساتھ منظرِ عام پر لانے کی غرض سے مختلف کتابوں پر تقریظیں لکھنے کا انتہائی شوق دامن گیر رہتا ہے۔ ماضی بعید میں دو بدنام کتابیں منظرِ عام پر آئیں اور دونوں عقائد و نظریاتِ اہلِ سنّت کے بالعموم اور فکر و نظرِ فاضل بریلویؒ کے بالخصوص متضاد و مخالف ہیں' ایک مسئلہ مغفرتِ ذنب (حضور ﷺ کی طرف گناہ کی نسبت اور گناہوں کی معافی، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)' دوسری

marfat.com

کلام الاولیاء الاکابر علٰی قول الشیخ عبدالقادر'' (غوثِ پاکؒ کے قدم مبارک کا اولیاء کی گردن پر ہونے کی حقیقت) پر لکھی گئی ہے۔ لیکن افسوس اِس بات کا ہے کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے اوّل الذکر کتاب کے مؤلّف کی علمی و رُوحانی سرپرستی کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے اُن کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور ثانی الذّکر کتاب پر تقریظ لکھ ماری۔ کیونکہ اُن ہر دو کتب کے مؤلّفین نے سیالوی صاحب کے ساتھ اظہارِ نیاز مندی کرتے ہوئے اُنہیں اپنی کتب میں کچھ القاب دے دیئے تھے مثلاً اشرف العلماء، شیخ الحدیث ..... حضرت علاّمہ محمد اشرف السیالوی۔ چوں کہ ان کے اندر کے احساسِ کمتری کی تسکین اِنہی القاب و اعزازات میں مضمر ہے، لہٰذا جو شخص اپنی جیسی بھی خبیث سے خبیث تحریر پر تقریظ لکھوانا چاہے، وہ حضرت کی شان میں کچھ مدحیہ القاب و کلمات لکھ دے۔ بس پھر کیا ہے یہ عاقبت نااندیش مناظر صاحب خم ٹھونک کر میدانِ تحریر میں کُود پڑتے ہیں اور اپنی تحریر سے یہ سمجھتے ہوئے اُس کتاب کو آراستہ کر دیتے ہیں کہ.....ع

مُستند ہے مِرا فرمایا ہوا

یا.....ع

کون ہے میرے سوا صاحبِ تحریر ایسا

جبکہ بقولِ اکبرالہ آبادی مرحوم ؎

حضرت کی ہرزہ لافی کچھ مُستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے، بکنے کی حد نہیں ہے

marfat.com

اور ایں طرفہ تماشا ہیں کہ یہ محترم مسلکِ حضرت احمد رضا خان بریلویؒ کے پاسبان وترجمان بھی بنتے ہیں اور ناحق تنتے ہیں۔ جبکہ متعدد مسائل میں فاضل بریلویؒ کی صریحًا مخالفت بھی کر جاتے ہیں۔ جس کی تفصیل ابھی آیا چاہتی ہے، ہم پہلے لفظِ تقریظ کی لُغوی تحقیق قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' پھر اُس تقریظِ غلیظ کے ضمن میں بارگاہِ غوثیہ کی وہ گستاخیاں منظرِ عام پر لائیں گے' جن کے بالواسطہ اور بلاواسطہ مولوی اشرف سیالوی صاحب ذمہ دار ہیں۔

لفظِ تقریظ کی لغوی تحقیق

صاحبِ ''لسان العرب'' علامہ امام ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن المنظور افریقیؒ فرماتے ہیں: التّقریظ مدحُ الانسانِ وھو حیٌ والتّأبین مدحۃ میتًا۔ کسی زندہ انسان کی مدح (تعریف) کرنے کو تقریظ جبکہ کسی فوت شدہ انسان کی مدح (تعریف) کرنے کو تأبین کہتے ہیں۔ آگے صاحبِ ''لسانُ العرب'' مدح میں تعمیمِ مفہومی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں وقولھم: فلانٌ یُقرِّظُ صاحبہٗ تقریظًا، بالظّاء والضّاد جمیعًا، عن ابی زیدٍ، اذا مدحہٗ بباطل أوحقٍ: اور اہلِ لغت کا یہ جُملہ کہ فلاں نے اپنے صاحب (ساتھی، دوست) کی تعریف (تقریظ) کی تو ظاء اور ضاد دونوں کے ساتھ کلمۂ تقریظ آجاتا ہے، ابوزید کی تحقیق کے مطابق یوں روایت ہے' جبکہ کوئی شخص کسی کی تعریف سچّی کرے یا جُھوٹی یعنی اُس ممدوح میں وہ اوصاف پائے جائیں یا نہ پائے جائیں' بس اُس کی مدح (تعریف) کردی جائے۔

آگے سند پیش کرتے ہوئے صاحب ''لسانُ العرب'' فرماتے ہیں ''وفی الحدیث:

marfat.com

لاتُقَرّ ظُونی کما قرّظَتِ النّصارٰی عیسٰی '' سیّدالمرسلین امام الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میری ایسی (حدِّ شرع سے بڑھی ہوئی) تعریف نہ کرو جیسا کہ نصارٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کی کر ڈالی (کہ اُنہیں ابنُ اللہ اور تیسرا الٰہ بنا ڈالا، بلکہ تم مُجھے عبدہٗ ورسولہٗ کے مقام پر رکھ کر میری تعریف کرو) اِسی بات کو ثابت کرتے ہوئے کہ کسی زندہ کی مدح کرنا اور وہ عام ہے، بجا ہو یا بے جا ہو۔ صاحبِ ''لسانُ العرب'' آگے فرماتے ہیں والتّقریظ مدح الحیّ و وصفهٗ: ومنه حدیث علی علیه السلام: ولا هُواهل لما قُرّظ به أی مُدِحَ ۔اور تقریظ کا معنٰی ہے کسی زندہ کی تعریف کرنا اور اُس کے اوصاف بیان کرنا اِسی کے متعلق حضرت علی المرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ کا فرمان ہے کہ اُس کی ایسی تعریف کی گئی، جس کا وہ اہل ہی نہیں ہے اور آپ ہی کا ایک اور ارشاد بطورِ سند پیش کرتے ہوئے مؤلف رقم طراز ہیں : وحدیثه الآخر: یهلك فیّ رجُلان: مُحِب مُفرطٌ یُقرّظُنی بما لیس فیّ، وَ مُبغِض یحملهٗ شنآنی علٰی أن یبتهنی ۔میرے معاملے میں دو طرح کے شخص ہلاک ہو جائیں گے، ایک وہ جو میری محبت میں حد سے اتنا گزر جائے کہ میری ایسی تعریف کرے، جو اوصاف مجھ میں موجود ہی نہ ہوں اور دوسرا وہ شخص، جسے میری دُشمنی اِس بات پر برانگیختہ کرے کہ وہ مجھ پر ناحق الزام لگانے لگے۔

اور تقریظ کا مفہوم گویا کہ طرفین سے فاعلیّت کا تقاضا بھی کرتا ہے کہ دو شخص ایک دوسرے کی تعریف کریں، چاہے مبنی برحق ہو یا ''من تُرا حاجی بگویم تُو مرا حاجی بگو'' والا معاملہ ہو، جیسا کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے کیا ہے کہ یہ مصنّفِ کتاب

marfat.com

''حکایتِ قدمِ غوثِ کا تحقیقی جائزہ'' کو اپنے قلم سے محقق العصر، حضرت علاّمہ، مفتی، علاّمہ صاحب اور علاّمہ مدظلہٗ کے خوشامدانہ الفاظ سے نوازتے ہیں تو وہ اُنہیں (ھل جزآء الاحسانِ اِلّا الاحسان پر عمل کرتے ہوئے) جواباً اشرف العلماء' حضرت علاّمہ' شیخ الحدیث وغیرہ کے القاب سے ملقب کرتے ہیں۔.....ع

تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تُو دیگری

طرفین سے تقاضا کے مفہوم کو ''لسانُ العرب'' کے اِن کلمات کی روشنی میں سمجھ لیں۔قرّظَ فُلانٌ فلانًا، وھُما یتقارظان المدح اِذا مدح کلّ واحد منھما صاحبہٗ[1] اور تقریظ کا یہی معنٰی اور مفہوم لغت کی دوسری مشہور کتاب ''المنجد'' میں بھی موجود ہے جسے ہر شائقِ مطالعہ دیکھ، پڑھ کر تسلّی کر سکتا ہے[2]۔

لفظِ تقریظ کا اصطلاحی مفہوم

تصنیف و تالیف اور تحقیق و تدقیق کی دُنیا میں جب کوئی شخص کسی موضوع پر قلم اُٹھا کر تالیف و تصنیف کی خدمت سرانجام دیتا ہے تو وہ اپنے خیال و گمان میں کسی اپنے سے بڑے صاحب علم و تحقیق شخص کی خدمت میں اپنی تالیف و تصنیف کو پیش کرتا ہے یا کم از کم اپنے ہم پلّہ عالم و محقق کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اِس کی علمی کاوش پر ایک محققانہ اور دیانتدارانہ نظرِ عمیق ڈال کر اِس کے مندرجات کو بغور پڑھے' کہیں گنجائشِ ترمیم و اصلاح ہو تو کر دے' ورنہ اِس کی تصدیق کرتے ہوئے اِس کے لیے چند تعریفی جُملے تحریر

---

[1]: لسان العرب جلد 7 ' ص 455' مطبوعہ قم ایران

[2]: المنجد ' ص 794 ' مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

marfat.com

فرمادے۔لہٰذا تقریظ نگار کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پوری دیانت داری اور علمی و تحقیقی انصاف کے تقاضے ملحوظ رکھتے ہوئے اُس کتاب پر تقریظ لکھنے سے پہلے اُس کے مسوّدات ومندرجات کو اچھی طرح پڑھ لے، حوالہ جات اصل کتب سے دیکھ کر تسلّی کر لے' کیونکہ تقریظ لکھنے کے بعد اُس کی صحّت وسُقم اور قوّت وضعف کی ذمّہ داری مصنّف پر کم اور تقریظ نگار پر زیادہ ہوتی ہے۔ اِس لیے جو لوگ واقعی اربابِ علم اور اصحابِ تحقیق ہوتے ہیں' وہ کبھی شوقیہ اور پیشہ ورانہ تقریظ نگار بننا قطعاً پسند نہیں کرتے' لیکن اگر اُنہیں یہ ذمّہ داری سونپ ہی دی جائے تو پھر وہ اِسے پوری دیانت داری سے نباہتے ہیں۔ لہٰذا دنیائے علم کے اِس مسلّمہ ضابطہ کی رُو سے جب مولوی محمد احمد چشتی نظامی بصیر پوری نے اپنی بدنامِ زمانہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ'' لکھی' جس کا ایک ایک لفظ بُغض وعناد اور تعصّب وخیرہ چشمی کا شاخسانہ ہے' بلکہ عنوانِ کتاب میں موجود لفظِ ''حکایت'' ہی مصنّف کے قلبی فساد اور رُوحانی عناد کی غمّازی کے لئے کافی ہے۔ بقولِ حکماء ع

در خانہ اگر کس است یک حرف بس است

تو اُس نے اپنی یہ علمی (بزعمِ خویش) کوشش مولوی اشرف سیالوی صاحب کے سامنے پیش کی' تاکہ یہ اُس پر تقریظ نگاری کے جوہر دکھائیں، لہٰذا اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ع

بس کُود پڑے آگ میں دیکھا دیکھی

اور یوں اپنے غرورِ ہمہ دانی میں مبتلا ہو کر ایسی ایسی چیستانیاں رقم فرمائیں کہ علم وتحقیق کی دنیا میں جہالت وخودسری کی ایک نئی تاریخ رقم کر ڈالی۔ مصنّف کی تمام تر گستاخیوں کی تائید وتصدیق کرتے ہوئے اُس پر مزید اپنی طرف سے وہ گُل فشانیاں فرمائیں کہ اہلِ علم

marfat.com

کوشرمندہ کرڈالا۔اپنے مشائخ کے نظریات اوراپنے اساتذہ کے معتقدات کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیر کررکھ دیں۔

اس بے بسی میں ذوقِ بشر کا یہ حال ہے
کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

شیخ الاسلام خواجہ قمرالدّین سیالویؒ،علاّمہ محدّثِ اعظم پاکستان مولٰنا سرداراحمد فیصل آبادیؒ، علاّمہ شیخ القرآن مولٰنا عبدالغفور ہزارویؒ اور امام المناطقہ جامع المعقول و المنقول علاّمہ حافظ عطا محمد بندیالویؒ جن کی نعلین برداریوں اور آستاں بوسیوں کے صدقے سیالوی صاحب قبلہ کوعلم وشہرت کی یہ دولت نصیب ہوئی تھی' اُن کے عقائدونظریات کے ساتھ وہ ظلمِ عظیم کیا کہ توبہ بھلی۔اور پھر اِتنے بڑے شیخ الحدیث اورمناظرِ اسلام کہلوانے والے شخص نے کسی عبارت کے اصل کتاب میں ہونے نہ ہونے،اُس کے من وعن نقل ہونے،اُس عبارت کے ترجمے کی صحت،سیاق وسباق کے ساتھ اُس کے تعلّق اوراُس میں لغوی ومعنوی تحریف ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق وتسلّی کیے بغیراُس پرتقریظ لکھ ماری بلکہ مصنّف کومحدّد القاب دینے کے ساتھ ساتھ اِس کتاب کوایک بہت بڑا علمی وتحقیقی سرمایہ اورضرورتِ وقت کاایک اہم اقتضاء قراردیا۔گویا کتاب میں جوعلمی خیانتیں ہوئیں تحریف،قطع وبُرید اورخلطِ مبحث ایسے کارہائے جہالت سرانجام دیئے گئے اُن سب کے ذمّہ دارتقریظ نگارمولوی اشرف سیالوی صاحب ہیں۔اور یہ بات بھی خارج از امکان نہیں کہ اِس کتاب کی ترتیب وتالیف' بلکہ مضامین کی دروبست سے پہلے مصنّف نے تقریظ نگارکی مکمّل آشیرباد بھی حاصل کرلی ہواوراِن حضرت نے سینہ پرہاتھ مارکرکہاہو

marfat.com

کہ تم جو کچھ لکھنا چاہتے ہو لکھ دو' جب کتاب پر میری تقریظ و تصدیق ہوگئی تو کسی سُنّی عالمِ دین کی یہ جرأت نہیں کہ وہ میری تصدیق شدہ کتاب کے خلاف قلم اُٹھا سکے کیونکہ (بہ زعمِ خویش) یہ حضرت اپنے وقت کے بقیۃُ السلف، حُجّۃُ الخلف ابوحنیفۂ ثانی بنے ہوئے ہیں اور کسی کتاب کی ثقاہت وافادیت کے لئے اِن کا ''نام ہی کافی ہے'' حالانکہ بقولِ راقم ؎

یہ علم و فراست و ذکا کچھ بھی نہیں　　یہ منصب و دولت و اَنَا کچھ بھی نہیں
سب کچھ یہ ترا خود کو سمجھنا ہے غلط　　تُو کچھ بھی نہ ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں

مسائل کی تحقیق و تصدیق کے علاوہ حضرت کو ایجادِ مسائل میں بھی بہ طورِ ھیولیٰ یدِ طولیٰ حاصل ہے۔ ہم اِن شاء اللہ العزیز اُن مسائل کو بھی عنقریب منظرِ عام پر لائیں گے۔ یہاں بوجہِ خوفِ طوالت الکنایۃ ابلغُ من الصّریح پر قناعت کرتے ہیں۔ بہرحال تالیفِ کتاب سے پہلے اِن حضرت کی تائیدِ پُر عنید کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بصیر پور سے لیکر سرگودھا تک درمیان میں اور کوئی مستند عالمِ دین مؤلّف کی نظروں میں جچا ہی نہیں' جن سے تقریظ لکھوائی جاتی۔ قصّہ کوتاہ پہلے ہم اُن گستاخیوں کی مختصر فہرست گِنواتے ہیں' جن کی ذمّہ داری بالواسطہ مولوی صاحب موصوف پر عائد ہوتی ہے۔ بعد ازاں اِن کی اپنی لکھی ہوئی تقریظ میں جو کلمات گستاخی پر مبنی ہیں' وہ پیش کریں گے۔

گستاخیِ غوثِ پاکؒ اور مولوی بصیر پوری c/o سیالوی صاحب

گستاخی نمبر 1. سرِ ورق پر لکھا ہے ''حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ''، یعنی غوثِ اعظمؒ کے قدم مبارک کا اولیاء کی گردن پر ہونے کا فرمان یہ محض ایک حکایت ہے' جو عرصۂ دراز سے صرف غالی قادریوں کی زبان پر جاری ہے' ورنہ حقیقت سے اِس کا کوئی تعلّق نہیں

marfat.com

حالانکہ کتبِ تصوّف اور بزرگانِ دین کے سوانح حیات اور ملفوظات ومکتوبات سے ادنیٰ شناسائی رکھنے والوں پر بھی یہ بات مخفی نہیں کہ یہ ایک جیتی جاگتی حقیقت ہے، جس کا انکار وہی کرسکتا ہے جو سورج کو چمگادڑ کی آنکھ سے دیکھنا چاہے۔ بقولِ سعدیؔ شیرازیؒ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

گویا لفظِ حکایت لکھ کر اِس فرمانِ غوثیہ کو ایک جھوٹا اور من گھڑت فسانہ کہنے کی گستاخی کی گئی ہے، کیونکہ مصنفِ بدلگام نے کتاب کے صفحہ 29 پر غوثِ پاکؓ کے اِس فرمان کی وسعتِ مفہوم کو سمیٹتے سمیٹتے آخر میں یہ مصرعہ جڑ دیا .....ع

اِک ذرا سی بات تھی جس کو فسانہ کر دیا

نیز جیسا کہ مندرجاتِ کتاب اِس پر شاہد وناطق ہیں، ورنہ ہر جگہ لفظِ حکایت اِس معنٰی میں استعمال نہیں ہوتا، کما لا یخفی علی صاحب الفهم۔ جیسا کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب نے اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' کے صفحہ 27 پر ایک فرمانِ قرآنی نقل کر کے لکھا کما قال الله تعالیٰ حکایته عنهم "والله ربنا ماکنّا مشرکین"۔

گستاخی نمبر 2. کتاب کو کھولتے ہی اندر کے سرِ ورق پر سترھویں پارے کے دوسرے رکوع کی ایک آیت کا جملہ آپ کو لکھا نظر آئے گا بل نقذف بالحقّ علی الباطِلِ۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب کے حق دار مشرکین وکفار کو فرما رہا ہے کہ جو نظریات وعقائد تم رکھتے ہو وہ سراسر جھوٹ اور باطل ہیں، ہماری تو یہ شان ہے کہ ہم

marfat.com

باطل پر حق کو کھینچ لاتے ہیں۔یعنی واضح برتری اور غلبہ عطا کرتے ہیں' جس سے حق آشکار اور باطل فرار ہو جاتا ہے۔اب ہم مصنف وتقریظ نگار سے پوچھتے ہیں کہ یہاں اگر حق سے مُراد آپکا خود ساختہ وخانہ زاد نظریہ اور زاویۂ تحقیق ہے تو پھر باطل کیا ہے؟ صدیوں سے مستند علماء ومشائخ اور مختلف سلاسل کی برگزیدہ شخصیّات جس وسعتِ مفہومِ فرمانِ غوثیہ کی قائل رہی ہیں' یقیناً وہ نظریہ باطل ٹھہرا اور اُس باطل نظریہ کے قائلین وحاملین معاذ اللہ بے دین اور کافر ومرتد' بلکہ مشرک ٹھہرے۔جن لوگوں کے دامن سے ہر دَور میں ہزاروں لاکھوں اہلِ ایمان وابستہ رہے ہیں اور جن کی مخلصانہ مساعیِ جمیلہ سے شجرِ اسلام بڑھا اور پھلا پھولا ہے وہ تو ٹھہرے کافر ومشرک اور ایک نوزائیدہ پیرِ طریقت ملّاں بصیر پوری اور راندۂ درگاہِ پیر سیال لجپال مولوی اشرف (سیالوی) صاحب یہ دو پکّے مسلمان ٹھہرے، بلکہ ایمان ویقین کے اُس درجے پر فائز ٹھہرے' جس پر اور کوئی بھی فائز نہ ہوسکا۔ لعنت اللہ علی الکاذبین الطّاغین یہ مولوی اشرف سیالوی صاحب کس مُنہ سے بزرگانِ دین کے نیازمند بن کر اُن کے نام کے خطبے پڑھتے ہیں اور اُنہی کے نام پر ملنے والے نذرانوں سے جیبیں بھرتے ہیں۔غیور اہلِ سُنّت کو چاہیئے کہ یہ جہاں بھی جائیں ان کا غیر معمولی محاسبہ کریں اور اُنہیں بے التفاتی کی نذر کریں تاکہ یہ سچّے دل سے توبہ کرلیں یا پھر اپنے اُوپر سے شیر کی کھال اُتار کر اپنے ہم جنسوں میں جا شامل ہوں اور بڑی خوشی سے ڈھینچوں ڈھینچوں کرتے پھریں اور پھر میر انیس لکھنوی کی اِس دعائے ضرر کا مصداق بن جائیں ؎

جس پھول پر پڑے ترا سایہ' وہ بُو نہ دے
کُھلوائے فصد تُو' تو کبھی رگ لہو نہ دے

marfat.com

گستاخی نمبر3. کتاب کے صفحہ 29 پر بصیر پوری یہ گستاخی لکھتا ہے'' آپ (حضرت پیرانِ پیرؒ) تامدّتِ حیات صاحب سُکر وحال رہے' آخری انفاس میں عبدیّت کی جانب رجوع ہوا''۔یعنی پوری زندگی غوثِ پاک صاحب سُکر وحال ہی رہے اور پھر صاحب سُکر وحال پر حُکم لگاتے ہوئے کتاب کے صفحہ 185 پر یہ ہذیان بک دیا کہ صاحب حال مغلوب العقل اور مجنون ہوتا ہے۔گویا منطقی قضیّہ یوں بن گیا، غوثُ الاعظمؒ صاحبُ (السّکرِ و)الحالِ، وکلُّ صاحبُ الحالِ مجنونٌ نتیجہ یہ نکلا کہ غوثُ الاعظمؒ مجنونٌ (معاذ اللہ، استغفراللہ)

قارئینِ باتمکین! خود اندازہ کرلیں ہزاروں مجنونوں کو صاحب فراست اور چوروں کو ولی بنانے والے جگت شیخ کو جو گستاخ' مجنون بتائے وہ خود عقل وخرد کے کس درجے پر ہوگا؟ اور اُس کے ایمان کا کیا حال ہوگا؟ ظاہر ہے کہ فرزندِ رسولؐ وجگر گوشۂ بتولؓ اور اس حسنی حُسینی پُھول کو مجنون قرار دینے کی ناپاک جسارت کرنے والے اُسی طرح بداصل ہیں' جس طرح اس گلشنِ زہراؓ کے پھول کے جدِ اعلیٰ سیّدالرُسل ﷺ کو مجنون کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال پہلے عُتُلٍّ بعدَ ذٰلكَ زنیم کے خطابِ منصوص سے سرفراز فرمایا تھا۔

گستاخی نمبر4. کتاب کے صفحہ 34 پر حضرت پیرانِ پیرؒ کے مختصر حالاتِ زندگی (بہ زبانِ بُغض وعناد) اختتام پذیر کر کے آخر میں یہ آیتِ قرآنی منطبق کر دی یَا اھلَ الکتابِ لا تغلوا فی دینکم ولا تقولُوا علی اللّٰہِ اِلّا الحقّ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب (یہود ونصاریٰ) کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم دین کے

marfat.com

معاملے میں غُلو نہ کرو یعنی ناحق تجاوز نہ کرو۔ کیونکہ نصارٰی حضرت عیسیٰؑ اور مریمؑ کو الٰھین مانتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ قرار دیتے تھے جبکہ یہود حضرت عُزیرؑ کو اللہ کا بیٹا مانتے تھے وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے جو تنبیہ یہود و نصارٰی کو فرمائی یہ مفرط و مبغض نومولود خانہ زاد پیر بصیر پوری وہی وعید' نیاز مندانِ بارگاہِ غوثیہ کو سُنا رہا ہے۔ جس فہرست میں صرف ایک یہ ناچیز ہی نہیں' بلکہ صدیوں پر محیط مشائخِ اسلام اور علمائے کرام کی کثیر جماعت بھی ہے اور خود مصنّف کے آباء و اجداد، اساتذہ و مشائخ اِسی سِلک میں پروئے ہوئے ہیں۔ کیونکہ .....ع

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند

جس نسبت پر ہمہ اقطابِ جہاں فخر کرتے گزرے ہیں، بقولِ فاضل بریلویؒ۔

واہ ! کیا مرتبہ اے غوثؒ ہے بالا تیرا
اُونچے اُونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء مَلتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا لاکھوں کی تعداد میں اولیاء، اغواث، افراد، اقطاب، علماء و صلحاء اور اہلِ ایمان کو یہودی اور نصرانی بنانے والے مولوی بصیر پوری اور اُس کے کور باطن مادح و تقریظ نگار مولوی اشرف سیالوی صاحب نے بایں شانِ شیخ الحدیثی و شمس الفقہائی بخاری شریف جلد ثانی کتاب التفسیر باب لا تنابزُوا بالالقاب الکفر بعد الاسلام کے الفاظ نہیں پڑھے؟ امام بخاریؒ سورۂ حجرات کی آیت نمبر 11 فرمانِ باری تعالیٰ ولا تنابزُوا

marfat.com

بالالقاب (اورایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو) کی تفسیر اِن الفاظ میں کررہے ہیں:
تنابزُوا بدُعاء الکفر بعد الاسلام یعنی کسی شخص کو اسلام لانے کے بعد کافر کہہ کر یا کفر یہ نام لے کر نہ پُکارو اور بخاری شریف کے حاشیہ پر ہے قولہٗ ولا تنابزُوا بالالقابِ لا یدعی الرّجل بالکفر بعد الاسلام قال الحسن کان الیھودی والنصرانی یسلم فیقال بعد اسلامہٖ یا یھودی یا نصرانی فنھوا عن ذلك ۔اللہ تعالیٰ کے ارشادگرامی ولا تنابزُوا بالالقاب کا مفہوم ہے کہ کسی شخص کو جو اسلام قبول کر چُکا ہو پھر کُفر کے ساتھ منسوب کر کے نہ پُکارو۔ حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ جب کوئی یہودی یا نصرانی اسلام قبول کرتا اور اُسے کچھ لوگ اِس کے بعد بھی اے یہودی! اے نصرانی! کہہ کر مخاطب کرتے تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اِس فرمانِ عالی شان کے ساتھ ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔

مقامِ غور ہے کہ کسی مُسلمان کو اہلِ کتاب کہنے اور اُس پر اِس طرح پھبتی کسنے کے بارے شرعی حکم تو یہ ہے' جو بحوالۂ حدیث اوپر بیان کر دیا گیا' لیکن بصیر پوری نے بیک جُنبشِ قلم تمام سلاسلِ طریقت کے مشائخ اور اُن کے دامن گرفتہ اہلِ ایمان کو اہلِ کتاب (یہودی و نصرانی) قرار دے ڈالا۔ جو غوثِ پاکؒ کے فرمانِ ذی شان قدمی ھذہٖ کے اُس مفہوم کے قائلین ہیں' جو حضرت فاضل بریلویؒ اور حضرت گولڑوی پیر سیّد مہر علی شاہؒ نے مُراد لیا ہے اور جس پر اُنہوں نے نظم و نثر میں اپنی تحقیق اُمت کے سامنے پیش کی ہے۔ بلکہ جس مفہوم کی طرف اندازِ عقیدت میں خود اکابر مشائخِ چشت اہلِ بہشت نے بھی اشارات فرمائے ہیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (اقتباس الانوار، سیر الاقطاب' مرأۃ الاسرار، مقابیس المجالس، تاریخ مشائخ چشت، القول المستحسن وغیرہ)

marfat.com

اور اگر یہ سب بزرگ ہستیاں ولی، غوث، قطب اور قلندر پکّے مؤمن تھے تو پھر فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کی رُو سے کہ والکفر یعودُ الیہِ ' کیا بصیر پوری اور اشرف سیالوی صاحبان خود مؤمن رہ گئے؟ ..... ؎

بہ کلامِ بیدلؔ اگر رسی مگذر زجادۂ منصفی
کہ کسے نمی طلبد ز تو صلۂ دگر' مگر آفریں

گستاخی نمبر 5. کتاب کے صفحہ 48 پر ابوداؤد شریف کی یہ حدیث شریف اپنے موقف کے اثبات کے لئے لائے۔ قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ اوحی الی أن تواضعوا حتی لا یبغی احد علی احدٍ ولا یفخر احد علی احد (ابوداؤد شریف جلد 2 صفحہ 323)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف یہ وحی فرمائی کہ تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی کسی پر سرکشی نہ کرے اور نہ کوئی کسی پر فخر کرے۔

تبصرہ: یہ حدیث شریف بابٌ فی التّواضع میں آئی ہے، بصیر پوری صاحب کا یہ حدیث شریف ابتدائے کتاب میں لانا دو مقصدوں سے خالی نہیں نمبر 1 یہ حدیث پاک کیونکہ ظلم سے منع اور تواضع اختیار کرنے کے مفہوم پر مشتمل ہے' لہٰذا یا تو وہ یہاں زیرِ بحث فرمانِ غوثیہ قدمی ھذہ علیٰ رقبۃِ کلّ ولیِ اللّٰہ کے قائل حضرت پیرانِ پیرؒ پر یہ ڈانٹ اور تنبیہہ وارد کرنا چاہتے ہیں کہ اُنہوں نے یہ ارشاد فرما کر دو گناہ کیے' ایک تو اُنہوں نے تمام بزرگانِ دین پر اپنی برتری کا دعویٰ کر کے ظلم کیا' یعنی آپؒ ظالم ٹھہرے، جب آپؒ ظالم ہیں تو پھر عادل نہ ٹھہرے۔ کیونکہ ظلم اور عدل ضدّان لا یجتمعان ہیں۔ دوسرا گناہ آپؒ نے یہ کیا کہ آپ نے ادّعائے برتری، کبر، اور فخر کا مرتکب ہو کر ارشادِ نبویؐ و لا یفخر کی نافرمانی کی ہے اور پھر اس نافرمانی اور استکبار کی کیفیت میں

marfat.com

تاحیات مبتلا رہے اِلّا موت سے کچھ لمحات پہلے آپؒ اس کیفیت سے باہر آئے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اگر آپؒ خدانخواستہ ظلم کے مرتکب ہو کر ظالم ٹھہرے تو پھر اس وعیدِ قرآنی الالعنة الله على الظلمين کے حق دار ٹھہرے، تو پھر اُنہیں رحمۃ اللہ علیہ کہنے کا کیا جواز بنتا ہے اور واللہ لا یحب الظلمین کی رُو سے جب وہ ذاتِ حق کے مبغوض[1] ٹھہرے تو پھر اُنہیں محبوبِ سُبحانی کہنا دیوانوں کی جنّت میں رہنے کے مترادف ہُوا۔ نیز دوسرے گناہ یعنی استکبار کا ارتکاب کر کے بھی تو آپؒ اس وعیدِ قرآنی کی زد سے نہ بچ سکے۔ واللّٰہ لایحبّ المستکبرین پھر شانِ محبوبیّت باقی ہی نہ رہی تو محبوبِ سبحانی اور محبوبِ الٰہی والا جھگڑا سرے سے ختم ہو گیا۔ نہ رہا بانس نہ بجی بانسری۔ اللہ اللہ خیر سلاّ۔

بصیر پوری نے مندرجہ بالا حدیثِ تواضع میں خیانت معنوی کا ارتکاب کر ہی دیا، مگر اب ہم تواضع کے حقیقی مفہوم کی تشریح اسی حدیث شریف پر موجود حاشیۂ ابوداؤد شریف سے کئے دیتے ہیں، انصاف آپ پر ہوگا کہ حق کدھر ہے۔ کیونکہ آپ دونوں حضرات نے تیغِ قلم سے عزّتِ محبوبِ سبحانی پر بے شمار وار کیے ہیں اور آپ کو اس پر بڑا ناز بھی ہوگا، مگر کسی استاد کا یہ شعر بھی ذہن میں رہے ؎

بہت غرور ہے تجھ کو اے سر پھرے طوفاں
مجھے بھی ضد ہے کہ دریا کو پار کرنا ہے
یہ تیری پیٹھ ہے اے میرے بے خبر دشمن!
مگر مجھے ترے سینے پہ وار کرنا ہے

---

[1] "جو محبوب ہوتے ہیں وہ مبغوض و مغضوب نہیں ہوتے" اسی قاعدے کی رو سے سیالوی صاحب نے مجھ پر گستاخ ہونے کا فتویٰ لگایا اور یہی جرم خود اُن پر بھی ثابت ہو رہا ہے اب اُنہیں چاہیے کہ پہلی فرصت میں یہی فتویٰ بصیر پوری صاحب پر لگائیں اور پھر خود بھی اعترافِ جرم کر کے توبہ کریں ورنہ علیکم بالسلامۃ ھو التوبۃ پر عمل ضرور کریں (منہ)

marfat.com

تواضع کا معنٰی ومفہوم حاشیۂ ابوداؤد کی روشنی میں

ابوداؤد شریف کے حاشیہ پر یہ عبارت قابلِ غور ہے۔ التّواضع هو التوسط بين الكبر والضعة والكبر هو رفع النّفس الى ما هو فوق مرتبتها والضعة وضعها فيما دون مرتبتها والتّواضع وقوفها فی مقامها و مرتبتها الخ یعنی تواضع کبر (بڑائی) اور ضعۃ (بے جا انکسار) کے درمیان والے درجے کو کہتے ہیں۔ کبر یہ ہے کہ اپنے خداداد مرتبے اور مقام سے اپنے آپ کو اُوپر سمجھنا' بلکہ اُوپر ظاہر کرنا اور ضعۃ یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ عزّت و حیثیت سے بہ تکلّف اپنے آپ کو گرا کر کم مرتبے میں ڈالنا۔ جبکہ تواضع یہ ہے کہ بارگاہِ فیّاضِ ازلی سے عطا شدہ مقام اور مرتبے کے مطابق رہنا اور اِس پر مُنعمِ حقیقی کا شکر ادا کرنا۔

اب قابلِ غور یہ امر ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا یہ اعلانِ ذیشان ''قدمی هذه علی رقبة كل ولی اللّٰه ''بقولِ بصیر پوری اگر عُجب' خود پسندی' کبر' ہوائے نفس' ادلال' فخر و ناز اور شطح کا شاخسانہ ہے' جس کی مذمّت میں موصوف یہ حدیث شریف نکال لائے ہیں تو پھر آٹھ سو سال کے عرصۂ دراز میں جن بزرگوں نے اِس اعلان کو امرِ الٰہی سے تسلیم کیا ہے اور آپؒ کو اس اعلانِ رفیعُ الشّان میں مأمور من اللہ مانا ہے' وہ سب کے سب معاذ اللہ ناواقفِ اسرارِ الٰہی، اَن پڑھ اور بے علم ٹھہرے اور خود پیرانِ پیرؒ اس نفس کی چوری کی ہوئی بات کو امرِ الٰہی گمان کر کے ہدایت و رُشد کے منصبِ عالی کے قابل رہ گئے یا نہ؟ جبکہ ہماری تحقیق اور آٹھ سو سال کے جیّد علماء و مقبول مشائخ کی تصدیق کے مطابق آپؒ اِس اعلانِ واجب الاذعان کے لئے مأمور من اللہ تھے اور واضعینِ رقبہ (گردن جھکانے والوں) نے اُسی امرِ الٰہی کی تعظیم ہی

marfat.com

میں آپ کا یہ منصب عالی تسلیم کرتے ہوئے اپنی گردنیں جھکائیں تھیں۔ بقولِ راقم الحروف ؎

جو کہا تُو نے وہ مأمور مِنَ اللہ ہو کر
اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعوٰی تیرا

اعلانِ قدمی ھذہٖ کومن امرِ اللہ تسلیم کرنے والی مشہورِ زمانہ شخصیّات

بہ طورِ مشتے از خروارے ہم یہاں بالاختصار صرف اُن بزرگوں کے نام لکھتے ہیں جنہوں نے اِس اعلان کو بأمرِ الٰہی سمجھا اور غوثِ پاکؓ کو اِس اعلان کے لئے مأمور من اللہ تسلیم کیا۔

1. حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ
2. حضرت شیخ ابوسعید القیلوی رحمۃ اللہ علیہ
3. حضرت شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ
4. حضرت سیّد احمد الرّفاعی رحمۃ اللہ علیہ
5. حضرت شیخ القاسم بصری رحمۃ اللہ علیہ
6. حضرت شیخ حیات بن قیس الحرّانی رحمۃ اللہ علیہ
7. حضرت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ
8. حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ
9. حضرت علاّمہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ
10. حضرت علاّمہ جامی رحمۃ اللہ علیہ
11. حضرت امام ابنِ حجر ھیتمی مکّی رحمۃ اللہ علیہ
12. شیخ ابوالنّجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
13. شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ
14. شیخ عبدالرّحیم القناوی رحمۃ اللہ علیہ
15. حضرت شیخ محمد بن یحییٰ التاذفی رحمۃ اللہ علیہ
16. حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
17. حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
18. حضرت مولٰنا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
19. حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف

مؤخرالذّکر بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ حق ترجمان سے

marfat.com

یہاں ہم اس فرمانِ غوثیہ کی مختصر کیفیّت بھی پیش کئے دیتے ہیں .....ع

شاید ترا دل پا کے تسلّی، ٹھہرے

(مقبوس نمبر 10 بوقتِ عشاء شنبہ 11 شوال سال مذکور 1311 ھجری)

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت کا ذکر ہو رہا تھا، حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور یہ جو مشہور ہے کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک ہر ولی کی گردن پر ہے، اس کی کیا کیفیّت ہے؟ آپؒ (خواجہ غلام فریدؒ) نے فرمایا کہ ایک دِن حضرت شیخ قدّس سرّہ کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے اس اثنا میں عالمِ غیب سے ایک عجیب حالت آپ پر طاری ہوگئی۔ اُس وقت جناب رسالت مآب ﷺ مع اپنے اصحاب رضی اللہ عنھم تشریف فرما تھے، تمام انبیاء علیھم السلام اور ملائکِ مقرّبین بھی رونق افروز تھے، پس جنابِ باری تعالیٰ کی طرف سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر! ہم نے ہر ولی کو تمہارے زیرِ قدم کیا ہے اُن کو کہہ دو کہ تمہارے زیرِ قدم ہو جائیں' اِس کے بعد حضرت شیخؒ نے فرمایا قدمی ھذہٖ علی رقبة کل ولی اللّٰہ' یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے[1]۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی آفتابِ نیم روز کی طرح روشن ہے کہ خود حضرت پیران پیرؒ پر اِس فضلِ ایزدی کا اعلان ضروری تھا۔ جس کا اعتراف خود بصیر پوری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ 58 پر ان الفاظ میں کر چکے ہیں۔

''ھی لسان القطبیة ومن الاقطاب فی کل زمانٍ من یؤمرُ بالسّکوت فلا یسعہٗ الّا السّکوت ومنھم من یؤمر بالقول فلا یسعه الا القول'' کہ یہ

---

[1] مقابیس المجالس ' ص277, 278

marfat.com

لسانِ قطبیّت ہے اور ہر زمانہ کے اقطاب میں سے کسی کو امرِ سکوت دیا جاتا ہے تو اُس کے لئے سکوت کے سوا گنجائش نہیں ہوتی اور کسی کو بولنے کا امر دِیا جاتا ہے' اُس کے لیے بولے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ تو بے بصر بصیر پوری کی اس تحقیقِ انیق کے مطابق آپ کو اس اعلان کے لئے امرِ الٰہی تھا' جس کا ماننا اور یہ اعلان کرنا آپ پر واجب تھا۔ (اگر چہ اپنے زمانے کے کچھ اولیاء کی گردنوں پر ہی سہی بہ زعمِ بصیر پوری و سیالوی) بہر حال جب آپؒ نے امرِ واجبی کی تعمیل کی تو اس پر آپؒ کو مطعون کرنا اور تکبّر و خود پسندی، ادلال اور فخر و ناز جیسے صفاتِ قبیحہ و ذمیمہ سے آپؒ کو موصوف کرنا کہاں کی دانشمندی اور حیاداری ہے۔ اگر آپؒ کے لئے اس اعلان کا امر نفس کی چوری ہے تو جن حضرات کو سکوت کا حکم ہوا' وہ بھی نفس کی چوری ہوگی واقعۃً امرِ الٰہی نہ ہوگا۔ شاید وہ بھی نفس کی چوری کے ہاتھوں بلیک میل ہو کر خواہ مخواہ پوری زندگی چُپ رہے اور ناروا تواضع و انکسار کے چکّر میں پھنسے رہے۔ (العیاذ باللہ) پھر یوں تو کوئی بزرگ محفوظ نہ ہوا، بلکہ یہ سارا کارخانہ ولایت اور محکمہ پیری فقیری چوپٹ اور تباہ ہو کر رہ گیا۔ یہ ہے بصیر پوری اور سیالوی صاحبان کی کارستانیوں بلکہ تحقیقی موشگافیوں کا نتیجہ ..... ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

یا پھر بصیر پوری کا رُوئے سخن اُن نیاز مندانِ بارگاہِ غوثیہ کی طرف ہو سکتا ہے' جو فرمانِ غوثیہ کے مفہوم میں وسعت کے قائل ہیں اور وہ یقیناً آٹھ سو سال کے اس دورِ محیط میں گزرے ہوئے تمام مشائخِ سلاسل و علمائے امّت عموماً اور سلسلۂ عالیہ قادریہ سے وابستہ علماء و مشائخِ قادریہ' خصوصاً جنہیں بصیر پوری اپنی کتاب میں غالی، متشدّد، متعصّب' خائن' جارح اور غنڈہ گرد کہہ چکا ہے (دیکھیں کتابِ مذکورہ کا صفحہ 27)۔

marfat.com

محوّلہ بالا حدیث شریف کی رُو سے یقیناً ظالم ٹھہرے تو جو وعیدیں کتاب وسنّت کی رُو سے ظالموں کے لئے آئی ہیں ضرور بالضرور اُن کے حقدار یہ علماء ومشائخ ٹھہرے، جن میں بصیر پوری اور اشرف سیالوی صاحبان کے اپنے پیرانِ عظام اور اساتذۂ کرام بھی آرہے ہیں۔ لہٰذا ؎

یوں نہ نکلو سب پہ برچھا تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

واہ کیا خوب تصنیف اور کیا عمدہ تقریظ ہے کہ گستاخی، بے ادبی، اور تکفیر کی تیز چھری غیروں کے ساتھ ساتھ اپنوں کی گردن پر بھی پھیر دی ..... ع

ہوئے تم دوست جس کے دُشمن اُس کا آسماں کیوں ہو

نوٹ: اِن ہر دو مذکورہ حضرات (بصیر پوری اور سیالوی صاحب) کی ہر ہر گستاخی کا جواب تو ہم ان شاء اللہ مناسب وقت پر ضرور دیں گے، فی الحال اُن کی گستاخیوں کی فہرست گنوا رہے ہیں۔ نقلِ کفر کفر نباشد۔

گستاخی نمبر 6. صفحہ 62 پر ہے "جو کام امر سے کیا جائے اُس پر ندامت نہیں ہوتی بلکہ اھویۂ نفوس کے ارتکاب پر ہوتی ہے[1]"۔

تبصرہ: گویا بصیر پوری کی تحقیق کے مطابق پیرانِ پیرؒ نے خواہشِ نفسانی سے مغلوب ہو کر یہ دعوٰی کیا، اُنہیں اِس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر نہیں ہوا تھا۔ جب کہ اِس کے تقریظ نگار اپنے رسالہ ازالۃ الرّیب میں بڑے دھڑلے سے لکھتے ہیں "اللہ تعالیٰ

---

[1] حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ، ص 62

marfat.com

پوری کائنات میں ہر کام اور فعل میں مؤثر اور مدبّر نہیں' بلکہ دوسرے حضرات بھی اُس کے ساتھ تدبیر وتصرّف میں شریک ہیں' بلکہ مشکل کام اولیاء ومُرشدین کے سپرد فرما دیتا ہے اور نسبتاً آسان کام اپنے ذمۂ کرم پر لے لیتا ہے۔ کیونکہ مُرید کے نفس اور ہوائے نفسانی اور تمنا وآرزو کی موت ہی زیادہ کٹھن ہے' اِس کے بعد کا مرحلہ اِس قدر دُشوار نہیں[1]''۔

دیکھئے جب مُرید کے نفس اور ہوائے نفسانی کی موت شیخ کے ذمہ ہوتی ہے، تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ جس شخص کی اپنی ہوائے نفسانی مر چکی ہو' وہی شیخ ومرشد بن کر اپنے مریدین کی ہوائے نفسانی کا علاج کرسکتا ہے' ورنہ وہ بے چارہ بہ زبانِ حال کہتا ہے

ع.....

میں خود گُم کردہ منزل ہوں' خبر کیا مجھ کو منزل کی

یا..... ع

خُفتہ را خُفتہ کے کُند بیدار

اگر پیرانِ پیرؒ کی اپنی ہوائے نفسانی نہیں مر چکی تھی کہ وہ معاذ اللہ نفسانی خواہشات کے ہاتھوں مجبور ہوکر تسکینِ نفسانی کے لئے بلند بانگ دعاوی کیا کرتے تھے۔ تو پھر وہ زمانے بھر کے شیخ بن کر مریدوں کی کیا اصلاح فرماتے رہے؟ اور رُوئے زمین پر پھیلا ہوا یہ سلسلۂ قادریہ کیا حیثیت رکھتا ہے؟ یہ سب کچھ فراڈ ہوا' بلکہ آج تک جن لوگوں نے ہوائے نفسانی کے ہاتھوں کھلونا بنے ہوئے اِس پیر کی تعریفیں کیں، قصائد لکھے وہ سب بھی ہوا کے رُخ پہ آس لگانے کے سبب دھوکے کا شکار رہے۔ معاذ اللہ ایسی

---

[1]: ازالۃ الریب ' ص65

marfat.com

گستاخانہ عبارت اور کتاب کی تائید کر کے اور تقریظ لکھ کر بھی اگر اشرف سیالوی صاحب نیازمندِ بزرگانِ دین اور سنّی بریلوی رہ سکتے ہیں تو پھر وہابیّت، نجدیّت اور گستاخی کس بلا کا نام ہے؟ شاید اسی لئے مولٰنا جامیؒ نے کہا تھا .....ع

منکرِ مَے بُودن و ہمرنگِ مستاں زیستن

گستاخی نمبر 7. صفحہ 63 پر لکھا ہے ''بہ تحقیق یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ نے اس قول سے رجوع کیا''

تبصرہ: کسی ایک مستند کتاب میں بھی یہ بات موجود نہیں کہ آپ نے اپنے ارشاد ''قدمی ھذہ'' سے رجوع کیا ہو، اگر یہ بات ہوتی تو آٹھ صدیوں کے عرصۂ دراز میں ہزاروں مشائخ لاکھوں علماء اس ارشاد کو اپنے لئے باعثِ سعادت سمجھتے ہوئے غوثِ اعظمؒ کے قدم مبارک کو اپنے سر آنکھوں پر نہ سمجھتے؟ بھلا ایک مرجوع عنہ قول پر ساری عقیدت کی عمارت کھڑی کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اہلِ حقیقت اور اہلِ نظر لوگ جوں جوں بحرِ حیات میں ساحلِ وصال کے قریب ہوتے جاتے ہیں' اُن کی نظر میں اپنے مراتب، مدارج اور شانیں سب ہیچ نظر آنا شروع ہو جاتی ہیں' حتّٰی کہ اپنے حقیقی اور قریبی رشتے بھی اُن کی نظر میں بے وقعت ہو جاتے ہیں۔ اور وہ مکمّل راجع الی اللّٰہ ہو کر اللّٰھُم الرفیق الاعلٰی پکارنے لگتے ہیں، لہٰذا وہ اُس وقت مکمّل عجز و انکسار کا پیکر بن کر

marfat.com

مولٰنا غنیؔ کاشمیریؒ کے مندرجہ ذیل شعر کا مصداق بن جاتے ہیں۔ ؎

فروتنی ست دلیلِ رسیدہ گانِ کمال
کہ چوں سوار بہ منزل رسد پیادہ شود

لہٰذا آپؒ کا انکسار و نیازمندی کے کلمات کہنا یہ بارگاہِ قادر وقیوم میں نیاز ہے جس نے آپ کو سرتاپا ''عبدالقادر'' بنادیا، یہ ''قادر'' اور ''عبدالقادر'' کا معاملہ ہے' جس کو آپ کے رجوع اور ندامت سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ دنیائے علم وتحقیق کے شاہسوار جانتے ہیں کہ روزِ قیامت انبیاء ومُرسلین علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات عجز وانکسار کا مجسمہ بن کر اپنے اپنے وہ افعال واقوال یاد کریں گے' جن کی بنا پر اُن سے باز پُرس کا امکان بھی ہوگا۔ لہٰذا اُن کا اپنے اپنے مراتب ومدارج کا بیان چھوڑ کر فقط عاجزانہ ومنکسرانہ جملے بولنا کیا اُن کے دعویٰ نبوت ورسالت سے رجوع یا مرتبۂ کلیم اللّٰہی وخلیل اللّٰہی سے سبکدوشی تصور کی جائے گی؟ معاذ اللہ، معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں۔

حضور علیہ السّلام کے ارشادِ اللھم الرفیق الاعلی سے اذ یقول لصاحبہ لاتحزن اور لکل نبیٍ رفیقٌ و رفیقی فی الجنّۃ عثمانُ یا لکل نبی حواریٌ کی نفی متصور ہوسکتی ہے؟ اور پھر جو عبارت آپؒ کے اُس وقت وصال کی کیفیت بیان کرنے کے لئے معترض ڈھونڈ لائے' اوّلاً تو وہ امام شعرانیؒ کی تصنیف ہی نہیں ہے' بلکہ وہ کتاب (الجواہر والدرر) شیخ علی الخواصؒ کے وہ ملفوظات ہیں' جنہیں امام شعرانیؒ نے جمع کیا ہے اور آپ نے اس مجموعۂ ملفوظات کی ابتداء ہی میں یہ وضاحت بھی فرمادی ہے کہ ہمارے شیخ طریقت اُمّی تھے' یعنی علوم ظاہری وفنون مروجہ

marfat.com

اُنہوں نے باقاعدہ ومتداول طریقہ سے حاصل نہیں کئے تھے' اس لئے ہم اُن کی ترجمانی کرنے میں خطا اور تحریف کے صدور پر معذرت خواہ ہوں گے۔ بلکہ اِس ملفوظ کی جامع تحقیق محترم مولٰنا ممتاز احمد چشتی کی تصنیفِ لطیف ''قدم الشیخ عبدالقادر علیٰ رقاب الاولیاء الاکابر'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

میں یہاں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر بقولِ بصیر پوری و سیالوی صاحب حضرت پیرانِ پیرؒ کا یہ فرمان بوقت قربِ وصال آپؒ کے ارشاد ''قدمی ھذہٖ'' پر ندامت کے طور پر تھا تو پھر آپؒ کو چاہیئے تھا کہ آپؒ نے اھویۂ نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر معاذ اللہ بزرگانِ دین کی گردنوں پر چڑھنے کی جو گستاخی کی تھی' اُس کی معافی بھی بزرگانِ دین سے مانگتے' متقدمین ومعاصرین سے خود بالفاظِ اعلانیہ مانگتے اور متاخرین کے بارے بھی اپنی وصیت میں اس کا اظہار فرما جاتے۔ حالانکہ آپ کے عین آخری وقت کے الفاظ آپؒ کے نائب وفرزندِ ارجمند نے کچھ اِس طرح روایت کئے ہیں۔

بوقتِ وصال حضرت غوثِ پاکؒ کی اپنے فرزند کو وصیّت

اُوصیکَ بتقوی اللّٰہِ وطاعتہ ولُزُوم ظاھِر الشَرعِ وَسلَامَةِ الصَّدرِو سَخَاءِ النَّفسِ وَبشَاشَةِ الوَجہِ وَبَذلِ النَّدٰی وکفّ الاَذٰی وحملِ الاذٰی والفقرِ و حفظِ حُرُمَاتِ المشائخ والعِشرَةِ مَعَ الاِخوانِ والنَصیحَةِ للاصاغرِوالاکابرِوترکِ الخُصُومةِ والاِرفاقِ و ملازمة الایثارِ و مُجانَبَةِ الاِدخارِ وترکِ صُحبَةِ مَنْ لَیسَ مِنْ طَبَقَتِھِمْ وَالمعاوَنَةِ فی امرِ الدِین والدّنیا اُوصیکَ اَن تَصحَبَ الاغنیاءَ بالتَّعَزُزِ

marfat.com

والفُقَراءَ بالتَّذَلُّلِ[1]۔

ترجمہ: میں تمہیں خوفِ خُدا، اُس کی اطاعت، ظاہرِ شرع کی پابندی، صفائیِ قلب، سخاوتِ نفس، کُشادہ رُوئی (خندہ پیشانی، خوش اخلاقی) فضل وکرم، ایذا رسانی کے ترک، اذیّت کی برداشت، تحمّلِ فقر (بھُوک)، آدابِ مشائخ کی حفاظت، بھائیوں سے حُسنِ سلوک، چھوٹوں اور بڑوں کی خیر خواہی، ترکِ خُصومت، اختیارِ نرمی، ایثار پر کاربند رہنے، ذخیرہ اندوزی سے اجتناب، صالحین کے علاوہ ترکِ ہم نشینی، دین ودُنیا کے اُمُور میں باہمی تعاون کی وصیّت کرتا ہوں۔ میں تمہیں یہ بھی وصیّت کرتا ہُوں کہ دولت مندوں کے ساتھ خُودداری اور وقار واستغناء سے پیش آؤ، جب کہ فُقراء کے ساتھ تواضع اختیار کرو۔

خواجہ غلام فرید چشتیؒ کے الفاظ میں شدّتِ سکرات کا بیان

اسی طرح حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سکراتِ موت کی شدّت بیان کرتے ہوئے پُراز حکمت وموعظت گفتگو فرمائی ہے جو بہت سے بیمار دِلوں کے لئے تریاق کا کام دے گی۔ ملاحظہ ہو: آپؒ نے فرمایا مرنا بڑا مشکل ہے، حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہ کا کتنا بڑا رتبہ ہے کہ آپ سے بلند کسی ولی اللہ کا مرتبہ نہیں {ان الفاظ سے بصیر پوری اور سیالوی صاحب کے ہاں صفِ ماتم بچھ جانی چاہیئے کہ اُن کی تمام نامسعود کوششوں پر خواجہ صاحبؒ کے ان چند الفاظ نے پانی پھیر کر رکھ دیا ہے} چنانچہ وصال کے وقت فرشتے جماعت در جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر تسلّی دیتے تھے

---

[1] مأخوذ از الدُّرَرُ السَّنِیَّة فی مواعظِ الجیلانیّة

marfat.com

لیکن اس کے باوجود وصال کے وقت آپ کا حال یہ تھا کہ فتوح الغیب میں آپ کے ایک فرزند سے منقول ہے کہ سکراتِ موت کی شدّت اور صعوبت کی وجہ سے لفظِ تعزّز آپ کی زبان سے صحیح نہیں نکل سکتا تھا' یہاں دُوسروں کی کیا مجال ہے۔

قصہ کوتاہ یہ کہ سیّد الاوّلین والآخرین حضرت خاتم النبیّین ﷺ بھی وصال کے وقت سکرات کی شدّت کی وجہ سے رُخِ انور پر ٹھنڈا پانی ڈال رہے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ ''اے پروردگار مجھ پر سکرات آسان فرما'' اس سے بڑھ کر سکرات کی شدّت کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے[1]۔

اگر حضرت پیرانِ پیرؒ سے بوقتِ وصال عجز و نیاز کے جملے صادر ہوئے تو اُنہیں دلیل بنا کر بصیر پوری صاحب آسمان کیوں سر پر اُٹھا رہے ہیں؟ یہ بندہ و معبود کے مابین معاملہ ہے اور شدّتِ سکراتِ موت کی وجہ سے تو انبیاء و مُرسلین علیہم السّلام سے بھی ایسے کلمات صادر ہوئے ہیں' جیسا کہ ابھی کتبِ صحاح کے حوالے سے آیا چاہتا ہے' لیکن یہ بات بھی تو ملحوظِ نظر رہے کہ خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بصیر پوری اور سیالوی صاحب کے مُنہ پر طمانچہ مار کر ان کا بیڑا غرق کر دیا' جس وقت اُنہوں نے غوثِ پاکؒ کے بارے میں یہ فرمایا ''آپؒ کے وصال کے وقت فرشتے جماعت در جماعت آپؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر تسلّی دیتے تھے'' کیا فرشتے ہر ایک کی خدمت میں حاضر ہو کر تسلّیاں دیتے ہیں؟ اگر خواجہ معین الدّین اجمیری قدّس سرّہ العزیز کی پیشانی مبارک پر بوقتِ وصال ''حَبِیبُ اللّٰہ مَاتَ فِی حُبِّ اللّٰہ'' قلمِ قدرت سے لکھا گیا تھا تو حضرت پیرانِ پیرؒ

---

[1] مقابیس المجالس ' ص 791, 792

marfat.com

کی خدمت میں الّاتخافوا ولا تحزنوا اور یاَیَتُهَا النَفس المطمئنَة ارجِعِی اِلی ربّكِ راضیةً مَرضیَةً کی بشارتیں اور تسلّیاں لے کر ملائکہ رُحمت کی ٹولیاں کس کے حکم سے آتی رہیں؟ اور پھر کیا ملائکہ رُحمت کا یہ نزول الذین قالوا ربّنا اللّٰه کے صلے میں تتنزّل علیهم الملئکة والا مخصوص ومنصوص نزول نہیں تھا؟ متنبّی نے کیا خوب کہا تھا ؎

فاذا اتتكَ مذمّةٌ مِن ناقصٍ فهی الشّهادَةُ لِی بانّی کاملٌ[1]

بوقتِ وصال ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ کی کیفیّتِ مبارکہ کے بارے میں مندرجہ ذیل احادیث ضرور مطالعہ فرمائیں تاکہ بصیر پوری کی قائم کردہ غلط فہمی کی فضا ھباءً منثوراً ہو جائے' بخاری شریف میں ہے۔

حدثنا یحیی بن بکیر قال حد ثنا اللّیث عن عُقیل عن ابن شهاب قال أخبرنی سعید بن المسیّب وعُروة بن الزّبیر فی رجال من أهل العلم اَنّ عائشة زوجَ النّبی ﷺ قالت کانَ رُسول ﷺ یقول وهو صحیح انّهٗ لم یُقبض نبّی قطّ حتّی یُری مقعدهٗ من الجنّة ثمّ یُخیّر فلمّا نُزِلَ به ورأسهٗ علی فخذی غُشِی علیه ساعةً ثم افاق فا شخصَ بصَرهٗ الی السّقف ثمّ قال اللّهمّ الرّفیق الاعلی قلتُ اِذن لا یختارنا و عرفت انّه الحدیثُ الذّی کان یحدّثنابه قالت وکانت تلك آخر کلمة تکلّم بها النّبی ﷺ قولهٗ ﷺ اللّهمّ الرّفیق الاعلیٰ[2]۔

---

[1] ترجمہ: جب تجھ تک کسی ناقص اور گھٹیا انسان کی طرف سے میری بُرائی پہنچے تو یہ اس بات کی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں۔

[2] بخاری شریف ' جلد ثانی ' ص964

marfat.com

اِس حدیث شریف میں انبیائے کرام کے وصال سے پہلے اپنے مقاماتِ جنّت دیکھ لینے کے ذکر کے علاوہ اُن کو موت کے اختیار دیئے جانے کا ذکر بھی ہے اور پھر آنحضرتؐ کی بوقتِ سکراتِ موت کیفیّت اور آپؐ کے آخری کلماتِ مبارکہ کا بیان بھی ہوا ہے مندرجہ ذیل حدیث میں بھی حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے یہی بات بیان فرمائی ملاحظہ ہو

انَ عائشة کانت تقولُ انّ رسول اللّٰہ ﷺ کان بین یدیه رکوة او علبةٌ فیها ماء یشُکّ عُمر فجعَلَ یَدخُلُ یدیه فی الماء فیمسح بها وجههٗ ویقول لَا اِلٰہ اِلَا اللّٰہ اِنَ للموتِ سکرات ثمّ نصبَ یدیه فَجَعَل یقولُ فی الرَفیق الا علیٰ حتّٰی قُبضَ ومالَت یدّٰہ۔

اِس حدیث شریف کا مفہوم بھی محوّلہ بالا حدیث شریف والا ہی ہے کہ شدّتِ سکرات سے مقبولانِ بارگاہِ حق کے مُنہ سے عجز و انکسار اور تضرّع و خشیت کے جُملے صادر ہو جاتے ہیں۔ پھر اُس وقت آپ (پیرانِ پیرؒ) کا سجدے میں سر جھکانا اور یہ کہنا کہ حق یہی ہے جو ہم پر اب آشکار ہوا ہے یہ ارشادِ ''قدمی ھذہٖ'' سے رجوع کس طرح ثابت کر سکتا ہے اور یہ بات تو ہم ابھی کر ہی آئے ہیں کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا یہ فرمان بامرِ الٰہی تھا' لہٰذا آپؒ کو نہ کبھی اِس پر ندامت ہوئی اور نہ ہی آپؒ نے اِس سے رجوع کیا' بلکہ یہ ندامت تو بصیر پوری اور سیالوی صاحب کے حصّے میں آئی ہے کہ یہاں بھی نادم و خائب اور قیامت میں بھی خاسر و ماٰخوذ۔

گستاخی نمبر 8. صفحہ 68 پر لکھا ہے۔ ''بہرحال وہ جو کامل ہے' انواعِ اسرار میں سے

لہ بخاری شریف ' ص 964 ' جلد ثانی مطبوعہ نور محمد کراچی

marfat.com

کچھ بھی ظاہر نہیں کرتا۔"

تبصرہ: یقیناً مندرجہ بالا عبارت اِسی مقصدِ شنیع کے لئے لائی گئی ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے کیونکہ بہت سے اسرار عالمِ سُکر میں ظاہر کر دیئے تھے لہٰذا وہ کامل ہی نہ تھے استغفر اللّٰہ ربّی من ھذہِ الھفوات ' جن کے کامل واکمل بلکہ مُکمّل و مُکمِّل ہونے پر ایک زمانہ گواہ ہے' وہ پیرانِ پیرؒ کامل ہی نہ ہوئے۔ مؤلف بصیر پوری اور مقرِ ظ سیالوی صاحب کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ مستند چشتی مشائخ تو آپؒ کو قطبِ ربانی' شہبازِ لامکانی اور غوّاصِ بحرِ عرفانی کے القاب سے یاد کریں اور یہ دونوں علمی یتیم اُنہیں کامل ہی نہ مانیں' گویا کامل نہ ہوئے تو ناقص ہوئے۔ اور یہ منافق سٹیج پر آئیں تو واہ واہ اور روپے پیسوں کی خاطر غوثِ پاکؒ کے تصرّفات پر لمبی چوڑی تقریریں کریں' اور اپنی کتابوں میں یہ زہر گھولیں۔ یہ ایمانداری ہے یا کُھلی منافقت۔ لہٰذا اِن منافقوں کے لئے یہی کافی ہے اِنَّ المنٰفقین فی الدّرک الاسفلِ مِنَ النّار۔ وَلَنْ تجِدَ لَھُم نصیرًا ٥

گستاخی نمبر 9. صفحہ 76 پر سرخی قائم کی۔ سیّدنا عبدالقادر پر شطحات وادلال کا غلبہ تھا۔ یعنی وہی سابقہ گستاخی ہے کہ معاذ اللہ پیرانِ پیرؒ مغلوب الحال تھے صاحبِ ہوش نہ تھے جبکہ چشتیہ سلسلہ کے مشائخ حضرت پیرانِ پیرؒ کا حال آپ کے اختیار میں مانتے تھے نہ کہ وُہ آپ کے مغلوب الحال ہونے کے قائل تھے۔ مقابیس المجالس میں خواجہ غلام فرید چشتیؒ چاچڑاں شریف والے فرماتے ہیں۔ "حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشغولی کی کیفیت بھی اِسی طرح تھی۔ فرق یہ تھا کہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی ہر وقت مستغرق

marfat.com

رہتے تھے' لیکن حضرت غوث الاعظم قدّس سرہٗ مجالسِ وعظ ونصائح کے لئے وقت نکال لیتے تھے[1]"۔

حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اگر غوث پاکؒ پر حالتِ استغراق طاری بھی ہوتی تھی تو وُہ آپ کے اختیار میں تھی آپؒ وعظ فرمانے کے لئے صحو وتمکین میں تشریف لاتے تھے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں کہ پیرانِ پیرؒ پر استغراق بھی طاری ہوتا تھا مگر کم از کم وعظ کے دوران تو آپ صحو میں ہوتے تھے اور ہم مقابیس المجالس ہی کے حوالے سے ثابت کر آئے ہیں کہ آپؒ نے "قدمی ھٰذہٖ" کا فرمان دورانِ مجلسِ وعظ بأمرِ الٰہی فرمایا تھا۔ مزید برآں اِسی مقابیس المجالس میں جہاں سُکر اور استغراق والوں کا ذکر کیا گیا وہاں حضرت منصور حلاجؒ اور حضرت بایزید بسطامیؒ کا اسمِ گرامی بطور مثال لکھا گیا مگر حضرت پیرانِ پیرؒ کو اِس طبقے میں شمار نہیں کیا گیا[2]۔

گستاخی نمبر 10. صفحہ 78 پر مزید گوہر افشانی کی "یہ اظہارِ علُوّ سُوءِ ادب ہے' بہ نسبت اُس کے جو اِس سے محفوظ ہے" معاذ اللہ اِس عبارت سے ثابت کرنا چاہا کہ غوثِ پاکؒ یہ اظہارِ علُوّ کر کے بے ادب ہو گئے۔ ہزار بار افسوس ایسے مُلّاؤں اور مُناظروں پر جو خود کو بڑا مؤدّب ثابت کرتے ہوئے کبھی الایمانُ کُلّہٗ ادب کا راگ الاپیں اور کبھی دوسروں کو

.....ع

بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ

کی وعید سنائیں' مگر جن کے گھر سے قیامت تک ادب کا فیضان جاری رہے گا اُنہیں

---

[1] دیکھئے: مقابیس المجالس ' ص329 ' مقبوس نمبر38

[2] دیکھئے: مقابیس المجالس ' ص 111,112

marfat.com

بے ادب ٹھہرائیں۔ اور خود جو اُن کے نام پر گیارہویاں کھائیں، نذرانے بٹوریں اور مسلکِ اہلِ سنّت کے ٹھیکیدار بھی بنے رہیں ذٰلك هُوا لخُسرانُ المُبین۔

گستاخی نمبر 11. صفحہ 79 پر دِل ہلا دینے والی یہ عبارت لکھ ماری ''اہل اللہ مقرّبین کی جانب سے ادلال علی اللہ کسی طور دُرست اور صحیح کام نہیں اور جس نے باوجود ادلال کے دعوٰیٔ تقریب کیا تو اُسے نہ مقامِ تقریب کا کوئی علم ہے اور نہ ہی اہلیّتِ صحیحہ کا''۔

لو یہاں معاملہ بالکل صاف کر دیا' کیونکہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے (بقولِ بصیر پوری وسیالوی صاحب) بہت زیادہ ادلال کیا، لہٰذا نہ وہ اللہ کے مقرّب ٹھہرے اور نہ اُن میں یہ اہلیّت ہے۔ معاذ اللہ متقدّمین بزرگوں میں مقامِ تقرّب کا تعیّن اور اہلیّت کی نشاندہی بھی آج کے یہ دین فروش ملّا کرنے لگے، جن میں خود اتنی اہلیّت نہیں کہ اکابرِ ملّت کے کلامِ بلاغت نظام کو سمجھ سکیں، یہ حضرات تو پیرانِ پیرؒ کے تلامذہ، مستفیضین اور خوشہ چینانِ علم و عرفان کے کلام کو بھی نہیں سمجھ سکتے' کیونکہ ؎

رساند پایۂ معنٰی بہ آسمانِ نہم
بُلند طبع شناسد کلامِ اکبر را

گستاخی نمبر 12. صفحہ 81 پر رئیس المکاشفین کے کلامِ بُلند میں تحریف و خیانت کے ارتکاب سے فراغت بھی حاصل نہ کر پائے کہ از خود اُن کے کلام پر حاشیہ آرائی کرتے ہوئے حضرت پیرانِ پیرؒ کی پھر گستاخی کر ڈالی اور آپؒ کا مقام گھٹانے کی سعی نامُراد کرتے ہوئے خود مصرعۂ ذیل کا مصداق بن گئے .....ع

چوں قلم در دست غدّارے بود

marfat.com

چنانچہ لکھا ''البتہ حضرت شیخ اس مقامِ اعلیٰ کی طرف بوقتِ وفات منتقل ہوئے جیسا کی حضرت ابنِ عربیؒ نے بارہا صراحتاً فرمایا ہے'' العیاذ باللہ۔یعنی پوری زندگی حضرت غوثِ پاکؒ مقامِ عرفان میں ناقص رہے (جیسا کہ ابھی آگے مزید گستاخی کا ارتکاب منظرِ عام پر آیا چاہتا ہے) البتہ وفات سے کچھ پہلے اس مقام کی طرف منتقل ہوئے۔

گستاخی نمبر 13. صفحہ 81 پر یہ سرخی درج کرتے ہیں: ہر مُدِلّ بقدرِ ادلال خود معرفت باللہ میں ناقص ہوتا ہے۔

مفہوم واضح ہے کہ حضرت غوثِ پاکؒ کیونکہ صاحبِ دلال تھے اور مُدِلّ (صاحب ادلال) معرفت باللہ میں ناقص ہوتا ہے تو پیرانِ پیرؒ یقیناً معرفت باللہ میں ناقص ہوئے۔نعوذ باللّٰہ من شرِّ لسان الجائرین۔

گستاخی نمبر 14. صفحہ 84 پر بالترتیب تین باتیں لکھیں جن کا مفہوم واضح ہے۔

1. صاحب ادلال اُس کے مرتبہ کو نہیں پا سکتا جو صاحب ادلال نہیں ہے۔
2. صاحب ادلال کے بہت سے سانس ضائع ہو گئے' کیونکہ ادلال تکلیف کے منافی ہے۔
3. دُنیا دارِ ادلال نہیں اور شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ادلال تھے۔

یعنی غوثِ پاکؒ کا مقام بھی کم ہے، مرتبۂ عرفان میں بھی آپ ناقص ہیں' مزید برآں یہ کہ آپؒ کے بہت سے سانس عُجب، خود پسندی اور ادلال و شطح کی وجہ سے ضائع ہو گئے۔سلسلۂ چشتیہ کے متأخر بزرگ حضرت شاہ نیاز چشتی بریلویؒ تو فرمائیں ؎

نفَس کی آمد و شُد ہے نمازِ اہلِ حیات
جو یہ قضا ہو تو اے غافلو! قضا سمجھو

اور غوثِ پاکؒ کے فرزند و نیاز مند حضرت گولڑویؒ فرمائیں کہ پاسِ انفاس ہی مقربین کا

marfat.com

شغلِ خاص ہوتا ہے جبکہ بقولِ بصیر پوری غوثِ پاکؒ یہ بات نہ سمجھ سکے' جن کے فیضِ روحانی اور مقامِ عرفانی کو تسلیم کرتے ہوئے اور جن کی نسبت پر فخر کرتے ہوئے خود شاہ نیازؒ چشتیؒ بھی اِن الفاظ میں اعترافِ استفادہ و نیاز کرتے ہیں۔

فیض یاب از بارگاہِ شیخ عبدالقادرم
زیں جہت مارا بہ راہِ فقر شانِ دیگراست

گستاخی نمبر 15. صفحہ 86 پر پھر اُسی بُغضِ دیرینہ کے ہاتھوں مجبور ہو کر' اپنی بے بصری کے ہاتھوں معذور ہو کر اور حضرت ابنِ عربیؒ کی عبارت میں معنوی تحریف کرتے ہوئے غوثِ پاکؒ پر یوں کیچڑ اُچھالا ہے۔ چنانچہ لکھا ''اگر تُو کہے کہ مَکر کیا ہے تو ہم کہیں گے مخالفت کے باوجود نعمتوں کا عطا فرمانا۔ ہم نے یہ سُوءِ ادب کے باوجود ابقاءِ حال کئی اشخاص میں دیکھا اور اہلِ عراق پر یہ غالب ہے اور ہمارے علم کے مطابق اِس ''مَکر'' سے کوئی بھی نجات نہ پا سکا سوا ابوالسعود بن شبل کے، جو اپنے وقت کے سیّد تھے''۔

تبصرہ: اب یہاں بصیر پوری صاحب کا جہل پوری طرح عیاں ہو رہا ہے کہ وہ غوثِ پاکؒ کو مکرِ الٰہی کا شکار بھی کہہ رہے ہیں اور آپ کے ایک تلمیذ و مُرید کو جو بارگاہِ غوثیہ کی جاروب کشی کر کے فیض حاصل کرتے رہے' کو پیران پیرؒ سے افضل ثابت کرنے کی سعیِ ناتمام کر رہا ہے۔ نہ تو مَکر کی اقسام کو سمجھا اور نہ حضرت ابنِ عربیؒ کی عبارت کے سیاق و سباق پر توجہ دینے کی تکلیف گوارا کی اور مَکر کی وہی قسم جس کی تعریف میر سیّد شریفؒ ''التعریفات'' میں بھی فرما چکے ہیں، غوثِ پاکؒ پر منطبق کر دی کہ ''مخالفت کے باوجود

marfat.com

نعمتوں کا عطا فرمانا'' مخالفت سے مُراد تو یہاں مخالفتِ احکامِ خُداوندی ہے۔ کچھ کتب میں اِسی مَکر کو استدارج کے ساتھ بھی ملحق کیا گیا ہے' جو کُفر پر بھی منتج ہوسکتا ہے۔ لہٰذا دیکھو کہ بصیر پوری صاحب بُغض وعناد کے چکّر میں پھنس کر حضرت غوثِ پاکؒ کو کس خطرناک حد کی طرف لے جارہے ہیں۔ .....ع

لعنۃُ اللّٰہِ علیکُم دُشمنانِ غوثِ پاکؒ

گستاخی نمبر 16. صفحہ 87 پر پھر وہی جہالت دُہراتے ہوئے حضرت پیرانِ پیرؒ کو جہل باللہ وبنفسہ کا شکار قرار دے دیا کہ نہ تو معاذ اللہ آپؒ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان تھی اور نہ ہی اپنی ذات کی معرفت رکھتے تھے، یعنی صوفیا کی محفل میں جو اکثر کہا، سُنا جاتا ہے من عَرَفَ نفسَہٗ فقد عَرَف ربَّہٗ غوثِ پاکؒ اِس نعمت سے معاذ اللہ مکمّل طور پر محروم تھے۔

نوٹ: ہمیں کیونکہ اِس رسالہ میں اِن مخالفین کی صرف گستاخیوں کو منظرِ عام پر لانا ہے۔ اِسی لیے ہم مختصر تبصرہ کرتے ہوئے گزر رہے ہیں' ورنہ اِن کی ہر گستاخی کے جواب میں ایک ایک ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

گستاخی نمبر 17. صفحہ 107 پر سورۃ النّجم کی ایک آیتِ کریمہ کے آخری حصّہ کو حضرت پیرانِ پیرؒ پر منطبق کرتے ہوئے درج کردیا ' ارشادِ باری تعالیٰ ہے : فَلَا تُزَکّوا انفُسَکم ھُواعلمُ بمَنِ اتّقٰی ترجمہ: سومت بیان کرو اپنی خوبیاں وہ خوب جانتا ہے اُس کو جو بچ کر چلا۔ گویا تدریجًا پیرانِ پیرؒ میں شطح ،ادلال، مَکر، تحکّم ،عُجب ، رعونتِ نفس اور دیگر سب نفسانی خرابیاں بیان کرتے کرتے اب آخر میں اِس تنبیہہ کے

marfat.com

ذریعہ پیرانِ پیرؒ کو خبردار کر رہا ہے کہ آپؒ اپنے متعلق خوبیاں اور کمالات مت بیان کریں، آپ اِتنے پرہیزگار نہ بنیں اللہ تعالیٰ آپ کی پرھیزگاری جانتا ہے۔ گویا اس شعر کے مفہوم سے پیرانِ پیرؒ کو خبردار کر رہا ہے۔

اِتنی نہ بڑھا پاکیِ داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ' ذرا بندِ قبا دیکھ

العیاذ باللہ۔

گستاخی نمبر **18.** صفحہ 113 پر بڑے طمطراق سے یہ سُرخی قائم کر ڈالی ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ مقامِ ادلال میں رُکے رہے''

یا تو پھر آپؒ اِسی رکاوٹ میں ہی دارِ بقا کی طرف کوچ کر گئے ہوں گے، معاذ اللہ یا پھر بصیر پوری اور سیالوی صاحبان کے روحانی تصرّف وتوجہّ کی بدولت اِس بھنور سے نکلے ہوں گے۔ یہ مُنہ اور مسُور کی دال۔ معاذ اللہ۔

گستاخی نمبر **19.** صفحہ 114 پر پھر اُسی پُرانی ہیرا پھیری اور سینہ زوری کے بل بوتے پر حضرت ابنِ عربیؒ کی ایک عبارت کو سیاق وسباق اور حقیقی مفہوم سے مبرّا و بے نیاز کرتے ہوئے غوثِ پاکؒ کے بارے لکھ مارا کہ وہ اپنے اہل (گھر والوں) کے ساتھ کیسے تھے اور معاذ اللہ اب قبر میں وہ کس حال میں ہیں یہ میں (ابوالسعود) جانتا ہوں۔ عبارت ملاحظہ ہو: حضرت شیخ ابوالسعود نے ایک ایسے شخص کو جھڑک دیا' جس نے شیخ عبدالقادر کا مرتبہ بہت بڑھایا اور افراط سے کام لیا' پس آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں عبدالقادر کے حال کو خُوب جانتا ہوں وہ اپنے اہل کے ساتھ کیسا تھا اور وہ اب اپنی قبر میں کیسے ہے''۔

marfat.com

چاہے یہ الفاظ شیخ ابوالسّعود کی طرف سے واقعی صادر ہوئے ہوں یا نہ' اِن کی روایتی حیثیّت کچھ ہو اور اِن پر جیّد علماء و مُستند مشائخ کسی انداز میں مؤاخذہ بھی فرما چکے ہوں یہ الگ بات ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ بصیر پوری صاحب کا اِس عبارت کو اپنی کتاب میں گھسیڑنے سے مقصد کیا ہے۔ یعنی اندراجِ عبارت کی لمیّت کیا ہے؟ یقیناً یقیناً یہ حضرت اِس عبارت سے یہی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ غوثِ پاکؒ نہ تو دُنیا میں اپنے اہل کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرتے تھے اور نہ ہی معاذ اللہ اب اُن کے ساتھ قبر میں اچھا سلوک ہو رہا ہے۔ کیونکہ خیرُکم خیرُ کُم لِأھلهٖ وَأنا خیرُکُم لِأ ھلی (الحدیث) کی رُو سے آپ نے اپنے گھر والوں سے اچھا سلوک نہ کیا تو آپ سے بھی قبر میں اچھا سلوک نہ کیا گیا (معاذ اللہ) .....ع

ڈوب مرتے اگر حیا ہوتی

اِس انداز میں تو آدمی کسی ذاتی دُشمنی کی بنا پر کسی عاصی مسلمان بلکہ فاسق شخص پر بھی بعدِ موت تبصرہ نہیں کرتا' چہ جائیکہ ایسی شخصیّت پر یوں جرأت و بے باکی سے گفتگو کی جائے' جو لاکھوں صلحاء کروڑوں علماء اور اربوں اہلِ ایمان کی عقیدت و محبّت کا مرکز ہو' اگر یہ سیالوی اور بصیر پوری صاحبان کسی متأخر غیر معروف اور غیر مستند بزرگ کے عُرس کی چھوٹی سی تقریب میں بُلا لئے جائیں، انہیں مُرغ پلاؤ کھلا دیا جائے' یہ حضرت گردن ٹیڑھی کر کے سٹیج پر جا بیٹھیں' اِن کی بے سُری و بے گُری گفتگو پر کچھ نیم عقل حضرات ویلیں (بیلیں) نچھاور کرنا شروع کر دیں' ساتھ ساتھ نعرے بھی لگنے شروع ہو جائیں' حضرت شیخ الحدیث زندہ باد۔ مناظرِ اسلام زندہ باد' شمس الفقھاء زندہ باد' سرمایۂ اہلِ سنّت زندہ باد' اور پھر اِسی اثناء میں سوچی سمجھی سکیم کے تحت سٹیج پر کوئی سوالیہ پرچی آجائے کہ آپ جن

marfat.com

حضرت صاحب کے عُرس پر آ کر اُنہیں ولیِ کامل کہہ رہے ہیں' کیا آپ کے پاس اُن کی ولایت کی کوئی دلیل ہے؟ تو حضرت فوراً ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر صوفے یا کُرسی کے ڈنڈے پر مارنا شروع کر دیتے ہیں اور ریڈیو پاکستان پر خبریں پڑھنے والوں (نیوز کاسٹرز) کی آواز میں پُر جوش ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ حدیث شریف میں ہے انتم شهداء الله فی الارض ۔ اے ایمان والو! تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ اِتنی زیادہ خلقِ خُدا جس شخص کو نیک، صالح اور ولی کہہ رہی ہے' کیا وہ ولی نہیں؟ خلقِ خُدا کی اِتنی بڑی شہادت ہی تو صاحبِ قبر کے ولیِ کامل ہونے کی دلیل ہے۔

اب میں بصیر پوری اور سیالوی صاحب کے دامنِ ضمیر کو کھینچتے ہوئے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ او غوثِ پاکؒ کے نانا کے منبر پر براجمان بارگاہِ غوثیہ کے گستاخو! جب زمانۂ حال کے ہزار دو ہزار عامی مسلمانوں کی خوش عقیدگی ایک دورِ حاضر کے مُسلمان کے لئے ولایت کا تحقق کر سکتی ہے۔ کیا لاکھوں، کروڑوں اور اربوں مؤمنین، صلحاء اور علماء کی گواہی' نیازمندی اور عقیدت کیشی شیخ المشارق والمغارب پیرانِ پیرؒ کی غوثیتِ کبریٰ کا تحقق نہیں کر سکتی اور تم آج تک یہ ہرزہ لافی کر رہے ہو کہ ہم جانتے ہیں وہ قبر میں کیسے ہیں۔ بدنسلو! تمہارے سر پر تازیانۂ عبرت مارنے والا کوئی نہیں۔ غوثِ پاکؒ کے غلام کہلوا کر تم یوں گستاخیاں کرو اور پھر اہلِ سنت کے ٹھیکیدار بھی بنتے پھرو۔ اب ایسا نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

ما كَانَ اللّٰه ليذرَ المؤمنينَ علىٰ مَا اَنتم عَليهِ حتّى يميز الخبيث مِنَ الطيّب الآية: ترجمہ: اللہ وہ نہیں کہ چھوڑ دے مسلمانوں کو اُس حالت پر جس پر تم ہو جب تک کہ جُدا نہ کر دے ناپاک کو پاک سے (سورۂ آلِ عمران آیت نمبر 179) ایک طرف بزرگانِ دین سے اِس قدر نیاز مندی کا اظہار کہ تدبیر و تصرّف میں اُنہیں

marfat.com

شریکِ باری تعالیٰ بنادیا اور دوسری طرف خُبثِ باطن اور بغض وعناد کا یہ عالم کہ اُنہیں ایک فاسق دوزخی سے تشبیہ دے ڈالی۔ آپ کو چشتی اور سیالوی کہلانے کی نسبتیں کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتیں' کیونکہ جب انسان فطری طور پر بد ہو تو اچھوں کی صحبت بھی اُس پر مثبت نتائج مرتّب نہیں کرسکتی۔ بقولِ راقم ؎

جس کی فطرت ہو عیبِ شر سے مملُو
صُحبت سے وہ اچھوں کی نہ ہوگا خوش خُو
رہتی ہے اگرچہ رات دن پانی میں
جاتی نہیں مچھلی کے بدن سے بد بُو

گستاخی نمبر 20. صفحہ 140 پر پچھلے صفحات میں یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ کرامت کا اظہار منع ہے' یہ بارگاہِ ربّ قدیر میں جرأت ہے وغیر وغیرہ۔ اب یہاں لکھا کہ صحابۂ کرام کا طریقۂ مبارکہ کیونکہ اظہارِ کرامات والا نہیں' جبکہ صحابۂ کرامؓ کے طریقہ کی پیروی ضروری ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ غوثِ پاکؒ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم کے طریقہ کی پیروی نہیں کی اِسی لئے وہ پُرخطر' غیر مامون اور غیر محفوظ راستہ پر چل نکلے۔ خُدا معلوم اِس پُرخطر راستہ پر چل کر اُن کا انجام کیا ہوا ہوگا؟ معاذ اللہ۔

ملاحظہ ہو صفحہ 140۔ ''صحابہ کی روش کی پیروی ضروری ہے' جیسے اُنہوں نے دعاوی اور اظہارِ کرامات سے پرہیز کیا' یہ ہی اسلم طریقہ ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ فرماتے ہیں اصحابی کالنّجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم روشِ صحابہؓ کے خلاف جو بھی روش ہے' وہ غیر اسلم غیر مامون اور پُرخطر ہے''۔ گویا جن بزرگانِ دین سے کثرتِ کرامات کا ظہور ہوا وہ غیر محفوظ راستہ پر چل نکلے۔ قارئین! سیالوی صاحب کے

marfat.com

پیر و مُرشد حضرت شیخ الاسلامؒ کا ایک ملفوظ شریف ملاحظہ کیجئے اور پھر بصیر پوری صاحب وسیالوی صاحب کے متعلق آپ ہی کچھ مناسب رائے دیں حضرت شیخ الاسلامؒ اپنے جدِ امجد حضرت خواجہ شمس الدّین سیالویؒ کی روایت سے حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسویؒ کا مقام و مرتبہ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ''آپ شہبازِ طریقت تھے جو کام مولانا رومؒ بڑی توجہ سے کرامتاً کرتے وہ پیر پٹھانؒ ہنسی کی صُورت میں سرانجام فرما دیتے۔(ملاحظہ ہو انوارِ قمریہ ص226 مطبوعہ لاہور سنِ طباعت 2002ء)

اِس ملفوظ شریف کا مقصد واضح ہے کہ حضرت شاہ سلیمان تونسویؒ سے اِس قدر کثرتِ کرامات کا ظہور ہوا کہ مولانا رومؒ بھی اُس تک نہیں پہنچ سکتے۔ کیا پھر پیر پٹھانؒ غیر اسلم اور غیر محفوظ راستہ پر نہ چلے۔

گستاخی نمبر 21. صفحہ 178 پر قطبِ اصلی اور قطبِ نائب کی بحث کرتے ہوئے اور یہ ثابت کرتے ہوئے کہ رسولِ اکرم ﷺ ہی اصل قطب ہیں اور سب حضور ﷺ کے نائب ہیں۔ لہٰذا کسی ولی کو غوثِ پاکؓ کا نائب کہنا مناسب نہیں ہے۔ ذرا گفتگو کا انداز اور تحریر کے تیور ملاحظہ ہوں، کیا کسی باادب سُنّی کا یہ طریقہ ہو سکتا ہے۔ لکھتا ہے ''لو جی اب تو سارے ہی نائب بن گئے کوئی بھی اصلی قطب نہ رہا تو قطبیّتِ اصلیہ و غیر اصلیہ کی بحث کا سرے سے مکمّل خاتمہ ہو گیا اگر کوئی اصل قطب ہے تو وہ صرف رسول ہے ماسوائے رُسلِ عظام کے سارے حضرات نائب قطب ہیں' کیا شیخ عبدالقادر جیلانی اور کیا حضرت بایزید بسطامیؒ اور جو بھی نائب ہیں وہ قطب کے نائب ہیں، جو کہ رسول ہے' نہ کسی اور کے وللہِ الحمد اب یا تو سب کو اصلی مان لو یا کوئی بھی اصلی نہ رہے گا۔

مانو نہ مانو جانِ من تمہیں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں

marfat.com

یہ تو بہت بڑے قادری شیخ کے ارشادات ہیں، جن کے دادا پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں اور جولسان القوم ہیں۔ اُف! جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے'' اِس قطعۂ عبارت پر ہم تبصرہ نہیں کرتے ۔ قارئینِ کرام خود اندازہ فرمالیں کیا یہ انداز دوستانہ ہے یا دُشمنانہ ۔ گویا پیرانِ پیرؒ کو غیر اصلی قطب ثابت کر کے اُن کا مرتبہ گھٹانے اور اُنہیں مرتبۂ ولایت سے محروم قرار دینے کے بعد بصیر پوری خوشی منا رہا ہے اور سیالوی صاحب اِس خوشی پر اُسے مبارک دے رہے ہیں ..... ع

یہ بھی نمک حرام ہے، وہ بھی نمک حرام

بصیر پوری صاحب کی شمس الفقہائی اور عربی و فارسی علوم میں اُن کی مہارت کا آپریشن تو ہم ان شاء اللہ بعد میں کریں گے یہاں ہم اپنے قارئین کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ موصوف اوزانِ شعر سے بھی نابلد ہیں چنانچہ محوّلہ بالا شعر کا مصرعِ اولیٰ شعری وزن سے بھی ساقط ہے جبکہ دوسرا مصرع صحیح ہے اگر ایک مصرع ساقط الوزن تھا تو اُسے لِکھا ہی کیوں ظاہر ہے کہ اُنہوں نے اِسے بہ اعتبارِ وزنِ شعر درست سمجھ کر لکھا حالانکہ وہ ساقط الوزن تھا۔ جس شخص کی علمی و ادبی استطاعت کا یہ حال ہو تو وہ علومِ عالیہ پر بحث کرنے کا مجاز کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز علاّمہ سیالوی صاحب کے درج کردہ اشعار پر بھی علمِ عروض و قوافی کی رُو سے گرفت کرنا ابھی باقی ہے اگر اُنہوں نے یہ سلسلہ آگے چلایا تو ہم بھی وَاِن عُدتّم عُدْنا پر عمل کرتے ہوئے جواب الجواب میں اِس پہلو سے بھی گفتگو کریں گے۔

گستاخی نمبر 22. صفحہ 185 پر بڑے غضب ناک انداز میں یہ سُرخی قائم کر ڈالی ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے۔'' اور اس سرخی کے ضمن میں بہ تحقیق لکھا ''اصحاب الاحوال مغلوب العقل ہوتے ہیں'' اور پھر

marfat.com

اِس کا نتیجہ نکالتے ہوئے یہ بھی تیر چلا دیا ''بلاشُبہ صاحب حال حُکمِ مجنون میں ہے۔ جو کہ مرفوع القلم ہے' پس نہ اُس کے لئے کچھ لکھا جاتا ہے نہ اُس پر'' اِس ترتیب اور تحریر کا نتیجہ یہ نکلا کہ غوثِ پاکؒ معاذ اللہ مغلوب العقل اور مجنون تھے۔

حقیقت دیکھ لیں خود جوڑ کر تصویر کے ٹکڑے
یہ میرے دِل کے ٹکڑے ہیں' یہ اُن کے تیر کے ٹکڑے

غوثِ پاکؒ جس گلشنِ رسالت کے پھُول کی خوشبو ہیں' جن کی نسلِ پاک سے متعلق ہیں' زمانے کو یاد ہوگا کہ اِن کے نانا جان ختمی مرتبت ﷺ کے بارے بھی کچھ لوگوں نے کہا تھا کہ معاذ اللہ یہ تو مجنون ہیں' پھر اُس محبوبِ دارین کے خالق و مالک نے جس انداز سے اپنے حبیب ﷺ کی ذات سے اِس الزام کو ہٹایا اور الزام دینے والوں کو جن القابِ فضیحہ سے نوازا وہ بھی قرآنِ حکیم میں بہ صراحت موجود ہیں' جن کی ترتیب یہ ہے۔

حلّافٍ بڑا قسم کھانے والا مھینٍ ذلیل ھمّازٍ بہت طعنے دینے والا مشّآءٍ بنمیمٍ بہت اِدھر اُدھر کی باتیں کرنیوالا منّاعٍ للخیر بھلائی سے بڑا روکنے والا معتدٍ حد سے بڑھنے والا اثیمٍ گناہ گار عُتُلٍّ دُرشت خو (گردن ٹیڑھی رکھنے والا) زنیم (نُطفۂ بے تحقیق) جس کی اصل میں خطا ہو۔ یقیناً ان القاب کے حق دار اس دور کے وہ دوست نُما دشمن بھی ہیں' جو مسلمان کہلوا کر بھی اِس پاک گھرانے کی گستاخی میں کوشاں رہتے ہیں۔

شانِ غوثِ پاکؒ میں گستاخیاں' بے باکیاں
لعنتُ اللّٰہِ علیکُم دُشمنانِ غوثِ پاکؒ

گستاخی نمبر 23. حضرت پیرانِ پیرؒ کا مقام و مرتبہ گھٹانے کی قسم اُٹھا کر قلم اٹھانے

marfat.com

والے بصیر پوری صاحب اپنے مخصوص عنادی لہجے میں بزرگانِ دین کے مراتب ناپنے کا پیمانہ یوں متعارف کرواتے ہیں۔ ''حقیقت یہ ہے کہ دونوں بزرگوں کے ارشادات ہی اُن کے مقامات کو واضح کر رہے ہیں حضرت محبوبِ سبحانی محبّتِ الٰہی کے پیالے نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور عشق کے پیالے نوش کر لینے کے بعد اپنے مست ہونے کا ذکر فرماتے ہیں' جبکہ حضرت محبوبِ الٰہی محبّتِ الٰہی کے ہزاروں دریا نوش کرنے کی بات کرتے ہیں اور پھر بھی تشنگی ہے' کیا مجال کہ اسرارِ الٰہی سے کچھ بھی زبان سے سَرزد ہو' جس قدر دریاؤں اور پیالوں میں فرق ہے اُسی قدر محبوبِ سبحانی اور محبوبِ الٰہی کے مراتب ومقامات میں فاصلہ ہے''۔ پھر اس بات کو ہوا دیتے ہوئے شانِ غوثیت میں یوں دست اندازی کی مذموم کوشش کرتے ہیں۔ ''یہ کیسے صاحبِ تمکین اور عظیم الشّان صاحبِ صحو ہیں کہ دریاہائے اسرارِ خداوندی نوش کر جانے کے باوجود تشنہ ہیں اور زبان سے اسرارِ الٰہی میں سے کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیتے اور پیالے پینے والے جو پیالہ بھی نوش کرتے ہیں مست ہوکر ظاہر کر دیتے ہیں''

اگلے صفحہ نمبر 251 پر اسی تقابل کو یوں نتیجہ خیز ثابت کرتے ہیں ۔

کہہ رہا ہے شورِ دریا سے سمندر کا سکوت
جس میں جتنا ظرف ہے اُتنا ہی وہ خاموش ہے

حالانکہ اِس محرومِ عقل نے اتنا بھی نہیں سمجھا کہ حضرت محبوبِ سبحانی کے کلام میں پیالوں اور حضرت محبوبِ الٰہی کے کلام میں دریاؤں کا ذکر صرف تمثیلات واستعارات کی بات ہے۔ ورنہ دریا تو دریا سمندر بھی قلبِ مومن کے ایک گوشے میں سما سکتے ہیں۔ ویسے معترضِ خام کو اگر پیالوں کا لفظ زیادہ ہی کھٹکتا ہے تو قرآن مجید میں اہل جنّت کے لئے

marfat.com

پیالوں کا ذکر متعدد مقامات پر آیا ہے۔

جیسے کہ واکواب موضوعة ، وَکَأسٍ مِن مَّعِیُنٍ لَا یُصَدَّعُونَ عنها وَ لَایُنُزِفُون ، وکَوَاعِبَ اَتْرَابَاوَکَأساً دِهَاقاً ۔کیا یہ پیالے پینے والے مؤمن درجے میں کم ہوں گے؟اور پھر غوثِ پاکؓ کو پیالے پی کر راز ظاہر کر دینے کا طعنہ دینے والے طاعن مُلّا اِن اشعار پر کیوں تصویرِ حُبن و مداہنت بن جاتے ہیں۔

ولَو القیتُ سرّی فی بحارٍ
لَصارَ الکُلُّ غورًا فی الزّوالِ
وَلَو اَلقیتُ سرّی فوق نارٍ
لخمِدَت وَ انطفت مِن سرّ حالِ

جس ہستی کا رازِ باطنی سمندروں کو صحرا بنا دے' اُس کے آگے دریاؤں کی کیا حقیقت ہے۔ بقولِ راقم۔

جس نے پی ہو مئے تسلیم و رضا روزِ ازل
اُسکی دانست میں کیا چیز ہے دریا ' پانی

اور پھر اُن کے خوشہ چیں، اُن کی بارگاہِ عالیہ کے فیض یاب اور بزبانِ تشکّر.....ع

کرم کیتا غوثِ اعظمؒ اپنے سردیاں والیاں

کہنے والوں کی جب کیفیت وحیثیت یہ ہے کہ فرماتے ہیں ''مَیں تو فقیر اُسے سمجھتا ہوں جو معرفت کے سات سمندر پی کر بھی ڈکار تک نہ لے'' تو اُس غوثُ الاغواث اور غیثُ الاغیاث کا کیا مقام ومرتبہ ہوگا۔تمہاری اپنی ذہنیت گھٹیا ہے' پیرانِ پیرؒ کے مقام کو کم

marfat.com

ثابت کرنے والو! اپنی فطری خرابیوں کا علاج کراؤ' بقولِ صائبؔ تبریزیؒ ؎

اے کہ خودرا در دلِ مازشت منظر دیدہ ای
رُوئے خودرا چارہ کن! آئینۂ مازرد نیست

گستاخی نمبر 24. اب ہم بصیر پوری صاحب کی کتاب کے صفحہ 251 سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں، ذرا نگاہِ انصاف سے پڑھیئے اور پھر اندازہ کیجئے کہ یہ حضرت کس بُری طرح بُغضِ غوثیہ میں مُبتلا ہو کر حدیثِ قُدسی میں واردشُدہ اِس وعیدِ شدید کے مستحقِ وحید بن کر جبّارِ عنید بن چکے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے من عادٰی لی ولیًا فقد آذنتُہٗ بالحربِ..... (الحدیث) غور کیجئے لکھتے ہیں ''حیرت ہے جن غالی لوگوں کے شیخ تمام عُمر بوجہِ سکر وفنا وعروج وحال وادلال وزھو وعموم ودعاویِ طویلہ وعریضہ و شطحیاتِ کثیرہ کا بکثرت اظہار فرماتے رہے' وہ ہمارے مشائخ کو جو تامدّتِ حیات مقامِ عبودیّتِ محضہ میں رہے اور کامل ترین اصحابِ صحو تھے' کم قرار دیتے ہیں' ایسے ہی موقع کے لئے کسی نے یہ شعر کہا ہے۔ ؎

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرلے[1]''

گستاخی نمبر 25. اسی صفحۂ مذکور پر ہی پھر اپنی جہالت، کم علمی، حقائق سے بے خبری، نارسائیِ فہم، سُوءِ حفظ' اکابرین کے کلامِ بلند کی حقیقت سے ناآشنائی اور بزرگانِ دین

---

[1]: اس عبارت پر تبصرہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ ''عیاں راچہ بیاں'' البتہ اس میں جو لمبے عطف ڈالے گئے ہیں اُن کو دیکھ کر ہر سمجھدار قاری بصیر پوری صاحب کی جہالت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے۔ (منہ)

marfat.com

کے بُغض کی لت سے مجبور ہوکر حضرت رئیس المکاشفین ابنِ عربیؒ کے کلامِ مُعجز نظام کو سیاق وسباق سے کاٹ کر، خیانتِ معنوی اور عبارتی بددیانتی کا ارتکاب کرتے ہوئے بصیر پوری صاحب پھر ہرزہ سرائی کرتے ہیں'' قادری حضرات کے شیخِ اکبر حضرت ابنِ عربی قادری فرماتے ہیں، فانّ حکمَ صاحب الحال حکم المجنون ارتفع عنہ القلم '' گویا بصیر پوری نے حضرت غوثِ پاکؒ کو مجنون (دیوانہ) اور پورے سلسلۂ عالیہ قادریہ کو دیوانوں کی دنیا ثابت کرنے کی سعیِ نامُراد کی ہے اور سلسلۂ عالیہ قادریہ اور سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے وابستگان کے مابین نفرت کی دیوار کھڑی کرتے ہوئے سلسلۂ چشتیہ کو مکمّل خرد کی آگہی اور سلسلۂ قادریہ کو مکمّل دیوانگی کی بے خبری قرار دے دیا، حالانکہ اِس عقل وخرد سے پیدل جاہلِ مرکّب کو اِتنا بھی پتہ نہیں' وہاں عقل وخرد کے معانی اور تقاضے کچھ اور ہو جاتے ہیں، بقولِ علّامہ اقبال لاہوریؒ ؎

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لَا یحزنُوں کر
خرد کی گُتھیاں سُلجھا چُکا میں
مرے مولا! مُجھے صاحب جنوں کر

احناف کے نزدیک اصولِ فقہ کی معتبر کتاب نُورالانوار میں مذہبِ اہلِ سنّت کو مختار اور لفظِ صراطِ مستقیم کا مصداق یوں قرار دیا گیا۔ وعلٰی طریقِ سلوك جامع بین المحبّة والعقل فَلا یکونُ عشقًا محضًا مفضیًا اِلی الجذب ولا عقلًا صِرفًا موصِلًا اِلی الالحادِ والفسلفة نعوذُ باللہ منہ یعنی

marfat.com

لفظِ صراطِ مستقیم کا مصداق وہ مذہبِ حق ہے جو عقل اور محبت کا جامع ہے۔ نہ محض عشق اور نہ فقط عقل کا۔ علاوہ ازیں سلطانُ الزّاہدین بابائے چشتیاں حضرت فریدالدّین مسعودؒ گنجِ شکرؒ نے جب سلطان المشائخ حضرت نظام الدین محبوبِ الٰہی زری زربخش دہلویؒ کو اپنی خلافت سے نوازا تو آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ہمارے مشائخ کے نزدیک خلافت کا مستحق وہ شخص ہوتا ہے، جو تین کمالات کا جامع ہو۔ اوّل علم، دوم عقل، سوم عشق۔ چوں کہ تم میں یہ تینوں کمالات موجود ہیں اس لئے تمہیں خلافت دے رہا ہوں۔ حضرت میر خوردؒ کی اپنی تحریر ملاحظہ ہو: از سلطان المشائخ قدّس سرّہٗ سوال کردند کہ کدام اوصاف است کہ آدمی بداں مستوجبِ خلافتِ مشائخ می گردد۔ اُو فرمود کہ اوصافِ ایں کار بسیار است۔ فامّا در آں ایّام کہ خواجۂ من مرا بدولتِ خلافتِ خود رسانید۔ روزے مرا گفت: باری تعالیٰ ترا علم و عقل و عشق دادہ است و ہر کہ ازیں ۳ صفت موصوف باشد از و خلافتِ مشائخ نیکو آید[1] چنانچہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کو محض خرد کی زنجیر میں پابند کرنا خود اِس سلسلۂ عشق و محبّت کی توہین بھی ہے۔ بقولِ عربی شاعر ؎

اذا کانَ الغُرابُ دلیلَ قومٍ سیھدیھم طریقَ الھالکینا[2]

گستاخی نمبر 26. اِسی صفحۂ مذکور 251 پر مزید گُل کاری ملاحظہ ہو لکھا ہے

"حضرت محبوبِ سبحانی قدّس سرّہٗ ساری زندگی صاحبِ سُکر و حال و ادلال ہی رہے اور عُمر شریف کے آخری چار دن میں عبدیّت و نزول کی طرف کسی قدر رجوع نصیب ہوا

---

[1]: ملاحظہ ہو: سیر الاولیاء، فارسی، از سیّد محمد بن مبارک علوی کرمانی، المعروف بہ میر خورد، ص 355 مطبوعہ مؤسسہ انتشاراتِ اسلامی لاہور۔

[2]: ترجمہ: کہ جب کوّا کسی قوم کا راہبر بن جائے تو وہ اُنہیں تباہی اور ہلاکت کے راستہ کی طرف ہی راہنمائی کرے گا۔

marfat.com

مقامِ عبدیّت عبدیّت ونزول تام نہ ہوسکا"۔

اندازہ کیجئے بصیر پوری صاحب کی بے بصیرتی کا اور پھر ان کے مقرِّظ، مصدِّق اور مؤیّد سیالوی صاحب کی تقلیدِ کورانہ کا کہ جس شخصیّت کی ساری زندگی تعلیم وتدریس، وعظ و نصیحت، ارشاد وسلوک، تصنیف وتالیف اور وادیِ معرفت کی سیر وسیاحت میں گزری، جس کا فتویٰ پورے عراق میں مسلّم اور حرفِ آخر ہوتا تھا، جس کی مجلسِ وعظ میں محدّثین، فقہاء، علماء، اولیاء، رجال الغیب، جنّات اور ذی شعور وعقل انسانوں کا ستّر ستّر ہزار کا اجتماع ہوتا تھا، بیک وقت چار چار سو قلم دوات مواعظ وخطبات کو تحریر کرنے کے لئے موجود ہوتے تھے، ہر مجلس میں سینکڑوں کافر مسلمان ہوتے، فُسّاق وفُجّار تائب ہوکر صاحب مقام بنتے، عشقِ الٰہی کی حدّت وتاثیر سے کئی کئی جنازے اُٹھتے، کامل اولیاء اُسی وعظ میں اپنے مدارجِ سلوک طے کرتے، دُور دراز کے اولیائے وقت حلقے بنا کر بیٹھتے اور باادب ہوکر وعظ سُنتے، کوثر وتسنیم کی تاثیر میں رچی بسی ہوئی جس کی زبان کا نکلا ہوا ہر ہر جملہ کتاب وسنّت کی تائید سے مؤیّد اور صحابہ وتابعین کے اقوال سے موثّق ہوتا، جس کی تالیفات آج تک علماء وفقراء میں حجت سمجھی جاتی ہوں۔ ایسی ذاتِ عالیہ کے متعلّق ایسے گرے ہوئے جملے لکھنا اور پھر اُن جملوں کی تصدیق کرنا کسی پرلے درجے کے پاگل، جاہل اور بے حمیّت ہی کا کام ہوسکتا ہے، کسی شمس الفقہاء اور شیخ الحدیث سے ایسی جہالت ودنائت کی توقّع ہرگز نہیں کی جاسکتی۔ اور پھر ان الفاظ پر تو باضمیر انسان چونک اُٹھتا ہے۔

"آخری چار دن میں عبدیّت ونزول کی طرف کسی قدر رجوع نصیب ہوا" لفظ "کسی قدر" اور "نصیب ہوا" پر غور ہو، یعنی غوثِ پاکؒ کے مقدر میں تھوڑی سی سعادتِ عبدیّت

marfat.com

آئی۔کاش یہ بے لگام اضلّ مِنَ الا نعام سعادت ونصیب کے مفہوم سے کچھ واقف ہوتا اگر زیادہ توفیق نہیں تھی تو اِسی ایک شعر پر ہی غور کر لیتا۔ ؎

درستُ العِلمَ حتّٰی صِرتُ قُطبًا
ونِلتُ السّعد من مَولَی المَوالی

گستاخی نمبر 27. قارئینِ باتمکین! ذرا انصاف و دیانت کے تقاضے ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل فقرات پر غور فرمائیں' کیا تاریخِ اسلام میں کسی ذی عقل وشعور اور صاحب علم وفقر شخص کے قلم سے ایسے فقرات کا ظہور ہوا' یا آج تک کسی سیانے اور سمجھ دار بھلے مانس آدمی نے بزرگانِ دین کے مابین موازنہ و مقابلہ کی یوں رسم جاری کرتے ہوئے یہ طریقۂ جاہلانہ اختیار کیا' جو حضرت بصیر پوری صاحب نے متعارف کروایا اور اشرف سیالوی صاحب قبلہ نے جس کی تصدیق کر کے سیاہ بختوں میں اپنا نام لکھوایا۔تحریر ملاحظہ ہو۔

''ہم اپنے شیخ کی سُنّت ادا کرتے ہوئے وہی کچھ آج کے غالی قادری حضرات کے سامنے ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے ہیں علیٰ رؤوس الاشہاد کہتے ہیں' ہم اپنے اکابر مشائخِ کرام کو سمیت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ کے کسی بھی سلسلہ کے اکابر مشائخ سے کم نہیں سمجھتے' بلکہ اعلیٰ ترین و افضل ترین سمجھتے ہیں اور یہ صرف اظہارِ عقیدت ہی نہیں' ایک حقیقتِ واقعیہ ہے' جو دلائلِ قاہرہ سے ثابت ہو چکی ہے اور روزِ روشن کی طرح عیاں ہے یہی سارے چشتیوں کا عقیدہ ہے اور بالفرض اگر کسی کا یہ عقیدہ نہ ہے تو وہ اپنے عظیم ترین مشائخ کے فیض سے محروم ہے''۔

marfat.com

کیا یہی سارے چشتیوں کا عقیدہ ہے یا بصیر پوری صاحب کی محض لاف زنی ہے' یہ الگ موضوع ہے اور یہ بے بصیرت ملاّ کون ہوتے ہیں' مشائخ کے فیض سے لوگوں کو محروم کرنے والے' ہم اِس سعادت و بصیرت سے محروم ذاتِ شریف کو صرف آیتِ قرآنی کا ایک حصّہ ہی سُنا کر شرم دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری ہے أهُم يقسمون رحمة ربك نحن قسمنا بينهم۔الآية (پارہ۲۵)ترجمہ: کیاوہ بانٹتے ہیں تیرے رب کی رحمت کو'ہم نے بانٹ دی ہے۔

گستاخی نمبر **28.** ذرا یہ انداز بھی ملاحظہ فرمائیں جو کتاب کے صفحہ 278 پر اختیار کیا گیا۔ ''اب دیکھنا یہ ہے کہ ایک ایسا شیخ جس کی ساری زندگی فخر وادلال اور سکر وحال میں گزری ہے' اُس کی زندگی کے آخری ایّام میں یک لخت تغیّر وانقلاب کیوں واقع ہوگیا؟ اس کی زندگی کے آخری ایّام میں کس ایسی مقدّس ہستی کا فیض ہوا کہ ساری زندگی کے ادلال وناز کو چھوڑ کر مقامِ عبدیّت ونیاز کی طرف آگئے اس تغیّر کی شہادت سب اکابرین دے رہے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایسی مقدس ہستی حضرت خواجہ غریب نواز چشتی اجمیری قدّس سرّہٗ کے علاوہ اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ آخری دِنوں میں انہی سے صحبت اور انہی کے فیض کا ذکر ملتا ہے' یہ مشائخِ چشت اہلِ بہشت کی ہی برکت تھی اس لئے کہ عجز ونیاز وعبودیّت سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی فطرت میں شامل ہے''

تبصرہ: بصیر پوری صاحب کی اِس عبارت پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُن کی تحقیق کے مطابق حضرت پیرانِ پیرؒ' حضرت غریب نوازؒ کی صحبت میں رہ کر فیض یاب ہوئے۔ اگرچہ یہ بات قطعاً غلط ہے' مگر بقولِ بصیر پوری اُن لوگوں کے لئے لمحۂ فکریہ ضرور ہے

marfat.com

جوغوثِ پاکؒ اورغریب نوازاجمیریؒ کی ملاقات کے قطعی منکر ہیں کہ اِن ہردوحضرات کی ملاقات تاریخ سے ثابت ہی نہیں' لیکن حیرت اِس بات پر ہے کہ جب غوثِ پاکؒ کے غریب نواز اجمیریؒ سے فیض یافتہ ہونے کا ذکر آئے تو بصیر پوری صاحب کی طرح اُن کی ملاقات کا ذکر بہ ایں الفاظِ مذکورہ کیا جاتا ہے' مگر جب غریب نوازؒ کے غوثِ پاکؒ سے فیض پانے اور گردن جُھکانے کی بات کی جائے تو اِس بات کا سرے سے انکار ہی کر دیا جاتا ہے' جب کہ ہم بحوالہ مقابیس المجالس لکھ آئے ہیں کہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ نے فرمایا کہ اگرغوثِ پاکؒ کے قدمی ھذہٖ کے اعلان کے وقت خواجہ اجمیریؒ ابتدائی مراحل میں ہونے کے سبب اصحابِ رقبہ میں سے نہیں ہو سکتے تو اُن کے شیخ خواجہ عثمان ہرونیؒ یا پھر اُن کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنیؒ ضرور اصحابِ رقبہ میں سے ہوں گے۔

چونکہ بصیر پوری صاحب کے نزدیک بھی حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی شخصیّت حُجّت کا درجہ رکھتی ہے' اسی لئے تو موصوف نے اپنی کتاب حکایتِ قدمِ غوث میں آپ کے ارشادات کو بہ طورِ سند پیش کیا ہے' ظاہر ہے کہ بصیر پوری صاحب اور ہمارے نزدیک بھی حضرت خواجہ صاحبؒ ایک ایسے مستند چشتی نظامی اور عارف باللہ شیخِ کامل تھے' جن کا سینۂ بے کینہ عرفان وتقویٰ کے انوار کا تجلّی خانہ ہونے کے سبب کشف وکرامت کا ایک شفّاف آئینہ بھی تھا۔

کیا بصیر پوری صاحب اوراُن جیسا کوئی دوسرا چشتی نظامی یہ کہنے کی جسارت کرسکتا ہے کہ خواجہ صاحبؒ نے یہ بات بس یونہی کہہ دی تھی' اِس کا حقیقت سے کوئی تعلّق نہیں۔ جب ہم سب یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ صاحبؒ نگاہِ ظاہر کے ساتھ نگاہِ باطن بھی

marfat.com

رکھتے تھے تو پھر ہم یہ بات تسلیم کر لینے میں آخر کیوں ہچکچاتے ہیں کہ خواجہ غلام فریدؒ نے قدمی ھذہٖ کے سلسلے میں خواجہ عثمان ہرونیؒ یا پھر حاجی شریف زندنیؒ کے اصحابِ رقبہ میں سے ہونے کا جو تذکرہ ''ضرور ہوں گے'' کے تاکیدی الفاظ میں فرمایا ہے' وہ مبنی برحقیقت ہے۔ معاذ اللہ اِسے ہم سرِ راہ بیٹھے کسی مخبوط الحواس اور کور باطن ملنگ کا قولِ لغو تو قرار نہیں دے سکتے' بلکہ ہمیں یہ ایک ایسے مستند اور جامع الصفات شخص کا ایک ایسا مبنی برحقیقت ارشاد تسلیم کرنا پڑے گا' جو معارف وحقائق' دردوگداز اور علومِ ظاہری و باطنی کے حوالے سے مجمع البحرین حیثیت کا حامل تھا۔ اگر بالفرض حضرت خواجہ صاحبؒ اِس روایت کو بصیر پوری اور سیالوی صاحب کی طرح محض ایک حکایتِ بے سند کا درجہ دے دیتے تو اِن ہر دو حضرات کی طرح اُن کو ایسا کرنے سے کون روک سکتا تھا۔ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ نے بہ سلسلۂ قدمی ھذہٖ جو کچھ فرمایا' اپنے باطنی کشف کی آنکھ سے دیکھ کر فرمایا تھا۔ بصیر پوری اور اُن کے ہم نواؤں کے نزدیک اگر حضرت خواجہ صاحبؒ کے دوسرے اقوال سند کا درجہ رکھتے ہیں۔ تو قدمی ھذہٖ کے سلسلے میں آپ کا محولہ بالا ارشاد درجۂ اعتبار و سند سے کیوں کر ساقط قرار دیا جا سکتا ہے، یہ تو أفتؤ منُونَ بِبَعۡضِ الۡکِتَابِ وَ تَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ ؕ والی بات ہوئی۔

خلاصۂ بحث یہ کہ حضرت خواجہ غلام فریدؒ کے محولہ ارشاد کے تحت اگر حضرت خواجہ عثمان ہرونیؒ یا اُن کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنیؒ ہی کو گردن جُھکانے والوں میں تسلیم کر لیا جائے تو اُردو ضرب المثل ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں کے مطابق بعد کے مشائخ خود بخود اصحابِ رقبہ میں آ جاتے ہیں' اُستادوں کا اُستاد جس کے آگے جُھک

marfat.com

جائے' اُس کے شاگرد مرتبۂ اُستادی پر فائز ہونے کے باوجود جُھکنے والوں کے شمار میں آجاتے ہیں' یہ کیسے ممکن ہے کہ اُستاد تو جُھک جائے' مگر شاگرد اپنے اُستاد کے اتباع سے رُوگردانی وانکار کرتے ہوئے خود کو اِس سے خارج تصور کریں۔

یہی حال ایک شیخ اور اُس کے خلفاء ومریدین کا ہے کہ اگر شیخ یا اُس کے شیخ کا شیخ کسی کی عظمتِ خداداد کے آگے اپنا سر جُھکا دے تو یوں سمجھئے کہ اُس کے بعد قیامت تک آنے والے تمام خلفاء و مریدین اُسکے سامنے جُھک گئے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ سلسلۂ طریقت کا ایک عظیم سربراہ وشیخ تو جُھک جائے' مگر اُس کے بعد آنے والے اُسی سلسلہ کے خلفاء اُس شخصیّت کے سامنے جُھکنے سے انکار کردیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ سیالوی اور بصیر پوری صاحبان جیسے سعادت منداور ہونہار شاگرد اپنے دادا یا پردادا اُستاد کے کسی بڑے کے سامنے جُھکنے یا اُس کے آداب بجالانے کا ناقابلِ تردید ثبوت پاکر بھی اپنے کبرِ علم کے ہاتھوں مجبوری کے باعث بدستور اکڑے رہیں کہ ہمارا دادا یا پردادا اُستاد تو ضرور جُھکا ہوگا' مگر آخر ہم کس خوشی میں یہ مفت کی ذلّت گوارا کرلیں۔ بلکہ أنا خَیرٌ مِنہ الخ

قارئینِ گرامی! علمائے ظاہر کی دنیا تو محض چند کھوکھلے الفاظ پر اترانے والوں کی بے معنیٰ دنیا ہوتی ہے اور پھر ایسے لوگ تو صرف الفاظ کے آڑھتی ہوا کرتے ہیں' جب کہ اِس کے برعکس دنیائے تصوّف ایک ایسی مستقل دنیائے حقائق ومعانی ہے کہ اِس دنیا کے نکتہ رس باشندے پیکرِ الفاظ میں نگارِ معنیٰ کی مکمّل زیارت کرلیا کرتے ہیں' علاّمہ اقبالؒ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِسی حقیقت یاب نگاہ کے حصول کی التجا کرتے ہوئے کہا تھا۔

marfat.com

ع.....

در بادہ نشہ رانگرم آں نظر بدہ

دنیائے فقر تو ایسی دُنیا ہے کہ اِس دنیائے خود سپردگی میں رعونت و کبر نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی' بلکہ تصوف کی اِس ادب گاہ میں جن نُفوسِ قُدسیہ کی نگاہیں جس جلوۂ ذات کی متلاشی رہتی ہیں اور وہ خود جس امرِ غیبی کے منتظر رہتے ہیں' اُنہیں جہاں بھی وہ جھلک نظر آتی ہے وہیں جُھک جاتے ہیں بقولِ کسے ؎

جس جگہ تیری جھلک پائی' وہیں ڈوب گئے
ہم نے قطرے پہ کیا غور' نہ دریا دیکھا

اور پھر اِن کا یہ جُھکنا غیبی امر کے سامنے جُھکنا ہوتا ہے' علاوہ ازیں اِس دنیا کے لوگ تو آناً فاناً عالمِ کشف میں جا کر حقیقتِ حال دریافت کر لینے کا کمال بھی رکھتے ہیں۔ یقیناً یہی وجہ ہے کہ کسی مُستند تاریخی حوالے سے اکابر مشائخِ چشت کے ہاں قدمی ھذہ کے معاملہ میں صریح انکار کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ ہم نے اپنی اِس کتاب میں حضرت خواجہ غلام فریدؒ' حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ اور حضرت مولٰنا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ اور دیگر حوالوں سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ مشائخِ چشت نے قدمی ھذہ کے فرمان کا کہیں بھی انکار نہیں فرمایا' اگر پھر بھی بصیر پوری اور سیالوی صاحبان اپنی دیرینہ عادت سے مجبور ہو کر یہ کہیں کہ قدمی ھذہ کے سلسلے میں اکابر مشائخِ چشت کے اقرار و تسلیم کا کہیں بھی ثبوت نہیں ملتا' تو پھر اِن ہر دو حضرات پر لازم ہے کہ وہ کسی مُستند حوالے سے

marfat.com

اکابر مشائخِ چشت کے صریح انکار کا کوئی ٹھوس ثبوت ہی فراہم کر دکھائیں۔ یہاں قابلِ غور امر یہ بھی ہے کہ ایک طرف تو کئی حوالوں سے اکابر مشائخِ چشت میں سے ایک عظیم شیخ کے گردن جُھکانے کا ثبوت مل رہا ہے' کما ذکرناہ آنفاً جب کہ دوسری طرف کسی ایک مستند حوالہ سے بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ اکابر مشائخِ چشت میں سے کسی ایک عظیم شیخ نے بھی قدمی ھذہ کے اپنے اوپر اطلاق سے انکار کیا ہو۔ فیصلہ منصف مزاج قارئین پر ہے کہ اب تاریخی اعتبار سے کس بات کو ترجیح دیئے جانے کا حق ملنا چاہیئے آیا اِس بات (یعنی اقرار) کو کہ جس کا ذکر کُتبِ تاریخ میں پایا جاتا ہے' یا اِس بات (یعنی انکار) کو کہ جس کا تذکرہ کسی مستند تاریخی کتاب میں نہیں ملتا؟ میں یہ بحث لکھ رہا تھا کہ اچانک مجھے فارسی کے عظیم صوفی شاعر حضرت مرزا عبدالقادر بیدلؔ دہلویؒ کی ایک رباعی یاد آ گئی' جس میں بیدلؒ نے مقتدی کے لئے اپنے مُقتدٰی کے اتباع کو امرِ فطری قرار دیتے ہوئے ایک خوبصورت اور پریکٹیکل مثال سے سمجھایا ہے' فرماتے ہیں۔

در ہر راہے کہ مقتدا می اِستد
پیرو ، بے اختیار وا می اِستد
سیلاب بہر کجا سرش خُورد بہ سنگ
ہر موج کہ باشد بہ قفا' می اِستد[1]

---

[1]: ترجمہ: جس راستے میں راہنما رُک جاتا ہے، مُرید کو اُس کے پیچھے بے اختیار (آٹومیٹک) رکنا پڑتا ہے' سیلاب کے پانی کو پتھر سے ٹکرانے کے سبب جہاں بھی رُکنا پڑے تو اُس کے پیچھے آنے والی موجوں کی قطار کو فطری طور پر رکنا ہی پڑتا ہے (منہ)

marfat.com

گستاخی نمبر 29. کتاب کے صفحہ 280 پر یہ عبارت لکھ ماری' جسے پڑھ کر آدمی حیران ہوتا ہے کہ یہ کس شقی کے قلم سے نکلی اور پھر کس ازلی بد بخت نے ایسی کتاب پر تقریظ لکھ کر اپنا نام ہمیشہ کے لئے اشقیاء کے زمرے میں لکھوالیا۔ عبارت ملاحظہ ہو ''حضرت شیخ اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھتے رہے اور ساری زندگی دعاوی طویلہ وعریضہ وکثیرہ کا اظہار فرماتے رہے' مگر آپ بوجہِ سکر و حال معذور تھے' جب اِس مقام سے آگے گزرے تو بہ واستغفار کی' ورنہ اِسے زیادہ سے زیادہ مباح کے درجے میں شمار کرو گے جبکہ متقین کا ورع وتقوٰی تو مباحات میں ہی ہوتا ہے' حضرت ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں فالورع ماھو مع المباحِ ''

تبصرہ: ہم اس عبارت کے متعلق یہاں بالاختصار صرف دو باتیں لکھتے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ بقولِ شما ساری زندگی جو شخص طویل وعریض دعوے کرتا رہا اور اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھ کر خود ستائی کرتا رہا' وہ کب اِس مقام سے گزرا' اور تم یہ بھی زہر اُگل چکے ہو کہ موت سے کچھ دن پہلے عبدیّت کی طرف رجوع ہوا' یعنی بالفاظِ دیگر غوثِ پاکؒ کی پوری زندگی دھوکے اور اندھیرے میں گزری۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ تمہاری دانست میں پیرانِ پیرؒ کے لئے ان دعاوی کا اظہار اور اپنی شان میں قصیدے لکھنا مباح (جائز) تھا۔ اور متقی اُسی کو کہا جاتا ہے' جو مباح (جائز) کام سے بھی پرہیز کرے' لہٰذا اگر غوثِ پاکؒ متقی ہوتے تو ہرگز ایسے دعوے نہ کرتے تو گویا آپ کو تقوٰی کا مقام بھی حاصل نہ ہو سکا اور پوری زندگی آپؒ متقی بھی نہ بن سکے' غوثیت، قطبیّت اور فردیّت تو دُور کی بات ہے' آپؒ تو متقی بھی نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

marfat.com

لو جناب رہی سہی کسر بھی نکل گئی' اب اِس عبارت پر تبصرہ اور غور وفکر کا حق ہم قارئین کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ ویسے بہ طورِ تناقضِ عبارت یہ یاد رہے کہ پہلے یہی بے بصیر پوری صاحب اپنی کتاب کے صفحہ 58 پر لکھ آئے ہیں کہ جن کو اظہار کا امر دیا جائے' اُن پر اظہار واجب ہوتا ہے یہاں صرف مباح لکھ دیا۔ جتنا فرق واجب ومباح کے مابین ہے' اُتنا ہی فرق بصیرت ودانائی اور بصیر پوری وسیالوی صاحب کے درمیان بھی ہے.....ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تابہ کجا

گستاخی نمبر **30.** کتاب کے صفحہ 282 پر پہلے تو لکھا'' بکثرت کرامات کا ظہور (پیرانِ پیرؒ سے) اِس لئے ہوا کہ آپ تامدّتِ حیات صاحب حال رہے' صاحب مقام نہ ہو سکے'' پھر ایک سیڑھی اور چڑھتے ہوئے لکھ دیا'' کامل جس قدر مقام میں بلند ہو جاتا ہے' حال میں اُسی قدر کم ہو جاتا ہے..... حال اِس دنیا میں نقص ہے..... حال والے لوگ معرفتِ خُداوندی حاصل نہیں کر سکتے ہیں' پردے میں ہوتے ہیں' یعنی اُن کے اور عرفانِ ذات کے مابین حجاب حائل ہو جاتا ہے..... اور صاحب حال کا حکم مجنون کی طرح ہوتا ہے۔ اُس سے قلم اُٹھالیا جاتا ہے''

یہاں تک طبیعت سیر نہ ہوئی تو آخرِ کار یہ بھی لکھ مارا'' لہٰذا بکثرت ظہورِ کرامات دلیلِ افضلیت نہیں' بلکہ اعلیٰ تر مقامِ عبودیّتِ محضہ کی نسبت سے دلیلِ مفضولیّت ہے' نیز آپ سے کسی ایسی عجیب وغریب کرامت کا صدور نہیں ہو سکا' جس کا ظہور کسی اور سے نہ

marfat.com

ہوسکا ہو' اے مرتکبِ توہینِ پیرانِ پیرؒ! ؎

ذہناً مفلس ہے تُو ' حسد کرتا ہے
محسود کو پیش ' خود کو رد کرتا ہے
جو کچھ وہ کسی کو دے ' یہ اُس کی مرضی
خالق پہ بھی اعتراض ' حد کرتا ہے

گستاخی نمبر 31. امت کے حق میں تحدیثِ نعمت کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ اپنی شان میں قصائد پر قصائد لکھتے رہو اور دوسروں پر اظہارِ فخر وزھو کرتے رہو" یاد رہے کہ غوثِ پاکؒ کے فرموداتِ دالّہ برشانِ فردیّت وامتیاز کو امابنعمة ربك فحدّث کا فیضان حضرت گولڑوی پیر سیّد مہر علی شاہؒ نے قرار دیا ہے' جن کی تردید کرتے ہوئے بصیر پوری صاحب بیک وقت غوثِ پاکؒ اور پیر سیّد مہر علی شاہؒ پر برابر برس رہے ہیں۔ مگر اِن دل کے اندھوں کو بقولِ علاّمہ سیمابؔ کیا معلوم کہ ؎

بڑے پردے ہیں اے سیمابؔ علم و جہل میں حائل
جو خود ہو بُولَہب وہ کیا مری پیغمبری سمجھے[1]

---

[1]: یاد رہے کہ یہاں پیغمبری کا لفظ اپنے شرعی معنی (نبوّت و رسالت) میں ہرگز مستعمل نہیں بلکہ اپنے لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے کہ جس طرح ابولہب نے پیغمبرِ اسلام کی لائی ہوئی کتاب برحق کو فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہونے کے باوجود بھی نہ سمجھا اور ہمیشہ انکار ہی کرتا رہا اسی طرح علاّمہ سیمابؒ فرماتے ہیں کہ میرے کلام کو معانی و بلاغت کا شاہکار ہونے کے باوجود میرا مخالف نہیں سمجھ سکتا۔ لہٰذا یہاں علاّمہ سیمابؒ نے اس لفظ کو اسی معنی میں استعمال کیا' جس معنیٰ میں فارسی کا یہ لفظ مندرجہ ذیل مشہور قطعہ میں بھی استعمال ہوا ہے ؎

در شعر سہ تن پیمبرانند
ہر چند کہ لا نَبِیَ بعدی
ابیاتِ و قصیدہ و غزل را
فردوسیؔ و انوریؔ و سعدیؔ

marfat.com

مولوی اشرف سیالوی صاحب کی عبارتِ تقریظ میں موجود گستاخیاں

مولوی اشرف سیالوی صاحب نے مولوی بصیر پوری صاحب کی کتاب پر جو تقریظ لکھی، اُس میں تین قسم کی جسارت کی گئی ہے۔

نمبر 1. شانِ غوثیہ میں گستاخی۔

نمبر 2. حضرت فاضل بریلویؒ کی تحقیق سے اختلاف اور اُن کے نظریہ و تحقیق کا جارحانہ ردّ و ابطال۔

نمبر 3. حضرتِ گولڑوی پیر مہر علی شاہؒ سے اختلاف اور اُن کے دلائل کا استہزاء و ابطال۔

سب سے پہلے شانِ غوثیہ میں کی گئی گستاخیوں کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

گستاخی نمبر 1: کتاب کے صفحہ نمبر 39 پر لکھا ''نیز اپنے دعوٰی یا لوگوں کے ادّعاء میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس اظہار و اعلام اور ادّعاء و اعلان میں جو فرق ہے، وہ بھی اِس حقیقت کا غماز ہے کہ کسرِ نفسی نے کس بلندی پر فائز کر دیا۔''

تبصرہ: اس عبارت کا سیاق و سباق کے تناظر میں مفہوم یہ ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدّس سرّہٗ العزیز نے ساری عمر انکسار و تواضع میں گزار دی اور اپنی طرف سے کسی قسم کا کوئی دعوٰی نہیں کیا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خواجۂ اجمیرؒ کو اِس بلند مرتبہ پر پہنچا دیا کہ بوقتِ وصال آپ کی پیشانی مبارک پر قلمِ قُدرت کے ساتھ لکھا گیا حبیبُ اللّٰہ مـــاتَ فِـــی حُـــبِّ اللّٰـــہ ۔ جبکہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے تواضع و انکسار کے بجائے دعاوی و شطحیات سے کام لیا، آپ اپنے آپ کو خود محبوبِ سبحانی اور غوثِ اعظم کہتے

marfat.com

کہلواتے رہے۔ لہٰذا آپ کو عُروجِ مرتبہ حاصل نہ ہوسکا۔ کیونکہ تواضع، محمود اور اُس کی ضد تکبّر، مذموم ہے۔ لہٰذا غوثِ پاکؒ ایک فعلِ مذموم کے مرتکب ہوئے، جبکہ خواجۂ اجمیریؒ نے فعلِ محمود اختیار فرمایا۔ گویا خواجۂ اجمیریؒ کے مقام و مرتبہ کا اعلان بارگاہِ خُداوندی سے کیا گیا، جبکہ پیرانِ پیرؒ نے اِس تمام بزرگی و فضیلت کا دعویٰ خود کیا، بارگاہِ خداوندی سے اُنہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ معاذ اللہ یہ حیثیت ہے غوثِ پاکؒ کی سیالوی صاحب کے نزدیک۔ حالانکہ بقولِ راقم الحروف ؎

وہ مالکِ کُل ہے، اقتدار اُس کا ہے
اِجرائے قضا میں اعتبار اُس کا ہے
تُو کون ہے فیصلہ سنانے والا
عزّت، ذلّت پہ اختیار اُس کا ہے

گستاخی نمبر 2: کتابِ مذکور کے صفحہ 41 پر حضرت ابنِ عربیؒ کی عبارت کو بغیر سمجھے اور بغیر غور کیے، بلکہ مؤلف کی اندھی تقلید کی رَو میں بہہ کر حضرت غوثِ پاکؒ کے متعلق یہاں تک لکھ دیا، ملاحظہ ہو "جیسے کہ شیخ عبدالقادر الجیلانیؒ، پس وہ اپنے ہم مرتبہ اور ہم منصب لوگوں پر برتری اور فضیلت ظاہر کرتے ہیں اور اپنے سے بلند مرتبت حضرات پر بھی اور یہ اہل اللہ کے نزدیک اِس طریق میں سوءِ ادب ہے، بہ نسبت محفوظ اللّسان حضرات کے.....اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اُن حضرات میں سے تھے، جنہوں نے اولیاء اور انبیاء پر اپنے حال کے مطابق حق کی صورت میں شطح سے کام لیا، پس محفوظ اور معصوم زبان والے نہ تھے۔"

marfat.com

تبصرہ: اگر چہ اپنے خُبثِ باطنی اور دیرینہ تعصّب کو چُھپانے کے لئے اِن حضرات نے حضرت ابنِ عربیؒ کی عبارت کا سہارا لیا' مگر اندر کا چور کہاں چُھپا رہ سکتا ہے؟ لہٰذا ایک تو اُنہوں نے عبارت کو اپنے سیاق وسباق سے توڑ کر توجیه القول بِمالَا یرضٰی به القائل کے مصداق حضرت پیرانِ پیرؒ کی ہتکِ شان میں ناروا استعمال کیا۔ دوسرا یہ کہ ترجمہ میں بھی زبردست خیانت کا مظاہرہ کیا۔ بقول اِن کے حضرت ابنِ عربیؒ نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے متعلّق یہ لکھا فکان غیر معصوم اللّسان یعنی آپ معصوم زبان والے نہ تھے' زیادہ سے زیادہ اِس کا معنٰی یہی کر سکتے ہیں کہ مقامِ معصومیّت چونکہ انبیائے کرام کے علاوہ اولیائے عظام کو حاصل نہیں ہوتا' لہٰذا پیرانِ پیرؒ معصوم اللّسان نہ تھے۔ لیکن اِن حضرات نے ساتھ یہ حاشیہ بھی چڑھا دیا ''پس محفوظ و معصوم زبان والے نہ تھے'' جبکہ اولیائے عظام محفوظ ضرور ہوتے ہیں' اِن کے بقول پیرانِ پیرؒ محفوظ بھی نہ تھے تو گویا آپؒ ولی بھی نہ رہے۔ اللہ اللہ خیر سلّا۔ سیالوی صاحب کا محوّلہ بالا اندازِ تحریر آپ نے ملاحظہ فرما لیا' مجھے تو بقول اُن کے اردو بھی نہیں آتی' اِس کے باوجود بادلِ ناخواستہ وہ میری درجِ ذیل اُردُو رباعی اپنی نگاہِ کیف اثر سے ضرور گزار لیں ؎

پہلے لفظوں میں رنگ بھرنا سیکھو　　پھر بحرِ معانی میں اُترنا سیکھو
معلوم ہے' جس قدر ہو تم پانی میں　　باتیں نہ چباؤ! بات کرنا سیکھو

یہ ہے سیالوی صاحب کی حضرت پیرانِ پیرؒ سے حقیقی عقیدت' جبکہ میرے خلاف کتاب لکھتے ہوئے اپنے آپ کو پیرانِ پیرؒ کا نیاز مند ظاہر کرنے کے لئے اپنی کتاب کا

marfat.com

انتساب حضرت پیرانِ پیرؒ کی طرف کردیا .....ع

ذیـــابٌ فـــی ثیـــابٍ لب پہ کلمہ دِل میں گستاخی

مزید برآں جب صاحب موصوف نے حضرت ابنِ عربیؒ کی مظلوم، مجروح اور مُخان (خیانت کردہ) عبارت سے طبع پسند مطلب نکالنا چاہا تو اُس کی تشریح یوں فرمائی۔

گستاخی نمبر 3: ''صاحبِ فتوحات قادری سلسلہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور اربابِ مکاشفات میں سے بھی ہیں' مگر اُنہوں نے مقامِ ہُویّت والے سب حضرات کو دوسری قسم سے افضل گردانا اور دوسری قسم والوں میں سے محفوظ اللّسان حضرات کو افضل قرار دیا اور بطورِ تمثیل حضور شیخ عبدالقاد جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اور فیض یافتہ ابوالسعود بن شبل کو اور حضرت بایزید بسطامیؒ کو بھی افضل قرار دے دیا اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پر ان کے مُرید وتلمیذ کو بھی فضیلت دے ڈالی''۔

قارئینِ باتمکین! لِلّٰہ! ذرا دامنِ انصاف ہاتھ میں تھامتے ہوئے اِس عبارت کو غور سے پڑھیں اور اندازہ لگائیں کہ کیا یہ عبارت کسی نیازمندِ بارگاہِ غوثیہ کی ہے یا کسی خالص گستاخ وصریح دُشمن کی ہے، بلکہ مندرجہ ذیل جملوں پر ایک بار نظر ڈال کر فرمائیں یہ طنز کس پر ہے؟ یہ حقارت آمیز اندازِ بیاں کس کے لئے اور یہ تعریضاً چوٹ کس کی ذات پر؟ ''صاحبِ فتوحات قادری سلسلہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں (یعنی ایسا ہے نہیں' بلکہ خوش فہمی کی وجہ سے سمجھا جاتا ہے)'' اور ''حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ پر اُن کے مرید وتلمیذ کو بھی فضیلت دے ڈالی''۔ لفظِ ''دے ڈالی'' میں جو تحقیر بھرا انداز ہے وہ کسی سے چھپا نہیں۔

لہ: حکایتِ قدم غوث ' ص 42

marfat.com

بقولِ راقم ؎

دشمن کی گفتگو میں کہاں خیر کی جھلک
جو بات ہے شریر کی، اِک شر کے ساتھ ہے

گستاخی نمبر 4: کتابِ مذکور کے صفحہ 44 پر دل ہلا دینے والی درجِ ذیل عبارت لکھ کر مولوی اشرف سیالوی صاحب نے تا قیامت نیازمندانِ حضرت پیرانِ پیرؒ پر قیامت ڈھائی ہے اور اپنے قلم سے ایسی گندگی ظاہر کی ہے، جس کو تمام دنیا کے سمندر مِل کر بھی نہیں دھو سکتے۔ عقیدت مندانِ بارگاہِ غوثیہ اگر اِس عبارت پر ماتم کو جائز قرار دیں تو بے جا اور ناروا نہ ہوگا۔ تحریر کے تیور تو دیکھیں، بیان کی شوخی اور قلم کی خیرہ چشمی ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

میری ایک ایسی عبارت کو بہانہ بناتے ہوئے کہ جس میں گستاخی کا شائبہ تک بھی نہیں، آسمان سَر پہ اُٹھانے والے مولوی صاحب ذرا دِل پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ بروزِ قیامت سرکار غوثیّت مآب کے رُو برو کس مُنہ سے جائیں گے، حالانکہ حاشا وکلّا میں نے اُس عبارت میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ مصلوب و مغضوب شخص سے مُراد خاصانِ خُدا ہیں اور نہ یہ کہ مقبولانِ بارگاہِ مولیٰ کو مصلوب و مغضوب سمجھا جائے، بلکہ مَیں نے صرف ایک اقتباس حضرت پیرانِ پیرؒ کے خطبات میں سے بغیر کسی قسم کے تبصرہ کے نقل کیا اور اُس اقتباس سے ماقبل میری تحریر میں ایک ایسا حصّہ بھی موجود ہے، جو واضح قرینہ ہے اِس بات کا کہ میری مُراد انبیائے کرام یا دیگر برگزیدہ شخصیّات ہرگز نہ تھیں، بلکہ اِس قطعۂ عبارت میں صرف رجاء کو ذاتِ باری تعالیٰ کی بارگاہِ عالی شان سے وابستہ کرنے کے لئے ایک نشان دہی تھی۔ (اِس قطعۂ عبارت پر مکمّل تحقیق اِس کتاب میں الگ سے کر دی گئی ہے)

marfat.com

بہر حال اب ذرا سیالوی صاحب کی بنائے ایمان ہلا دینے والی وہ عبارت ملاحظہ کریں۔

بُنیادِ ایمان ہلا دینے والی سیالوی صاحب کی عبارت

''نیز یہ توجیہہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ و مقام کو بے مثال اور منفرد و ممتاز سمجھا ہو' جیسے آخری آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنّت میں داخل ہوگا' وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرّف ہو کر پکار اُٹھے گا'' ما أعطی احدٌ مِثلَ ما اُعطیتُ احدًا من الاوّلین و الآخرین '' حالانکہ اُس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہوگا[1] ''

ہاں قارئینِ گرامی قدر! سمجھ آیا کہ یہاں دوزخی شخص کی مثال کس شخصیت پر منطبق کی جا رہی ہے؟ اور سب سے کم ترین مرتبہ والا کسے کہا جا رہا ہے؟ اور خیالی و زعمی دنیا میں خوش ہو کر دعوے کرنے والا کس ہستی کو ثابت کیا جا رہا ہے؟ اور دنیائے علم و دانش میں شیخ الحدیثی و مناظر الاسلامی کا بلند بانگ دعوٰی رکھنے والے مولوی صاحب نے ایک فاسق و فاجر اور دوزخی مسلمان سے مُراد کس ہستی کو لیا ہے؟ کیا حضرت پیرانِ پیرؒ پر یہ مثال منطبق نہیں کی گئی؟ کیا ذخیرۂ احادیث میں اور کوئی حدیث شریف شیخ الحدیث صاحب کو نہیں ملی' جس کے ذریعے فرمانِ غوثیہ قدمی ھذہ کی تشریح و توضیح کی جا سکتی۔

میری کتاب پر واویلا کرنے والے مولوی سیالوی صاحب خود کس پانی میں ہیں اور اُن کا عقیدہ کس کھاتے میں ہے' یہ فیصلہ تو قارئین کر ہی لیں گے مگر.....ع

چور مچائے شور ، ''چور ، چور''

---

[1]: ملاحظہ ہو: حکایتِ قدمِ غوث' ص44

marfat.com

کے مصداق مولوی صاحب کو مَیں یہ ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ میری عبارت اور آپ کی عبارتِ کم از کم ایک سو 100 ممتاز و جیّد علمائے کرام کی مجلس میں رکھ دی جائے اور اُنہیں یہ اختیار دیا جائے جو شخص گستاخ ثابت ہو اُس کو بر سرِ محفل تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح پر مجبور کیا جائے تو یقیناً آپ خسر الدّنیا و الآخرۃ کی عملی تفسیر بن کر اُٹھیں گے۔

خُدا کی مار اِن کافر بُتوں کی اِس ڈھٹائی پر
ارے توبہ ارے توبہ' خدا بن بن کے بیٹھے ہیں

خُدا کی شانِ بے نیازی دیکھیں کہ مولوی صاحب چلے تھے مجھے خارج از اہلِ سنّت اور گستاخ و بدعقیدہ ثابت کرنے' مگر تدبیر اُلٹی پڑی اور فی قُلوبھم مَرَضٌ کے تحت میر تقی میرؔ کے درجِ ذیل شعر کا خود مصداق بن گئے۔

اُلٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا
دیکھا اِس بیماریِ دل نے آخر کام تمام کیا

گستاخی نمبر 5: کتابِ مذکور کے اِسی صفحہ 44 پر حضرت پیرانِ پیرؒ کے اِسی فرمان کی توجیہہ مذکور کو مکمّل کرتے ہوئے لکھا ''تو اِن حضرات نے اپنے متعلّق یا اپنے مشائخ کے متعلّق جو کچھ کہا ہے' وہ بھی اُس کریم کے فضل و کرم پر اپنے زعم اور خیال کے مطابق خوشی و مسرّت کا اظہار ہے اور اُس میں کمال وارفتگی اور غایتِ محویّت اور حد درجہ کی استغراقی حالت پائی گئی ہے' لہٰذا اِن کا مقام کلّ حِزبٍ بما لَدَیھم فَرِحُونَ ہے اور ہمارے لئے اِنّا بِکُلٍّ مُوقِنُونِ کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے۔

marfat.com

تبصرہ: .....ع

مِری دُہائی ہے اللہ مِری دُہائی ہے

مولوی اشرف سیالوی صاحب کے علم نے خوب گُل کھلائے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ اُن کے معتقدین ومُریدین' بلکہ جملہ مشائخِ اُمّت وعلمائے اہلِ اسلام کا ذکر کر کے آخر میں فرمایا کہ اِن کا مقام کلّ حِزبٍ بما لَدَیھم فَرِحُونَ ہے، جبکہ یہ آیت یقیناً یقیناً یہودیوں کے مختلف فرقوں کے بارے نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور جس فرقے کے پاس جو دلائل ومعلومات اور مفروضے تھے اُن پر خوش ہو گئے۔ لہٰذا آیتِ محولہ بالا کا ترجمہ کنز الایمان اور حاشیہ نور العرفان بالترتیب ملاحظہ کریں۔ فتقطّعوآ اَمرَھُم بینَھُم زُبُرًا کلّ حِزبٍ بما لَدَیھم فَرِحُونَ

ترجمہ: تو اُن کی اُمتوں نے اپنا کام آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا' ہر گروہ جو اُس کے پاس ہے اُس پر خوش ہے[1]۔

حاشیہ نمبر 5. اِس طرح کہ عیسائی اور یہودی مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے' ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے۔

حاشیہ نمبر 6. یعنی اُنہوں نے رائے کو دین بنا لیا اور اُس پر خوش ہو گئے' جیسا کہ لدیھم سے معلوم ہوا[2]۔

اسی آیتِ محولہ بالا کی تفسیر علامہ علی الدین علی بن محمد خازنؒ کی تحقیق کے تناظر میں دیکھیں

---

[1] پارہ 18' سورۃ المؤمنون آیت 54 کنز الایمان از فاضل بریلویؒ

[2] نور العرفان از مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی

marfat.com

آپ فرماتے ہیں (فتقطّعوا) أی تفرّقوا فصاروا فرقًایهودا و نصارٰی و مجوسا وغیره ذٰلك من الادیانِ المختلفة (اَمرهُم) أی دینهم (بینهُم زبرًا) أی فرقًا و قطعًا مختلفةً و قیل معنی زبرًا أی کتبًا والمعنی تمسك کل قوم بکتاب فآمنُوا به و کفروا بما سواه من الکتب (کلّ حِزبٍ بما لَدَیهم فَرِ حُونَ) أی مسرُورونَ مُعجبونَ بما عندهُم من الدّین[1]۔

اِسی آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر مدارک میں موجود ہے (فتقطّعوا امرهُم بینهم) تقطع بمعنٰی قطع أی قطعوا امر دینهم (زبرًا) جمع زبور أی کتبا مختلفة یعنی جعلُوا دینهم أدیانًا وقیل تفرّقوا فی دینهم فرقًا کلّ فرقة تنتحل کتابًا وعن الحسن قطعوا کتاب اللّٰه قطعًا و حرّفوه وقرئ زبرا جمع زبرة أی قطعًا (کلّ حزبٍ) کلّ فرقة من فرق هؤلاء المختلفین المقطّعین دینهم (بما لدیهم) من الکتاب أوالدّین أو من الهوٰی والرّأی (فرحونَ) مسرُورون معتقدونَ انّهم علی الحق۔

تفسیر جلالین میں اِسی آیتِ مبارکہ کے تحت مذکور ہے۔ (فتقطّعوا) ای الاتباع (أمرهم) بینهم (زُبرًا) حال من فاعل تقطّعوا أی احزابًا متخالفین کالیهودِ وَ النّصٰری وغیرهما (کلّ حزبٍ بما لدیهم) أی عندهُم من الدّین (فَرِ حُون) مسرُورُون۔ اِن تمام کتبِ تفسیر سے معلوم

[1] تفسیر خازن، جلد ثالث، ص 327، زیرِ آیتِ مذکورہ سورۃ المومنون پارہ 18

marfat.com

ہوا کہ اِس آیتِ کُلُّ حِزبٍ بما لَدَیھم فَرِ حُونَ سے مُراد یہود و نصاریٰ اور ایسے گمراہ لوگ ہیں' جنہوں نے اپنے اپنے رسولوں پر نازل ہونے والی کتابوں اور شریعتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اور اپنی رائے اور خواہش کو دین و شریعت ٹھہراتے ہوئے اِس پر خوش ہو گئے، کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے' یا جو کچھ ہم نے سمجھا ہے' فقط یہی حق ہے اور اِس کے سوا جو لوگ ہیں' وہ سب گمراہ اور دوزخی ہیں۔ اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے اِس آیتِ کریمہ میں اُن کی مذمّت فرمائی' جیسا کہ بڑی مفصّل عبارت کے بعد آخر میں صاحبِ تفسیر روح المعانی فرماتے ہیں (کلّ حِزبٍ) من اُولئك المتحزّبینَ (بما لَدَیھم) من الامرِ الّذی اختاروہ (فَرِ حُونَ) مسرورُون منشرحُو الصدر، والمراد انّھم مُعجبُونَ بہٖ معتقدُونَ أنّہٗ الحقّ ، وفی ھذا من ذمّ اولئك المتحزّبین ما فیہ

لہٰذا مولوی اشرف سیالوی صاحب نے یہ ظلمِ عظیم کیا کہ فِرَقِ باطلہ یہود و نصاریٰ کی مذمّت میں نازل ہونے والی آیت کو حضرت پیرانِ پیرؒ و جُملہ قادری بزرگانِ دین' بلکہ جُملہ مشائخِ اسلام پر منطبق کر دیا اور خوش ہو گئے کہ مَیں نے بہت بڑی خدمتِ اسلام کر دی ہے۔ یہ حضرت اگر کفّار و مشرکین کے بارے نازل ہونے والی آیت اولیاء و کاملین پر چسپاں کریں تو کوئی بات نہیں یہ اُسی طرح سُنّی بھی ٹھہرے رہیں بلکہ اہلِ سنّت کے ٹھیکیدار اور سرمایۂ علمائے اخیار بھی قرار پائیں اور ہم ردِّ شرک میں نازل ہونے والی آیات کو دورِ حاضر کے شرک و بدعت میں مبتلا عوام کالانعام کی اصلاح کیلئے بہ طورِ زجر و ترھیب استعمال کریں تو فوراً فتوٰی لگ جائے کہ لو جی! نصیر الدّین اپنے آباء و اجداد کے عقائد سے ہٹ گیا۔ اہلِ سنّت سے خارج ہو گیا، وہابی ہو گیا، بلکہ شاہ اسماعیل دہلوی سے بھی دو قدم

marfat.com

آگے نکل گیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہم قرآنِ مجید کی اُن آیات کو جو بُتوں کے بارے نازل ہوئیں بزرگانِ دین پر منطبق کرنے کی جسارت سے محفوظ ہیں۔ البتہ جو آیات ردِّ شرک میں آئیں اُن کو مشرکین کے خلاف ضرور استعمال کرتے ہیں چاہے وہ مشرکینِ عرب ہوں یا دَورِ حاضر کے مُبتلایانِ شرک۔ لیکن یہ بات بھی یاد رہے کہ مسئلۂ اِستعانت میں ہم ایّاکَ نستعین پر سختی سے عمل پیرا ہیں اور ہم اِستعانت ذاتِ باری تعالیٰ ہی سے کرتے ہیں اِس کی پوری تفصیل ہماری کتاب ''اعانت واستعانت کی شرعی حیثیت'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔

جہاں تک اسماعیل دہلوی سے میری سبقت کا تعلّق ہے تو اِس کے متعلّق میں صِرف اِتنا ہی کہہ دینا کافی سمجھتا ہوں کہ میں نے آج تک کبھی تحریراً' تقریراً اسماعیل دہلوی صاحب کی تعریف میں کوئی ایک لفظ نہیں کہا اور نہ اُنہیں اِس قابل سمجھا کہ میں اُن کا ذکر کروں۔ البتہ وابستگانِ سلسلۂ چشتیہ کے نزدیک بالعموم اور بصیر پوری و سیالوی صاحب کے نزدیک بالخصوص مُستند وحجت کتاب مقابیس المجالس کا مندرجہ ذیل اقتباس مطالعہ کر لیں وہ آپ کے لئے سُود مند رہے گا۔ ''شاہ ولی اللہؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید جو حضرت شاہ عبدالعزیز کے مرید وخلیفہ حضرت سیّد احمد شہید کے مرید وخلیفہ ہیں نے بھی اپنی کتاب عبقات میں شیخ اکبر محی الدّین ابنِ عربیؒ اور حضرت مجدد الف ثانی کے نظریۂ وحدت الوجود اور وحدت الشہود میں تطبیق ثابت کی ہے''..... ''آگے چل کر شاہ اسماعیل شہید مختلف بزرگوں کے اقوال نقل کرتے ہیں[1]''

قبلہ سیالوی صاحب آپ کی ذہنیّت پر آفرین ہو کہ سرتاجِ اولیاء کو ایک فاسق وفاجر دوزخی سے تشبیہ دے کر بھی آج تک آپ چند فاتر العقل اور نام نہاد اہلِ سنّت کا سرمایہ بھی ہیں

[1]: مقدمہ مقابیس المجالس ' ص 228,227

marfat.com

شاید اِسی موقع کے لئے مولٰنا اصغر گونڈویؒ نے کہا تھا۔

چمن میں چھیڑتی ہے کس مزے سے لالہ وگل کو
مگر بادِ صبا کی پاک دامانی نہیں جاتی

یہ دوہرا معیارِ تحقیق خود ساختہ، وضعی اور جعلی نہیں تو اور کیا ہے۔ اگر میرے ہزاروں اشعار پر مشتمل مجموعہ ہائے نعت ومناقب جن کا ایک ایک شعر محبّت واُلفت اور عقیدت و نیازمندی کا ایک جہان اپنے اندر لئے ہوئے ہے' میرے سُنّی اور نیازمندِ اہل اللہ ہونے کی دلیل نہیں ہیں؟ تو سیالوی صاحب کے سُنّی اور عاشقِ رسول ہونے کی کون سی سند آسمان سے اُتری ہے' کس آیت وحدیث کے تحت یہ حضرت عقائدِ اہلِ سنّت کے واحد ٹھیکیدار ٹھہرتے ہیں؟ اور اگر سیالوی صاحب یہاں یہ فرمائیں کہ میں نے محوّلہ بالا آیت فقط اِسی مقصد کے لئے ذکر کی ہے کہ مَبالدیھم فَرِحُون قدرِ مشترک ہے کہ بزرگانِ دین اور اُن کے معتقدین کے پاس جو فضلِ ربانی ہے' وہ اُس پر خوش ہیں' اسی طرح یہود ونصاریٰ کے پاس دین، شریعت اور رائے کا جو حصّہ تھا' وہ اُس پر خوش تھے۔ لہٰذا اِن کا اشتراک فقط اِتنی بات میں ہے' نہ کہ من کُلّ الوجوہ لہٰذا یہ کوئی گستاخی نہیں۔ اگر سیالوی صاحب اِتنی بڑی جسارت کے باوجود بھی بے گناہ ہیں تو میں اِجعل الخلیقة أجمعکر جُلٍ الخ پیرانِ پیرؒ کے مواعظِ عالیہ کا ایک اقتباس درج کر کے کیوں گستاخ اور گناہ گار ٹھہرا؟ وہاں بھی وجہِ شبہ جُملہ مخلوق کا ارادہ و اختیارِ خداوندی کے سامنے مجبور ومحکوم ہونا ہے' نہ کہ من کُلِّ الوجوہ' اور پھر پیرانِ پیرؒ کے اسی اقتباس کو کلامِ باطل نظام کہہ کر بھی سیالوی صاحب اُسی طرح محترم ومکرّم رہیں' بقولِ سیّد اکبر الہ آبادی

ہم آہ بھی بھرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بد نام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

marfat.com

کبرِ علمی میں مبتلا سیالوی صاحب کی حضرت غوثِ پاکؓ پر جرأتِ بے جا

مجھے مشاغلِ متکاثرہ ومتنوعہ پر طعن دینے کے بعد سیالوی صاحب اپنے کبرِ علمی ووُسعتِ مطالعہ کے زعم میں ایسے مبتلا ہوئے کہ اپنے پورے رسالہ میں جس کتاب سے استدلال دراستدلال کرتے رہے۔ بالآخر اُسی کو غیر وقیع، مشکوک اور باطل قرار دے کر ایک بہت بڑا معرکہ سَر کرلیا۔ میری مُراد ہے کتاب ''فتوح الغیب'' اُس کے متعلق پہلے آپ سیالوی صاحب کے ریمارکس ملاحظہ فرمالیں' بعد میں ہم کچھ گزارش کرتے ہیں۔ سیالوی صاحب نے ''طلوعِ مہر'' کے ایک جملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ تحریر فرمایا ''فتوح الغیب آپ کے مواعظِ حسنہ کا وہ مجموعہ ہے' جسے آپ کے خدّام کاتب دورانِ وعظ نوٹ کرتے رہتے تھے'' اور ظاہر ہے کہ بیک وقت سننا اور لکھنا کامل توجّہ کے ساتھ بہت مشکل ہوتا ہے۔ بالخصوص کلامِ غوث رضی اللہ عنہٗ کو جو کہ فصاحت و بلاغتِ نبوی اور مرتضوی کا مظہر تھا اور جملوں کے باہمی ربط اور تعلّق کا پورا خیال رکھنا بہت بعید ہوتا ہے۔ خواہ لکھنے والا جتنا جوہر قابل کیوں نہ ہو تو اُس کو حضور شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف قرار دینا ہی غلط ٹھہرا یہ تو ملفوظات کی کتابوں کی طرح کی ایک کتاب ٹھہری۔ جس طرح کی حدیث کی کتاب میں منقول روایت سے کسی نبی کی عظمت پر حرف آتا ہو تو اُس کو راوی کی غلط فہمی اور ناسمجھی پر محمول کرنا ہی لازم اور ضروری ہے (اگر دوسری مناسب تاویل ممکن نہ ہو) اسی طرح اِس عبارت میں تاویل لازم ہے یا پھر کاتب کی غلط فہمی ہے یا باہمی

marfat.com

ربط و تعلّق کا پورا پورا لحاظ نہیں رہ سکا جس سے فہمِ مراد میں خلل واقع ہو گیا ہے۔ بعض مقالات ڈیڑھ دو سطر کے بھی ہیں تو ظاہر ہے آپ نے مجلسِ وعظ میں صرف دو تین جملے بول کر تو وعظ ختم نہیں فرما دیا ہوگا۔ لہٰذا حضرت شیخ پر اِس کلام باطل نظام واجب التاویل اوالمراد کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی۔ انتھٰی کلام السیالوی[1]۔

قارئینِ کرام! سیالوی صاحب نے فتوح الغیب کو مشکوک، محلِ غلطی اور جائے خیانت قرار دینے کے علاوہ کلامِ باطل نظام بھی لکھ ڈالا اور اُن کے خامۂ بے لگام نے یہ نہ سوچا کہ جس شاہ عبدالحق محدّثِ دہلویؒ نے اِس کتاب کی شرح تحریر فرمائی، جن کو سیالوی صاحب محقق علی الاطلاق بھی مانتے ہیں اور جگہ جگہ اُن کے کلام و تحریر کو بہ طورِ حجت بھی لاتے ہیں۔ کیا اُنہوں نے شرح لکھتے وقت اِس کتاب ''فتوح الغیب'' کی عدمِ ثقاہت اور مشکوکیتِ انتساب پر نظر نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ وہ تو شرحِ فتوح کے آغاز میں فرماتے ہیں

''ھذا کتابُ فتوح الغیب لسیّدنا و مولنا العلّامہ الاوحد الشیخ الامام العارف الکامل امام آئمة الطریق و شیخِ شیوخ الاسلام علی التحقیق زینة الوجود ومرآة الشھود البازالاشھب والطّراز المذھب قطب الاقطاب و فردالاحباب القطب الاکمل الاشرف والغوث الاعظم الارفع غوث الثقلین امام الفریقین العالم الرّبانی القطب الفردانی والغوث الصمدانی محی الدّین ابی محمد عبدالقادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدّس سرّہٗ ونوّر روحہٗ و اوصل الینا برکاتہٗ

---

[1]: ازالۃ الرّیب، ص 70

marfat.com

وفتوحهٗ و رضی اللّٰه عنه وارضاه عنّا وجامعهٗ ولده الشيخ الامام الاوحدشرف الدّين ابو محمد ويكنى بابى عبدالرّحمٰن عيسٰى شرف الاسلام وجلال العلماء سراج العراق و مصر ذواللسانين والبيانين لسان المتكلّمين وترجمان العارفين رحمة الله عليه وعلٰى ولده واولاده واخوانه وسائر الصّالحين ۔ یہاں تک شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے یہ بیان فرمایا کہ فتوح الغیب باوثوق، معتمد اور نہایت پختہ واسطے سے حضرت پیرانِ پیر غوث پاکؒ کی طرف منسوب آپ کے ارشاداتِ عالیہ کا مستند مجموعہ ہے، جنہیں غوثِ پاکؒ کے فرزندِ ارجمند راسخ فی علم الشّریعۃ والطّریقۃ ابوعبدالرّحمٰن شرف الدّین ابومحمّد عیسیٰ شرف الاسلام علیہ الرّحمہ نے جمع کیا اور ترتیب دیا۔ آگے شیخِ محققؒ فرماتے ہیں کہ غوثِ پاکؒ کے فرزندِ ارجمند کا اِن مواعظ وخطبات کو اپنے والد ماجدؒ کی طرف نسبت کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

قال ' قال والدی الشيخ الامام العلّامه الفرد القطب الغوث ابومحمّد عبدالقادر الجيلانی نفعناالله به وامدنا بمدده فی الدّنيا والآخرة آمين آمين وفی بعض النسخ قال والدی الامام الاوحد المؤيّد امام الآئمّة محی الدّين سيّدالطوائف ابو محمد عبدالقادر بن ابی صالح بن عبداللّٰه الجيلی قدّس اللّٰه رُوحهٗ ونوّرَ ضريحهٗ .....

اب اِتنے قریبی اور مُستند ہاتھوں سے یہ مجموعۂ مبارکہ مرتّب وجمع ہو کر اہلِ حق تک

marfat.com

پہنچا' صدیوں سے اربابِ شریعت وطریقت اہل اللہ اِس سے استفادہ واستفاضہ کرتے آرہے ہیں' آج تک اِس کتاب کے مندرجات کو کسی نے مشکوک وضعیف قرار نہیں دیا جبکہ دورِ حاضر کے ایک نام نہاد شیخ الحدیث اور مناظرِ اسلام نے اپنی عاقبت برباد کرنے کے لئے اِس کو کلامِ باطل نظام قرار دے کر اپنے بدمذہب' کور باطن اور گستاخ ہونے پر اپنے ہاتھوں مہر ثبت کردی' جبکہ آپ کے قصائد وکلام کو وہ پہلے بھی ''حکایت قدمِ غوث'' میں بالواسطہ تفاخر، تعلّی ، خودستائی، شطحیات، مجنونانہ کلام اور آخری دوزخی شخص کا اظہارِ مباہات لکھ چکے ہیں۔ سچ ہے کہ ؎

چوں خدا خواہد کہ پردۂ کس دَرَد
میلش اندر طعنۂ پاکاں نہد

حالانکہ شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے شرح لکھتے ہوئے کسی ایسے شک کا اظہار تک نہیں فرمایا' بلکہ اُن کے شرح لکھنے کے پروگرام کو میرے جدِ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے کیا۔

ملفوظ نمبر 142: فرمایا کہ ''سُبحان اللہ سیّدنا قطب الاقطاب رحمۃ اللہ علیہ کی شان مبارک کا کیا کہنا حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ جو جیّد عالم بھی تھے' جب اُنہوں نے کتاب ''فتوح الغیب'' تالیفِ محبوبِ سبحانی کی شرح لکھنے کا مصمّم ارادہ کیا تو اُن کے دل میں ایسی دہشت پیدا ہوئی کہ قلم اُٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ تا آنکہ پاپیادہ لاہور حضرت شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس غرض کے لئے حاضر ہوئے کہ وہ برزخی طور پر جناب سُلطانِ اولیاء وجانِ اصفیاء سے شرح لکھنے کی اجازت طلب فرما کر

marfat.com

اُنہیں سرفراز فرماویں۔ چونکہ شاہ ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ سیّدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبّت اور تعلّقِ برزخی میں یگانہ اور وحیدالدّہر گزرے ہیں' اُنہوں نے اجازت حاصل کر کے محدّثِ دہلویؒ کو مشرّف فرمایا[1]"

اب دیکھئے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے تو "فتوح الغیب" کو حضرت غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف (عُرفاً) قرار دیتے ہوئے' اُس کی عظمت وثقاہت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی اور پھر حضرت شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ فتوح الغیب کی شرح کرتے ہوئے آپ کے کلام کی بلاغت وندرت پر اظہارِ عقیدت کرتے ہوئے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

تنبیہہ: ازیں کلامِ حقیقت انتظام معلوم شُد[2] کہ الخ

قارئینِ گرامیِ قدر! یہ کس قدر ظُلمِ عظیم ہے کہ حضرت غوثِ پاکؒ کے ارشاداتِ عالیہ کے متعلّق شاہ عبدالحق محدّثِ دہلویؒ تو "کلام حقیقت انتظام" کے الفاظ لکھیں اور سیالوی صاحب اُنہیں "کلامِ باطل نظام" قرار دیں' زیادہ معتبر اور ثقہ قلم محدّثِ دہلویؒ کا ہے یا شیخ الحدیث سیالوی صاحب کا؟ اور پھر بطورِ خاص یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے جس مقالے کو بے ربط قرار دیتے ہوئے سیالوی صاحب نے اُس کے متعلّق "کلامِ باطل نظام" کی گُل کاری فرمائی ہے۔ شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ نے تو اُس پر کسی تردُّد اور شک کا اظہار نہیں فرمایا۔ آخر کیوں؟

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ' ص105' مطبوعہ گولڑہ شریف سن طباعت 1986ء

[2]: شرح فتوح الغیب' ص133

marfat.com

کہاں ہیں وہ نیاز مندانِ غوثِ پاکؒ اور خطیبِ بے ترتیب جو فتاوٰی مہریہ کی کسی ایک عبارت کو جامعینِ فتاوٰی کی غفلت کہنے والوں پر تو مجسّم قہر وغضب بن جاتے ہیں' اُنہیں بے ادب گستاخ اور مردود تک کہہ جاتے ہیں' بلکہ مجمعِ عام میں سٹیج پر بیٹھ کر اُنہیں بُرا بھلا کہنا عینِ عبادت سمجھتے ہیں' مگر حضرت پیرانِ پیرؒ جن کی شخصیت' تصانیف اور خطبات ومواعظ کا مقام حضرت گولڑویؒ اور دیگر اولیاء کی ذوات اور اُن کی تصانیف سے کہیں بلند و برتر ہے اور جن کے نامِ نامی سے ہماری دنیائے معاشیات کا بازار گرم ہے اور سرتاپا نااہل ہونے کے باوجود آج ہم سب جس کی نسبت سے مرجعِ خلائق بنے بیٹھے ہیں۔ اُسی کے کلامِ عالی مقام کو ''کلامِ باطل نظام'' لکھنے والے سیالوی صاحب کے ساتھ بدستور راہ ورسم بڑھانے' اُن کے ساتھ محافل میں شریک ہونے' اُنہیں تحسین ومرحبا کہہ کر اُن کی کتابیں خود بھی شوق سے پڑھنے' اپنے کتب خانوں اور دکانوں کی زینت بنانے اندرون و بیرونِ ملک مفت بھجوانے اور اُن کی تشہیر کروانے کو مسلکِ غوثیہ مہریہ کے تحفظ میں ایک عظیم خدمت قرار دیتے ہیں مگر یہ لوگ کل حضرت پیرانِ پیرؒ کے سامنے کس مُنہ سے جائیں گے ع

اس بُری عادت پہ لعنت کیجئے

یا پھر بقولِ راقم الحروف ؎

جو لوگ تیرگی کے طرف دار ہیں نصیرؔ
کس منہ سے آئیں گے وہ اُجالوں کے سامنے

جبکہ سیالوی صاحب اُس میں تردّد وارتیاب کی راہ نکالتے ہوئے اُسے کلامِ باطل نظام کے الفاظ سے نواز رہے ہیں۔ جو شخص حضرت پیرانِ رحمۃ اللہ علیہ کے کلامِ عالی مقام کو

marfat.com

اپنے خامۂ بے لگام سے باطل نظام لکھ کر پھر بھی غوث پاکؒ کا غلام کہلائے' کیا وہ خالص نمک حرام اور اضلّ مِنَ الاَنعام نہیں ہے؟ یہ فیصلہ تو قارئینِ کرام کریں گے یا پھر سرگودھا کے غلامِ دستگیر کہلانے والے رؤسا واُمرائے ذی اہتمام کریں گے کہ اُن کے ٹکڑوں پر کیسے کیسے لوگ پَل رہے ہیں۔ جولوگ غلامانِ پیر دستگیر کے مطبخ سے غذا بھی کھائیں اور پھر اُن کے آقا کے متعلق یوں بے باکی کا مظاہرہ بھی کریں، غیرت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اُنہیں فاضل بریلویؒ کا درجِ ذیل شعر سُنا کر وہاں سے چلتا کرتے۔ ؎

میرے سیّاف کے خنجر سے تُجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ! کلیجا تیرا

سیالوی صاحب کو کُھلا چیلنج: سیالوی صاحب نے اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' میں تقریبًا پندرہ مقامات پر یہ بات دہرائی کہ نصیرالدین نے مقبولانِ بارگاہِ الٰہی کو مصلوب، مغلوب، مغضوب اور معذّب قرار دیا ہے۔ حالانکہ میں اپنے جوابات اربعہ مذکورہ کے ذریعے یہ بات واضح کر چکا ہوں کہ مَیں نے ایسا نہیں کیا اور نہ مَیں ایسا تصوّر کر سکتا ہوں، نعوذ باللہ من ذٰلک۔ لیکن اگر اب بھی سیالوی صاحب اس بات پر مُصر ہیں تو بسم اللہ! اسی بات پر کسی مجلس میں علمائے کرام کے رُوبرُو مجھ سے بات کرلیں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔ اہلِ سنّت کو پتہ چل سکے کہ خرابی کہاں ہے، گستاخ کون ہے؟ حضرت پیرانِ پیرؒ کو بالواسطہ خود بیں، خودنگر، دعاویِ طویلہ کرنے والا، شطحیات وادلال میں رُکا ہوا، روحانیت وکمال میں ناقص' محض صاحب حال' نہ کہ صاحب مقام،

marfat.com

غیر محفوظ زبان والا' بلکہ مرفوع القلم، مجنون تک کہنے والے سیالوی صاحب ہیں' یا یہ ناچیز۔ بلاواسطہ اپنے قلم سے پیرانِ پیرؒ کو آخری آخری دوزخی شخص کے مشابہ ومُماثل اور آپؒ کے کلام کو کلامِ باطل نظام لکھنے والے، اگر گستاخ نہیں ہیں تو پیرانِ پیرؒ کا ایک فرمودہ بغیر کسی تبصرہ کے نقل کرنے والا نصیر الدین کیسے گستاخ ہوسکتا ہے۔ کیا کسی ایک ولی کی گستاخی بربادیٔ ایمان کے لئے کافی نہیں ہے؟ من عادٰی لی ولیًّا میں لفظِ ولی ہے' اولیاء نہیں ہے۔ جبکہ سیالوی صاحب اور اُن کے ممدوح بصیر پوری صاحب نے تو پورے قادریہ سلسلہ کے بزرگان کو ہٹ دھرم' متعصب، جارح، غالی، تشدّد پسند اور گستاخ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے' وہ پھر بھی اُسی طرح سُنّی' اولیاء کے عشاق اور اُن کی عزّتوں کے محافظ ٹھہرے اور ہم سینکڑوں اولیاء کی شان میں ہزاروں اشعار کہہ کر بھی گستاخ اور تارکِ مسلکِ صوفیاء ٹھہرے۔

لُوں کس سے داد اِس سِتمِ روزگار کی
دوشِ خزاں پہ لاش ہے فصلِ بہار کی

(راقم)

اِسے بھی پڑھیئے: میرے متعلّق سیالوی صاحب اور اُن کے چیلے پورے مُلک میں یہ شور مچا رہے ہیں کہ یہ وہابی ہوگیا، بدمذہب ہوگیا۔ میری تمام کتب منظومہ ومنثورہ میری شہادت کے لئے بطورِ حجت موجود ہیں۔ اگر میں وہابیوں کو کسی ایک پہلو سے اچھا کہہ دوں کہ وہ توحید بیان کرتے ہیں اور یہ اچھا کام ہے تو پوری مشینری چیخ وپُکار

marfat.com

شروع کر دیتی ہے۔ ذرا سلسلۂ چشتیہ کے مشہور بزرگ اور سرائیکی کے جامیِ وقت حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والوں کا یہ ملفوظ عالمِ بیداری میں پڑھیں، جن کی کتاب ''مقابیس المجالس'' سے ''حکایتِ قدمِ غوث'' میں سیالوی صاحب کے ممدوح بصیر پوری نے استدلال کی کوشش کی اور سیالوی صاحب قبلہ نے تقریظ لکھ کر اُس پر اپنی شیخ الحدیثی اور علاّ مگی کی مہرِ تصدیق ثبت بھی فرمائی تھی۔

خواجہ صاحبؒ کا ملفوظ ملاحظہ ہو، آپؒ نے فرمایا'' بے شک اسی طرح ہے وہابی نہ صحابۂ کرام کو بُرا کہتے ہیں نہ ولایت سے انکار کرتے ہیں، اس کے برعکس شیعہ لوگ ولایت کے بھی مُنکر ہیں'' اس کے بعد فرمایا'' توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیائے کرام سے ملتے جلتے ہیں، وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء واولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے بیشک غیرِ خُدا سے امداد مانگنا شرک ہے، توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ سے مدد طلب کرے، چنانچہ ایّاك نعبُد وایّاك نستعین (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں) کا مطلب یہی ہے[1]''

مگر میں یہ بات بھی پُوری استقامت ومکمّل حوصلے کے ساتھ کرتا چلوں کہ میں وہابی، دیوبندی ہرگز نہیں، بلکہ میں سُنّی حنفی ہُوں۔ انبیاء واولیاء کے متعلّق بالعموم اور حضور علیہ الصّلوٰۃ وَالسّلام کے متعلّق جو شخص بھی گستاخی کا مرتکب ہوتا ہے، وہ میرے نزدیک مُسلمان نہیں اور نہ میں اُسے اچھا سمجھتا ہوں، بلکہ وہی شخص معاشرے کی بربادی اور دین کی

---

[1] مقابیس المجالس، ص 796-797

marfat.com

بدنامی کا سبب ہے۔

جو ہے نبیؐ کے رُتبۂ عالی سے بے خبر
فتنہ وہی ہے ، دیں میں وہی رخنہ ساز ہے

لیکن ذرا تھوڑی فرصت نکال کر علمائے دیوبند کے متعلق مقابیس المجالس کے یہ کلمات بھی ضرور پڑھ لیں ''مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بھی حاجی صاحب کے مرید اور خلیفۂ اکبر ہیں۔ ان کے اور خلفاء بھی بہت ہیں چنانچہ مولوی محمد قاسم صاحبؒ اور مولوی محمد یعقوب صاحب وغیرھم..... اگرچہ دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی مولوی محمد قاسم نانوتویؒ مشہور ہیں لیکن دراصل یہ دارالعلوم حضرت حاجی امداد اللہ قدس سرّہٗ کے حکم پر جاری ہوا[1] '' نیز اس کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو'' حضرت خواجہ صاحبؒ کے اِس ملفوظ سے ثابت ہوا کہ مولانا رشید احمد گنگوہی، مولٰنا محمد قاسم نانوتوی وغیرھم علمائے دیوبند صحیح معنوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور اہلِ طریقت تھے حالانکہ بعض صوفی اُن کو غلط فہمی سے وہابی کہتے ہیں[2] ''۔

قارئین! آپ خود انصاف کریں کہ سیالوی صاحب کے فتوے کی زد میں کون کون آرہے ہیں۔

---

[1] مقابیس المجالس ، ص352
[2] مقابیس المجالس ، ص352

marfat.com

حضرت گولڑویؒ کے نظریات اور سیالوی صاحب

سیالوی صاحب نے اپنے رسالہ ''ازالۃ الرّیب'' کا انتساب میرے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑویؒ کی طرف کر کے ایک طرف تو اپنے مُربّی و مُنعم، بانیِ مدرسہ غوثیہ مہریہ مُنیر الاسلام کو مطمئن اور خوش کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب میں تو صرف نصیر الدین نصیرؔ کی مخالفت کر رہا ہوں اور وہ بھی اُس کے غلط عقائد و نظریات کی وجہ سے' نہ یہ کہ میں گولڑہ شریف سے عقیدت نہیں رکھتا' میں تو اِس رسالہ کا انتساب بھی حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی طرف کر رہا ہوں' بلکہ اُنہیں قبلۂ عالم اور تاجدارِ گولڑہ کے بلند القاب سے یاد کر رہا ہوں۔ دوسری طرف گولڑہ شریف کے مریدین و متوسّلین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی ہے کہ دیکھو تمہارے مشائخِ گولڑہ شریف کے عقائد و نظریات کا ترجمان و محافظ تو میں ہوں، نصیر الدّین نصیرؔ تو اپنے آباؤ اجداد کے عقائد و نظریات کو خیر باد کہہ کر وہابیوں کی بولی بول رہا ہے۔ اس پر بیچارے سیدھے سادے گولڑوی حضرات خوش ہو کر سیالوی صاحب زندہ باد کے نعرے لگاتے ہیں' اُنہیں جلسوں میں بُلا کر اُن کی جیب گرم کرتے ہیں' نیز کچھ گولڑوی مقرّرین[1] حضرات جن کا دین و مذہب صرف روٹی کا ٹکڑا ہے وہ بغلیں بجاتے ہوئے کہتے ہیں کہ سیالوی صاحب کا وجودِ مسعود مغتنماتِ روزگار سے ہے کہ آپ نے یہ رسالہ لکھ کر ہمارے مذہب و مسلک کی لاج رکھ لی اور نصیر الدّین نصیرؔ کی تحریر و تقریر کی صورت میں جو وہابیّت کا طوفان آ رہا تھا' اُس کے آگے بند باندھ دیا ہے' بلکہ اہلِ سنّت کو بتا دیا ہے کہ مشائخِ گولڑہ شریف کا وہ عقیدہ ہرگز نہیں' جو

---

[1] ع اس میں کچھ پڑھے نشینوں کے بھی نام آتے ہیں (منہ)

marfat.com

نصیرالدّین نصیر گولڑوی اپنی کتابوں اور تقریروں میں بیان کرتا ہے' اُن کا اصل عقیدہ تو وہ ہے' جسے سیالوی صاحب متعارف کرا رہے ہیں اور سیالوی صاحب باوجود گولڑہ شریف کے مُرید نہ ہونے کے بھی حضرت گولڑوی کی علمی ورُوحانی شخصیّت سے کس قدر متأثر اور آپ سے کس قدر عقیدت ونیاز رکھتے ہیں۔

قارئینِ باتمکین! یہ سب کچھ محض سراب ہے اور بے چارے سادہ لوح گولڑویوں کو دھوکہ میں رکھنے کی یہ مکروہ منصوبہ بندی اور ابلیسی سازش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیالوی صاحب کبھی بھی گولڑہ شریف کے خیرخواہ نہیں رہے' اُنہیں مشائخِ گولڑہ سے کوئی عقیدت واُلفت نہیں' بلکہ اُن کے قریبی ذرائع، یارانِ محفل اور ہم رازِ حقیقت احباب کی گواہی کے مطابق وہ حضرت گولڑویؒ کے علم کو اپنے علم کے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتے' سرگودھا کے مدرسے میں آنے سے پہلے کسی تقریر یا تحریر میں اُنہوں نے کبھی اہتماماً حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے علمی کارناموں اور تحقیقی نادرہ کاریوں پر کوئی عقیدت مندانہ تبصرہ نہیں کیا، بلکہ اُن کے متعلق ''ازالۃ الرّیب'' سے پہلے اپنی کتاب میں کبھی کوئی مہتم بالشان لقب بھی استعمال نہیں کیا اور نہ اُن کی کسی تحقیق کو حجت سمجھتے ہوئے اپنا عقیدہ قرار دیا۔ اگر ان حقائق کو آپ آئینۂ تحریر میں دیکھنا چاہیں تو مولوی محمد احمد بصیرپوری کی کتاب ''حکایتِ قدمِ غوثؒ کا تحقیقی جائزہ'' اور اُس پر سیالوی صاحب کی تقریظ کو غور سے پڑھ لیں، آپ سب کچھ جان جائیں گے۔ ذیل میں ہم اِسی حقیقت سے پردہ اُٹھانے لگے ہیں آپ بھی..... ع

ہشیار نظر والو! اُٹھتا ہے نقاب اُن کا

کے مصداق ذرا بیدار مغزی کا ثبوت دیتے ہوئے ہماری تحریر کا مطالعہ فرمائیں' تاکہ آپ

marfat.com

پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے کہ سیالوی صاحب نے کس طرح گولڑہ شریف اور حضرت گولڑوی ؒ کا نام استعمال کرتے ہوئے اپنی دکان چمکانے کی کوشش کی ہے۔

اختلاف نمبر 1. بصیر پوری مُوذیِ غوثِ پاک ؒ کی کتاب پر رسوائے زمانہ تقریظ لکھتے ہوئے سیالوی صاحب نے لکھا ''صاحبِ فتوحات قادری سلسلہ کے بزرگ سمجھے جاتے ہیں اور اربابِ مکاشفات سے بھی ہیں، مگر اُنہوں نے مقامِ ہُویّت والے سب حضرات کو دوسری قسم سے افضل گردانا اور دوسری قسم والوں میں سے محفوظ اللّسان حضرات کو افضل قرار دیا اور بطورِ تمثیل حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مُرید اور فیض یافتہ ابوالسّعود بن شبل اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی افضل قرار دے دیا اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی پر اُن کے مرید و تلمیذ کو بھی فضیلت دے ڈالی[1]۔''

اس عبارت کا ایک ایک لفظ پکار پکار کہ کہہ رہا ہے کہ سیالوی صاحب حضرت پیرانِ پیرؒ کو کسی کھاتے میں نہیں گنتے اور اُن کی مفضولیّت کے اثبات کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دینے پر تُلے ہوئے ہیں، بلکہ حضرت محی الدّین ابنِ عربیؒ کو غوثِ پاک ؒ کا پرلے درجے کا مخالف ثابت کرنے کے لئے سیالوی صاحب نے پوری قوّتِ علمی صرف کر دی ہے اور یہ تأثّر دینے کی کوشش کی ہے کہ ابنِ عربیؒ نے دلائل کے ساتھ حضرت پیرانِ پیرؒ کی قلّتِ شان ثابت کی ہے، خصوصاً یہ آخری الفاظ تو کسی تبصرہ کے محتاج ہی نہیں ''اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ پر اُن کے مرید و تلمیذ کو بھی ابنِ عربیؒ نے فضیلت دے ڈالی'' خُدا کے لئے انصاف کیجئے! یہ ''دے ڈالی'' میں جو تحقیر آمیز اندازِ بیان ہے یہ ایک طرف رکھیں

---

[1]: ملاحظہ ہو: حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ، ص42

marfat.com

اور ملفوظاتِ مہریہ کا درجِ ذیل اقتباس دُوسری طرف، پھر خود فیصلہ کرلیں کہ سیالوی صاحب کا نظریہ اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کا نظریہ کس حد تک باہم متفق ہے۔ ملفوظِ مہریہ ملاحظہ ہو:

محی الدّین ابنِ عربیؒ کے بارے حضرت گولڑویؒ کا نظریہ

''پھر حضور انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کا کشف اِس قسم کا تھا کہ جب کسی شخص پر تین بار نظر ڈالتے تھے' اُس کا مفصّل حال میثاق سے حشر تک مشاہدہ فرما لیتے تھے' جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ گویا حکمی فرزند حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں، کیونکہ حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کے والد علی عرب کی کوئی اولاد نہ تھی' وہ ہر ولی اللہ کے پاس جا کر اولاد کے لئے استدعا کرتے تھے اور یہی جواب ملتا تھا کہ تمھاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ آخر الامر حضرت غوثِ پاکؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بھی عرض کیا۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مَیں نے لوحِ محفوظ پر نظر کی' مگر تمہارے نصیب میں اولاد نہیں ہے۔ اُنہوں نے عرض کیا کہ اگر تقدیر ہی میں نہیں ہے تو پھر حضور میں حاضر ہونے سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے مہربانی سے فرمایا کہ میرے پاس آؤ اور اپنی پشت میری پشت سے ملاؤ' میری صُلب میں ایک فرزند باقی ہے' وہ میں نے تم کو بخشا۔ اس ذریعہ سے حضرت الشیخ رحمۃ اللہ علیہ کا علی عرب صاحب کے گھر تولّد ہوا[1]''۔

گویا حضرت ابنِ عربیؒ کے تمام مقاماتِ رُوحانی و بیاناتِ عرفانی حضرت پیرانِ پیرؒ

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ ' ص 9 ' مقام اشاعت گولڑہ شریف ' سن طباعت 1986ء

marfat.com

کا فیض ہیں، اِسی لئے فاضل بریلویؒ نے فرمایا تھا[1]۔

فتوحُ الغیب اگر روشن نہ فرمائے
فتوحات و فصوص آفِل ہے یا غوثؒ

اختلاف نمبر2. سیالوی صاحب نے اپنے زعم میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ نظامیہ کے مشائخ و اکابر کے ساتھ حقِّ عقیدت مندی ادا کرتے ہوئے قارئین کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے مشائخِ سلسلہ کسی پہلو بھی پیرانِ پیرؒ سے کم نہیں ہیں۔ حالانکہ اگر وہ ذرا سی تکلیف گوارا کرتے اور بصیر پوری کی ہر بات کو اندھے مقلّد بن کر ماننے اور آمنّا وصدّقنا کہتے ہوئے سر ہلانے کے بجائے اِس موضوع پر مشائخِ چشت کی مشہور، معتبر اور وقیع تصانیف، ملفوظات و مکتوبات کا مطالعہ کر لیتے تو اُنہیں یوں بادیۂ بُغض وضلالت میں نہ بھٹکنا پڑتا، چنانچہ ہم اُنہیں مشورہ دیتے ہیں کہ خودسَری، کبر، انا پرستی، تفوّقِ علمی اور مناظر الاسلامی کا دعوٰی ایک طرف رکھتے ہوئے جستجوئے حق کی کیفیّت میں ڈوب کر مندجہ ذیل کتب کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

(مرأۃ الاسرار، سیر الاقطاب، اقتباس الانوار، مرأۃ العاشقین، تکملہ، سیر الاولیاء، مقابیس المجالس اور تحفۃ الابرار، خزینۃ الاصفیاء وغیرھم)۔

ہمارا کام ہے اچھی بُری ہر بات سمجھانا
یہ اُن کا اپنا ذمّہ ہے نہ سمجھیں وہ اگر پھر بھی

(راقم)

---

[1]: حدائقِ بخشش، ص137، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

marfat.com

بہر حال سیالوی صاحب نے مندرجہ ذیل اقتباس میں خواجہ اجمیریؒ کی مدح سرائی کرتے ہوئے پیرانِ پیرؒ کا مرتبہ کم سے کم تر دکھلانے کی یوں سعیِ نامُراد کی ہے۔

''قلمِ قدرت کے ساتھ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الحق والملۃ والدّین رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانیِ مقدّسہ پر لکھا جانا حبیبُ اللّٰہ ماتَ فی حبِّ اللّٰہ شاہدِ عدل اور دلیلِ صدق ہے' کیونکہ حبیب اللہ نبیِ اکرم ﷺ کا امتیازی مرتبہ ہے اور اِس کا عالمِ غیب سے آپ کے لئے عطا کیا جانا مظہریّتِ کاملہ اور فنا فی الرّسول اور بقا بالرّسول کی واضح دلیل و بُرہان ہے۔ علاوہ ازیں حبیب میں حُبِّ الٰہی کا دوام و استمرار جس قدر ثابت ہوتا ہے' محبوبِ سبحانی یا محبوبِ الٰہی کے القابات میں وہ دوام و استمرار ثابت نہیں ہوتا' جیسے کہ قواعدِ عربیّت سے واقف لوگوں پر مخفی نہیں۔ نیز اپنے دعوٰی یا لوگوں کے ادّعا میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس اظہار و اعلام اور ادّعاء و اعلان میں جو فرق ہے' وہ بھی اِس حقیقت کا غمّاز ہے کہ کسرِ نفسی نے کس بلندی پر فائز کر دیا''۔

اِس عبارتِ محوّلہ بالا میں سیالوی صاحب نے متعدّد دعوے کیے' اگر اِس سے خواجہ اجمیریؒ کی عظمتِ مقام ہی مراد ہوتی تو صد بسم اللہ ہمارے سر آنکھوں پر، مگر ستم یہ ہے کہ مقابلے میں استعارات و اشارات کی زبان میں پیرانِ پیرؒ کا مقام گھٹانے کی سعیِ پیہم بھی کی جا رہی ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اب اِنہی خطوط پر شانِ غوثیہ بزبانِ مہریہ برملا بیان کی جائے۔

marfat.com

شانِ غوثیہ بزبانِ مہریہ اور سیالوی صاحب کا نقطۂ نظر

حضرت گولڑویؒ کا ملفوظ ملاحظہ ہو۔ آپؒ نے فرمایا کہ آپ (غوثِ پاکؒ) کی ولادتِ باسعادت 471ھ میں اور وفات 562ھ میں ہوئی، کیونکہ آپ کا مادۂ ولادت عاشق ہے اور مادۂ وفات معشوقِ الٰہی۔ پھر حضورؒ نے شعرِ ذیل پڑھا۔

سنینش کامل و عاشق تولد
91 471

وصالش داں ز معشوقِ الٰہی
562

یعنی آپؒ کی عمر مبارک 91 سال ہے، جو لفظِ ''کامل'' کے عدد ہیں اور سنِ ولادت لفظِ ''عاشق'' سے ظاہر ہوتا ہے، جس کے عدد 471 ہیں اور سنِ وصال لفظِ ''معشوقِ الٰہی'' سے مفہوم ہوتا ہے، جس کے عدد 562 ہیں[1]۔

گویا حضرت سیّد پیر مہرِ علی شاہ گولڑویؒ کی اِس وضاحت کے مطابق حضرت پیرانِ پیرؒ کی ابتداء بطورِ عاشق اور انتہا بطورِ معشوقِ الٰہی یوں ہوئی کہ عشق کا کمال حاصل کر کے آپ کامل فی عشقِ اللہ ایسے ہوئے کہ آپ کو ذاتِ الٰہ نے اپنا معشوق بنالیا۔ بقولِ عارفِ جامی قدس سرّہٗ السامی ؎

بصدق آں کس کہ زد در عاشقی گام
بمعشوقی برآید آخرش نام

(یوسف زلیخا)

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ، ص10

marfat.com

ایک طرف یہ عقیدت بھرا عقیدۂ صحیحہ اور دُوسری طرف سیالوی صاحب کا بُغض بھرا محوّلہ عقیدۂ فضیحہ' کیا اِن کا آپس میں کوئی جوڑ ہے۔ع

کجا رام رام ' کجا ٹیں ٹیں

مزید برآں پیر مہر علی شاہ قدس سرّہ' نے از ابتداء تا انتہا حضرت پیرانِ پیرؒ کی سب شانیں از طرفِ مُوھبِ حقیقی بیان فرمائی ہیں۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں ''حضرت غوثِ پاکؒ کا حال اور معاملہ بھی عجیب وغریب ہوا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شبِ ولادتِ باسعادت میں دو سو بیس مولود تولّد ہوئے اور حضور رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے سب کے سب اولیاء ہوئے[1]'' جب کہ سیالوی صاحب کے بقول یہ سب کچھ پیرانِ پیرؒ کے اپنے دعووں پر مبنی محض ایک کہانی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ''نیز اپنے دعوٰی یا لوگوں کے ادّعاء میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس اظہار و اعلام اور ادّعاء و اعلان میں جو فرق ہے' وہ بھی اِس حقیقت کا غمّاز ہے کہ کسرِ نفسی نے کس بُلندی پر فائز کر دیا۔''

اختلاف نمبر 3. سیالوی صاحب افضلیتِ غوثِ پاکؒ کی حد درجہ نفی کرتے ہوئے یوں گوہر فشاں ہیں ''لہٰذا افضیلتِ مطلقہ کے دعوے کرنا قطعاً زیبا نہیں ہے' بلکہ بعض حضرات ایک پہلو سے افضل ہیں تو دوسرے حضرات دُوسرے پہلو سے، کوئی مشاہدۂ ذات میں اکمل ترین تجلّی سے بہرہ ور ہوئے اور کوئی افادۂ خلق اور تدبیرِ کائنات پر مأمور اور متعدّی منفعت کا سرچشمہ' کوئی خداداد مرتبہ و مقام کا علانیہ اظہار کرتا ہے اور کوئی تواضع اور عبدیّت کا اظہار کرتا ہے''۔ (انتہیٰ کلامہٗ)

جب کہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ افضلیتِ غوثِ پاکؒ کے بیانِ ذیشان

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ ' ص 9 ' مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

کے لئے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے یوں گوہر ہائے آبدار لُٹاتے ہیں۔

ملفوظِ حضرت گولڑویؒ: سیّدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرّہٗ العزیز کی شانِ بے پایاں میں سخن شروع ہوا۔ فرمایا'' جو لطافت دُوسرے اولیاء اللہ کی رُوحوں کو حاصل ہے' وہ حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بدن مبارک کو حاصل ہے گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بدن مبارک دوسروں کی رُوحوں کے مرتبہ میں ہے۔ حضرت کے عہدِ بابرکات میں ایک سوداگر نے ایک دن حضرتؒ کے خادم کو آپؒ کے لئے نہایت قیمتی لباس خریدتے دیکھ کر خیال کیا کہ اِس درویش کا مرتبہ کہاں تک پہنچا ہوا ہے کہ ایسا بیش قیمت کپڑا جو اُس درویش کے خادم نے طلب کیا ہے، شاہانِ وقت بھی اُس تک نہیں پہنچتے۔ اِس خیال کے دِل میں آتے ہی اُس شخص کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ جو کسی علاج سے اچھّا نہ ہوتا تھا۔ بالآخر حضورؒ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرتؒ نے متبسّم ہو کر فرمایا کہ جو شخص عبدالقادرؒ سے غیرت برتے وہ ایسی ہی سزا کا مستحق ہے[1]۔''

اِس ملفوظ میں حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ نے ''دُوسرے اولیاء اللہ'' کے الفاظ میں کوئی استثنائے لفظی نہیں فرمایا اور نہ ہی کوئی تخصیصِ زمانی فرمائی، لامحالہ سیالوی صاحب اور اُن کے پیش رو بصیر پوری یہی کہے جائیں گے کہ یہ تو ہٹ دھرمی، جارحیّت، تشدّد، تعصّب، دھاندلی، غنڈہ گردی، جُھوٹ، گستاخی اور بے ادبی ہے[2] اور ایسا کہنے' لکھنے والا

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ ' ص76

[2]: حکایتِ قدمِ غوث ' ص27

marfat.com

کوئی غالی قادری ہی ہوسکتا ہے۔ جب کہ میرے جدِ اعلیٰ علیہ الرّحمہ محض قادری نہیں' بلکہ سلسلۂ چشتیہ کے ایسے نامور اور جگت شیخ ہیں' جن کا اسمِ گرامی ہی سلسلۂ چشتیہ کے تعارف کی حیثیت رکھتا ہے اور اپنے مشائخ کے نظریۂ وحدت الوجود کی جو تشریح اپنے دور میں آپ نے کی' نیز مختلف مخالفینِ نظریۂ وحدت الوجود کو جس مدلّل و مبرہن انداز میں آپ نے یہ نظریہ تسلیم کرایا' وہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔ مگر آپؒ اِس کے باوجود غوثِ پاکؓ کی تعریف میں یوں رطب اللّسان ہیں کہ آپؓ کے بدن کی لطافت کو دوسرے اولیاء اللہ کے ارواح کی لطافت کے ہم مرتبہ قرار دے رہے ہیں۔

اے دل کے اندھے بصیر پوری! اور اُس کے پیچھے غیر دانشمندانہ چال میں گردن لٹکائے ہوئے چلنے والے سیالوی صاحب! آپ نے تو اِس بات پر زور دیتے ہوئے سر سفید کر لیا کہ معاذ اللہ ''غوثِ پاکؓ کی زندگی نے اِس قدر وفا نہ کی کہ آپ اِس منصب و مقام کی تکمیل کر پاتے' یعنی آپ کا نزول فقط مقامِ روح تک ہو سکا'' (کتابِ مذکور صفحہ 316) اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ فرماتے ہیں کہ غوثِ پاکؓ کے بدن کو وہ لطافت حاصل ہے' جو دُوسرے اولیاء اللہ کی رُوح کو حاصل ہے تو آپ کی رُوحِ مُعلّٰی کا کیا مقام ہوگا؟ وہ خود سوچ لیں۔ ع

یہی ہے ابتدا تو انتہا اِس کی کہاں تک ہے

پیر مہر علی شاہ قدس سرّہ العزیز تو فرما رہے ہیں کہ غوثِ پاکؓ نے مرضِ لاعلاج میں مبتلا ہونے والے شخص کے بارے فرمایا ''جو شخص عبدالقادر سے غیرت برتے وہ ایسی

marfat.com

ہی سزا کا مستحق ہے۔'' جو شخص پیرانِ پیرؒ کے بیش قیمت لباس کے بارے غیرت برتے وہ تو ایسی سزا کا مستحق ہے اور جو غوثِ پاکؒ کے مرتبۂ خُداداد کے بارے غیرت برتے آپ کو مغلوب العقل، مجنون، شطحیات و ادلال میں پھنسا ہوا، اپنی شان میں قصائد پر قصائد لکھنے والا اور بلند بانگ دعاوی کر کے غیر محفوظ زبان والا کہے' وہ کم بخت کیسی سزا کا مستحق ہوگا' یہ فیصلہ عبدالقادرؒ کا ربّ قادر کرے گا۔ بقولِ فاضل بریلویؒ ؎

اُسے ادبار جو مُدبر ہے تجھ سے
وہ ذی اقبال جو مُقبِل ہے یا غوثؒ
خُدا کے در سے ہے مطرود و مخذول
جو تیرا تارک و خاذِل ہے یا غوثؒ

(حدائقِ بخشش صفحہ 139)

اختلاف نمبر 4. سیالوی صاحب نے بذریعۂ تقریظ اور بصیر پوری نے بذریعۂ تصنیف یہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے کہ حضرت غوثِ پاکؒ کے فرمودہ '' قدمی ھذہ علی رقبةِ کلّ ولیَ اللّٰہ '' کے صدور کے وقت عطائے مصطفیٰؐ فی الھند حضرت خواجہ معین الدّین اجمیریؒ کا سر جُھکانا نہ تو کہیں ثابت ہے اور نہ کسی محقق نے اسے تسلیم کیا ہے، یہ فقط افراط کے شکار قادری حضرات کا من گھڑت فسانہ ہے[1]۔

جبکہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے دوٹوک الفاظ میں باحوالہ فرمایا کہ '' بعض سجادہ نشین حضرات کو آنجنابؒ (حضرت غوثِ پاکؒ) کا ارشاد قدمی ھذہ علیٰ رقبة

---

[1] حکایت قدمِ غوث ' ص30

marfat.com

کلّ ولـیّ اللّٰہ (میرا قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اپنے سلسلہ کے اکابرین مشائخ مثلِ خواجہ بزرگ معین الحق والدّین رضی اللہ عنہ اور مجدّد الفِ ثانی رضی اللہ عنہ وغیرھُم کے متعلّق گراں گزرتا ہے' اِس لئے وہ حضرت محبوبِؒ سُبحانی کے اِس قول مبارک کے متعلّق مختلف تاویلیں پیش کرتے ہیں۔ اِس سے اُن کا منشاء اپنے مشائخِ سلسلہ کی تعظیم اور کمالِ محبّت ہے' لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ انصاف کرنا چاہیئے، یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ جب یہ کلمۂ عالیہ حضورؒ سے صادر ہوا تھا' اُس وقتِ سعید میں حضرت خواجۂ اجمیریؒ ایک پہاڑ پر یادِ الٰہی میں مشغول تھے' آپؒ نے جب غیب سے یہ کلمہ اپنے گوشِ ہوش سے سُنا تو بہ ادبِ تمام آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا "علـی رأسـی وعینـی (میرے سَر آنکھوں پر)۔" اگر کسی محقق نے گردن جُھکانے والوں میں سے حضرت خواجہ معین الدّین چشتی اجمیری قدّس سرّہٗ کی ذات کو مستثنیٰ کیا بھی ہے تو ساتھ ہی اُس کا سبب تحریر کر دیا ہے' ہم ذیل میں ایک ایسی شخصیّت کا حوالہ دیتے ہیں' جن کو بصیر پوری نے اپنی کتاب میں سلسلۂ عالیہ چشتیہ کا مُستند بزرگ سمجھتے ہوئے اُن کے ارشادات کو بہ طورِ حُجت وسند پیش کیا ہے۔

اصحابِ رقبہ کے دو گروہ: اِس کے بعد فرمایا کہ اولیائے اصحاب رقبہ (جنہوں نے گردن جھکائی) کے دو گروہ ہیں ایک اولیائے حاضرین، دوسرا اولیائے غائبین اور شیخ

لہ: ملفوظاتِ مہریہ ' ص104

marfat.com

کا قدم حاضرین کی گردن پر تھا۔ بطریقِ ظاہر جو ہر خاص و عام کے سامنے تھا اور غائبین کا زیرِ قدم ہونا بطریق باطن تھا۔ کیونکہ وہاں ولیِ مطیع کے سوا کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ حضرت شیخ ابومدین مغربی قدس سرہٗ نے جو حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربیؒ کے پیر ہیں جو اُس وقت اپنے گھر پر ملکِ مغرب (مراکش) میں بیٹھے تھے۔ اپنے اصحاب کے سامنے اچانک اپنی گردن جھکالی اور فرمایا سَمِعْنا و اطعنا امر اللّٰه (ہم نے اللہ تعالیٰ کا حکم سنا اور قبول کیا)۔ یارانِ مجلس نے خلوت میں وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ آج شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرّہٗ کو حق تعالیٰ سے یہ حکم ہوا ہے اور یہ کہنے پر آپ مأمور ہوئے ہیں کہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه ۔ یہ سن کر اُس زمانہ کے تمام اولیاء اللہ نے کمالِ عجز و انکسار سے گردنیں جھکالی ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی حق تعالیٰ کے حکم کی اطاعت کی ہے اور آنحضرت کے زیرِ قدم ہونے کے لیے گردن جھکالی ہے[1]۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا اصحابِ رقبہ ہونا: اِس اثناء میں ایک آدمی نے سوال کیا کہ کیا حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابِ رقبہ ہیں یا نہیں۔ آپؒ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ 18 سال ہو گی اور یہ عُمر اُن کے ابتدائے سلوک کی ہے' ہاں اگر آپ کے شیخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ اصحابِ رقبہ ہوں تو عجب نہیں۔ اگر آپ بھی نہ ہوں تو آپ کے شیخ حضرت حاجی شریف زندنی قدّس سرہٗ ضرور اصحابِ رقبہ ہوں گے[2]۔

---

[1]: مقابیس المجالس ' مقبوس نمبر 10' ص279

[2]: مقابیس المجالس ' مقبوس نمبر 10' ص279

marfat.com

اختلاف نمبر 5. سیالوی صاحب نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے اظہارِ مرتبہ وعظمت کو آپ کا ذاتی دعویٰ وادّعاء قرار دیتے ہوئے لکھا ''نیز اپنے دعوٰی یا لوگوں کے ادّعاء میں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اِس اظہار واعلام میں جو فرق ہے، وہ بھی اِس حقیقت کا غماز ہے کہ کسرِ نفسی نے کس بلندی پر فائز کر دیا۔''

یعنی حضرت خواجہ معین الدّین اجمیری قدس سرّہ العزیز کی پیشانی پر حبیبُ اللّٰہ مات فی حبّ اللّٰہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اظہار واعلامِ مرتبہ ہے، مگر پیرانِ پیر حضرت غوثِ اعظم جیلانی قدس سرّہ النورانی کا اعلان واعلام محض اپنا دعوٰی ہے۔ جبکہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے کس عقیدت وحقیقت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا ''حضرتؓ (غوثِ پاکؓ) کے ایک قصیدہ میں اِس مضمون کا بیان ہے کہ ہم کوئی چیز از قسمِ مأکولات وملبوسات ہرگز استعمال نہیں کرتے، تا آنکہ عالمِ غیب سے اُس کے استعمال کا ارشاد نہیں ہوتا، یہ شعر اِسی قصیدہ کا ہے۔

وَمَا قُلتُ حتّٰی قیلَ لِی قُل وَ لَا تخف

فانتَ ولیّ فی مقامِ الولایۃ

یعنی میں نے کوئی بات نہیں کہی، مگر اُس وقت جب کہ ارشاد ہوا، کہہ اور خوف نہ کر کیونکہ تو مقامِ ولایت میں میرا مخصوص ولی ہے۔''

سیالوی صاحب اور مجدّدِ ملّت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے افکار ونظریات میں بُعد المشرقین کا اندازہ اِس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ حضرتِ غوث پاکؓ سے

لہ: ملفوظاتِ مہریہ، ص 77

marfat.com

غیرت برتنے والے تاجر کو سزا کا مستحق قرار دیتے ہیں، جبکہ سیالوی صاحب گستاخِ غوثِؓ پاکؒ کوعلاّمہ، محقق العصر اور ملک وقوم کا محسن قرار دے رہے ہیں ....ع

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کُجا

اختلاف نمبر 6. میرے جدِّ امجد حضرت گولڑویؒ نے کتاب ''انوارِ قادریہ'' پر تقریظ کے ضمن میں حضرت غوثِ پاکؒ کی امتیازی شان کا بیانِ ذیشان بہ صدق و اذعان دراسلوبِ علم وعرفان فرماتے ہوئے آپ کے فرمان واعلان ''قدمی هذه علی رقبةِ کُلِّ ولیَ اللّٰه '' کی وسعت وآفاقیّت کا مفہومِ عالمگیر بھی بہ اندازِ پُرتاثیر تحریر فرمایا' نیز دفع دخلِ مقدّر کرتے ہوئے کچھ سوٴالات اور اُن کے جوابات بھی افادۂ خواص وعوام کے لئے بالاہتمام بہ طورِ اتمامِ حجت وکلام ارقام فرمائے۔ جن کی علمی وتحقیقی جامعیّت، کلمات کا برجستہ استعمال، فقرات کی دروبست خود بخود اعلان کرتی ہے کہ اِس ترقیم کے راقم کا سلسلۂ فیض یقیناً بابِ مدینةُالعلم منبع الجودِ والحکم مخزن الفصاحة والبلاغة مولائے کائنات علی المرتضٰی کرّم اللہ وجہہٗ سے ملتا ہے۔ ایسا لکھنے والا وہی شخص ہوسکتا ہے کہ بوقتِ تحریر جس کی پُشت پر مولا علیؓ وغوثِ جلیؒ کا ہاتھ ہو۔ مگر بغض وعناد کا کیا کیا جائے کہ بصیر پوری اور سیالوی صاحب نے مِل جُل کر زور لگا دیا کہ نہیں نہیں یہ تحریر غلط ہے' جاہلانہ ہے' خلافِ تحقیق اور مخالفِ عقائدِ اہلِ سنّت ہے۔ لیکن کیونکہ اُس ہرزہ سرائی ولغو بیانی کو شاملِ کتاب کرنے اور اُس پر تقریظ لکھنے میں بصیر پوری و سیالوی صاحب کو خطرہ محسوس ہوتا تھا کہ ملک کے طول وعرض میں موجود لاکھوں

marfat.com

غلامانِ مہر علی شاہؒ نفرت سے ہماری تواضع کریں گے اسی لیے اُنہوں نے یہ چال چلی کہ ع

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

کے مصداق سرے سے انکار ہی کر دو کہ یہ تحریر حضرت پیر صاحب گولڑویؒ کی ہے ہی نہیں اور دلیل میں امام المناطقہ اُستاذ العلماء علّامہ حافظ عطا محمد بندیالویؒ کی کتاب ''سیف العطاء'' میں مندرج بحث بر فتویٰ نکاحِ سیّدہ کو پیش کر دیا۔ جبکہ یہ قیاس، قیاس مع الفارق ہے۔ اِس موضوع پر مولٰنا بندیالویؒ نے حضرتؒ کے اِس فتوٰی مبارکہ کے انتساب کو اِس لیے مشکوک قرار دیا تھا کہ آپ کی دیگر تصانیف کا علمی و تحقیقی پایہ، متقدمین و متاخرین فقہائے اعلام کا اس مسئلہ میں موقف اِس بات پر مجبور کرتا ہے کہ اتنے بڑے عالمِ ربانی کے قلم سے ایسی تحریر نہیں نکل سکتی یا پھر بعد میں جامعینِ فتاوٰی نے اس میں دخل اندازی کرتے ہوئے اپنی قلمی کرامت دکھائی[1]۔

---

[1] مولٰنا عطا محمد بندیالویؒ کا یہ اپنا نقطۂ نظر تھا کہ نکاح سیدہ سے متعلق وہ فتوٰی آپؒ کا نہیں یا اس میں جامعین فتاوٰی نے کوئی کمی بیشی کی ہے۔ یہاں اس موضوع پر بحث کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ لہٰذا جو لوگ اس معاملہ کو سمجھنا چاہیں وہ مولٰنا عطا محمد بندیالویؒ کی کتاب سیف العطاء کا براہِ راست مطالعہ فرمائیں تاکہ اُن پر واضح ہو سکے کہ مولٰنا بندیالویؒ نے اس فتوٰی پر کون کون سے فقہی اعتراضات وارد کیے اور اُن کا کیا جواب دیا۔ بہر حال مولٰنا مرحوم کی اس کاوش کو گستاخی شیخ پر محمول نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اگر حضرت گولڑویؒ خود بقیدِ حیاتِ ظاہری ہوتے تو آپ ایک شرعی مسئلہ ہونے کے ناتے اپنے فتوٰی پر وارد شدہ اعتراضات کا جواب شافی خود مرحمت فرماتے نہ یہ کہ آپؒ اپنے حق میں اسے گستاخی قرار دیتے چنانچہ آپ کے معاصر ناقدین کے آپ کی تحریرات پر وارد کردہ بعض اعتراضات کے جواب میں آپ کا اندازِ تحریر اور آپؒ کی وسعتِ ظرفی آپ کی جلالتِ شان کی غمازی کرتی ہے۔ بہر حال اس سلسلے میں میرا یہ موقف ہرگز نہیں کہ یہ فتوٰی حضرت گولڑوی سے غلط منسوب ہے یا اس میں جامعینِ فتاوٰی نے تحریف کی ہے البتہ اتنا ہے کہ استفتاء میں ایک لفظ ڈھونڈ رہ گیا تھا جو عباسی خاندان پر بولا جاتا ہے چوں کہ فتاوٰی مہریہ حضرت گولڑویؒ کے بعد از وصال طبع ہوا جامع فتاوٰی سے ڈھونڈ کا لفظ نقل کرنا رہ گیا جیسے جی اے حق چشتی صاحب نے اپنے رسالے ''مسئلہ سیدہ کا نکاح غیر سید کے ساتھ جائز نہیں'' میں کچھ عرصہ قبل اصل متن سے دیکھ کر نقل کیا اُن کے رسالہ مذکورہ کے صفحہ نمبر 36 پر یہ استفتاء لفظِ ڈھونڈ سمیت موجود ہے حالانکہ یہ لفظ آج تک طبع ہونے والے کسی مجموعہ فتاوٰی میں موجود نہیں (باقی اگلے صفحے پر)

marfat.com

جبکہ کتاب ''انوارِ قادریہ'' پر آپؒ نے جو تقریظ لکھی وہ آپؒ کی حیاتِ طیبہ میں شائع ہوئی وہ کتاب مع تقریظ طبع ہو کر آپؒ کے پاس پہنچی، آپؒ نے مطالعہ کیا اور تحسین و مرحبا فرماتے ہوئے اُس کتاب کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا۔ بہرحال حضرت صاحبؒ کی تقریظی تحریر کے خلاف سیالوی صاحب اور اِن کے چیلے بصیر پوری نے جو ہرزہ سرائی کی' اُس کا کچھ جواب تو آ چکا اور کچھ مزید الگ تحریر کیا جائے گا۔ یہاں سرِ دست یہ دیکھیں کہ سیالوی صاحب حضرت گولڑویؒ کے اتنے نیاز مند ہوتے ہوئے کہ اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' کا انتساب آپؒ کی طرف کر رہے ہیں، اُنہیں قبلۂ عالم تاجدارِ گولڑہ تسلیم کر رہے ہیں

بقیہ حاشیہ: چوں کہ موجودہ مجموعۂ فتاوٰی میں آج بھی یہ لفظ (یعنی ڈھونڈ) موجود نہیں' ہمارے پاس فتاوٰی مہریہ مطبوعہ گولڑہ شریف سنِ طباعت 1988ء موجود ہے' جس کے صفحہ نمبر 133 پر یہ استفتاء اور فتوٰی مندرج ہے' اُس میں بھی لفظ ڈھونڈ نہیں لکھا گیا۔ یہی اعتراض مولٰنا بندیالویؒ نے وارد کیا تھا کہ استفتاء میں نکاح کنندہ کی جب قومیت ہی درج نہیں تو یہ کیسے جانا جائے کہ یہ نکاح اکفاء میں تھا یا غیر اکفاء میں۔ اسی بناء پر اُنہوں نے حضرتِ گولڑویؒ کی طرف فتوٰی ہٰذا کے انتساب کو مشکوک' بلکہ غلط قرار دے دیا' جس پر اُنہیں گولڑہ شریف میں برسرِ محفل بے عزت بھی کروایا گیا تھا۔ یہ تو خیر مولٰنا بندیالویؒ کا اپنا نقطۂ نظر اور اندازِ تحقیق تھا' بہرحال مولٰنا بندیالوی سے انتہائی محبت و خلوص کے باوجود مجھے بسلسلۂ انتساب اُن سے اختلاف ہے' چنانچہ میں نے اپنی کسی کتاب یا خطاب میں یہ نہیں کہا کہ یہ فتوٰی مشکوک ہے' یا اس کا حضرت گولڑویؒ سے انتساب قطعاً غلط ہے' چنانچہ میں نے اپنی کتاب ''نام و نسب'' میں آپ کے اسی فتوٰی پر بحث ضرور کی ہے' مگر اس کے انتساب یا جامعینِ فتاوٰی پر کسی قسم کا کوئی اظہارِ شک نہیں کیا' گویا مولٰنا بندیالویؒ کی کتاب ''سیف العطا'' کے ساتھ میرا اتفاق اسی مسئلہ کے حوالے سے ہے اور ہمارے مابین قدرِ مشترک یہی ہے کہ نہ تو بندیالوی صاحبؒ سیّدہ کے غیر سیّد کے ساتھ نکاح کی حُرمتِ مطلقہ کے قائل تھے اور نہ ہی میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں۔ باقی ''سیف العطاء'' کے تمام مندرجات کے ساتھ میرا مِن کُلِّ الوجوہ اتفاق ضروری نہیں' لہٰذا میں کل کی طرح آج بھی اسی بات کا قائل ہوں کہ یہ فتوٰی آپؒ نے ہی تحریر کیا تھا' لیکن اس فتوٰی سے یہ کہیں ثابت نہیں ہوتا کہ سیّدہ کا غیر اکفاء میں نکاح از روئے شریعت مطلق حرام ہے' (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

marfat.com

یہ کیسے گوارا کرلیا کہ کوئی بد باطن اور کور بخت بصیر پوری حضرت صاحب علیہ الرّحمہ کی تحریر کو متعصّبانہ، جاہلانہ اور غیر دانشمندانہ کہے اور اُس پر سیالوی صاحب تقریظ لکھ کر اُس گستاخ بصیر پوری کو محقق، علاّمہ، فاضل اور دین وملّت کا محسنِ اعظم قرار دے ڈالیں۔ کیا یہ سیالوی صاحب کی چال بازی اور دھوکہ دہی نہیں ہے؟

یہ بہت طویل موضوع ہے' ہم یہاں صرف وہی ایک اقتباس درج کرتے ہیں' جس میں سیالوی صاحب نے براہِ راست حضرت گولڑویؒ کے دلائل ونظریات کا ردّ کرتے ہوئے اپنی شیخ الحدیثی ومناظر الاسلامی کا مظاہرہ فرمایا ہے چنانچہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث'' کے صفحہ 291 پر بصیر پوری نے یہ گُل کھلایا'' حاشیہ: حضرت علاّمہ محمد اشرف سیالوی شیخ الحدیث دارالعلوم سیال شریف سائل کے استدلال پر اعتراض قائم فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

بقیہ حاشیہ جیسا کہ بعد والوں نے اسے زنا وغیرہ سے بھی تعبیر کرایا۔ یہ عمل یا یہ اندازِ فکر دین میں دخل دینے کے مترادف ہے۔ جو روایت و درایت کی رُو سے قطعاً ممنوع ہے' لہٰذا جو لوگ آج بھی حضرت گولڑویؒ کے اس فتوی کو حرمت مطلقہ پر بطور ثبوت پیش کرتے ہیں' وہ صریح غلطی پر ہیں' میرا آج بھی نکاح سیدہ با غیر سیّد کے سلسلے میں یہی موقف ہے کہ سادات کے لئے اپنے اکفاء میں رشتوں کا لین دین کرنا بہتر اور اولیٰ ہے' لیکن اگر سیدہ کا رشتہ اکفاء میں نہ ملنے یا کسی اور مجبوری کے تحت غیر اکفاء میں کر دیا جائے تو وہ شرعاً جائز اور حلال ہے۔ جو لوگ آج بھی بضد ہیں کہ حضرت گولڑویؒ کے حوالہ فتوی کی رُو سے سیدہ کا غیر کفو میں نکاح شرعاً حرام ہے تو میں اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتا' کیوں کہ حضرت گولڑویؒ کا یہ فتوی استفتاء میں مندرج سوال کی روشنی میں ہے اور اس کے مطابق تو کسی بھی خاندان کی لڑکی کا نکاح غیر کفو میں نہیں ہوسکتا' کیوں کہ وہ ایک مفروضہ کا کیس تھا۔ لہٰذا آپؒ کے اس فتوی کو نکاح سیدہ با غیر سیّد کے مطلقاً عدم انعقاد پر بطور سند پیش کرنا' بلاشبہ شریعت میں جسارت تصرّف کے مترادف ہے۔ بہر حال مستقبل قریب میں ان شاء اللہ اس موضوع پر میری ایک اور تصنیف منصہ شہود پر آرہی ہے' جس میں اس مسئلے کے باقی ماندہ جزئیات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسی مسئلہ میں ایک ایسے عظیم سیّد زادے کے موقف اور اُس کے ذاتی عمل کو بطور ثبوت پیش کیا گیا ہے' جو سادات گولڑہ شریف کے نزدیک بھی ایک نہایت معتمد ومستند حیثیت کا حامل ہے۔ نیز اگر ضرورت پڑی تو اس حسنی حسینی سیّد زادے کی مطافر مودہ اور دستخط شدہ تحریر کا عکس بھی شاملِ کتاب کیا جائے گا۔ (منہ)

marfat.com

اقولُ ھذا محل تأمل لانّ جبرئیل علیه السّلام کان رسُولًا قبلَ ذٰلِکَ والنبی ﷺ نبیٌّ بعد ذٰلك مِن الضّم والتصرف فی الباطن واعطی الرّسالة بعد ذٰلك والمصرح فی کتب القوم ان رُسل البشر افضل من رُسل الملائکة والظّاھر انّ ھذا بعد تقریرھم علیٰ منصب الرّسالة لا بعد الولادة فتفکّر حق التفکّر لانّ الکلام ھھنا فی احکام ھذه النشأة لاالنّشأة النّورانیة السابقة علی المخلوقات[1] ۔

تبصرہ : یہ بحث تو الگ تفصیل طلب ہے کہ فاضل پر مفضول کا تصرّف کَتصرّفِ جبرئیل علیٰ سیّدالانبیاء علیھم السّلام ہے اور حضرت اعلیٰ گولڑویؒ نے ابتدائے وحی کے وقت غارِ حراء میں فغطّنی کے لفظ والا تصرّف مُراد لیا ہے' یا کوئی اور تصرّف ۔ پھر آیا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر لفظِ رسول کا اطلاق بعداز وحیِ اوّل ہؤا یا آپ ﷺ کو وقتِ ولادت ہی سے' بلکہ اِس سے بھی پہلے عالمِ ارواح میں رسولؐ کے لقب سے ملقّب کیا گیا کما فی القرآن المجید ثمّ جآءَکُم رسولٌ مصدِّقٌ لّما معکم. جبکہ ''ازالۃ الرّیب'' میں خود سیالوی صاحب اِس بات کی تردید کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں۔

''بلکہ انبیاء بھی اکمل ہونے کے باوجود اکمل ترین بننے کے لئے اُنؐ کے محتاج ہیں اور اُن کی نگاہِ لطف وکرم کے منتظر' اِسی لئے دنیا میں اُن کو اُمّتی بننے کا پابند کیا گیا ثُمّ جاءکُم رسُول مصدق لما معکم لتوٴ منَنّ به (الایة) انتھیٰ کلامہ[2]''۔

---

[1] حکایت قدم غوث ' ص 291

[2] ازالۃ الرّیب ' ص 64

marfat.com

جب روزِ میثاق جملہ انبیاء ومُرسلینؑ کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُمتی بننے کا پابند بنا دیا گیا تو کیا آپؐ کو مرتبۂ رسالت عطا نہیں کر دیا گیا تھا؟ آیتِ قرآنی میں النّبیّن اور رسُول کا لفظ کیا واضح کر رہا ہے' نیز سیالوی صاحب نے یہ ثابت کرنا چاہا کہ اعلانِ نبوّت اور نزولِ وحی سے پہلے حضور علیہ السّلام مفضول تھے اور حضرتِ جبرئیلؑ فاضل' جبکہ بعد میں حضرت جبرئیلؑ مفضول ہو گئے اور آپؐ فاضل بن گئے' ماشاءاللہ کیا شانِ تحقیق ہے۔

مزید برآں یہ بات بھی خالی از لُطف نہیں کہ سیالوی صاحب اِس عبارت میں کہنا کیا چاہتے ہیں' کیا جبرئیلؑ کے غارِ حرا میں حضور علیہ السّلام کو بھینچنے اور تصرّف کرنے سے پہلے آپؐ کی نبوّت کی نفی کر رہے ہیں' یا رسالت کی؟ اُن کی عبارت سے تو دونوں باتیں مترشح ہوتی ہیں۔

نفیِ نبوّت کے الفاظ: لِاَنَّ جبرائیل علیه السّلام کان رسُو لاً قبل ذٰلِك وَالنبّی صلّی اللّه علیه وآله وسلّم ۔ نبیّ بعد ذٰلِك الضمِ والتصرّفِ فی الباطن۔

یعنی سیالوی صاحب فرمانا یہ چاہتے ہیں کہ جب غارِ حرا میں حضرت جبرئیلِ امینؑ نے حضور علیہ السّلام کو آ کر بھینچا اور آپؐ پر وحی پہنچائی تو جبرئیلؑ اس سے پہلے بھی رسول تھے' جبکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اُس کے بعد نبوّت سے نوازے گئے۔ دیکھئے قارئینِ کرام! سیالوی صاحب نے عجیب گُل کھلایا ہے کہ غارِ حرا میں وحیِ اوّل سے پہلے حضور علیہ السّلام کو نبوّت ہی نہیں ملی تھی' جبکہ ذخیرۂ حدیث میں متعدّد احادیث اس بات پر شاھدِ عادل ہیں کہ جب صحابۂ کرام علیہم الرّضوان نے آپؐ سے پوچھا:

marfat.com

یا رسول اللہ علیک السّلام! آپؐ کو نبوّت کب عطا کی گئی تو جواباً آپ نے ارشاد فرمایا:

کنتُ نبیاًوَ آدمُ بینَ الرّوحِ وَالجسَدِ یاپھرکنتُ نبیاً وَ آدمُ بینَ الماء وَالطّینِ یاپھرکُنتُ نبیّاً وَانّ آدمَ لمنجدلٌ فِی طینتہٖ اَو کما قالَ علیہ السّلام۔ فی مقاماتٍ متعدّدۃٍ۔

اب تک تو اِنہی احادیثِ مبارکہ سے تمسّک کرتے ہوئے مُسلم علمائے کرام نصاریٰ کا ردّ کیا کرتے تھے اور نصاریٰ کے اِس اعتراض کا جواب دیا کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے اپنی والدہ ماجدہ سیّدہ مریم سلام اللہ علیھا کی گود میں فرما دیا تھا اِنّی عبد اللّٰہِ اٰتٰنی الکتٰبَ وَجَعَلَنی نبیّاً جب کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چالیس سال کے بعد نبوّت دی گئی۔ اب وہی نصاریٰ والی بولی سیالوی صاحب بھی بولنے لگے۔ بلکہ بدعقیدہ لوگوں کی اِس بات کا کہ ''آپؐ کو چالیس سال تک پتہ بھی نہیں تھا کہ میں نبی ہوں'' خود سیالوی صاحب بھی اِنہی احادیثِ طیّبہ کے سہارے جواب دیا کرتے تھے اور اب خود کہہ رہے ہیں کہ آپؐ چالیس سال کے بعد نبوّت سے نوازے گئے۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بو العجبی ست

نکتہ: سیالوی صاحب کی جس عبارت کو بصیر پوری صاحب نے اپنی کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث'' کے صفحہ 291 پر درج کیا اُس میں لفظِ نبی کو یوں لکھا ''نبیّء'' شاید ایسا لکھنے میں بھی کوئی علمی مُوشگافی مقصود ہو کہ اِس لفظ میں دونوں طرح تلفّظ جائز ہے۔ نبیّ بھی اور نبیٔ بھی اگرچہ مادۂ اشتقاق کے اعتبار سے یہ دونوں جائز ہیں۔

نمبر1: النّباوۃ معتل اللّام وھو العلوّ والارتفاع

marfat.com

نمبر2: مشتق من النبأ بسكون الباء وهو بمعنى الاخبار اوالظّهورِ معنى انّه مهموز اللّام۔

لیکن اِس کا استعمال اکثر نبیؑ ہوتا ہے' بیک وقت دونوں طرح لکھا ہونا یہ خاصہ ہے بصیر پوری صاحب اور سیالوی صاحب کا۔ یا تو یوں لکھ دیتے نبیؑ اَونبیؑ ۔ بہر حال یہ تو تھے سیالوی صاحب کے الفاظ نفیِ نبوّت کے لئے۔ اب دُوسرا پہلو ملاحظہ ہو۔

نفیِ رسالت کے الفاظ: واُعطی الرّسالة بعدَ ذٰلِكَ ۔یعنی حضور علیہ السّلام کو غارِ حرا میں پہلی وحی اور جبرئیلِ امینؑ کے بھینچنے کے بعد رسالت سے نوازا گیا۔ جبکہ روزِ میثاق جب سارے نبیّوں سے وعدہ لیا گیا تو فرمایا گیا ثمّ جاء کُم رسُولٌ مصدّقٌ لما معکُم (الآیة) یہاں بھی آپؐ پر لفظِ رسول کا اطلاق کیا گیا۔

اگر بالفرض آپؐ پر قبلِ وحی لفظِ نبی کا اطلاق کیا جائے اور لفظِ رسول کا اطلاق نہ کیا جائے تب بھی آپؐ حضرتِ جبرئیلؑ سے افضل وفاضل ہیں: کَما قالَ الامام فخر الدّین الرّازیؒ فی التفسیر الکبیر انعقد الاجماع علیٰ اَنّ نبیّنا محمّدً صلّی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلّم افضل من الملٰئکة۔[1] الخ اور اگر آپؐ پر قبلِ وحی نہ لفظِ نبی کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ لفظِ رسول کا تو پھر پیچھے بچ کیا جاتا ہے۔ نیز تصرّف سے مُراد صرف پہلی بار بھینچنا اور وحی کرنا ہی نہیں بلکہ تا دمِ وصالِ مصطفیٰؐ جبرئیلِ امینؑ ایسا تصرّف کرتے رہے ہیں علّمهٗ شدید القوی پر بھی بعض مفسّرین نے یہی تحقیق فرمائی ہے اور اوقاتِ صلوٰۃ کیلئے جبرئیل کا آکر بتانا' شبِ معراج مختلف سوالات اور اُن کا جواب بزبانِ جبرئیلؑ' بوقتِ نزولِ وحی آنحضرتؐ پر مخصوص کیفیت و حالت

---

[1]: نبراس حاشیہ شرح عقائد اختتام کتاب ' صفحہ آخر

marfat.com

کا طاری ہونا' یہ سب تصرّف کے زُمرے ہی میں آتا ہے۔ع

دیکھے نہ کور چشم تو اُس کا قصور ہے

یہ تو ہم نے لگے ہاتھوں سیالوی صاحب کی تحریر پر مختصر تبصرہ ھدیۂ قارئین کیا ہے اگر سیالویؒ صاحب نے میرے جدّ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ کے دلائل کا جس طرح ردّ کیا ہے' اُسی طرح جواب دیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ فرق صرف اِتنا ہے کہ سیالوی صاحب نے کچھ مفاداتِ مخصوصہ کی وجہ سے حضرت گولڑویؒ کا نام لے کر اُن کی تردید نہیں کی' بلکہ اشارات و کنایات کی زبان میں اُن کے دلائل کے خلاف زہر اُگلا۔ اگر وہ مفادات اُن کے پیشِ نظر نہ ہوتے تو اُنہیں حضرت گولڑویؒ کا نام لے کر اُن کے خلاف گند گھولنے میں کچھ باک نہ ہوتا' کیونکہ جو شخص حضرت پیرانِ پیرؒ کو دوزخی شخص کے ساتھ تشبیہ دے سکتا ہے' آپؒ کے خطبات و ارشادات کو کلامِ باطل نظام لکھ سکتا ہے اُس کے نزدیک حضرت گولڑویؒ کس شمار میں ہیں۔ لیکن سیالوی صاحب اور اُن کے ممدوح بصیر پوری صاحب یہ بات کان کھول کر سُن لیں کہ ابھی میں نے صرف آپ حضرات کی اُن گستاخیوں کی مختصر فہرست قارئین کے سامنے رکھی ہے' جو آپ دونوں نے حضرت پیرانِ پیرؒ کی ذات کے بارے روا رکھی ہیں' اگر زندگی نے وفا کی تو میں ان شاء اللہ العزیز ''حکایتِ قدمِ غوث'' کا پورا پوسٹ مارٹم کروں گا اور اُس میں مندرج دلائلِ رکیکہ کا تفصیلی جواب دوں گا اور پُوری دُنیا کو بتا دوں گا کہ سارے بیٹے ہی چُوری کھانے والے نہیں ہوا کرتے' بلکہ کچھ اُن کی طرف بڑھنے والے ہر طوفانِ بے ادبی کا مُنہ موڑ دینے والے بھی ہوتے ہیں۔ بحمد اللہ میں غوثِ پاکؒ کے نام پر روٹی کھانے' اُن

marfat.com

کی گیارھویں شریف کی آڑ میں اپنی جیب گرم کرنے اور اُن کی اولاد کہلوا کر اُن کے گستاخوں کو گلے لگانے والا ہرگز نہیں' بلکہ اُن کی دُعاء وتوجّہ کے صدقے اُن کے مُخالفین و معاندین کو دندان شکن جواب دینے کی صلاحیّت بھی رکھتا ہوں ۔ اگرچہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے غیرت مند سچّے غلام' میرے جدِّ امجد حضرت بابو جیؒ کے مخلص مرید اور اِس ناچیز کے استاد بھائی محترم مولٰنا ممتاز احمد چشتی سلّمہٗ ربّہ، نے اپنی تصنیف

اقوال الاولیاءِ الاکابر فی قدمِ الشّیخ عبدالقادرؒ میں کسی حد تک یہ فریضہ ادا کر دیا ہے' لیکن ابھی علاج بالمثل ہونا باقی ہے' جو ان شاء اللہ مَیں کروں گا۔ بقولِ فاضل بریلویؒ ؎

دِلِ اعدا کو رضاؔ تیز نمک کی دُھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

ہم اِس بحث کو دُوسری کتاب کے لئے چھوڑتے ہوئے سیالوی صاحب کے اس اعتراض کی بات کر رہے ہیں' جو اُنہوں نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے موقف واستدلال پر کیا ہے، اُنہیں مرکزِ علم وعرفان، قبلۂ عالم اور تاجدارِ گولڑہ لکھ کر اُن کی طرف اپنے رسالے ''ازالۃ الرّیب'' کا انتساب بھی کیا ہے' بقولِ شاعر.....

تھا کچھ ابھی بیان' ابھی کچھ بیان ہے
گویا تری زبان کے نیچے زبان ہے

اختلاف نمبر 7. سیالوی صاحب نے بایں الفاظ ''ولایت کے دروازے بند نہیں

marfat.com

اور نہ اس کے مدارج ومراتب کسی خاص خاندان اور فرد کے ساتھ مختص ہیں[1]"..... الخ۔

یہ تأثر دینے کی کوشش کی کہ کسی خاص خاندان کے لئے عطائے ولایت کا کوئی امتیازی دروازہ نہیں اور نہ ہی قطب الاقطاب کا منصب اہلِ بیت کے ساتھ مخصوص ہے (جس کو مجدّد الفِ ثانیؒ، شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ اور فاضل بریلویؒ نے تحقیقاً ثابت کیا ہے) اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ خود سیالوی صاحب کسی قابلِ فخر یا قابلِ ذکر خاندان کے فرد نہ ہوں۔ جبکہ درجِ ذیل ملفوظ میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کا نقطۂ نظر ملاحظہ کریں۔

ملفوظ نمبر 78: "فضائلِ اہلِ بیتِ رسولِ خُدا ﷺ کا تذکرہ ہوا، فرمایا "أئمۂ اہلِ بیتِ کرام کی نعمتیں موہوبی ہیں اور باقی لوگوں کی کسبی، کارخانۂ کسبی کبھی موہوبی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اب بھی اگر اِس پاکیزہ نسل کا کوئی فرد اشغال واذکارِ الٰہیہ میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ دُوسرے لوگوں کی نسبت بہت جلد اور زیادہ فائز المرام ہوگا[2] ..... الخ"۔ اِسی طرح آپؒ نے ایک اور مقام پر یہی بات فرمائی۔

ملفوظ نمبر 163: "أئمۂ مجتہدین کے فیوض وبرکات بھی اِسی خاندانِ عالی شان سے ہیں، چنانچہ امامِ دارالھجرۃ حضرت مالکؒ اور امامِ عظیم الشّان ابو حنیفہؒ دونوں امام جعفر صادق علیہ السّلام کے شاگردوں سے ہیں۔ امام شافعیؒ امام موسیٰ کاظمؒ سے سند رکھتے ہیں، ہر فیض جو اُمّت کو ملا ہے ان امجادِ خیر العباد علیہم السّلام سے ملا ہے، نہ اپنے آباء واجداد سے۔ یہ حدیث شریف مثل اھلِ بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا

---

[1] حکایتِ قدمِ غوث، ص 39

[2] ملفوظاتِ مہریہ، ص 73

marfat.com

(میرے اہلِ بیتؓ کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے اس میں جو سوار ہوا نجات پائی) اِسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اہلِ حق کا اِسی کشتی میں سوار ہونا اُن کے لئے مُوجبِ نجات ہے۔"

اِس اثناء میں ایک شخص نے عرض کیا کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلویؒ نے ہمعات اور عقیدۃ الوفیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ اَئمہ عترت نسبتی قطب ہیں۔ قدرے تبسّم کر کے فرمایا کہ شاہ صاحبؒ نے واقعی کیا ہی اچھا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ ذُریتِ اہلِ بیتؓ کے حق میں بھی ادب اور خوش اعتقادی رکھنی چاہیئے[1] .....الخ"

ہماری تحریر محض تفوّقِ نسبی کے جذبے کا نتیجہ نہیں

قارئینِ کرام: ہم نے یہ تحریر محض نسبی تفوّق کے جذبے سے درج نہیں کی' بلکہ سیالوی صاحب اور بصیر پوری نے جو کوشش خاندانِ اہلِ بیت کے فضل و مجدِ خاص کی نفی کے لئے کی اُسی کے جواب کے لئے ہم نے عنانِ قلم اِدھر پھیرا ہے۔ ہمارے بیان کی تصدیق کے لئے دیکھیں کتاب (حکایتِ قدمِ غوث) کا صفحہ 184,166,151,39 اور 188 بلکہ قطبیتِ کبریٰ کے منصبِ جلیلہ کا مفوّض بہ خاندانِ اہلِ بیتؓ ہونا اُنہوں نے روافض کا عقیدہ ثابت کرنے پر زور دیا ہے۔

اختلاف نمبر 8. حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے خداداد فضائل و کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے آپؒ کے کچھ ارشادات کی تشریح بھی فرمائی۔ چنانچہ ہم بطورِ مشتے از خروارے حضرت پیرانِ پیرؒ کے ایک فرمان کی تشریح

---

[1] ملفوظاتِ مہریہ، ص123، مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

بہ قلم حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ نقل کرتے ہیں اور پھر اُس کے متعلق سیالوی صاحب اور اُن کے ممدوح بصیر پوری صاحب کے تأثرات بھی قلم بند کرتے ہیں۔

تشریحِ فرمانِ غوثیہ رضؓ از قلمِ مہریہ رحؒ: ''چنانچہ عالیجناب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ خُضنا بحرًا لم یقف علی ساحلہ الانبیاء یعنی ہم ایسے دریا میں ڈوبے ہیں کہ جس کے کنارے پر انبیاء علیہم السّلام کو کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوا۔ بحرو دریا سے مُراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ یعنی ہم کو بوجہِ کمالِ اتباعِ ظاہری و باطنی شریعت وطریقت ذاتِ پاک محمدی میں کامل فنا حاصل ہے۔ بخلاف سائرِ انبیاء علیہم السّلام کے وہ اپنی اپنی شرائع میں رنگین ہونے کے باعث اس فنائے کامل سے عاری ہیں۔

سوال: عیسیٰ ابن مریم علی نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام حسبِ احادیثِ صحیحہ بعد النّزول شرعِ محمدی کے پابند ہوں گے۔ لہٰذا کامل فناء کے مستحق ہوئے اور عالیجناب کے فرمانِ مذکور لم یقف علیٰ ساحلہ الانبیاء سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی پیغمبر کو ذاتِ محمدی میں فنا ظاہری و باطنی نہ ہوگی؟

جواب: فرمانِ مذکور کا مطلب یہ ہے کہ میرے قولِ ہذا سے پہلے کسی نبی کو بحرِ ذاتِ محمدی میں فنائے کامل واتباعِ شرعِ محمدی حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ لَم یقف میں کلمہ لَم مضارع پر ماضی منفی کا معنٰی دیتا ہے۔ بنابریں اگر بعد اس فرمان کے قربِ قیامت میں عیسیٰ علیہ السّلام کو اتباعِ شرعِ محمدی میں فنائے کامل حاصل ہو تو مخالفِ قولِ مذکور نہ ہوگا[1]۔''

---

[1] مکتوباتِ مہریہ، ص109 اور ملفوظاتِ مہریہ، ص106، 107

marfat.com

بصیر پوری نے بلاواسطہ اور سیالوی صاحب نے بالواسطہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے اِس فرمانِ عالی شان کو بہ تغیرّ الفاظ صاحبِ نبراس علاّمہ عبدالعزیز پرھارویؒ کے حوالے سے درج کر کے اُس کے خلاف جو تأثر دینے کی کوشش کی ہے' وہ ایک بھونڈی حرکت ہے۔ اگر سیالوی صاحب حضرت قبلۂ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے اِس قدر نیاز مند اور اُن کے مقامِ علم وعرفان کے معتقد تھے تو اُنہیں چاہیے تھا کہ وہ بصیر پوری صاحب کو اِس چوری' بلکہ سینہ زوری پر ٹوکتے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا فرمان یُوں نہیں ہے بلکہ آپؒ کا فرمان وہ ہے جس کو حضرت گولڑویؒ نے نقل کر کے اُس پر وارد ہونے والے ایک سوال کا جواب بھی صرفی قاعدہ کی رُو سے دے کر تشکیک کی گرد صاف فرمادی' لیکن سیالوی صاحب نے ایسا کرنے کے بجائے بصیر پوری صاحب کی پیٹھ پر تھپکی دی، اُنہیں تحسین ومرحبا کہا، اُنہیں مُحسنِ اسلام قرار دیتے ہوئے اُن کے لئے دعائے جزائے خیر کی۔ شاید اس لیے کہ اُس وقت سیالوی صاحب کہیں اور مُلازم تھے' جہاں رہتے ہوئے اُنہیں نہ تو حضرت پیرانِ پیرؒ کو دوزخی شخص کے ساتھ مثال دیتے ہوئے کوئی جھجک محسوس ہوئی اور نہ حضرت پیر مہر علی شاہ قدّس سرّہٗ کی تحقیقات کو تعصب، ہٹ دھرمی، غلوّ اور جہالت کہتے ہوئے اُن کے ضمیر پر کوئی بوجھ پڑا۔ اب چوں کہ وہ مدرسہ مہریہ غوثیہ میں پل رہے ہیں اِسی لئے اب اُن کے مزاج میں یا انداز میں یہ تبدیلی وقوع پذیر ہوئی ہے۔

غنیمت ہے جو ہم ایماں بچا لیں
بہت باریک ہیں واعظ کی چالیں

marfat.com

فاضل بریلوی حضرت مولٰنا احمد رضا خانؒ کے ساتھ مولوی اشرف سیالوی صاحب کا شدید اختلاف اور ذُو معنٰی عقیدت مندی کا پول

ناظرینِ کرام! ہم اپنی اِس کتاب میں پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں کہ مولوی اشرف سیالوی صاحب آج کل اپنے آپ کو امامِ وقت اور اہلِ سنّت کا ٹھیکیدار گمان کیئے بیٹھے ہیں لہٰذا وہ اپنی ہر بات جملہ اہلِ سنّت سے تسلیم کرانے پر مُصِرّ نظر آتے ہیں' بلکہ اُن کے خیال میں پکّا سُنّی وہی ہے' جو اُن کا ہر ارشاد بے چون و چرا تسلیم کر لے' چاہے وُہ اوجھری کی حُرمت ہو یا گستاخیِ غوثِ پاکؒ۔ مگر کچھ مفاداتِ مخصوصہ کے مستقل حصول کے لئے اکابرِ اہلِ سنّت کے ساتھ نیاز مندی رکھنا بھی اُن کے لئے ایک ناگزیر امر ہے' لہٰذا وہ فاضل بریلویؒ اور دیگر بزرگوں کا نام بھی اپنے دھندے کے لئے استعمال فرماتے رہتے ہیں' بلکہ فاضل بریلویؒ کے اشعار سے استنباطِ مسائل کرنا اور اُن کے اشعار، معتقدات میں بہ طورِ دلیلِ قطعی پیش کرنا بھی ضروری خیال فرماتے ہیں۔ چنانچہ ''ازالۃ الرّیب'' میں ایک مقام پر یوں سُرخی لگائی ولنعم ما قال الامام احمد رضا قدّس سرّہٗ العزیز - اور پھر نیچے یہ شعر تحریر فرمایا ؎

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مَفَر مَقَر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

گویا بارگاہِ ربّ العزّت میں حضور و وصول کے لئے سب مخلوق کا بہ شمولِ انبیاء و مُرسلین

marfat.com

صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف محتاج ہونا ثابت کرتے ہیں اور آپ کے اختیاراتِ عظیمہ کا اثبات فرماتے ہوئے مولوی صاحب نے فاضل بریلویؒ کا یہ شعر بطورِ سند وحجت پیش کیا۔ بسم اللہ ہمارے سر آنکھوں پر، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ مولوی اشرف صاحب کیا واقعی فاضل بریلویؒ کو امام مان کر اُن کی تحقیق اور اُن کے کلام کو حجت سمجھتے ہیں یا صرف وقتی مطلب برآری کے لئے اُن کا نام استعمال کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم بالتفصیل وہ اشعار نقل کرتے ہیں، جن پر فاضل بریلویؒ کی بارگاہِ غوثیہ میں نیاز مندی اور نسبت کی عمارت قائم ہے اور فاضل بریلویؒ نے پیرانِ پیرؒ کی فضیلت وعظمت کا بیان کس انداز میں کیا ہے اور مولوی اشرف صاحب نے خود اور بزبانِ بصیر پوری کس طرح اُن فضائل ومراتبِ غوثیہ کی دھجیاں بکھیرنے کی سعیِ نامُراد کی ہے۔ کیونکہ سیالوی صاحب اکابر کے اشعار کو بہ طورِ حجت عقائد میں استعمال کرتے ہیں، اس لئے ہم فاضل بریلویؒ کے اشعار اُن کے سامنے رکھنے لگے ہیں۔ اور اُن کے اس دوہرے طرزِ عمل کو ہم دوغلہ پن کا عنوان دے کر نمبر وار لکھیں گے۔

دوغلہ پن نمبر 1: مولوی اشرف صاحب نے کتاب حکایتِ قدمِ غوث پر تقریظ لکھی اور مؤلف کے بارے لکھا ''اللہ تعالیٰ علامہ صاحب کو جزائے خیر اور اجرِ جزیل عطا فرمائے کہ اُنہوں نے صحیح مفہوم اور حقیقی محمل بیان فرما کر عوام کو غلط فہمی کے دلدل سے نکالا ہے اور خواص کے لئے تحقیق وتدقیق کا عظیم خزانہ بہم پہنچایا ہے[1] ..... الخ''

تبصرہ: وہ تحقیق کا عظیم خزانہ یہ ہے کہ مؤلف نے ثابت کیا کہ غوثِ پاکؒ تامدتِ حیات صاحبِ سُکر رہے اور حالتِ سُکر میں آپؒ سے یہ فرمان صادر ہوا، جب کہ

---

[1]: حکایتِ قدمِ غوث، ص38

marfat.com

فاضل بریلویؒ اِس فرمان کوسُکر پرمحمول کرنے والوں پر یوں برس رہے ہیں۔فرماتے ہیں۔

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضرؑ کے ہوش سے پوچھے کوئی رُتبہ تیرا
آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سُکر نکالا تیرا

دوغلہ پن نمبر2: سیالوی صاحب اور بصیر پوری نے غوثِ پاکؓ کا مرتبہ جس طرح گھٹاتے گھٹاتے اُنہیں اپنے تلامذہ ومُریدین سے بھی مفضول' بلکہ مجنون اور مرفوع القلم (پاگل) قرار دے دیا ہے' ایسے لوگوں کو فاضل بریلویؒ یوں تازیانۂ عبرت کا نشانہ بناتے ہیں۔

وہ تو چھوٹا ہی کہا چاہیں کہ ہیں زیرِ حضیض
اور ہر اَوج سے اونچا ہے ستارا تیرا
اس پہ یہ قہر کے اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا
عقل ہوتی تو خُدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں ' اُسے منظور بڑھانا تیرا

خُدا سے لڑائی لینے کا استعارہ فاضل بریلویؒ نے اس حدیثِ قدسی سے لیا ہے من عادٰی لّی ولیًّا فقد آذنتہٗ بالحرب یہی حدیثِ قدسی مولوی اشرف صاحب نے نیاز مندانِ بارگاہِ غوثیہ اور قائلینِ وسعتِ مفہومِ ارشادِ غوثیہ کے خلاف تحریر فرما کر

marfat.com

کتابِ مذکور کے صفحہ نمبر 45 پر اپنی شیخ الحدیثی کا مظاہرہ فرمایا ہے' جبکہ فاضل بریلویؒ شانِ غوثِ پاکؒ گھٹانے والوں اور بغضِ پیرانِ پیرؒ میں مبتلا سُنّی نُما خارجیوں کے متعلق اِسی حدیثِ قدسی کا استعارہ (تلمیح) استعمال فرما رہے ہیں' حدیث شریف تو ایک ہے مگر ہر دو شخصیتوں نے اپنے ایمان وعمل کے درجے کی روشنی میں اس حدیث شریف کا مصداق' الگ الگ متعیّن فرمایا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ فاضل بریلوی کا تعیّن کردہ مصداق اقربِ صواب ہے یا سیالوی صاحب کا۔ یہ انصاف ہم قارئینِ عظام پر چھوڑتے ہیں۔ اور پھر یہ حضرات (سیالوی اور بصیر پوری صاحبان) پیرانِ پیرؒ کے ساتھ کتنی عداوت اور کس قدر بغض رکھتے ہیں' اس پر یہ پوری کتاب ''حکایتِ قدمِ غوثؒ'' (مؤلفہ بصیر پوری صاحب و مقرظہ اشرف سیالوی صاحب) گواہ ہے' جس کے ایک ایک لفظ سے بُغضِ غوثِ پاکؒ پھوٹا پڑتا ہے۔ لہٰذا اِس حدیثِ قدسی کا من گھڑت مفہوم لے کر اشرف سیالوی صاحب کا مریدینِ سلسلۂ عالیہ قادریہ پر منطبق کرنا ویسا ہی ہے جیسا کہ حضرت علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہٗ نے اِنِ الحکمُ اِلاّ لِلّٰہ کہنے والے خارجیوں کے متعلق فرمایا تھا۔ کلمۃُ حقٍ أریدبها الباطل آیت برحق ہے' مگر اس سے جو معنٰی کشید کیا گیا ہے' وہ باطل اور ناحق ہے۔ فاضل بریلویؒ شانِ غوثیہ گھٹانے والوں کو مزید یوں جھنجھوڑتے ہیں' بلکہ غوثِ پاکؒ کا مرتبہ گھٹانے والے دشمن کے لئے حضرت مولانا احمد رضاؒ یوں بددُعا کرتے ہیں۔ ؎

خواہی ' کاہی عُلُوِّ عبدُ القادر
نامی سامی سُمُوِّ عبدُ القادر
ہُشدار کہ باخدائے خود می جنگی
مُـــت غیـــظًـــا اے عَدُوِّ عبدُ القادر

حدائقِ بخشش صفحہ 63

marfat.com

اِسی طرح ایک اور مقام پر حضرت غوثِ پاکؒ کی عظمت وفضیلت بیان کرتے ہوئے فاضل بریلویؒ یوں گوہر ہائے آبدار لٹاتے ہیں ۔

ورفعنا لك ذِكرك کا ہے سایہ تُجھ پر
بول بالا ہے ترا ' ذکر ہے اُونچا تیرا
مٹ گئے' مٹتے ہیں' مِٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے ' نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تُو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

ایک اور مقام پر اشرف سیالوی وبصیر پوری جیسے معاندین ومنکرین کو خبردار کرتے ہوئے فاضل بریلویؒ بول اُٹھتے ہیں ۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرتیں
دیکھ ! اُڑ جائے نہ ایمان کا طوطا تیرا

دوغلہ پن نمبر 3: سیالوی صاحب نے حبیب اللہ اور محبوبِ سبحانی کا معنوی فرق بیان کرتے ہوئے خواجۂ اجمیریؒ کا مقام غوثِ پاکؒ سے بلند کرتے ہوئے ہرزہ سرائی کی تو بصیر پوری نے صراحۃً غوثِ پاکؒ کا استفادہ خواجۂ اجمیریؒ سے ثابت کر ڈالا' جبکہ فاضل بریلویؒ فرماتے ہیں ۔

مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

marfat.com

دوغلہ پن نمبر 4: یہ لوگ غوثِ پاکؒ کے قدم مبارک کی فضیلت کو گھٹاتے گھٹاتے صرف آپ کے زمانۂ ظاہری کے کچھ اولیاء تک مخصوص کر کے لے آئے' جبکہ فاضل بریلویؒ نے یہ وسعت یہاں تک بیان فرمائی ؎

ہزاروں تابعی سے تُو فزوں ' ہاں!
وہ طبقہ مجملاً فاضل ہے یا غوثؒ
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل
بحکمِ اولیاء باطل ہے یا غوثؒ
کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوثؒ
تُو اپنے وقت کا صدیقِ اکبرؓ
غنیؒ و حیدرؓ و عادلؒ ہے یا غوثؒ

اور پھر یوں اظہارِ عقیدت فرماتے ہیں ؎

واہ کیا مرتبہ اے غوثؒ ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ناظرینِ کرام! حضرت غوثِ پاکؒ کے قدم کی فضیلت کی نفی و تنگی کے لئے آپ ایک طرف بصیر پوری صاحب کی مؤلّفہ اور اشرف سیالوی صاحب کی مقرّظہ کتاب اوّل سے آخر تک پڑھ لیں پھر فاضل بریلویؒ کا مندرجہ ذیل منظومہ فتویٰ بھی پڑھ لیں۔

marfat.com

قدمِ غوثِ پاکؒ کے بارے فاضل بریلویؒ کا فتوٰی

آنکہ پایش بر رقابِ اولیائے عالم است
وانکہ حق فرمود و حق فرمود باللہ آں توئی
اندریں قول آنچہ تخصیصاتِ بیجا کردہ اند
از زُلل یا از ضلالت' پاک ازاں بہتاں تُوئی

جبکہ مولوی اشرف صاحب نے زور دے کر کہا ہے ''بلکہ ضروری ہے کہ اِس (فرمانِ غوثیہ) میں تخصیص کا قول کیا جائے[1]'' اور فاضل بریلوی ایسی تخصیصِ بے جا کرنے والوں کو گمراہ فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو محوّلہ بالا شعرِ ثانی) سیالوی صاحب نے مُجھے گمراہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا اور فاضل بریلویؒ کے اشعار سے استناد کرتے ہوئے میری گمراہی پر مُہر ثبت فرما دی لیکن اللہ کی شانِ بے نیازی دیکھئے کہ اُنہی فاضل بریلویؒ کے اشعار سے خود سیالوی صاحب گمراہ ثابت ہو گئے۔ بقولِ راقم ؎

تیرے صدقے ! وہ اُسی رنگ میں خود ہی ڈوبا
جس نے جس رنگ میں چاہا مجھے رُسوا کرنا

دوغلہ پن نمبر 5: بصیر پوری صاحب نے پورا زورِ قلم اِس بات پہ صرف کر ڈالا کہ غوثِ پاکؒ کے فرمان قدمی ھذہ کے صدور کے وقت خواجۂ اجمیریؒ کا سر جھکانا اور بل علٰی رأسی وعینی فرمانا بالکل جھوٹ اور خلافِ حقیقت ہے۔ بلکہ تاریخ اور عمر کے ہیر پھیر سے اُنہوں نے اپنے جھوٹ کے مُنہ پر خود غازہ ملا ہے۔ جس پر اشرف سیالوی صاحب نے اُنہیں محقق و فاضل علاّمہ اور مرحبا کہا ہے' جبکہ فاضل بریلویؒ اِسی واقعہ اور اِسی

---

[1] حکایتِ قدمِ غوث ' ص43

marfat.com

حقیقت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ایسے لوگوں کے منہ پر یوں تھپڑ جڑتے ہیں۔

بہرِ پایت خواجۂ ہندؒ آں شہِ کیواں جناب
بل علی رَأسِی و عَینِی گوید آں خاقاں تُوئی[1]

دوغلہ پن نمبر 6: کتاب ''حکایتِ قدمِ غوثؒ'' کے صفحہ 43،44 پر مولوی اشرف صاحب رقم طراز ہیں ''اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرّہٗ نے غایتِ عقیدت پر فائز ہونے کے باوجود غوثیتِ کبریٰ کو خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم میں بالترتیب ثابت کرنے کے بعد ائمۂ اہلِ بیت (امام حسنؓ، امام حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفر صادقؒ، امام موسیٰ کاظمؒ امام علی رضاؒ، امام محمد تقیؒ، امام علی نقیؒ، امام حسن عسکریؒ) میں اس کو ثابت فرمایا' پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور میں اس منصب پر فائز تسلیم کیا اور حضرت مہدی علیہ السّلام کے ظہور کے بعد اس منصب کے اُن کی طرف منتقل ہو جانے کا دعویٰ فرمایا (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت) لہٰذا آپ جیسے انتہائی عقیدت مند اس عموم واطلاق کے قائل نہیں تو اس پر اصرار کرنا ٹھیک نہیں[2]''۔

یہاں مولوی اشرف صاحب نے زبردست علمی خیانت کا ارتکاب کرتے ہوئے حضرت فاضل بریلویؒ کے ملفوظ میں لفظی ومعنوی تحریف کی ہے جو شاید یُحرِّفُونَ الکَلِمَ عَن مَّوَاضِعِہٖ کے تحت اُنہیں یہود سے ورثہ میں ملی ہو کہ کعب بن اشرف یہودی مُحرّفین تورات کا سرپنچ اور یہ حضرت کلامِ خدا ورسول ﷺ کے علاوہ کتب اکابر میں خیانت

---

[1] ملاحظہ ہو حدائقِ بخشش' ص 69' حصہ دوم ناشر فرید بک سٹال اردو بازار لاہور۔
[2] حکایت قدم غوث' ص 44

marfat.com

کے ماہر۔ ہم آپ کے سامنے پورا ملفوظِ فاضلِ بریلویؒ رکھ دیتے ہیں۔آپ خود اندازہ فرما لیں۔ ''ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں غوث کا لقب عبداللہ ہوتا ہے اور وزیر دستِ راست عبدالرّب اور وزیر دستِ چپ عبدالملک۔ اِس سلطنت میں وزیر دستِ چپ وزیرِ راست سے اعلیٰ ہوتا ہے' بخلاف سلطنت دنیا کے اِس لئے کہ یہ سلطنتِ قلب اور دِل جانبِ چپ۔ غوثِ اکبر وغوثِ ہر غوث حضور سیّدِ عالم ﷺ ہیں۔صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے وزیر دستِ چپ تھے اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ وزیر دستِ راست۔ پھر اُمّت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیّت پر امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت فاروقِ اعظم وعثمانِ غنی رضی اللہ عنھم کو عطا ہوئی اِس کے بعد امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو غوثیّت مرحمت ہوئی اور عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ و مولا علی کرم اللہ وجہہ وامامِ حسن رضی اللہ عنہ وزیر ہوئے' پھر مولا علی کو اور امامین محترمین رضی اللہ عنھما وزیر ہوئے' پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔امام حسن عسکریؒ کے بعد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ تک' جتنے حضرات ہوئے سب انکے نائب ہوئے۔ان کے بعد سیّدنا غوثِ اعظم مستقل غوث' حضور تنہا غوثیّتِ کُبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضور غوث الاعظم بھی ہیں اور سیّد الافراد بھی، حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدیؒ تک سب نائب حضورِ غوثِ اعظمؒ ہوں گے' پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیّتِ کُبریٰ عطا ہو گی[1]''۔

فاضل بریلویؒ کے اِس ملفوظ میں مولوی اشرف صاحب نے متعدد طُرق سے خیانتیں کیں ملاحظہ ہوں۔

---

[1] ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ' ص115 ' حصّہ اوّل

marfat.com

خیانت نمبر 1: ''پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اپنے دور میں اِس منصب پر فائز تسلیم کیا'' یہ خیانت ہے' فاضل بریلویؒ نے تاظہورِ امام مہدی رضی اللہ عنہ یہ منصب حضرت غوثِ پاکؒ کے پاس رہنے کا عقیدہ ظاہر کیا' یہ حضرت ''اپنے دور میں'' کے الفاظ کہہ کر فاضل بریلوی کی روح کو تڑپا رہے ہیں۔

خیانت نمبر 2: فاضل بریلویؒ نے یہ ثابت کیا کہ ہر دور میں بعد خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ منصبِ غوثیتِ کبریٰ اہلِ بیتِؓ نبوّت کے مقدّس افراد کے پاس رہا اور دیگر اولیائے کرام اُن کے نائب کی حیثیت سے غوث کہلاتے رہے۔ جبکہ مولوی اشرف صاحب تقریظ کے صفحہ نمبر 39 پر یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں ''لہٰذا ولایت کے دروازے بند نہیں اور نہ اِس کے مدارج و مراتب کسی خاندان کے ساتھ مختص ہیں''۔

خیانت نمبر 3: اگر لفظ ''اپنے دور میں'' سے مُراد وہی مفہوم ہو' جو فاضل بریلویؒ کے نزدیک ہے کہ ظہورِ امام مہدیؑ تک آپؒ ہی کا زمانہ ہے تو آپ اِس کتاب میں جا بجا اِس کا رد کر چکے ہیں' بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں پر آپ برستے ہی رہے۔ اور اگر دَور سے مُراد وہ زمانہ ہے' جو آپ حضرات نے سمجھا ہے تو فاضلِ بریلویؒ کا اِس مفہوم سے کوئی تعلق نہیں' آپ ناحق اِس عقیدہ و نظریہ کو فاضل بریلویؒ کے سر تھوپ رہے ہیں۔

قارئینِ گرامی قدر! حقیقت تو یہ ہے کہ سیالوی صاحب اپنے سوا کسی کو محقق و عالم سمجھتے ہی نہیں' صرف ظاہری رکھ رکھاؤ کے لئے وہ اکابر کا حوالہ اور نام استعمال فرما لیتے ہیں۔ شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزارویؒ کے علمی مقام سے کون سُنّی آگاہ نہیں۔

marfat.com

لیکن سیالوی صاحب بار ہا اپنی نجی محافل میں یہ بات فرما چکے ہیں کہ جب میں ہزاروی صاحب مرحوم کے پاس دورۂ تفسیر القرآن پڑھنے گیا' میں نے اُنہیں فلاں مسئلے پر بند کر دیا' وہ لاجواب ہو گئے۔ جب سیالوی صاحب اپنے اساتذہ پر اپنی برتری اور رُعب ثابت کرنے سے نہیں چُوکتے' تو وہ اور کس کو خاطر میں لائیں گے؟ چاہے وہ فاضل بریلویؒ ہوں یا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ ہوں۔ بقولِ راقم ؎

ایک ہیں اُن کو اپنے بیگانے
جو ملا اُس پہ ہاتھ صاف کیا

دوغلہ پن نمبر 7: مولوی اشرف صاحب اور اُن کے مؤلّفِ محقّق وفاضل نے پوری کتاب میں سارا زورِ قلم اس بات پر صرف کیا ہے کہ حضرت غوثِ پاکؓ کے ارشاداتِ دالّہ برفضائلِ مخصوصہ سُکر کی حالت میں سرزد ہوئے' جبکہ فاضل بریلویؒ کا نظریہ وعقیدہ اُن کے درجِ ذیل ملفوظ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ فاضل بریلویؒ کی خدمت میں عرض کی گئی، آپؒ نے جواب دیا' دونوں ملاحظہ ہوں۔

عرض: کیا حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ پر اپنی تفضیل بھی لکھی ہے؟

ارشاد: تِلکَ اُمَّةٌ قد خَلَت لَهَا ما کسبَت وَلَکُم مَا کسبتُم وَلَا تُسئلُونَ عمّا کانُوا یعملُونَ ۔ پھر فرمایا مکتوبات کی اوّل دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے

marfat.com

جن میں حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی تو کیا گنتی، تیسری جلد میں فرماتے ہیں، جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکارِ غوثیت سے ملے ہیں۔ نُورُ القَمَرِ مُستفادٌ مِن نَورِ الشّمس اِسی میں لکھا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا صحو سے کہا نہیں' بلکہ زیادہ سُکر ہے۔ اب اگر کوئی مجدّدی اُن کے قول سے استدلال کرے اِس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا خدا تعالیٰ کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہانوں کے شیوخ نے جو زبانی دعوٰی کیے ہیں ظاہر کر دیا کہ ہمارا سُکر ہے[1]۔

دوغلہ پن نمبر 8: مولوی اشرف صاحب نے بصیر پوری صاحب کو داد و تحسین اِسی لئے دی ہے کہ بقولِ اشرف سیالوی صاحب ''حضرت علاّمہ مدّ ظلہٗ نے دلائلِ وافرہ اور براھینِ متکاثرہ سے فرمانِ غوثیت کی حقیقت واضح فرمادی ہے' جسے نظرِ انصاف کے ساتھ پڑھنے والا دادِ تحقیق دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا اور حقیقتِ واقعیہ کی طرف راہنمائی کی بدولت آپ کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھے گا۔ اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائے اور ہمیں حق و حقیقت کے اقرار و اعتراف اور تسلیم و اذعان کی توفیق نصیب فرمائے آمین[2]۔''

---

[1]: ملفوظاتِ اعلیٰ حضرتؒ ' ص 324, 323 ' حصہ سوم

[2]: حکایتِ قدمِ غوث ' ص 40

marfat.com

یعنی بصیر پوری صاحب نے شانِ غوثیہ گھٹا کر اُمّت پر احسان کیا ہے اور علاّمہ سیالوی صاحب نے اُنہیں شاباش دے کر پوری سُنّی قوم کے ساتھ بھلا کیا ہے۔

جب کہ فاضل بریلویؒ ایسے بھلا کرنے والوں کو یُوں خبردار کرتے ہیں ؎

شاخ[1] پہ بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا
حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معمّا تیرا
سگِ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بندِ بدن اے رُوبہِ دنیا ! تیرا

(حدائقِ بخشش)

سیالوی صاحب کا بزرگانِ دین سے اپنی عقیدت کا اظہار

سیالوی صاحب قبلہ نے بزرگانِ دین سے اپنی عقیدت کے اظہار میں یہاں تک تحریر فرمادیا کہ یہ طبقہ امورِ مشیّت میں بھی تدبیر وتصرّف کرسکتا ہے اور ایسے خیالات کو ثابت کرنے کے لئے وہ نہ جانے کہاں کہاں سے اُلٹے سیدھے دلائل جمع کرتے رہے، موصوف نے صوفیاء کے ذاتی وجدانیات اور کیفیاتِ باطنیہ کو شرعی حیثیّت دیکر باور کرانے کی سعی فرمائی کہ ان سب اُمور کو قرآن وسنّت کی طرح نہ صرف تسلیم کیا جائے' بلکہ ان پر ایمان بھی لایا جائے' چنانچہ اُنہوں نے حضرت پیرانِ پیرؒ سے اپنی عقیدت اور آپ کی

---

[1] فاضل بریلویؒ کی تحقیق کے مطابق اس شعر میں شاخ سے مُراد دیگر سلاسلِ طریقت ہیں جب کہ جڑ سے مُراد سلسلۂ عالیہ قادریہ یا پھر دیگر اولیائے اُمت شاخیں ہیں اور حضرت پیران پیرؒ اس شجرِ ولایت ومعرفت کی جڑ ہیں۔ (منہ)

marfat.com

شانِ تصرّف و تدبیر کو ثابت کرتے ہوئے قصیدۂ غوثیہ کے چند اشعار بطورِ ثبوت پیش فرمائے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو قصیدہ میں بیان شدہ حقائق پر قدرت عطا فرمائی تھی۔ سیالوی صاحب پر واضح ہو کہ یہ فقیر کراماتِ اولیاء کا ہرگز منکر نہیں، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ صوفیاء کے وجدانیات اور باطنی کیفیّات کو شرعی درجہ دینے کے حق میں بھی نہیں ہے اور نہ اُن کو اُمورِ مشیّتِ باری تعالیٰ میں متصرّف و مدبّر سمجھتا ہے[1]۔ بلکہ اِسے خلافِ تعلیماتِ قرآن و سنّت کہتا ہے۔ سیالوی صاحب مجھے اِس بات کا جواب دیں کہ ایک طرف تو وہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے متعلّق یہ لکھ رہے ہیں کہ امورِ کائنات میں تدبیر و تصرّف کے منصب پر فائز تھے۔ ظاہر ہے کہ اُن کو ولایتِ عظمیٰ کا یہ مرتبۂ اعلیٰ اِس لئے حاصل ہوا کہ وہ مومنِ کامل تھے۔ پیرانِ پیرؒ کے کلام کو بطورِ سند پیش کرنے میں سیالوی صاحب نے بڑی ہی عجلت سے کام لیا، مگر یہ خیال نہ رہا کہ قصیدۂ غوثیہ کے اِس متکلّم کے لیے وہ اور کیا کیا گُل کھلا چکے ہیں۔ اُن کے اپنے الفاظ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں ''نیز یہ توجیہ بھی ممکن ہے کہ ہر ایک صاحب کمال نے اپنے زعم اور اپنے خیال میں اپنے عطا کردہ مرتبہ و مقام کو بے مثال اور منفرد و ممتاز سمجھا ہو، جیسے آخری آخری شخص جو دوزخ سے چھٹکارا حاصل کر کے جنّت میں داخل ہوگا' وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مشرّف ہو کر پکار اُٹھے گا۔ ما اعطی احدٌ مثل ما اعطیتُ جو کچھ مجھے دیا گیا ہے کسی کو نہیں دیا گیا' حالانکہ اُس کا مرتبہ فی الواقع سب سے کم ترین ہوگا۔''

قارئین کرام! سیالوی صاحب کی محوّلہ بالا عبارت کو آپ سمجھے ہیں یا نہیں کیوں کہ میرے متعلّق تو اُنہوں نے تحریر فرما دیا تھا کہ مجھے تو اُردو عبارت بھی لکھنا پڑھنا نہیں آتی۔ اِس عبارت میں اُسی پیرانِ پیرؒ کو جسے وہ اُمورِ کائنات میں مدبّر و متصرّف لکھ

---

[1]: حضرت گولڑویؒ کی بھی یہی تحقیق ہے۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تصفیہ مابین سنی و شیعہ ص 91 طبع اوّل 1979ء مطبوعہ لاہور

marfat.com

رہے ہیں کیا ایک دوزخی سے تشبیہ نہیں دی؟ اِس عبارت سے واضح ہے کہ سیالوی صاحب کے نزدیک غوثِ پاکؒ کے بلند بانگ دعوے اُس دوزخی انسان جیسے ہیں' جو اللہ تعالیٰ کا اپنے آپ پر فضل دیکھتے ہوئے آپے سے باہر ہو کر کرنے لگتا ہے۔ یہ مثال لکھ کر سیالوی صاحب نے یہ تو ثابت کر دیا کہ وہ شیخ الحدیث ہیں اور اُن کی نظر سے یہ حدیث بھی گزری ہے' مگر اُنہیں یہ شرم نہیں آئی کہ وہ دلبرِ زہراؓ و علیؓ شیخ المشارق والمغارب اور عالمِ تصوّف کے بے تاج بادشاہ حضرت پیرانِ پیرؒ کو ایک فاسق دوزخی سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ کیا اُنہوں نے یہ دو چار لفظ اِسی لئے سیکھے تھے کہ وہ ایک دشمنِ پیرانِ پیرؒ کے بکواسات کو ثابت کرنے اور صرف اُس کور باطن انسان کی ہاں میں ہاں ملانے کی خاطر ایک مستند اور جگت شیخ کو دوزخی مردود انسان کے برابر ٹھہرائیں۔ اگر غوثِ پاکؒ ایک دوزخی جیسے ہو سکتے ہیں تو سیالوی صاحب فرمائیں کہ اُن کو ہم کس سے تشبیہ دیں۔ کیونکہ اُن کی طرح کے کسی دوزخی کا تذکرہ تلاشِ بسیار کے باوجود بھی ہمیں کسی مجموعۂ حدیث میں نہیں ملا معلوم ہوا کہ وہ خود دوزخی ہیں اور ایسے بے مثال دوزخی کہ اُن کی مثال کا دوزخی پورے دوزخ میں نہیں۔ اِس صریح گستاخی اور بکواس کے بعد کیا ہم اُنہیں جنّتِ اعلیٰ کے باشندوں جیسا سمجھیں؟ سیالوی صاحب کی اصلیّت اب ہمیں سمجھ آئی کہ وہ کیا چیز ہیں۔ پیرانِ پیرؒ کے نام پر ٹکڑا کھانے والے اگر پیرانِ پیرؒ ہی کو بھونکنے لگ جائیں تو پھر احمد رضا بریلویؒ نے درست ہی کہا تھا۔

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غُرّانے والے

یا پھر راقم الحروف کے بقول

شکل و صورت بھولی بھالی دیکھنے میں نیک ہیں
بھونکنے کا وقت آجائے تو سارے ایک ہیں

marfat.com

سیالوی صاحب کی تضاد عملی

''فتوح الغیب'' کے متعلق سیالوی صاحب نے اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' میں تحریر کیا کہ یہ خطبات حضرت پیرانِ پیرؒ نے خود قلم بند نہیں کیے ' بلکہ اُن کے خدام نے جمع کیے۔ لہٰذا آپ کے یہ خطبات مجموعۂ ملفوظات کی کتابوں کی طرح ایک کتاب ٹھہری جس طرح حدیث کی کتاب میں منقول روایت سے کسی نبی کی عظمت پر حرف آتا ہو تو اُس کو راوی کی غلط فہمی اور ناسمجھی پر محمول کرنا ہی لازم اور ضروری ہے' بعض مقالات ڈیڑھ دو سطر کے بھی ہیں تو ظاہر ہے کہ آپ نے مجلسِ وعظ میں صرف دو تین جملے بول کر وعظ ختم نہیں فرما دیا ہوگا' لہٰذا حضرتِ شیخ پر اس کلامِ باطل نظام واجب التاویل اوالمراد کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی[1]۔

سیالوی صاحب کی محولہ عبارت نے واضح کر دیا کہ ''فتوح الغیب'' آپ کی ذاتی تصنیف نہیں' بلکہ جامعینِ خطبات کا عمل ہے' جس میں خطا و نسیان کا امکان بھی ہے۔ مگر سیالوی صاحب نے اپنی اس کتاب کے ص 32 پر حضرت پیرانِ پیرؒ کے اشعار کو کس حتمی سند اور یقین سے بطورِ استناد ذکر کر دیا' اگر ''فتوح الغیب'' کے خطبات میں کمی و بیشی اور غلط روایت کا امکان ہو سکتا ہے تو آپ کے بقول قصیدۂ غوثیہ کے مذکورہ اشعار میں

---

[1]: تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ازالۃ الرّیب' ص 70' طبع ستمبر 2002ء

marfat.com

غلط انتساب کا امکان بھی موجود ہونا چاہیئے۔تو پھر آپ نے مشکوک اشعار کو بطورِ سند کیوں پیش کیا؟ بصیر پوری کی کتاب پر آپ کی تقریظ نے یہ ثابت کیا کہ قصیدۂ غوثیہ کے اشعار میں جن دعووں کا ذکر اور اعلان کیا گیا وہ تواضع اور انکسار کے سراسر منافی ہیں اور اُس کتاب میں یہ نظریۂ باطل ثابت کرنے پر آپ نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ یہ اشعار حضرت پیرانِ پیرؒ سے عالمِ سُکر (بے ہوشی) میں صادر ہوئے اور سُکر کی باتیں حجت نہیں ہوتیں' لہٰذا اُن سے استنباطِ مسائل اور اثباتِ عقائد کرنا جہالت و بے خبری ہے (معاذ اللہ) لیکن ''ازالۃ الرّیب'' میں آپ نے اُنہی اشعار میں سے قضا و قدر میں تدبیر و تصرّف جیسے معرکۃ الآراء مسائل کو ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے' وہاں آپ نے اِنہی اشعار کی تردید میں بصیر پوری کی تائید کرتے ہوئے تقریظ لکھ دی اور ''ازالۃ الرّیب'' میں اُن ہی اشعار کو امورِ عالم میں اولیاء کی تدبیر و تصرّف کا نظریہ ثابت کرنے کے لئے بطورِ سند پیش کر دیا۔آپ شیخ الحدیث تو کہلاتے ہیں' مگر شاید آپ کے ہاں احادیث میں تطبیق پیش کرنے کا یہی طریقہ رائج ہو' یہ تو کھلی تضاد عملی اور تضاد بیانی ہے جو کسی محقق کی شان کے سراسر خلاف ہے' بقولِ حضرت میرزا عبدالقادر بیدلؔ ؎

چہ بود سر و برگِ غلط سَبَقاں درِ علم و عمل بہ فسانہ زدن
زغُرورِ دلائلِ بے خِردی ھمہ تیرِ خطا بہ نشانہ زدن

marfat.com

سیالوی صاحب کی میرے متعلّق ہرزہ سرائی

کسی نے مجھے بتایا کہ سیالوی صاحب نے اپنے کسی خطاب میں میرے متعلّق فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ نصیر گولڑوی صاحب حال ہی میں مُسلمان ہوئے ہیں' کیوں کہ اُن پر توحیدِ باری کا غلبہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہے' سیالوی صاحب کا میرے حق میں یہ فرمانا بالکل درست ہے۔ چلیے وہ اِس بہانے میرے ایمان کے قائل تو ہو گئے اور یہ بھی تسلیم کر گئے کہ اِس سے پہلے کا میرا دَور، دَورِ کُفر تھا' کیوں کہ میں اُن کا ہم عقیدہ تھا۔ اگر اُن کے نزدیک میں اب مسلمان ہو چکا ہوں تو اُن کو اپنے ہم خیالوں سمیت میری تقلید کرنا چاہیئے تا کہ وہ بھی مشرّف بہ اسلام ہو جائیں۔ سیالوی صاحب اور اُن کے ہمنواؤں پر واضح کرتا چلوں کہ مجھ پر جو دورِ ابتلا گزرا ہے اور ایک شاہانہ ماحول میں رہتے ہوئے میرے ماحول نے مجھے جس بُرے سُلوک سے نوازا' سیالوی صاحب کو اُس کی ہوا تک نہیں لگی۔ باقاعدہ میری مخالفت کی گئی اور مُجھ پر مخالفت کے ہزار ہا اوچھے وار کیے گئے۔ میرے خلاف اشتہارات چھپوائے گئے' طرح طرح کی تہمتیں اور الزامات لگائے گئے۔ لوگوں کا مجھ سے میل جول بند کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ مجھے ہر طرح کے ذہنی دباؤ کا شکار رکھا گیا۔ مجھ پر دائرۂ حیات تنگ کیا گیا۔ غیر تو غیر میرے اپنے مجھے چھوڑ گئے' ایسے حالات میں پوری توانائیوں اور ذہن کی پوری صلاحیتوں کے ساتھ اگر مجھے زندہ رکھا ہے تو میرے اُسی پروردگار نے رکھا ہوا ہے' جس کی توحید کے ذکر سے سیالوی صاحب اور میرے اہلِ خاندان کو چڑ ہے۔ یہاں میں اپنی صرف دو رباعیاں نظرِ قارئین کرتا ہوں جو اُسی دورِ ابتلا میں کہیں تھیں۔ ویسے رنگِ نظام' جو میری پونے پانچ سو رُباعیات کا

marfat.com

مجموعہ ہے' میں ہر طرح کی رُباعیات دیکھی جاسکتی ہیں سرِ دست وہ رباعیاں ملاحظہ ہوں ۔

زیرِعنوان: احسانِ معیّت

مایوس ہوا تو دل بڑھایا تُو نے ہر طرح کے خوف سے بچایا تُو نے
جب چھوڑ گئے اپنے پرائے مجھ کو قربان ترے! ساتھ نبھایا تُو نے

زیرِعنوان: بندہ نواز کون ہوا؟

مُجھ خستہ جگر کی آس وہ تھا کہ یہ تھے دِل رویا تو غم شناس وہ تھا کہ یہ تھے
بندوں کو میں چارہ ساز کیوں کر مانوں جب وقت پڑا تو پاس وہ تھا کہ یہ تھے

میں اُس ذات کا لاکھ لاکھ شکر کیوں ادا نہ کروں اور اُسکی برتری کے گُن کیوں کر نہ گاؤں جس کی بندہ نوازی کا یہ عالم کہ اتنا بڑا سیلابِ مخالفت آج تک میرا بال تک بیکا نہ کر سکا اور میرے دل کی ایک ایک دھڑکن اپنے اندر ایک کوہِ استقلال لیے ہوئے ہے۔ کیا ایسے حالات سے گزرنے والا معاذ اللہ آپ جیسوں کو پکارے اور آپ جیسوں کے سامنے اپنا کشکولِ حاجات بڑھائے؟ بقولِ امیر مینائیؒ ۔

کہاں فلاح کہ اب چاہتا ہے چرخِ دنی
درِ بخیل پہ حاتم اُمیدوار آئے

اگر آپ نے اب مجھے مسلمان تسلیم کر ہی لیا ہے تو آپ بھی خدارا میری طرح مسلمان ہو جایئے۔ اِس میں دین و دنیا کا فائدہ ہی ہوگا ع

ہم نے اک راہ بتا دی ہے اگر یاد رہے

marfat.com

میری توحید پرستی اور سیالوی صاحب کی برہمی

سیالوی صاحب نے اپنی متعدد تقاریر میں میرے متعلق مندرجہ ذیل ریمارکس دیئے ہیں ''شاہ نصیرالدّین گولڑوی آج کل نئی توحید اپنائے ہوئے ہیں اور وہ اُس نئی توحید کے پھیلانے میں مصروفِ عمل نظر آتے ہیں''۔

قارئینِ کرام! مسئلۂ توحید کوئی نیا نہیں بلکہ عقائدِ اسلامیہ میں اصلُ الاصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ تمام انبیاء و مُرسلین علیھم السّلام اِسی توحید کے منوانے کے لئے ہی تشریف لاتے رہے اور اُنہوں نے اپنی رسالت کا اعلان اِسی توحید کے حوالے سے کیا اپنی بعثت کا مقصد اِسی مسئلے کو قرار دیا' بلکہ اپنی ذات اور اپنے منصبِ نبوّت کا تعارف بھی توحید کے حوالے ہی سے کرایا۔ اِس بات پر تاریخِ اسلام' قرآن وسنّت اور کتبِ اسلاف صاف شھادت دے رہی ہیں' مگر سیالوی صاحب ہیں کہ ماننے پر آتے ہی نہیں اور انہیں توحید کے نام سے ایسی چڑ ہے کہ جہاں کسی نے توحید کے موضوع پر گفتگو کی حضرت نے آگ بگولا ہو کر فتوٰی داغ دیا کہ یہ وہابی ہو گیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مسئلۂ توحید جہاں اصلُ الاصول ہے' وہاں سرُّ الاسرار بھی ہے اور ہر کس و ناکس کو اِس مسئلۂ اہم کے رموز سے آشنا نہیں کیا جاتا' بلکہ مُوہبِ حقیقی جس پر اپنا خصوصی فضل فرمانا چاہے' اُسے ہی یہ ذوق مرحمت فرماتا ہے۔

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر گایا نہیں جاتا

marfat.com

چونکہ نامحرموں کو دستِ غیب خود ہی راز کی مجالس سے باہر رکھتا ہے' اس لئے وہ انکار کے درپے رہتے ہیں۔ مگر طالبِ حق کو تسلیم کے بغیر چارہ نہیں۔ بقولِ بیدلؒ ؎

بے تمیزاں ہمہ جا قابلِ بیرونِ دراند
برکنار است زھنگامۂ اعضا ' ناخُن[1]

(اسی مضمونِ محوّلہ بالا کو مزید سمجھنے کے لئے دیکھئے ملفوظاتِ مہریہ' ص 96' مطبوعہ گولڑہ شریف)

جہاں تک میری توحید پرستی یا بقولِ سیالوی صاحب توحید اپنانے کا تعلّق ہے تو یہ بات سمجھنے کے لئے پیرانِ پیرؒ کی تعلیمات کا مطالعہ ضروری ہے کہ آپؒ نے پوری زندگی کس ولولے' جذبے اور استقامت و اخلاص سے مسئلۂ توحید کے تمام پہلوؤں پر خود بھی مداومت کی اور اپنے متعلّقین و متوسّلین کو بھی اسی پر کاربند رہنے کی کیسی تلقین فرمائی۔ حتیٰ کہ وصالِ پُر ملال سے کچھ پہلے جب آپ کے صاحبزادے سیّد عبدالوہّاب گیلانیؒ نے آپؒ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے کوئی وصیّت فرمایئے تو آپ نے یہی مسئلہ تلقین فرمایا' گویا اپنے اِس حقیقی فرزند' جانشین اور وارثِ برحق کو حیاتِ ظاہری کے عین آخری لمحات میں بھی یہی مسئلہ تعلیم و تلقین فرما کر آپؒ نے اہلِ اسلام کو یہ باور کرا دیا کہ یہی مسئلہ

---

[1] شعر کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اچھے بُرے کی تمیز نہ رکھنے کے سبب بے حسی کا شکار ہوتے ہیں' اُن کو دروازے سے باہر ہی جگہ دی جاتی ہے' جس طرح انسانی جسم کے اعضاء کی ان تمام تر ہنگامہ آرائیوں میں ناخنوں کو حدودِ جسم سے باہر رکھ دیا گیا ہے (منہ)

marfat.com

ہے، جس کے لئے انبیائے کرام مبعوث ہوتے رہے اور بقولِ راقم الحروف ۔

اصنام پرستی کو منانے کے لئے
انسان کو انسان بنانے کے لئے
آئے ہیں جہاں میں انبیاء اور رسول
توحید کا راستا دکھانے کے لیے

چنانچہ اسی مسئلہ کی تبلیغ و تفہیم ہی علماء و مشائخِ اُمّتِ محمّدیہ علٰی صاحبہا التّحیۃ والثّناء کا اصل فریضۂ منصبی ہے۔ کیونکہ اِسی اہم مشن کی تکمیل کے لیے ہی اُنہیں انبیائے کرام کا وارث قرار دیا گیا ہے۔ بقولِ راقم ۔

جس عہد میں اولیا جہاں بھی آئے
دینی تبلیغ سے مراتب پائے
طرزِ خدمت میں تھے رَسُولی تیور
سجّادہ نشینِ انبیا کہلائے

قارئینِ کرام! اب فتوح الغیب کے تکملہ کی یہ عبارت غور سے مطالعہ فرمائیں۔

تکملة فی ذکرِ و فاتهٖ رضی اللّٰه عنه لَمَا مرض مرضهُ الذّی مات فیه قال لهُ ابنهُ عبدالوَهاب أوصِنِی بما اَعمَلُ به بعدَ ك فقالَ علیك بتقوی اللّٰه وَلَا تخف أحدَ ا سِوَی اللّٰه وَلا ترجُ احدًا سِوی اللّٰهِ

marfat.com

وکَل الحَوائِجَ الی اللّٰہ وَلَا تعتمد اِلَا اِلَیہِ واطلُبھَا جمیعاً مِنہُ وَلَا تَثِق بِاَحدٍ غَیرِ اللّٰہِ اَلتَوحیدَ اَلتَوحیدَ اجماعُ الکُلّ[1]:

ترجمہ: تکملۂ کتاب حضرت پیرانِ پیرؒ کی وفات کے ذکر میں، جب آپ اُس مرض سے بیمار ہوئے، جس میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کے فرزند عبدالوھابؒ نے عرض کی حضور! مجھے کوئی ایسی وصیّت فرمایئے کہ میں آپ کے بعد اُس پر کاربند رہ سکوں، آپ نے ارشاد فرمایا: تجھ پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے پرہیز گاری اختیار کرے، اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے، اللہ کے سوا کسی سے کوئی اُمّید وابستہ نہ رکھّے، اپنی تمام حاجات اللہ کے سُپرد کر ڈالے، بھروسہ صرف اور صرف اُسی ذات پر رکھّے اور جو کچھ مانگنا ہو، اُسی معطیِ حقیقی سے مانگے، اللہ تعالیٰ کے سِوا کسی پر مستقل اعتماد نہ کرے، بس توحید کو لازم پکڑ! ہر حال میں توحید کو لازم پکڑ! کیونکہ اِسی مسئلہ اور اِسی حقیقۃُ الحقائق پر سب کا اِجماع ہے۔

قارئینِ گرامی! حضرت پیرانِ پیرؒ کے اِن محوّلہ بالا ارشاداتِ گرامی سے آپ مسئلۂ توحید کی اہمیّت و افادیّت کا اندازہ تو کر ہی چکے ہوں گے، اب لگے ہاتھوں شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی شرح سے ایک اقتباس بھی مطالعہ فرما لیجئے کہ وہ پیرانِ پیرؒ کے عندالوصال کلمات: اَلتَوحیدَ! اَلتَوحیدَ! اجماعُ الکُلِّ کے بارے کیا فرماتے ہیں، ملاحظہ کیجئے:

---

[1]: ملاحظہ ہو فتوح الغیب، ص 310,309، مطبوعہ لاہور

marfat.com

''لازم گیر توحید را کہ اتفاقِ ہمہ است و ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ گفت توحید آں بود کہ بدانی کہ قدرتِ اللہ تعالیٰ در اشیاء بے شرکت و مزاج است وصُنعِ اُو مَر اشیاء را بے علّت و علاج' وعلّتِ ہر چیزی صُنعِ اُوست وصُنعِ اُورا ہیچ علّت نہ' و در آسماں ہا و زمیں ہا مُدبّرے وخالقے غیرِ اُونے (الخ)''

یعنی توحید پر مداومت و ملازمت نہایت اہم ہے کہ اِسی پر سب کا اجماع ہے حضرت ذو النون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قُدرت وکارہ گری کو کائنات کی ہر چیز میں بغیر شرکت وعلّت کے تسلیم کرے اور یقینِ واثق رکھے کہ زمین وآسمان کا نہ اور کوئی خالق ہے اور نہ ہی کوئی مدبّر ہے۔

اب سیالوی صاحب مجھ پر برسنے کے بجائے حضرت پیرانِ پیرؒ اور شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ کے متعلق اظہارِ خیال فرمائیں کہ اُنہوں نے اِس پوری کائنات کا مدبّر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور ہستی کو بھی کیوں قرار نہیں دیا' جبکہ سیالوی صاحب قبلہ کے نزدیک اُمورِ کائنات میں تدبیر وتصرّف کے حوالے سے دوسری برگزیدہ ہستیاں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ برابر کی شریک ہیں (معاذ اللہ)۔

من آنچہ شرطِ بلاغ است باتُو می گویم
تُو خواہ از سُخنم پند گیر' خواہ ملال

marfat.com

سیالوی صاحب کا مجھ پر بدعقیدہ ہونے کا الزام

سیالوی صاحب نے مجھے بدعقیدہ ثابت کرنے کی خاطر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے اہلِ سُنّت پر واضح کرنا چاہا کہ میں نے دیوبندی مسلک اپنالیا ہے اور میں اپنے اسلاف کے طرزِ فکر سے منحرف ہوگیا ہوں۔ یہ تو آنکھوں میں دھول جھونکنے والی بات ہے۔ اُنہیں ایسا لکھنے سے قبل صرف اتنا سوچ لینا چاہیئے تھا کہ کیا یہ بات تسلیم کرنے پر اُن کا دل گواہی دیتا ہے؟ اسماعیل دہلوی سے نصیر گولڑوی کی سبقت کا عنوان باندھنا تو آسان کام ہے' مگر اُسے ثابت کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اِس لئے کہ اسماعیل دہلوی نے نہ تو حضور علیہ السّلام کی نعت میں کوئی شعر کہا اور نہ اولیائے امّت کے لئے کوئی شعر لکھا۔ اسماعیل دہلوی نے کسی پیرِ خانقاہ کی چادر نہیں کہی۔ بحمداللہ نعت میں میرا پورا دیوان موجود ہے اور مناقب میں بھی ایک مکمّل مجموعہ بطورِ ثبوت موجود ہے' کیا نعت میں درجِ ذیل شعر کی طرح سیالوی صاحب اسماعیل دہلوی کا کوئی شعر پیش کر سکتے ہیں۔

نصیرؔ! کہتی ہے یہ آیۂ وَ عَلَّمَكَ
وہ ہیں علیم و خبیر اُن کو کیا نہیں معلوم

اس طرح کے میرے سینکڑوں اشعار ہیں' جو نعت اور مناقب سے بطورِ ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ میرے اور اسماعیل دہلوی کے عقائد میں بُعدُ المشرقین ہے۔ یہ سیالوی صاحب کی محض مجھ پر خصوصی عنایت ہے یا پھر وہ میرے چند کرم فرماؤں کے

marfat.com

آکہ کار بن کر یہ سب کچھ لکھ گئے۔ ورنہ وہ مجھے اور میرے عقائد کو اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں اور شاید اُنہوں نے نسبت سے متعلق میرا درجِ ذیل شعر نہ سُنا ہو ؎

اُسے جانتی ہے دُنیا ' اُسے مانتا ہے عالم
جو نصیرؔ کو ہے نسبت ترے سنگِ آستاں سے

ایسا شعر کہنے کی کسی وہابی مولوی سے بالخصوص اور کسی سُنّی سے بالعموم توقع نہیں کی جاسکتی بلکہ ع

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے

پیرانِ پیرؒ کو تو وہ کچھ نہ کہہ سکے اور نہ اُن پر کوئی فتوٰی داغ سکے' یہ شاید اُن کی مجبوری تھی۔ مگر میری تحریر پر وہ آناً فاناً سیخ پا ہو گئے' مصلوب آدمی کی مثال میں نے نہیں' بلکہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے دی ہے' اگر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اس مثال کو عموم پر چھوڑ کر بات کی تو میں اُن کے اِس عموم میں تخصیص کیسے پیدا کرتا۔ کیا حضرت شیخ نے کسی نبی یا ولی کا نام لکھ کر مثال سمجھائی اور کیا میں نے بھی کسی نبی یا ولی کا نام لکھ کر یہ کہا کہ یہ لوگ بھی مصلوب شخص کی طرح ہیں۔ اللہ سے ڈریں۔ ایسا میں نے کب اور کہاں کہا ہے ذرا سی بات پر آخر اس قدر حاشیہ آرائی کیوں۔ بقولِ راقم الحروف ؎

مرے حرفِ تمنّا پر چڑھائے حاشیے کیا کیا
ذرا سی بات تھی' تم نے بنا کر داستاں رکھ دی

marfat.com

سیالوی صاحب کا اعتراض اور میرا مسلک

ازالۃ الرّیب کے صفحہ 16,15 پر سیالوی صاحب نے میرے متعلّق یہ شفقت آمیز اقتباس تحریر فرمایا ''اِس امر کے اقرار و اعتراف کے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ جناب شاہ نصیر الدّین صاحب نصیرؔ اسلاف کی راہ و روش اور عقیدہ و نظریہ اور تعلیم و تربیت سے ہٹ گئے ہیں اور راہِ استقامت ترک کر چکے ہیں اور ایسے بھنور اور گرداب میں پھنس گئے ہیں جس سے نکلنے کی کوئی تدبیر اُنہیں سوجھتی ہی نہیں۔ اِن کے عوامی خطابات سن کر اور متأثّر ہو کر جب شاہ اسماعیل دہلوی کے مقلّد اور متّبع اُنہیں اپنا سمجھ کر قریب ہوتے ہیں اور اُنہیں اپنا مقرّب بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو اُنہیں بھی مطمئن نہیں کر سکتے اور نہ کھل کر اُن کا ساتھ دے سکتے ہیں اور نہ ہی اہلِ سنّت کے علمائے اسلام کے اعتماد و اعتبار کو بحال کر سکتے ہیں اور نہ اِن اکابر کی راہ و روش پر کار بند ہوتے نظر آتے ہیں' آپ کی نظمیں' غزلیں' قصائد وغیرہ میں جن عقائد و نظریات کا بیان ہوتا ہے نثر اور تقریر میں اُن کی تردید ہوتی ہیں اور اِتنی شدید تنقید کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خارجی اہل السنّت اکابرین کی نظریاتی بنیادوں کو اکھیڑنے کی مقدور بھر سعیِ نا مشکور کر رہا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدّس سرّہ کے عظیم خانوادہ کی تعلیمات کے برعکس اس خانوادے کے ہی فرزند شاہ اسماعیل کو نئی توحید کا پرچم بلند کرنے کی سوجھی اُس نے تو برِّ صغیر میں اہلِ اسلام کو کئی طبقات میں تقسیم کر ڈالا اور مقبولانِ خداوند تعالیٰ کے حق میں بیبا کی و گستاخی اور جرأت و جسارت اور توہین و تحقیر کا دروازہ کھول دیا اور اِس کو اصلی توحید کا لازمی ثمرہ اور نتیجہ بنا دیا اِس طرح حضور سیدنا غوث اعظمؒ اور اُن کے برحق وارث اعلیٰ حضرت گولڑویؒ کے مقدّس خانوادہ

marfat.com

کے چشم و چراغ نے بھی انبیاء ورُسل اور اولیاء واصفیاء کی جناب میں جسارت و جرأت اور گستاخی و بیباکی کو اور توہین انگیز وحقارت آمیز الفاظ کے استعمال کو توحیدِ خالص کے بیان کے لئے بنیادی شرط بنا ڈالا ہے اور سیّدنا غوثِ اعظمؒ کے ارشادات اور آپ کے اپنے متعلق اعلانات کو بھی نظر انداز کر رکھا ہے اور اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز کی تعلیمات اور ارشادات کو بھی مذاق بنا ڈالا ہے۔

نہ اِن حضرات کے عقائد ونظریات سے براءت کا اظہار کر کے خوارج کو مطمئن کر سکتے ہیں اور نہ اُن کے اعتراف واقرار کے ذریعے اہلِ سنّت کو بالعموم اور اکابرین ملّت کو بالخصوص مطمئن کر سکتے ہیں بلکہ مذبذبین بین ذالك لا الی هؤ لاء ولا الی هؤلاء کا نمونہ بنے ہوئے ہیں' آپ خود پریشان اور حیران وسرگرداں ہیں اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگنے کی سعیِ نامسعود اور جہدِ نامشکور کے درپے ہیں۔ اعاذنا اللّٰه من ذالك[1]۔

جوابِ آں غزل: سیالوی صاحب کے اس طویل اقتباس کو اس غرض سے نقل کر دیا' تا کہ آپ اُن کے قلبی اضطراب اور اندرونی خلفشار سے مکمّل آگاہ ہو سکیں۔ میرے خیال کے مطابق سیالوی صاحب میرے مسلک ونظریات کی وضاحت چاہتے ہیں تا کہ (بقولِ سیالوی صاحب) اہلِ سنّت کو نقصان سے بچایا جا سکے' لہٰذا میرے مسلک ومذہب اور افکار ونظریات کے متعلّق میری وضاحت ملاحظہ فرمایئے۔ یہ الگ بات ہے کہ خود سیالوی صاحب نے اِسی اقتباس میں علمی، ادبی اور اعتقادی طور پر کتنی

[1]: ازالۃ الرّیب ' ص16,15

marfat.com

فاش اغلاط کا ارتکاب فرمایا ہے' ہم اُن کی نشاندہی اُس مسالا میں کریں گے' جو جوابُ الجواب کے لئے الگ تیار پڑا ہے۔

ہے منزل محبّت کی آگے سے آگے
نہ تیرا ٹھکانہ ' نہ میرا ٹھکانہ

بحمد اللہ تعالیٰ میں سنّی حنفی مُسلمان ہُوں اور ایک سنّی حنفی مسلمان کے جو عقائد ہونے چاہئیں' میرے بھی وہی ہیں۔ مشرباً میں قادری چشتی نظامی ہوں' مختلف مسالک کے بارے میرا نقطۂ نظر درجِ ذیل ہے۔

مسلکِ وہابیہ: اِس مسلک میں بزرگانِ دین اور مقبولانِ خُدا کے بارے جو تشدّد پایا جاتا ہے اور حضور ختمی مرتبت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شانِ اقدس میں جو گستاخانہ اُسلوب اپنایا جاتا ہے ' جیسا کہ کتاب التّوحید اور تقویۃُ الایمان وغیرہ سے واضح ہے' میں اُس سے قطعاً اتفاق نہیں کرسکتا' بلکہ گستاخِ رسُول کو کافر و بے دین سمجھتا ہُوں' جو اُنہیں مر کر مٹّی میں مل جانے والا، اصنام کی طرح جامد و ساکت اور اُن کے تصوّر و خیالِ مبارک کو گدھے اور بیل کے خیال سے بدتر سمجھتے ہیں' میں اُنہیں اولٰئِك كالانعام بَل هم اضل کے قرآنی لقب کا صحیح حقدار سمجھتا ہوں' حضورؐ کی ذات کے توسّل و تشفّع اور عند اللہ آپ کے مقام و مرتبہ کو بجان و دِل تسلیم کرتا ہوں اُنہیں شفیعِ مأذون مانتا ہوں' نہ کہ شفیعِ غالب و جابر۔ سب مقبولان و محبوبانِ بارگاہِ خُدا اپنی مقبولیّت اور تقرّب کے باوجود اُس کے دروازے کے محتاج اور ساری مخلوق سے زیادہ اُس بے نیاز سے ڈرنے والے

marfat.com

ہیں اور عقیدۂ توحید وایمان باللہ کے جس مرتبۂ عالی پر وہ لوگ فائز ہیں' وہاں عام مخلوق کی رسائی نہیں ہے' وہ لوگ ایمانِ شہودی کے حامل ہوتے ہیں۔ سب مقبولانِ خُدا ساری عُمر اللہ کے دروازے پر سائل بن کر حاضر ہوتے رہے اور اپنے پاس آنے والوں کو بھی اُسی لطیف وکریم کے دروازۂ لُطف وکرم پر حاضر ہونے کی تلقین فرماتے رہے۔ جو لوگ اِن محسنینِ اسلام و مُسلمین بزرگانِ دین کی گستاخی و بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہیں' وہ کبھی حلاوتِ ایمان سے بہرہ مند نہیں ہو سکتے' وہابیوں کی جن کُتب و تقاریر میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں' میں اُنہیں نہ تو قابلِ التفات سمجھتا ہوں اور نہ ہی قابلِ اشاعت' بلکہ بقولِ اکبرالہ آبادیؒ ع

ہم ایسی کُل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں

البتہ وہابی مسلک کے لوگ مسئلہ توحید کی ترویج واشاعت میں جو کوشش کرتے ہیں اور شرک و بدعت کے خلاف جس ظاہری خلوص سے مصروفِ جہاد نظر آتے ہیں' اگر اُس میں عُنصرِ گستاخی شامل نہ ہو تو یہ خوش آئند بات ہے اور میں صرف انہی دو تین پہلوؤں سے مطمئن ہوں کہ چلو کچھ لوگ ہی اگر ایسے حساس موضوعات کی طرف بطورِ خاص توجہ دیتے ہیں تو یہ سنتِ ابراھیمی کا احیاء ہے' جو بلاشُبہ اسلام کی ناقابلِ فراموش خدمات میں سرِ فہرست خدمت کا درجہ رکھتا ہے' کیونکہ بقولِ علامہ سیمابؔ ؎

تمہید خرابی کی تکمیلِ خرابی ہے
اک بُت کا بنانا ہے بُت خانہ بنا دینا

marfat.com

خواجہ غلام فریدؒ کا ایک ملفوظ

یہاں ہم مقابیس المجالس کے حوالے سے سرائیکی زبان کے جامیؒ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ چاچڑاں شریف کا ایک ملفوظ نقل کرتے ہیں۔

وہّابی اور شیعہ مذہب: حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا شیعہ وہابیوں سے بدتر ہیں' کیونکہ وہابی لوگ صحابۂ کرام کو برا نہیں کہتے' بلکہ تعظیم کرتے ہیں' لیکن شیعہ لوگ صحابۂ کرام کو دشنام دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: بے شک اِسی طرح ہے وہابی نہ صحابۂ کرام کو برا کہتے ہیں' نہ ولایت سے انکار کرتے ہیں اِس کے برعکس شیعہ لوگ ولایت کے بھی منکر ہیں' اس کے بعد فرمایا کہ توحید کے بارے میں وہابیوں کے عقائد صوفیائے کرام سے ملتے جُلتے ہیں' وہابی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء سے مدد مانگنا شرک ہے' بیشک غیرِ خدا سے امداد مانگنا شرک ہے' توحید یہ ہے کہ خاص حق تعالیٰ سے مدد طلب کرے' چنانچہ اِیَّاکَ نَعبدُ وَاِیَّاکَ نَستعینُ (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں) کا مطلب یہی ہے[1]۔

قارئینِ کرام! کیا مسئلہ توحید کے بارے حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرّحمہ وہابیوں کو اچھا کہہ کر خود وہابی بن گئے؟ ایسا ہرگز نہیں' انسان کو قدرے وسیع الظّرف بھی ہونا چاہیئے' جو صوفیائے کرام کا امتیازی وصف ہے۔ اور وہ شعرِ ذیل میں بیان کردہ وسعت کے حامل تھے۔

صحبتِ اہلِ حرم ورزیدن ' اَمّا گاہ گاہ
با وسیعُ المشربی چشمے برنداں داشتن

---

[1] ملاحظہ ہو: مقابیس المجالس' مقبوس نمبر 85' ص نمبر 796, 797' مترجم کپتان واحد بخش سیال چشتی

marfat.com

حضرت خواجہ معین الدّین اجمیری قدس سرّہٗ العزیز سے لے کر حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ تک تمام طبقۂ صُوفیاء نے اِسی وُسعتِ ظرفی اور فراخ دِلی کے باعث ہی اسلام کی تبلیغ مؤثّر انداز میں فرمائی اور اُنہیں اِس میں خاطر خواہ کامیابی بھی ہوئی' میرے جدِّ امجد اور پیرِ طریقت حضرت بابو جی علیہ الرّحمۃ نے سکھوں اور ہندوؤں کی دعوتیں قبول فرمائیں' اُن کے ساتھ بیٹھے' بلکہ امرتسر وغیرہ میں سکھوں کے ہاں مجالسِ قوّالی بھی منعقد ہوئیں' جس میں آپ نے شمولیت فرمائی آپ کے مرحوم قوّال محبوب علی نے ایسی مجالس میں توحید ورسالت کے متعلق ایسے مؤثّر راگوں اور لَے میں صوفیاء کا کلام گایا کہ ہندوؤں اور سکھوں پر بھی عالمِ وجد طاری ہوگیا اور وہ یک زبان ہوکر لا الٰہ الا اللہ کا ورد کرنے لگے جب کہ آج کے اکثر بے تاثیر مواعظ میں کچھ باذوق سامعین بیٹھنا بھی بمشکل گوارا کرتے ہیں بقولِ اکبر الہ آبادی۔

یہ لیڈر گا رہا ہے قوم کے گیت
مگر آواز بالکل بے سُری ہے

لہٰذا میں محض کسی مولوی کے خاندان کا فرد نہیں ہوں' بلکہ میرے جدِّ اعلیٰ بہ یک وقت علّامۂ زماں اور اپنے عہد کے عظیم صوفی بھی تھے' لہٰذا میں صوفیاء کے گھر پیدا ہوا اور میری رگ و پے میں صُوفیاء کا خُون گردش کر رہا ہے' جو عقائد اکابر صوفیائے کرام حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، خواجہ اجمیریؒ، پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور دوسرے مستند اور باصفا حضرات کے تھے' میرے وہی عقائد ہیں۔ ہمارے پاس ہر مکتبِ فکر اور ہر شعبۂ زندگی کے ساتھ تعلّق رکھنے والے لوگ ہندو، سکھ، وہابی، سُنّی، شیعہ، چور، ڈاکو، سیاسی

marfat.com

اور مذہبی رہنما' غرض ہمہ قسمی مخلوقِ خدا آتی ہے اور ہم سب سے ملتے بھی ہیں اور سب کے ساتھ با اخلاق سلوک بھی کرتے ہیں' بلکہ مختلف مسالک کے لوگ مُجھے اپنے ہاں بُلاتے ہیں' اور میں بھی کبھی کبھی اُن کی مجالس میں جاتا ہوں۔ شیعہ لوگ مجھے بڑے شوق سے مدعو کرتے ہیں' میں امامِ عالی مقامؑ کا مرثیہ پڑھتا ہوں' شانِ اہلِ بیتؑ بیان کرنا میرے ایمان اور رُوح کی خوراک ہے' البتہ سبِّ صحابہؓ اور گستاخیِ صحابہؓ کو میں بے دینی و اِلحاد جانتا ہوں' میری موجودگی میں کوئی کٹّر سے کٹّر شیعہ بھی ایسی گستاخی کی جرأت نہیں کرسکتا اور اگر کوئی ایسا کرے بھی تو میں اپنی باری پر اپنے خطاب میں اُس کا جواب دے دیتا ہوں۔ چنانچہ میں محافلِ شیعہ میں بھی صحابۂ کرام اور ازواجِ مطہرات کا مؤثر و مدلّل ذکر کئے بغیر نہیں رہتا' اِسی طرح اگر مجھے وہابی حتّی کہ مولوی غلام اللہ خان کے پیرو بھی اپنی مسجد میں بلائیں گے تو میں ضرور جاؤں گا اور وہاں عشقِ مصطفیٰ اور تعلیمات و مقاماتِ اولیاء اور آپؐ کی نسبت کی بات برملا کروں گا' ساتھ ساتھ اُن کی مبنی بر اصلاح توحیدی کاوشوں کو بھی سراہوں گا اور اُنہیں گستاخیِ رسولؐ و بے ادبیِ مقبولانِ خُدا کے نتائج و عواقب سے بھی ڈراؤں گا' بفضلہٖ تعالیٰ مجھ میں یہ جرأت ہے کیوں کہ ؎

نا مکمّل ہو نہیں سکتا مرا ذوقِ تپش
سوز بن کر مدّتوں بیٹھا ہوں پروانوں کے پاس

جبکہ سیالوی صاحب ایک مخصوص کنوئیں کے مینڈک کی طرح صرف ایک مخصوص سٹیج پر بولنے کے پابند ہیں' نہ تو اُنہیں کسی اور مسلک کے سلیم الطبع لوگ اپنے ہاں بلانے کی زحمت گوارا کرتے ہیں اور نہ اُنہیں میری طرح احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے

marfat.com

ایسے مواقع نصیب ہوتے ہیں' کہ موصوف ع

احمدؐ و بُو جہل در بُت خانہ رفت

پر نظر رکھتے ہوئے محافلِ اغیار میں حق بات کہنے کی ایسی خدمت تلخ سر انجام دے سکیں۔ یہ عجیب منطق ہے' جو سیالوی صاحب پیش فرماتے ہیں' کہ اگر میرے توحید بولنے پر وہابی خوش ہو جائیں تو میں وہابی' اگر عظمت وشانِ صحابہؓ کے بیان پر دیوبندی خوش ہوں تو میں دیوبندی اور اگر عظمتِ امام حسینؓ اور شہادتِ امامِ عالی مقامؓ بیان کرنے پر شیعہ خوش ہو جائیں تو میں شیعہ ٹھہرا۔ یہ تو مذہب نہ ہوا مذاق ہوا اور میں روز روز ان تکفیری فتووں کے آڑھتی ملاؤں کی تسلّیاں کراتا پھروں' آخر کیوں؟ میں اب جس مسلک پر ہوں کیا سیالوی صاحب اور ان جیسے تنگ ظرف مولویوں کی وجہ سے ہوں؟ کیا میں نے خود نہیں پڑھا، میں نے دین کو نہیں سمجھا اور کیا میرے پاس عقل نہیں ہے؟ میں اعلانیہ کہتا ہوں کہ میں نے جو مسلک اپنایا ہوا ہے' وہ سوچ سمجھ کر دلائل و براھین کی بنیاد پر اپنایا ہے نہ کسی کے ڈر سے اپنایا ہے اور نہ محض سُنی سنائی باتوں کی وجہ سے۔ اگر میں جزوی طور پر کسی مسلک والوں کی کسی اچھی بات پر انہیں اچھا کہہ سکتا ہوں تو مجھے اُن کا مسلک مکمّل طور پر اپنا لینے میں نہ کوئی جھجھک ہے اور نہ کوئی رکاوٹ ہے اللہ کے فضل و کرم سے مجھ میں یہ حوصلہ اور جرأت ہے کہ میں جس مسلک کو سچّا سمجھوں اُس پر اعلانیہ کاربند ہو جاؤں' نہ مجھے الزام تراشی کا خوف ہے اور نہ میں روٹی بند ہو جانے سے ڈرتا ہوں' میں عزّت و ذلّت، موت و حیات اور روزی کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہوں۔ میری سمجھ اور تحقیق کے مطابق یہی راستہ سچّا ہے جس پر میں آج چل رہا ہوں۔ بقولِ بیدلؔ ؎

مستیِ حُسن و جنونِ عشق از جامِ من است
درگلستاں رنگم و در عندلیباں نالہ ام

marfat.com

کسی مسلک یا شخصیت کے ساتھ علمی و تحقیقی اختلاف ہونے کے باوجود اُنہیں اچھے الفاظ کے ساتھ یاد کرنا میرے اکابر کی سنت اور میرے مشائخ کا معمول ہے، چنانچہ امام ابنِ تیمیہ وغیرہ کے ساتھ اختلاف کے باوجود بھی میرے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ نے اُن کے لئے دُعائیہ الفاظ غفر اللہ لہٗ اور اُن کے نام کے ساتھ شیخ کا لفظ تحریر فرمایا[1]۔

اور آپؒ کے اسی مسلکِ اعتدال پر گفتگو کرتے ہوئے مولٰنا مفتی فیض احمد صاحب سلّمہٗ ربّہٗ حاشیۂ تصفیہ میں لکھتے ہیں۔ ''حضرتِ مؤلف کا بعض مسائل میں شیخ ابنِ تیمیہ غفر اللہ لہٗ سے اختلاف کے باوجود اُن کے لئے دعائے مغفرت فرمانا کمالِ انصاف اور اسلامی اخلاق کی نشانی ہے کہ مخالف کی غلط بات کو غلط کہتے ہوئے اُس کی صحیح بات کو صحیح سمجھا اور یہی چیز اولیائے کرام کو علمائے ظاہر سے ممتاز کرتی ہے[2] (فیض)

اسی طرح مولٰنا فیض احمد صاحب مدّ ظلّہ مہرِ مُنیر میں حضرت گولڑویؒ کے مجدّدانہ کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں ''ابنِ تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابنِ قیمؒ کے متعلق فرماتے تھے کہ اُن کے متبحّر عالم اور خادمِ اسلام ہونے میں کلام نہیں، مگر بعض اجماعی مسائل میں رعایتِ توحید کے زعم میں تشدّد اختیار کر گئے ہیں اور حضرات اہل اللہ خصوصاً حضرت شیخ اکبر قدس سرّہٗ کے مسلکِ توحیدِ وجودی کو غلط طور پر پیش کر کے ایک بُری مثال قائم کی ہے، گویا اگر ہزار میں سے ایک پہلو بھی موافق موجود ہوتا تو مخالف کی نیّت پر شُبہ کرنے سے منع فرماتے[3]۔''

---

[1] دیکھئے: تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ، ص 63، مطبوعہ گولڑہ شریف

[2] حاشیہ تصفیہ مابین سُنّی و شیعہ، ص 63، مطبوعہ گولڑہ شریف سن طباعت 1979ء

[3] ملاحظہ ہو مہرِ مُنیر، ص 142، مطبوعہ گولڑہ شریف سن طباعت 1997ء

marfat.com

بزرگانِ دین کا احترام اور اُن کے توسّل وفیض کو میں دِل کی گہرائیوں سے مانتا ہوں' لیکن ہمارے بریلوی کہلانے والے واعظین وخطباء جس طرح غیر مشروط استعانت واستمداد پر زور دیتے ہیں' اس کا قائل نہیں اور نہ ہی میرا ذوقِ توحید اسے قبول کرتا ہے میں نے اس مسئلہ کی کافی وضاحت اپنی کتاب ''استعانت کی شرعی حیثیت'' میں کر دی ہے جسے وہاں تسلّی سے دیکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ مقبولانِ خُدا سے استعانت کرنا اور اللہ سے مدد نہ چاہنا بہت بُرا عمل ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے استعانت کرنے اور بزرگانِ دین سے مدد نہ مانگنے کو کوئی شخص بُرا نہیں کہہ سکتا۔ میں بزرگانِ دین کے ہاتھ سے صادر ہونے والے واقعاتِ افاضہ کو بھی اُسی ذاتِ غیاثُ المستغیثین کا کرم سمجھتا ہوں' یہی صُوفیاء کی تلقین ہے جیسا کہ میرے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ فرماتے ہیں آپ کا ملفوظ ملاحظہ ہو۔

ملفوظ نمبر 168: ایک شخص نے مجلس میں عرض کیا کہ کہتے ہیں جناب غوث الاعظمؒ نے ایک مرتبہ ایک مردِ خُدا کو جو اتفاق سے گمراہی کے بھنور میں پھنس گیا تھا، نجات دلا کر انجامِ بد سے بچا لیا تھا۔ فرمایا ''لوگ تو اس واقعہ کو اسی طرح بیان کریں گے جیسے تم نے کیا ہے لیکن میرے نزدیک یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ جب خداوند کریم سُبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنے علمِ قدیم میں چاہا کہ جنابِ غوث الاعظمؒ کے وسیلہ سے اُس ولی کو رہائی بخشے تو اُس نے حضورؒ کا قلبِ پاک اُس کی طرف متوجہ کر دیا' تاکہ وہ اُس کی نجات کا وسیلہ ہو' یہ امر لاریب ہے کہ مقبولانِ خُدا کے متعلّقین اگر مقصودِ اصلی (عرفان) کو نہ بھی پہنچ سکیں پھر بھی حوادثِ دارین سے امان میں رہتے ہیں۔ بارش وژالہ باری کے وقت درخت کے نیچے پناہ پکڑنے والا شخص، کھلے جنگل میں بغیر اوٹ والے سے بصد امن ہوتا ہے۔''

marfat.com

مترجم کہتا ہے کس قدر فرقِ مراتب کی رعایت ہے' سبب اور مسبّب کو اپنی اپنی جگہ پر رکھنا اور ہر امر میں توحید کی نگہداشت کرنا کاملین اربابِ ارشاد کا شیوہ ہے حضرت شیخِ اکبرؒ فتوحات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مقبولانِ خُدا کو رحمت وعنایت الٰہی کے ابواب سمجھنا چاہیئے اور انہی دروازوں سے اُس فیضان کا طالب ہونا چاہیئے' لیکن جو شخص ابواب ہی کو منزلِ مقصود سمجھ لے یا دروازے کے بغیر مطلب کی تلاش کرے' وُہ خائب وخاسر ہوتا ہے[1]۔

بریلوی اور دیوبندی: اس معاملے میں اپنا مسلک وموقف واضح کرنے سے پہلے میں اپنے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ کا موقف بحوالہ مہرِ مُنیر پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ استاذ یم مولٰنا فیض احمد مؤلفِ مہر مُنیر لکھتے ہیں ''دیوبندی' بریلوی اور دیگر اسلامی مکاتیبِ فکر کے اختلافی مسائل پر آپ اپنا مسلک تحریر وتقریر اور تالیفات کے ذریعے برابر واضح فرماتے رہے' اگرچہ فروعی مسائل میں اختلاف کی بناء پر ان کی باہمی کشمکش آپ کو ناپسند رہی۔ تاہم فریقین کی حق بات کو ہمیشہ سراہا[2]۔''

اگر میں یہ کہوں کہ میں بریلوی نہیں ہوں تو یہ نامناسب نہ ہوگا' کیونکہ نہ تو میرا سلسلۂ بیعت بریلوی مشائخ مولٰنا احمد رضا خان بریلویؒ، شیخ الحدیث مولٰنا سردار احمد فیصل آبادیؒ وغیرہ کے ساتھ وابستہ ہے اور نہ ہی سلسلۂ تلمذ ان تک پہنچتا ہے۔ میں سلسلۂ بیعت کے اعتبار

---

[1] ملفوظاتِ مہریہ ' ص 127,126 ' مطبوعہ گولڑہ شریف

[2] ملاحظہ ہو ' مہر مُنیر ' ص 142

marfat.com

سے قادری چشتی نظامی ہوں اور سلسلۂ تلمذ کے اعتبار سے خیر آبادی[1]۔

لہٰذا اگر میں بریلوی کے بجائے خیر آبادی کہلاؤں تو اس میں حق بجانب ہوں' جیسا کہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ اپنے خیر آبادی ہونے پر ہمیشہ فخر فرمایا کرتے اور علمائے خیر آباد کی خدماتِ جلیلہ کو سراہا کرتے تھے' یہاں آپ کا ایک ملفوظ ملاحظہ ہو۔

پانچ رمضان المبارک کی رات بعد از نمازِ تراویح فرمایا کہ دیوبندیوں کی سرکوبی تو مولٰنا فضلِ حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے کر دی تھی' بریلوی لوگوں کو تو یہ سانپ سرکوفتہ

---

[1] چنانچہ میرے ایک استاد حضرت مولٰنا فتح محمد علیہ الرحمہ مولٰنا یار محمد بندیالوی کے شاگرد اور سیالوی صاحب کے استاد حضرت مولٰنا عطا محمد بندیالوی علیہ الرحمہ کے استاد بھائی تھے اور مولٰنا یار محمد بندیالوی علیہ الرحمہ مولٰنا ہدایت اللہ جون پوری کے شاگرد اور وہ حضرت مولٰنا فضلِ حق خیر آبادی کے براہ راست شاگرد تھے' میرے استاد مولٰنا فتح محمد علیہ الرحمہ کے دوسرے استاد حضرت مولٰنا غلام محمد گھوٹوی تھے' جو مولٰنا فضلِ حق رامپوری کے شاگرد اور وہ مولٰنا فضلِ حق خیر آبادی کے شاگرد مولٰنا ہدایت علی بریلوی اور پھر خود مولٰنا عبدالحق خیر آبادی کے بھی شاگرد رہے تھے۔ میرے دوسرے استاد حضرت مولٰنا فیض احمد صاحب مدظلہ العالی مولٰنا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمہ کے شاگرد اور وہ براہ راست مولٰنا غلام محمد گھوٹوی کے شاگردوں میں سے تھے۔ لہٰذا مذکورہ بالا ہر دو اساتذہ کے حوالوں سے میرا سلسلۂ تلمذ خیر آبادی بنتا ہے۔ بقول کسے ؎

میخانے میں ہے جام سے جم تک مستی
بتخانے سے ہے صحنِ حرم تک مستی
کیا سلسلۂ کیف ہے اللہ اللہ
یوں دست بدست آئی ہے ہم تک مستی

marfat.com

مل گئے تھے.... آپؒ نے فرمایا خیر آبادی بہت ہی متبحر علماء ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ ہدایت پر تھے' اگر خدانخواستہ کسی دُوسرے عقیدہ پر ہوتے تو کیا کیا کرتے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں دیو بندی نہیں ہوں تو یہ بالکل حق اور بجا ہے' کیونکہ ہر دو مذکورہ پہلوؤں سے میری دیو بند والوں سے کوئی بھی نسبت نہیں بنتی۔ میرے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ نے سہارن پور اور علیگڑھ میں تعلیم حاصل کی' دیو بند کا مُنہ تک نہ دیکھا بلکہ اُن کے اُستادِ محترم حضرت مولانا احمد علی محدّث سہار نپوریؒ کے بارے جب دورانِ ملاقات حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی علیہ الرّحمہ نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے وہابی تھے' پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے جواباً فرمایا کہ اللہ اُن پر رحمت فرمائے وہ تو بہت بڑے حنفی تھے' البتہ صُوفیاء کی رسوم کے پابند نہ تھے[2]۔

جہاں تک بریلوی دیو بندی اختلاف کا تعلق ہے تو یہ دونوں حنفی ہیں' البتہ دیو بندیوں کی کتب میں کچھ قابلِ اعتراض عبارات ضرور ہیں' جن سے مُجھے قطعی اتفاق نہیں ہے۔ لیکن مطلق اور غیر مشروط فتوٰی بازی بھی ہمارے مشائخ کا طریقہ نہیں' جیسا کہ سابقاً ذکر کر دیا گیا' حضور ختمی مرتبت ﷺ کے گستاخ کو میں کافر اور واجب القتل سمجھتا ہُوں' وہ کسی رعایت کا حق دار نہیں ہے' البتہ جن مسائل کو عوام النّاس میں اُچھالا جاتا ہے اُن میں راہِ اعتدال پر گامزن ہُوں' مختصر فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو "انوارِ قمریہ" ملفوظات شیخ الاسلام سیالوی' ص 275,274' مطبوعہ لاہور سنِ طباعت 2002ء

[2] دیکھئے مہرِ مُنیر' ص 305

marfat.com

نمبر 1. اذان سے پہلے یا بعد دُرود وسلام: جہاں تک تعلق ہے صلوٰۃ وسلام کا تو وہ خواہ کسی صیغے اور لفظ کے ساتھ ہو' زندگی میں ایک مرتبہ صلوٰۃ وسلام برذاتِ خیر الانام ﷺ پڑھنا فرض ہے اور جب کبھی کسی محفل میں آپ کا اسمِ گرامی لیا جائے تو بھی سامعین پر صلوٰۃ پڑھنا واجب ہے' البتہ اگر ایک ہی مجلس میں بار بار اسمِ گرامی لیا جائے تو رخصت ہے کہ ہر بار نہ کہے' لیکن درجہ اور فضیلت اسی میں ہے کہ جب بھی آپ کا نامِ پاک سُنیں' صلوٰۃ پڑھیں۔ اذان سے پہلے بھی اور بعد بھی دُرود و سلام جائز و مستحب ہے' لیکن فرض واجب اور اذان کا جزو نہیں ہے۔ پڑھنے والا ماجور و مثاب ہے' نہ پڑھنے والا بھی گناہ گار اور زیرِ عتاب نہیں ہے۔ لیکن پڑھنے والوں کو بدعتی، مشرک اور گناہ گار کہنے والا بھی مُخالفِ راہِ صواب ہے۔

ہمارے ہاں گولڑہ میں اذانِ فجر سے پہلے درودِ تاج اور صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے' باقی نمازوں کے ساتھ نہیں پڑھا جاتا۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہٗ کے دور میں ایسا نہیں ہوتا تھا' یہ سلسلہ آپؒ کی وفات کے بہت عرصہ بعد میرے جدِ امجد حضرت بابو جیؒ نے شروع کروایا' جو یقیناً ایک فعلِ مُستحسن ہے' مگر اسے فرائض و واجباتِ شرعیہ کا مقام دینا' دین میں تصرّف کے مترادف ہے۔ بہر حال صرف سپیکر پر درود وسلام پڑھ کر اظہارِ محبت کرنا بجلی نہ ہونے کی صورت میں اذان کے ساتھ نہ پڑھنا' یا صرف دیوبندیوں کو چڑانے کے لئے پڑھنا بھی اتحادِ اُمّت میں رخنہ اور فساد پیدا کرنے کے برابر ہے۔

marfat.com

یہاں ایک اہم نکتہ: چونکہ بات دُرودِ تاج کے حوالے سے ہو رہی ہے تو ایک نکتۂ خاص قارئینِ کرام کے ذوقِ تحقیق کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ درودِ تاج میں ایک جُملہ یہ بھی ہے ''وسدرۃُ المنتھی مقامہ'' یعنی حضور ﷺ کا مقام سدرۃُ المنتھیٰ ہے' عرصۂ دراز سے یونہی پڑھا جا رہا ہے اور ہم سب بھی ایک مدّت سے اسی طرح سُنتے چلے آ رہے ہیں' لیکن درودِ تاج پر گفتگو کرتے ہوئے ایک مرتبہ میرے ذہن میں یہ لفظ کھٹکا کہ سدرۃُ المنتھی تو آنحضرت ﷺ کے رفیق، نیاز منداور وزیرِ خاص جبریلِ امین کا مقام ہے حضور ﷺ تو اس سے کہیں بُلند مقام پر فائز ہیں' جس کا ادراک بھی مخلوق کے بس کا روگ نہیں' اسی لئے جبریلِ امینؑ نے شبِ معراج یہ کہہ کر آگے جانے سے معذرت کر لی تھی کہ لو دَنوتُ انملۃً لا حترقتُ جناحِی اس کا ترجمہ سعدیِ شیرازؒ نے یوں فرمایا ؎

اگر یک سرِ مُوئے برتر پرم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

لہٰذا مناسب' بلکہ انسب ہے کہ یوں کہا جائے وفوق سدرۃ المنتھی مقامہٗ اور اگر کوئی یوں کہے کہ مقامہٗ کی ضمیر کا مرجع جبریلِ امینؑ بھی بن سکتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ اگر اسے جبریلؑ کی طرف راجع کیا جائے تو انتشارِ ضمائر لازم آئے گا' جو عندالعلماء ناجائز ہے تو ضروری ہے کہ اس ضمیر کو حضور ﷺ کی طرف راجع رکھتے ہوئے جملہ تھوڑا سا تبدیل کیا جائے اور یہ تبدیلی کوئی بے ادبی بھی نہیں ہے' اس لئے کہ یہ درود شریف حضور ﷺ سے منقول کلمات تو نہیں ہیں' بلکہ بعد میں مرتب ہوا ہے تو پھر یہ کوئی کلماتِ منصوصہ نہ ہوئے' اسی لئے مناسب تبدیلی جائز ہے' جیسا کہ میرے جدِّ اعلیٰ

marfat.com

حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے فاعشوشب اور فاغشوشب کے معاملے میں تحقیق فرمائی تھی[1]

نمبر 2. انگوٹھے چُومنا: یہ بھی جائز ہے' ضروری نہیں' اس سے زیادہ ضروری آپؐ کا اسمِ گرامی سُن کر دُرود شریف پڑھنا ہے۔ اگر کوئی شخص آپؐ کا اسمِ گرامی سُن کر دُرود شریف پڑھ لے' لیکن انگوٹھے نہ چُومے تو وہ گناہ گار نہیں ہوگا' لیکن اگر کوئی فقط انگوٹھے چُومے مگر درود شریف نہ پڑھے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

تقبیلِ اِبہامین کے سلسلے میں حضرت گولڑویؒ کا معمول

بلکہ حضرت گولڑوی پیر مہر علی شاہ علیہ الرّحمۃ بوقتِ اذان پہلی بار اَشھدُ انّ محمدًا رّسُولُ اللہ پر فقط صلّی اللہ علیہ وسلّم کہتے اور جب مؤذن دُوسری بار یہ کلمات دہراتا تو آپؒ انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر لگا لیتے۔ ایک بار کسی نے پوچھا تو آپؒ نے اس کا سبب یہ ارشاد فرمایا کہ فتاوٰی شامی میں دُوسری بار پر چومنا لکھا ہے' ملفوظاتِ مہریہ کے حوالے سے حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ کا عمل ملاحظہ فرمائیں۔

ملفوظ نمبر 36: ایک دن شام کی اذان میں آپ نے شہادۃ ثانیہ میں دُوسری بار (اشھدُ انّ محمدًا رسول اللہ) کہنے پر دونوں انگوٹھوں کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا کہ قبلۂ عالم شہادتِ ثانیہ میں تقبیلِ ابہامین کی وجہ تخصیص کیا ہے؟ فرمایا ''شامی اور روح البیان میں اسی طرح آیا ہے'' نیز فرمایا کہ حدیثِ تقبیل کو اگرچہ علماء نے ضعیف

---

[1] دیکھئے ''ملفوظاتِ مہریہ'' اور ''مہرِ منیر''

marfat.com

لکھا ہے لیکن فضائلِ اعمال میں حدیثِ ضعیف بھی معمول بہ ہوتی ہے[1]۔

میں کہتا ہوں کہ میرے جدِ اعلیٰؒ کا یہ فعل اس حکمت پر مبنی بھی ہوسکتا ہے کہ پہلی بار آپ اس لئے نہیں چومتے تھے تاکہ دیکھنے والوں کو بتادیا جائے یہ فعل فرض اور واجب وغیرہ نہیں ہے اور دوسری بار چوم کر یہ باور کراتے تھے کہ یہ کام حرام اور گناہ بھی نہیں ہے بلکہ فقط امرِ مستحب ہے' جسے کرنا ثواب اور نہ کرنا باعثِ گناہ نہیں۔ آج کل تو دونوں طرف سے یہ حالت ہے کہ اگر کسی بریلوی مجلس میں اذان' اقامت' نعت شریف میں آپ علیہ السّلام کا نامِ مبارک آجائے اور کوئی انگوٹھے نہ چُومے تو اُسے فوراً قہر آلود نظروں سے دیکھنا شروع کردیتے ہیں کہ یہ کوئی وہابی اور گستاخ ہوگا اور اگر دیوبندیوں کی محفل میں کوئی شخص آنحضرتؐ کا نامِ مبارک سُن کر انگوٹھے چُوم بیٹھے تو یار لوگ اُسے یوں گھورتے ہیں جیسے ابھی کچا چبا جائیں گے۔ حالانکہ دونوں حضرات کو دائرۂ اعتدال میں رہنا چاہیئے۔

نکتہ: مسلکِ بریلوی کے پاس جتنے دلائل اس موضوع پر ہیں' وہ جس درجے کے بھی ہیں' بلکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عملِ تقبیلؒ والی وہ روایت ہے' جسے بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے' وہ بھی فقط اذان میں ان کلمات پر انگوٹھے چومنے کو ثابت کرتی ہے' نہ یہ کہ جہاں بھی اسمِ گرامی آئے' چومنا ضروری ہو۔ اگر محبّت کو دلیل بنا کر کہا جائے کہ ہم محبّت کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں تو کون عقیدت مند مسلمان ایسا ہے کہ آنحضرتؐ کا نام سُن کر جس کا

---

[1] ملاحظہ ہو ملفوظاتِ مہریہ ' ص 46 ' سن طباعت 1986۔

marfat.com

دل جُھک جانے کواور سجدہ کرگزرنے کونہ کرے بقولِ شاعر۔

نظر سے آپ کا نقشِ قدم جہاں گزرے
وہ بد نصیب ہے سجدہ جسے گراں گزرے

مگراُسی ذاتِ مکرم کے ارشادات' فرامین اور غیرُ اللہ کے سجدے کی مخالفت کرنا ہی روک دیتا ہے۔اِسی لئے ہم رسالت مآب علیہ السّلام کا اسمِ گرامی سُن کر سجدہ نہیں کرتے بلکہ درود شریف ہی پڑھتے ہیں فلھٰذا ضروری ہے کہ کتاب وسنّت کے دلائل کو ترجیح دی جائے' اپنی محبّت وعداوت اور پسند وناپسند کوشریعتِ مطہرّہ کے تابع کیا جائے۔

قیام بوقتِ سلام: محافلِ میلاد شریف کا انعقاد میرے نزدیک حُصولِ برکات کا مُوجب ہے۔اختتامِ محفل پر درود و سلام پڑھنا اظہارِ عقیدت کی علامت ہے' لیکن قیام بوقتِ درود و سلام فرض یا واجب بھی نہیں۔ یہ بات اپنے اپنے ذوق پر موقوف ہے' اگر کوئی شخص بیٹھ کر درود و سلام پیش کرنا چاہتا ہے یا اسی طرح اگر کوئی شخص ہاتھ باندھنے کے بجائے ہاتھ کھول کر کھڑا رہنا چاہتا ہے تو ایسی صورتوں میں بے ادبی کا فتوٰی داغنا عقل ونقل کے سراسر خلاف ہے۔ بلکہ بلاوجہ تشدّد برت کر لوگوں کو ایسی محافل کی سعادتِ شرکت سے محروم کرنا بجائے خود ایک نہایت ہی غیر دانشمندانہ اقدام ہے۔

دُعا بعد از نمازِ جنازہ: دیوبندی بریلوی اختلاف میں یہ مسئلہ بھی خاصی اہمیّت اختیار کر گیا ہے' آئے دن دونوں طرف سے مسئلۂ مذکورہ پر ایک دُوسرے کو مناظروں اور مباحثوں کا چیلنج دیا جاتا ہے۔ جب کہ میرے خیال میں یہ مسئلہ بھی فقط تنگ ظرفی اور محض غلط فہمی کی وجہ سے متنازعہ بنا ہوا ہے' اگر جانبین سے ذمّہ دار علماء اس مسئلہ پر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو یہ اختلاف آج بھی ختم ہوسکتا ہے' بریلوی حضرات میں سے کوئی بھی ذمّہ دار اور مُستند عالمِ دین دُعا بعد نمازِ جنازہ کو فرض واجب کا درجہ نہیں دیتا، دیوبندیوں میں سے بھی کوئی ذی ہوش اور صاحبِ انصاف عالم اس کی اہمیّت، فضیلت اور نفع کا انکار نہیں کر

marfat.com

سکتا۔ کتاب و سنّت میں اہمیّت وفضیلتِ دُعا پر بے شمار دلائل موجود ہیں۔ البتہ حضور علیہ السّلام سے منقول کوئی ایسی باقاعدہ دُعا کسی مجموعۂ حدیث میں نہ مل سکی، جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ نے نمازِ جنازہ کا سلام پھیرنے کے بعد بہ ہیئتِ اجتماعی مخصوص الفاظ میں کوئی دُعائیہ جملے ادا فرمائے ہوں، لیکن کہیں اس کی ممانعت بھی نظر سے نہیں گزری، لہٰذا یہ فعل بھی محض جائز اور کارِ ثواب ہوا، اگر کوئی کرتا ہے تو روکنا نہیں چاہیئے اور اگر کوئی نہیں کرتا تو جبراً یہ دُعا اُس پر مسلّط نہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ میّت اُس وقت بے بس ہوتا ہے، وہ بے چارہ اپنے لئے کچھ کرنے کی حالت میں نہیں ہوتا، لہٰذا ہماری اُس کے ساتھ یہی بھلائی ہے کہ اُس کے لئے زیادہ سے زیادہ دُعا کریں جب اپنے لئے کثرت سے دُعا مانگیں تو اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے، کیا خیال ہے اپنے مسلمان بھائی کے لئے زیادہ مانگنے سے وہ ذاتِ رحیم رنجیدہ ہو جائے گی؟ جبکہ حضور علیہ السّلام فرما چکے ہیں، مؤمن کی دُعا، مؤمن بھائی کے لئے جلد قبول ہوتی ہے لہٰذا اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور بقولِ حضرتِ بیدلؒ۔

برہم نشود طبعِ گُل از نالۂ بُلبل
آوازِ گدا رونقِ دربارِ کریم است

میرا مسلک جائز وثواب سمجھ کر دُعا مانگنا ہے، دُعا سے روکنا نہیں، ساتھ ساتھ یہ بھی ضرور کہوں گا کہ نمازِ جنازہ سلام پھیرنے پر مکمّل ہو چکی ہوتی ہے، اگر کوئی دُعا نہیں مانگتا، ویسے چلا جاتا ہے تو فساد ڈالنا ٹھیک نہیں کیوں کہ امرِ استحبابی پر جھگڑا کرنا دانشمندی نہیں والفِتنةُ اشدُّ مِن القتل پر نظر مرکوز رکھنا بھی ضروری ہے اور دُعا مانگنے سے پہلے صفیں توڑ کر نماز والی ہیئت کو بدل لینا بھی ضروری ہے۔

marfat.com

مسئلۂ ایصالِ ثواب، تیجا، بیسواں، چالیسواں، سالانہ

اس مسئلہ پر بھی ہر دو مسلکوں میں آئے دِن تکرار چلی رہتی ہے۔ جبکہ یہ مسئلہ صدیوں سے متفق علیہ رہا ہے۔ بجز معتزلہ کے کسی سے اس کا انکار ثابت نہیں' لیکن اب اس مسئلہ پر بہ طورِ خاص مناظروں اور مباحثوں کے بازار گرم ہو رہے ہیں' ایصالِ ثواب مطلق بلاتعیینِ وقت تو اب بھی بالاتفاق جائز ہے لیکن تعیینِ وقت اور دِن مقرّر کرنے پر اختلاف ہے' جب کہ میرے ذہن کے مطابق تعیینِ وقت مصالح و مفادِ خلق کے لئے تو جائز ہے لیکن اِسے شرعی درجہ دے دینا اور یہ کہنا کہ اِس تاریخ اور دِن کے علاوہ ایصالِ ثواب جائز ہی نہیں' بالکل غلط اور دین میں زیادتی ہے۔ اس موضوع پر میری کتاب نام ونسب کے باب یازدھم کا ص 685 سے 694 تک ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ نیز یہ بات بھی ملحوظِ نظر رہے کہ عباداتِ بدنیہ، مالیہ اور مرکّبہ تمام کا ثواب مُردوں کی روح کو بھیجنا جائز ہے' بلکہ میت اسی کے انتظار میں رہتی ہے' جیسا کہ حدیث شریف سے واضح ہے۔ البتہ چالیسویں اور بیسویں پر شادی کی طرح اہتمام کرنا، امراء و دُنیادار طبقے کو مدعو کر کے پُر تکلّف کھانے کھلانا' یہ اِسراف کے ساتھ ساتھ طبقاتی تفریق بھی ہے۔ بلکہ کوشش کرنا چاہیے کہ یہ طعام اُن غریبوں تک پہنچے' جنہیں اپنے گھر میں ایسا کھانا نصیب نہیں ہوتا' حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ بُرا ہے وہ دسترخوان جس پر غریب کو مدعو نہیں کیا گیا۔ فریقین اگر میری بات پر غور فرمائیں تو میں یہ بات برملا کہہ دُوں کہ دیوبندیوں کا ایصالِ ثواب کو بُرا سمجھنا بھی دین میں رخنہ ڈالنا ہے اور بریلوی حضرات کا مروّجہ صُورت میں ایصالِ ثواب کے بہ طورِ خاص پروگرام مرتّب کرنا بھی بے سُود ہے' دُنیادار طبقہ اور محض رشتہ داروں کو کھانا دینے کے بجائے اگر دینی مدارس کے غریب اور نادار طلبہ کی امداد کی جائے تو یہ زیادہ

marfat.com

مناسب ہوگا' فی زمانہ چوں کہ دینی علوم کی سرپرستی ختم ہو چکی ہے' حکومتِ وقت سپورٹس اور تفریحی پروگراموں کے علاوہ تعلیم کی دنیا میں سائنس، انگلش اور کمپیوٹر پر جتنی توجہ مرکوز کر رہی ہے' اتنی توجہ دینی علوم کی طرف نہیں ہے۔ اُمراء حضرات انگلش میڈیم سکولوں' یونیورسٹیوں اور کیڈٹ کالجوں میں اپنے بچّوں کو تعلیم دِلانا باعثِ افتخار سمجھتے ہیں' جبکہ کتاب وسنّت اور عربی وفارسی تعلیم وتدریس کو معیوب گردانتے ہیں' حالانکہ علم تو اصل میں یہی ہے' باقی تمام عُلوم اس کے خادم اور تابع ہیں۔ تو ایسے میں اگر دینی مدارس میں پڑھنے والے غریب الدّیار طلبہ کی کفالت وسرپرستی کے لئے ایصالِ ثواب کے ضمن میں کوئی مدد کی جائے تو یقیناً جائز' بلکہ مستحسن وافضل ہوگی۔ کیونکہ ایسا کرنے میں اس حدیث شریف پر عمل ہو جائے گا' جو فضیلتِ علم کے بارے متعدد کتبِ حدیث میں آئی ہے' ہم اس وقت ملفوظاتِ فاضل بریلویؒ کے حوالے سے یہ حدیث شریف نقل کرنے لگے ہیں:

اُغدُ عالماً اَو مُتعلّماً او مُستمعاً اَو مُحِبًّا وَلا تکُن خامساً فتُهلك

ترجمہ: اس حال میں صُبح کر کہ تُو عالم ہو یا متعلّم' یا عالم کی باتیں سُننے والا' یا عالم کا مُحبّ اور پانچواں نہ ہونا کہ ہلاک ہو جائے گا[1]۔ میرے جدِّ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمہ بھی دینی مدارس کی خدمت اور طلباء کی معاونت کے بارے اکثر تلقین فرمایا کرتے' آپؒ نے انجمن نعمانیہ لاہور کے مدرسہ نعمانیہ میں سالانہ جلسہ میں جو تقریر فرمائی اُس میں فضیلتِ علم وعلماء پر مدلّل گفتگو فرماتے ہوئے اختتام پر یہ جُملے تاکید افرمائے۔

''جملہ اہلِ اسلام پر بدلیلِ قولہ تعالیٰ لِلفقرآء الذین أحصِرُوا فِی سبیلِ اللهِ o طلباء علمِ دینی بِمَا یتعلّق بہ کی خدمت حسبِ توفیق واجب ہے[2]''۔

---

[1]: ملاحظہ ہو ملفوظاتِ فاضل بریلویؒ' ص 213

[2]: ملاحظہ ہو ملفوظات مہریہ' ص 149

marfat.com

نکتہ: اگرچہ ہمارے عُرف میں اس پروگرام کو ایصالِ ثواب کا نام دیا جاتا ہے' لیکن میری تحقیق کے مطابق اِسے ایصالِ ثواب کے بجائے ارسالِ ثواب کہا جائے تو زیادہ موزوں ہوگا' کیونکہ ایصال بابِ افعال کا مصدر ہے' جس کے معنٰی ہیں پہنچا دینا اور ظاہر ہے پہنچا دینا ہمارا کام نہیں' بلکہ صرف اللہ تعالیٰ کا ہے۔ ہمارا کام تو فقط ارسال یعنی بھیجنا ہے' لیکن یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اِنَّا لا نُضیع اَجر مَنْ اَحسن عملا ○ یعنی ہم کسی نیک عمل کرنے والے کا کچھ عمل بھی ضائع نہیں کرتے' چاہے وہ عمل اپنے لیے ہو یا کسی اور کے لئے' اجر ضرور ملتا ہے تو اِنَّ اللّٰہ لا یُخلف المیعاد پر ایمان کامل رکھتے ہوئے ہم ارسال کے بجائے ایصال کا لفظ استعمال کر دیتے ہیں جو مجازی معنٰی میں تو جائز ہے مگر حقیقی معنٰی میں نہیں۔

خصوصی نوٹ: بعد از وفات ایصالِ ثواب کے نفسِ جواز پر ہم نے خاصی گفتگو کر لی ہے' یہاں یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ جو لوگ وفات یافتہ حضرات کے سوم' بیسویں' تیسویں' چہلم اور سالانہ پر کھانا کھلانے کی طاقت نہ رکھنے کی صورت میں اُدھار لے کر ایصالِ ثواب کی محافل آراستہ کرتے اور دُور و نزدیک سے وافر مقدار میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دیتے ہیں' اُن کا یہ عمل اسلام کے مزاجِ یُسر کے خلاف ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان پر کوئی تنگی نہیں چاہتا' یعنی تکلیف مالا یطاق کو پسند نہیں فرماتا جیسا کہ کتاب و سنت سے شرعِ محمدی کے عمومی مزاج کا پتہ چلتا ہے' قرآن مجید میں ہے ما یُرید اللّٰہ لیجعل علیکم مِن حرجٍ ولکن یُرید لیطھرکم (سورۃ المائدہ)

marfat.com

یُرِیدُ اللّٰہ بِکُمُ الیُسر وَلا یُرِیدُ بِکُم العُسر (سورۃ البقرہ)' حدیث شریف میں بھی یہ ارشادِ نبویؐ موجود ہے۔ یَسِّرُوا وَلا تُعَسِّرُوا بَشِّرُوا وَلا تُنَفِّرُوا (الحدیث) اور اَلدِّینُ یُسرٌ (الحدیث)' مندرجہ بالا آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ کا مفہوم یہی ہے کہ دین میں آسانی رکھی گئی ہے' تنگی نہیں رکھی گئی۔ مقامِ غور ہے کہ جب فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے استطاعتِ مالی و بدنی کو لازم قرار دیا گیا ہے کہ جس شخص کے پاس مالی استطاعت ہو' صرف اُس پر حج فرض ہے' اگر مالی استطاعت نہیں تو حج فرض نہیں' تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ چالیسواں' سالانہ وغیرہ جو شریعت کے کسی حکم کے تحت فرض' واجب اور سنّت کا درجہ بھی نہیں رکھتے' وفات یافتگان کے ایصالِ ثواب کے لئے اپنے سر پر قرض کا بوجھ رکھ کر محض نمود و نمائش اور علاقے میں نام پیدا کرنے کی خاطر انواع و اقسام کے کھانے پکائے جائیں۔ مالی عدمِ استطاعت کی صورت میں مقروض ہو کر ایصالِ ثواب وغیرہ کرنا خود کو بجائے خود ایک مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے' جو اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ ایسے نامساعد حالات میں مناسب یہی ہے کہ میّت کے ایصالِ ثواب کی خاطر قرآنِ مجید پڑھ کر اُس کی روح کو ثواب بھیج دیا جائے۔ ایسے ہی موقع کے لئے شاید لسان العصر سیّد اکبر الٰہ آبادیؒ نے درجِ ذیل شعر کہا تھا۔

بتاؤں آپ کے مرنے کے بعد کیا ہوگا
پُلاؤ کھائیں گے احباب' فاتحہ ہوگا

marfat.com

تبلیغی جماعت: دیوبند مسلک کی ترجمان یہ جماعت بھی اندرون و بیرونِ مُلک کافی پذیرائی حاصل کر چکی ہے' اس کے متعلق بھی لوگوں کی مختلف رائے ہے۔ میں تبلیغِ دین کو اچھا سمجھتا ہُوں اَن پڑھ طبقے کو کلمہ، وضو، نماز، روزہ اور حلال و حرام کے مسائل سے روشناس کرانا یقیناً نیکی کا کام ہے اور جو بھی یہ کام کرے گا' اجر کا مستحق ہوگا' ہمارے پاس خانقاہوں میں لوگ عقیدت کی وجہ سے آتے تو ہیں' لیکن یہ بات بھی ہے کہ تعلیم دینے کے لیے آج کل خانقاہوں میں باقاعدہ تربیت کا فقدان ہے تو جو جماعت اس ضرورت کو پورا کرے' ہم اُس کی تحسین کریں گے' لیکن اگر اس تبلیغ کی آڑ میں مخصوص زاویۂ فکر کا پابند کیا جائے' رسولِ پاکؐ اور بزرگانِ دین کا گستاخ اور جسور بنایا جائے تو یہ تبلیغ سراسر خُسران و خُذلان ہے' کیونکہ اللہ کو ملنے کے لئے ہر شخص رسول اللہؐ کے واسطے کا محتاج ہے آپؐ کی نسبت و اتباع کے بغیر یہ پُر خطر راستہ طے نہیں ہوتا۔ آج کل اسی دعوت و تبلیغ کا بڑا دعوتِ اسلامی نے بھی اُٹھایا ہُوا ہے اگر سیدھے چلتے رہیں ناروا سختی، گروہ بازی اور سارے مُسلمانوں کو اپنا ہی پیر بھائی (عطاری) بنانے کا پروگرام نہ ہو اور امیر دعوتِ اسلامی کے تقرّب کے لیے اُن کی بیعت لازمی قرار نہ دی جائے اور اپنے اپنے پیر خانوں کو چھوڑ کر صرف اُن کے امیر صاحب کو پیرِ مغاں تسلیم کرنا ضروری قرار نہ دیا جائے' جیسا کہ متعدد لوگوں سے یہ شکایت سننے میں آئی ہے تو پھر یہ بھی اچھے لوگ ہیں' بلکہ یہ تعصب و تشدد آمیز پالیسی اب تو اس خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے کہ جو مُسلمان امیر دعوتِ اسلامی کی بیعت نہ کرے مگر پورے خلوص سے دعوتِ اسلامی کی خدمت سرانجام دینا چاہے' اُسے وہ حیثیت نہیں دی جاتی جو صرف مُرید حضرات کو دی جاتی ہے' حالانکہ کلمہ گو ویسے بھی پیر بھائی ہیں' اسی لئے کہ سب سے بڑا پیر و مُرشد کملی والا ہے' ساری اُمّت آپ ﷺ کی مُرید ہے

marfat.com

چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدّین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا مندرجہ ذیل ملفوظ اسی مفہوم کی تائید کرتا ہے۔

پیر بھائیوں سے مُراد اُمّتِ نبوی ہے۔ بروزِ جمعہ 14 صفر المظفر 1398ھ ہاتھ اُٹھاتے ہوئے' آپ نے دُعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تمام پیر بھائیوں کے نیک مقاصد پورے فرمائے۔ کسی اجنبی نے چوتھی مرتبہ دُعا کی التجا کر کے کہا کہ ہم غیر پیر بھائیوں کے لئے بھی دُعا فرما دیں۔ آپ نے فرمایا کہ پیر بھائیوں کا مطلب امّتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ہے' کیونکہ بڑے پیر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہیں، یہ فرما کر دُعا مانگی[1] الخ

سپاہِ صحابہ کا تشدّد اور میری رائے: غالباً 1998ء میں اُس وقت کے وزیرِ اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب نے نفاذِ شریعت کنونشن بلایا' جس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا، تمام مکاتبِ فکر کے علماء و زُعماء ہزاروں کی تعداد میں وہاں تشریف فرما تھے' میں نے مُلک میں نفاذِ شریعتِ اسلامی کا عملی طریقۂ کار پیش کرنے کے ساتھ ساتھ فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے بھی تجاویز پیش کیں، خصوصاً سپاہِ صحابہ اور شیعہ کی مخاصمت دُور کرنے کے لئے میں نے زور دیا تو شیعہ کی طرف سے علاّمہ ساجد علی نقوی صاحب اور سپاہِ صحابہ کی طرف سے مولانا ضیاء القاسمی مرحوم نے میری تجویز کا خیر مقدم کیا۔

میں آج بھی وہی بات کہا کرتا ہوں کہ تکفیری فتووں کی اشاعت اور کافر کافر کے نعروں کی تکرار اور آئے دن کے تشدّد آمیز اقدامات چھوڑ کر آدابِ اکابرین اور عدمِ گستاخیِ سلف صالحین کے موضوع پر ایک فارمولا طے کرنا چاہیئے' جس سے ہمیشہ کے لئے یہ جھگڑا ختم ہو سکے' البتہ صحابۂ کرام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین

---

[1] ملاحظہ فرمایئے: ''انوارِ قمر''، ص 291، مطبوعہ پرنٹ ایکسپریس لاہور، سنِ طباعت 2002ء۔

marfat.com

کی عظمت وتوقیر اور اُن کی خدماتِ جلیلہ کی اشاعت کے لئے سپاہِ صحابہ کی کوششیں لائقِ صد تحسین ہیں' خصوصاً خلفائے راشدینؓ کے ایام سرکاری سطح پر منانے کے مطالبہ پر میں اُن کی بھرپُور تائید کرتا ہوں۔ لیکن ایک بات اپنے ذوق و وجدان کے حوالے سے ضرور کروں گا کہ حق چار یار کا نعرہ اہلِ سنّت کی علامت ہے' جس سے مجھے انکار نہیں مگر حضرتِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو خلفائے راشدینؓ کی صف میں شامل نہ کرنا بھی انصاف نہیں' کیونکہ حدیث شریف ''الخلافة من بعدِی ثلٰثون سنَةً ثمّ تصیرُ مُلکاً عضوضاً'' تصفیہ مابینِ سنّی وشیعہ ص8 (حضرت سفینہؓ سے مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن میں اِسی کی ہم معنی روایت موجود ہے) اِسی کی مقتضی ہے' حضرت امام حسنؓ کی خلافتِ ششماہی شامل کر کے ہی یہ 30 سال کا عرصہ مکمل ہوتا ہے، جب آپؓ کا دورِ خلافت اس میں شامل کرنا ضروری ہے تو پھر نعرہ یوں ہونا چاہیئے۔

نعرۂ خلافت ⟵ حق پنج تن

اہلِ قبلہ کی تکفیر اور حضرت پیرانِ پیرؒ کا نقطۂ نظر

آج کل مختلف اسلامی مکاتبِ فکر نے ایک دُوسرے کے خلاف فتوٰی بازیٔ تکفیر کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ بلکہ ایک ہی مسلک کے لوگ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دُوسرے کو کافر کہنے سے بھی نہیں چُوکتے۔ بالخصوص دیوبندی' بریلوی اختلاف تو ایک طوفان کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ ہم ذیل میں حضرت پیرانِ پیرؒ کا ایک خطبہ درج کر رہے ہیں جس کا مُطالعہ ہر دو مسلک والوں کے لئے مفید ہوگا۔ کیوں کہ دیوبندی حضرات بھی حضرت غوث پاکؒ کی توحیدی کاوشوں کی وجہ سے آپ کا خاص احترام کرتے ہیں

marfat.com

جبکہ بریلوی حضرات تو ہیں ہی قادری رضوی اور غلامانِ غوثِ اعظم کہلوانے والے۔ لہٰذا اُمید ہے کہ موجودہ مُلکی فضا اور بین الاقوامی خطرات کے پیشِ نظر ہر دو اہلِ مسلک اِس فرمانِ غوثیہ پر غور فرما کر اپنے آئے دن کے اِن فتوی ہائے کفر و شرک پر نظرِ ثانی ضرور فرمائیں گے۔

المقالة الثّامنة والسّبعُونَ: قالَ رضی اللّٰه عنه لأ هلِ المجاهدةِ وَالمحاسبةِ و اُولی العزم عشرُ خصالٍ جرّ بُو ها فاذا أ قا مُو ها وأحكمو ها باِذنِ اللّٰه تعالیٰ وصَلُوا اِلَی المنازِلِ الشَريفةِ الاُولیٰ اَن لَا يحلفَ العبدُ باللّٰهِ عزّ وجلّ صادقاً وَلَا كَاذِباً عامداً وَ لَا سَاهياً ..... الرّابعةُ أن يجتنِبَ أن يلعَنَ شيئاً مِنَ الخلقِ .....السّادِسةُ أن لا يقطعَ الشّهادة علی أحدٍ من الخلقِ من أهلِ القبلةِ بشِركٍ وَلَا كُفرٍ وَلا نفاقٍ فانّهٗ أقربُ للرّحمة واَعلی فِی الدّرجَةِ وهِیَ تمامُ السُّنّة[1] الخ

ترجمہ: حضرت پیرانِ پیرؒ نے مجاہدۂ نفس، مُحاسبۂ ذات کرنے والوں اور سلوک و معرفت کا پختہ عزم رکھنے والوں کی دس خصلتیں بیان فرمائیں کہ وہ ان پر مداومت (ہمیشگی) کرتے ہیں، پس جب وہ بحکمِ خداوندی اُن پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے ہیں تو بلند منازل پر فائز ہوتے ہیں۔

---

[1] شرح فتوح الغیب، از محدث دہلویؒ، ص303, 304, 305

marfat.com

پہلی خصلت: یہ ہے کہ بندہ کبھی جان بوجھ کر یا بھول کر بھی اللہ تعالیٰ کی سچی یا جھوٹی قسم نہ کھائے ..... چوتھی خصلت یہ ہے کہ مسلمان (سالک) کبھی کسی مخلوق پر لعنت نہ کرے اور نہ اُسے تکلیف دے..... چھٹی خصلت یہ ہے کہ وہ اہلِ قبلہ میں سے کسی ایک انسان پر بھی کفر و شرک اور نفاق کی قطعی شہادت نہ دے' کیونکہ یہ خصلت (فتویٰ کفر و شرک نہ لگانا) رحمتِ الٰہی کے زیادہ قریب ہے اور درجہ میں نہایت بلند ہے اور یہ خصلت کمالِ اتباعِ سُنّت ہے۔ الخ

قارئینِ محترم! محوّلہ بالا فرمانِ غوثیہ کی تشریح کرتے ہوئے شاہ عبدالحق محدّث دہلویؒ چھٹی خصلت کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔ ''ششم آنست کہ جزم نکند بر ہیچ یکی از خلق از اہلِ قبلہ بہ شرک و نہ بکفر و نہ بنفاق' زیرا کہ بدرستی عدمِ تکفیرِ اہلِ قبلہ نزدیک تر است برحمت و شفقت و مہربانی کردن مر خلق را یا نزدیک است بہ نزولِ رحمتِ حق بر صاحبِ ایں صفت و بلند تر است در درجہ و سببِ حصولِ درجۂ اعلیٰ است و ایں خصلت سبب تمامی اتباعِ سنّت است کہ وارد است در نہی از تکفیرِ اہلِ قبلہ کہ نماز میکنند بجانبِ قبلۂ مسلماناں یعنی اگرچہ ذمّ و انکار و تشنیع و تقبیحِ اہلِ بدعت بجہتِ رعایتِ سنّت و ترویجِ آں آمدہ است امّا تکفیرِ ایشاں خلافِ سنّت است و تمام و کمالِ سنّت در عدمِ تکفیر و باز داشتنِ زبان است ازاں..... الخ

marfat.com

ترجمہ: چھٹی خصلت سالکوں اور مجاھدوں کی یہ ہے کہ مخلوق میں سے جو اہلِ قبلہ ہیں یعنی مسلمانوں کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں اُنہیں کافر' مُشرک یا مُنافقِ قطعی کہنے سے احتیاط کرے' کیونکہ یہ بات اللہ کی رحمت کے قریب تر ہے یعنی مخلوق پر مہربانی اور شفقت کرنا یہ اللہ کی صفتِ رحمت کے زیادہ قریب ہے یا ایسا کرنے والا اللہ کی رحمت کے قریب ہوتا ہے اور بلند درجہ حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہے اور یہ خصلت سُنّتِ رسولؐ کی مکمّل پیروی و متابعت ہے۔ کیونکہ آپؐ نے اہلِ قبلہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے اگرچہ احیاء و ترویجِ سنّت کے لئے بدعتی لوگوں کی مخالفت کرنا اور اُن کی مذمّت و تردید کرنا روایات میں آیا ہے' لیکن اُنہیں بھی کافر کہنا سنّت کی خلاف ورزی ہے اور سنّت کا کمال اتّباع یہ ہے کہ زبان کو اِنہیں کافر کہنے سے روکا جائے۔

شیعہ مسلک اور میرا معمول: مُجھے بعض دفعہ ذکرِ اہلِ بیتِ عظام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حوالے سے شیعہ حضرات کی بڑی بڑی محافل میں بلایا جاتا ہے' میں ایک خانقاہ کا نمائندہ ہونے کے علاوہ شعروادب کی دنیا سے بھی متعلّق ہوں' لہٰذا میں ایسی محافل میں جاتا ہوں' اگر شعروادب کے اسلوب میں کسی موضوع پر گفتگو ہو تو اُسی موضوع کو نبھانا ضروری ہوتا ہے' لیکن اگر تقریر کے اسلوب میں بات کرنا پڑے تو پھر میں اُن کی محافل میں بھی صحابۂ کرامؓ کا ذکرِ خیر ضرور کیا کرتا ہوں۔ میری موجودگی میں آج تک کسی شیعہ دانشور، شاعر یا خطیب کی جرأت نہیں ہوئی کہ معاذ اللہ صحابۂ کرامؓ کے

marfat.com

خلاف کوئی ہرزہ سرائی کرے، اگر خدانخواستہ کبھی کسی نے ایسی جرأت کرنے کی کوشش کی تو میں اُسے ٹوکنے اور سرِ محفل اُس کا رَد کرنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہوں۔

میں شیعہ حضرات کو شعروادب کے علاوہ اُن کی محبّتِ اہلِ بیتؓ کے پہلو سے بھی مِل لیتا ہوں اور اُن کی اِس وصف کی نفی کرنا ادبی دیانت کا خون ہوگا' میرے جدِ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ نے امامِ حسینؓ کا مرثیہ بصورتِ مہندی لکھا' جس کا یہ مصرعہ زباں زدِ عام ہے ع

ایہہ مہندی روزِ ازل دِی اے

نیز آپ بڑے بڑے شیعہ اہلِ سُخن کے کلام کی تعریف فرمایا کرتے تھے اور اُن کی منفی عادتِ گستاخی کو بھی نظر انداز نہیں فرماتے تھے۔ آپؒ کا ایک ملفوظ ملاحظہ ہو۔

ملفوظ نمبر 123: فرمایا "بعض اہلِ تشیّع افراط وتفریط میں پڑ کر صحابۂ کرامؓ کے متعلق بُرا ظن رکھتے ہیں' اُن کی یہی بات نہایت ناشائستہ ہے' ورنہ محبّتِ اہلِ بیتؓ تو تُخمِ ایمان ہے' اِن کے شعراء کی مبالغاتِ شعر گوئی اور رموزِ سخنوری سے مضمونِ محبّت تازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ دبیر لکھنوی واقعۂ کربلا کے بیان میں لکھتا ہے۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رَن کانپ رہا ہے
رَن ایک طرف' چرخِ کُہن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدرؓ کے پسر کو
جبریل لرزتا ہے سمیٹے ہوئے پَر کو

(ملفوظاتِ مہریہ ص 94)

marfat.com

آپؒ علماء وخطباء کو بھی نصیحت فرمایا کرتے کہ اپنی تقاریر کو محض فتوٰی بازی تک محدود نہ رکھا کریں' بلکہ فضائلِ اہلِ بیتؓ کو بھی سلکِ تقریر میں ضرور لایا کریں' چنانچہ آپ فرماتے ہیں ملاحظہ ہو۔ ملفوظ نمبر 128 ''علماء اور واعظین کا کلام اور تقریر ایسی ہونی چاہیئے' جو سُننے والوں کے لئے دلپذیر ہو۔ اُنہیں فرمانِ الٰہی اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (خدا کی راہ کی طرف حکمت اور بہتر پندوموعظت کے ساتھ بُلاؤ) پر عمل کرنا چاہیئے۔ اور بشری اور نفسانی جوش میں نہیں آنا چاہیئے۔ یہ جو ہم دیکھتے ہیں کہ عام اہلِ تشیّع، فضائلِ صحابۂ کرامؓ سے بے خبر ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ اِن حضرات کا اپنے باہمی اِختلافات کے معاملہ میں چشم پوشی کرنا کس مصلحت کا حامل تھا اور نہ وہ عقیدۂ مسئلۂ خلافت سے واقِف ہیں' اِس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے واعظ اور عالم حضرات اپنی تقاریر کو فتاویٰ دینے اور تکفیر تک ہی محدود رکھتے ہیں' بلکہ بعض دفعہ تو اِس حد تک کہہ دیتے ہیں کہ اہلِ تشیّع کی توبہ بھی منظور[1] نہیں۔ اگر وہ اس کی بجائے فضائلِ اہل بیتِؓ پاک جیسا کہ آثار سے ثابت ہیں' بیان کرتے اور اپنے آپ کو اسیرِ محبّتِ خاندانِ نبوّتؐ گردانتے تو ان شاءاللہ تعالےٰ دُوسرے بھی نیک ظن سے اُن کی مجالس میں حاضر ہو کر عقیدۂ صحیحہ سُنّیہ سے واقف ہوتے۔ یہ ہماری غیر دانشمندی کا نتیجہ

---

[1] حضرت گولڑویؒ نے اپنی تصنیفِ لطیف ''اعلاء کلمۃ اللہ'' میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرمایا ''ایں نقل غلط است زیرا کہ شیعہ را بالاجماع کسے کافر نمی گوید بلکہ در ایشاں اختلاف است'' ترجمہ: یہ غلط ہے کیونکہ شیعہ کو بالاجماع کسی نے کافر نہیں کہا' بلکہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے (اعلاء کلمۃ اللہ' ص 65' مطبوعہ گولڑہ شریف) گویا مطلق شیعہ کے کفر کا فتوٰی دینا مناسب نہیں' بلکہ اس میں وضاحت اور تفصیل چاہیئے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز محدّث دہلویؒ ''فتاوٰی عزیزی'' میں اور مولانا رشید احمد گنگوہی بھی ''فتاوٰی رشیدیہ'' میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

marfat.com

ہے کہ فریقِ مخالف کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ سُنّی وہ ہوتا ہے جس کے دِل میں اہلِ بیتِ پاک کی محبت نہ ہو[1]"۔

مسئلہ علمِ غیب: بحمد اللہ مسئلہ غیب پر بھی بہت کچھ میری نظر سے گزرا۔ اگرچہ یہ موضوع انتہائی حساس ہے، تاہم قرآن وسنت سے آج تک میں نے جو سمجھا اور پڑھا اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے غیاب وحضور برابر ہیں، یعنی ہر شے اُس پر عیاں ہے، غیبوبت کا وہاں شائبہ تک نہیں "عالم الغیب والشّھادہ" میں جس غیب کو ذکر کیا گیا ہے، یہ وہ غیب ہے، جو حواسِ انسانیہ کے حیطۂ تعقّل وادراک سے باہر ہو، اِس کے لیے ارشاد ہوا کہ جو چیزیں تمھارے ادراک وحواس سے ورا ی ہیں اور جن کے لئے تم غیب کا لفظ بولتے ہو، میں اُن کا بھی جاننے والا ہوں اور جو حقائق تم پر آشکار ہیں، وہ بھی میرے علم میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نسبت غیب کا زیادہ تعلّق انسان سے ہے کہ وہ کتنا غیب داں ہے۔ اگر یہی مسئلہ قرآنِ مجید سے دریافت کیا جائے تو جواب ملتا ہے کہ انبیاء میں سے جن کے لئے چاہوں اُنہیں حقائقِ غیبیہ سے آگاہ کرتا ہوں، دیگر تمام موضوعات کی طرح اس موضوع پر قرآنِ مجید نے کوئی ابہام نہیں چھوڑا۔ معلوم ہوا کہ انبیائے کرام کو اُن حقائق سے آگاہ کیا جاتا ہے، جن حقائق کا اُن کو غیبیہ اطّلاع سے پہلے علم نہیں ہوتا۔ انبیاء کی ایسی غیب دانی کا انکار صریح کفر ہے، کیوں کہ ایسے غیب کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کی ہے کہ وہ ان کو اطلاع دے رہا ہے۔ اگر وہ مطّلع نہ کرتا تو انبیاء از خود کسی چیز پر اطلاع نہ پاسکتے۔ گویا غیب کی ایک قسم یہ ہوئی کہ غیب کا جان لینا کسی واسطے اور ذریعے کا محتاج نہ ہو

---

[1]: دیکھئے: ملفوظاتِ مہریہ، ص 97، مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

یعنی جو حواسِ خمسہ کے ذرائع اور دوسرے کسی قسم کی وساطت کا مرہونِ منت نہ ہو' ایسا غیب' غیبِ ذاتی ہے اور یہ خاص ہے صرف اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ کی ذات کے لئے۔ جس میں کوئی نبی' کوئی رسول اور مخلوق کا کوئی فرد شریک نہیں ہوسکتا۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کا علم دے دے' جیسا کہ بالعموم انبیائے سلف کو اور بالخصوص سیّد الانبیاء علیہ السّلام کو عطا فرمایا تو ایسا غیب' غیبِ عطائی کہلاتا ہے' انبیاء علیہم السّلام کی اس منصوص غیب دانی کا منکر' منکرِ نصوصِ قطعیہ ہے اور منکرِ نصِ قرآنی دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور علمائے احناف نے اسی علمِ غیبِ ذاتی کے قائل کو کافر کہا ہے نہ کہ عطائی کے قائل کو۔

اب یہ فہرست کوئی نہیں گنوا سکتا کہ کن کن اور کتنی چیزوں کے جاننے میں کون کون نبی اور رسول کس مقام پر فائز ہے' کیوں کہ اس کا حتمی علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ حضور علیہ السّلام چونکہ افضل النّاس ہیں' اس لئے آپ اعلم النّاس بھی ہیں اور جو اعلم النّاس کے مرتبہ جلیلہ پر فائز ہو' وہ یقیناً کائنات کے تمام انسانوں سے زیادہ غیب دان ہوتا ہے' اس لئے کہ یہ شرف صرف حضور علیہ السّلام سے مخصوص ہے کہ آپ پوری کائنات کے ہر انسان پر ہر وصف' ہر خوبی اور ہر کمال میں کُلّی طور پر فضیلت رکھتے ہیں' یہ مرتبہ آپ کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں اور پھر وَعَلَّمَكَ مَالَم تَكُنْ تَعلم کی آیت میں لفظِ 'ما' کا عموم اس پر دلالت کر رہا ہے کہ آپ جو کچھ نہیں جانتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اُسے آپ پر منکشف فرما دیا اور اس کا تحقق ماضی مطلق کے صیغۂ واحد غائب و عَلَّمَكَ سے فرمایا۔ طُرفہ تر یہ کہ خود پر صیغۂ غائب کا اطلاق کرنے والا ضمیرِ کاف کے مخاطب کو حاضر پا کر اُس کے سامنے ازل سے لیکر ابد تک کے علومِ غیبیہ وحُضوریہ کے دروازے

marfat.com

کھول دیئے جانے کا اعلان فرما رہا ہے۔ بندہ نے اِسی موقع کے لئے یہ شعر عرض کیا تھا۔

نصیرؔ! کہتی ہے یہ آیۂ وَعَـلَّـمَكَ
وہ ہیں علیم و خبیر، اُن کو کیا نہیں معلوم

(پوری نعت ملاحظہ ہو میرے مجموعۂ نعت، ''دیں ہمہ اُوست'' میں)

تقبیلِ قُبور اکابر کی نظر میں

اِس بات کا عقائد و ایمانیات سے تعلّق نہیں، بلکہ یہ محض اظہارِ محبت پر مبنی ایک عمل ہے، چوں کہ ہم خانقاہوں سے تعلّق رکھنے والے لوگ ہیں، ہمارے بزرگوں سے عقیدت رکھنے والے اُن کی قبور پر حاضری کے وقت بوسہ دینے کو آدابِ زیارت کی شرطِ اوّلیں قرار دیتے ہیں، یعنی جو قبورِ صالحین کا بوسہ نہ لے، وہ اہلِ سنّت کے مسلک سے خارج ہے۔ عقیدت میں غلو سے کام لینے والے ایسے حضرات کے لئے اکابر کے نقطۂ نظر کا احترام کرنا بھی اُن سے عقیدت مندی کی پہچان ہے۔ سب سے پہلے حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کا اِس سلسلے میں نقطۂ نظر ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں

''از جملۂ آدابِ زیارت است کہ رُوئے بجانبِ قبر و پشت بجانب قبلہ مقابلِ رُوئے میت بایستد و سلام دہد مسح نکند قبر را بدست و بوسہ ندہد آں را مُنحنی نشود و رُوئے بخاک نمالد کہ ایں عادتِ نصاریٰ است'' (انتہیٰ بقدرِ الضرورہ)

ترجمہ: زیارت کے آداب سے یہ ہے کہ زائر قبر کی طرف منہ اور قبلے کی طرف پیٹھ کر کے میت کے منہ کے برابر کھڑا ہو جائے، اُسے سلام کہے، قبر کو ہاتھ سے نہ چُھوئے اور نہ اُسے بوسہ دے اور نہ قبر کے سامنے جھکے اور نہ قبر کے سامنے اپنا منہ مٹّی پر

marfat.com

ملے ' کیوں کہ یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے[1]۔

اب ہم یہاں حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ کی اپنی تصنیف سے آپ کا نقطۂ نظر نقل کرتے ہیں' لکھتے ہیں ''پس اقربِ صواب آں می نماید کہ کسے ثقات و مقتدایاں تقبیلِ مزارات ہم نہ نماید' تا کہ عوام کالانعام درورطۂ ضلال نیفتند' چہ بہ سببِ جہل فرق میانِ سجود و تقبیل کردن نمی توانند''۔ ترجمہ: پس (تحقیقِ بالا کے پیشِ نظر) بہتر یہی ہے کہ اربابِ علم اور قوم کے رہنماؤں میں سے کوئی شخص مزارات کا بوسہ نہ لے تا کہ (دیکھا دیکھی) بے علم اور بے دانش لوگ گمراہی کے بھنور میں نہ پڑ جائیں' کیوں کہ وہ جہالت کی وجہ سے بوسہ اور سجدہ میں تمیز نہیں کر سکتے[2]۔

علاوہ ازیں مولٰنا احمد رضا خان بریلویؒ نے بھی اِس سلسلے میں ممانعت ہی کے الفاظ لکھے ہیں۔ ہمارے علمائے اہلِ سنّت حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کو شیخ علی الاطلاق کے الفاظ سے یاد کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا تقبیلِ قبور کے سلسلے میں اِن حضرات کے نقطۂ نظر کا احترام بھی ضروری ہے۔ تاہم میرے نزدیک وہ معترضین جو بوسہ لینے پر شرک و ضلالت کا فوراً فتوٰی داغ دیتے ہیں' اُن کو بھی اِتنی جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیئے کہ اگر کوئی فرطِ محبّت و عقیدت میں یہ عمل کر ہی گزرتا ہے تو وہ شرعاً مشرک و کافر قرار نہیں پاتا بلکہ اُن مفتیانِ شرک کو چاہیئے کہ وہ مناسب پیرائے میں شرعی مسائل کی تلقین و تفہیم کی ذمہ داری پوری فرمائیں۔ کیوں کہ کوئی کم سے کم عقل والا انسان بھی کسی

---

[1]: ملاحظہ ہو: اشعۃ اللمعات فارسی' از شیخ عبدالحق دہلویؒ جلدِ اوّل' باب زیارۃ القبور ص 763' مطبوعہ لکھنؤ

[2]: ملاحظہ ہو: تحقیق الحق' از حضرت گولڑویؒ ' ص 105 طبعِ دوم' دسمبر 1991' مطبوعہ لاہور

marfat.com

مقبول سے مقبول ہستی کو وحدہٗ لا شریک لہٗ کے درجہ پر ہرگز فائز نہیں سمجھتا۔ البتہ بے روک ٹوک ایسے اعمال کرنے سے ان محض جائز اُمور کو بھی واجبات کے درجہ پر پہنچا دیا جاتا ہے' لہٰذا جو لوگ بوسے سے تجاوز کریں اُن پر سختی کی جائے اور جو لوگ صرف بوسہ دیں اُنہیں شرعی احتیاط سے باخبر کیا جائے' مگر اتنی شدت بھی نہ برتی جائے کہ ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر لوگوں کو کفر و شرک کے فتووں سے مجروح کر دیا جائے۔ اس ناروا سختی کا انتہاء پسندانہ منظر دیکھنا ہو تو مدینۂ طیبہ میں روضۂ رسول ﷺ پر یا جنت البقیع میں متعین سرکاری گماشتوں کی کاروائیوں میں دیکھا جا سکتا ہے' جہاں کہیں کسی نیاز مند نے روضۂ مبارک کی جالی کو ہاتھ لگانا چاہا' اُنہوں نے فوراً شرک شرک کی رٹ لگانا شروع کر دی اور اگر روضۂ مبارک کی طرف مُنہ کر کے کسی نے دُعا مانگنا شروع کیا تو یہ پیکرِ غیظ و غضب بن جاتے ہیں' بلکہ زد و کوب کرنے سے بھی نہیں چُوکتے۔ حالانکہ مانگنے والا تو اللہ ہی سے مانگ رہا ہوتا ہے' اگر بارگاہِ رسالت مآبؐ میں پہنچ کر بھی وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگتے ہوئے آپؐ کی طرف پیٹھ کر لے تو پھر جاؤں کہاں پر کیسے عمل ہوگا؟ اور اللہ تعالیٰ تو ویسے بھی سمت اور جہت کا محتاج نہیں۔ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ اسی کی شان ہے۔ پھر دُعا مانگنے کے لئے صرف کعبۂ مقدسہ کی طرف مُنہ کرنے کی شرط لگانا جہالت نہیں تو کیا ہے۔ شیخ محققؒ تو عام قبر پر آ کر بھی منہ قبر کی جانب کرنے کی تلقین کر رہے ہیں' روضۂ اقدس تو پھر بھی فخرِ کائناتؐ کی آرام گاہ ہے۔ میں اپنے ملنے والوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ بجائے اُلجھنے اور جھگڑا کرنے کے بہتر یہی ہے کہ ہاتھ نیچے کر کے حضور علیہ السّلام کی خدمتِ اقدس میں سلام پیش کر لیا کریں ع

وہ ہیں علیم و خبیر اُن کو کیا نہیں معلوم

marfat.com

ویسے بھی وہاں کی حاضری کا مدارِ قبولیّت زائر کی باطنی کیفیات پر موقوف ہوتا ہے نہ کہ اعضائے ظاہری کی محض مؤدّبانہ ہیئت پر۔ مواجہہ شریف کے سامنے پہنچ کر جب مجھے ایک مشتاقِ زیارت کا ہاتھ جالی کے شرفِ لمس سے محروم نظر آیا تو میں نے وہاں تک نظر کی رسائی کو ہاتھ کے قائم مقام قرار دیتے ہوئے یوں عرض کیا تھا ؎

ممکن نہ تھا کہ روضۂ اقدس کو چھو سکے
آگے بڑھا دیا ہے نظر کو بنا کے ہاتھ

یا پھر میرے ایک سلام کا یہ شعر ؎

بھیڑ میں چُوم لیں شاہؐ کی جالیاں
اے نظر! تیری ہمّت پہ لاکھوں سلام

پھر بھی یہ ساری گفتگو عقیدت و محبّت کے پیرائے میں ہو رہی ہے' ورنہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو معبود و مسجودِ برحق ہے' عبادت کے لائق صرف وہی ایک ذات ہے' باقی جس سے عقیدت و محبّت ہوگی' اُسی مطلوبِ حقیقی کے تعلّق اور نسبت سے ہوگی۔ بہرحال پھر بھی محوّلہ بالا شخصیّات کے نقطہ ہائے نظر کا احترام کرتے ہوئے طریقۂ مسنونہ پر عمل پیرا ہونا چاہیئے' جس کا ذکر حضرت شیخ عبدالحق دہلویؒ کے اپنے الفاظ میں ابھی کیا گیا ہے اور یہی میرا موقف ہے۔

marfat.com

میں نے دورِ حاضر کے مختلف مسالک اور مختلف فیہ مسائل کے متعلق اپنا مسلک وموقف بغیر ڈنڈی مارے پیش کر دیا ہے' اب اس کے بعد میری اس تحریر کو میرے مسلک وغیرہ کے سلسلے میں آخری اور فیصلہ کُن سمجھا جائے ۔

خود قصۂ غم اپنا کوتاہ کیا میں نے
دُنیا نے بہت چاہا افسانہ بنا دینا

(علاّمہ سیمابؔ)

قارئینِ کرام! اگر میں نے توحید' استعانت باللہ اور تعلّق باللہ جیسے اہم اُمور پر کچھ کہا یا لکھا ہے تو میں نے یہ کوئی گناہ نہیں کیا' بلکہ قرآن وسنّت اور سلف صالحین کی تعلیمات کو پہلے خود اپنا کر پھر لوگوں تک پہنچانے کی کوشش کی ہے' جو ان شاء اللہ آئندہ بھی تا حیات جاری رہے گی۔ مگر حیرت اس بات پر ہے کہ اشرف سیالوی صاحب اور اُن جیسے حضرات نے اس پر ایک قیامت کھڑی کر دی۔ یہاں مجھے احمد فرازؔ کا ایک خوبصورت شعر یاد آ رہا ہے ۔

یہی کہا تھا ' مری آنکھ دیکھ سکتی ہے
تو مجھ پہ ٹوٹ پڑا ایک شہر نابینا

میرے جدِّ امجد حضرت بابو جیؒ کا یہ فیضانِ خاص تھا کہ میں نے بحمد اللہ اشرف سیالوی صاحب اور اُن جیسے نہ جانے کتنے تنگ نظر حضرات کے دِل میں اُٹھنے والے سوالات کا جوابِ شافی لکھ دیا ہے اور اس کے لئے ان شاء اللہ پھر بھی تیار ہوں' لیکن اگر آج میرے پاس قرآن وسنّت اور اکابرِ وقت کا یہ علمی سرمایہ نہ ہوتا تو یار لوگوں نے

marfat.com

مُجھے اہلِ سنّت کے دائرۂ سنیّہ سے خارج قرار دے ہی دیا تھا۔

میرے دریا بُرد ہو جانے کا غُل تو مچ گیا
گہرے پانی سے تعارف تھا مِرا ' میں بچ گیا

مسئلۂ سماع اور میرا ذوق

ہمارے سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں بالخصوص سماع بالمزامیر کا رواج ہے، جسے اکثر سجادہ نشین حضرات رسمی طور پر سنتے ہیں، اُنہیں نہ راگوں کا پتہ ہوتا ہے' نہ سُر کا اور نہ لَے کا اور اکثر ماشاء اللہ اردو اور فارسی کے اساتذہ کا کلام سمجھنے سے بھی قاصر ہوتے ہیں، یہی حال اہلِ سنّت کے علماء وخطباء کا ہے' راگ رنگ کا ادراک تو بہت دور کی بات ہے اُنہیں آواز کے زیر و بم اور سُر اور بے سُرا ہونے کا شعور تک نہیں ہوتا۔ چنانچہ ایک بار کسی خانقاہ میں محفلِ سماع منعقد تھی قوّال حضرات نے فارسی کے ایک حمدیہ شعر سے قوّالی کا آغاز کیا جو اصل میں تو یوں ہے۔

الٰہی عاصیم استغفرُاللّٰہ
توئی مقصودِ من الحمدُ للّٰہ

لیکن کم بخت قوّال نعمتِ علم سے محروم ہونے کے سبب اس شعر کو یوں پڑھ گیا ع

نقلِ کُفر کُفر نباشد

الٰہی عاصیم الحمدُ للّٰہ
توئی مقصودِ من استغفرُاللّٰہ

marfat.com

شومئ قسمت کہ سجادہ نشین صاحب بھی علم سے کورے تھے' قوال کو ایسے کفریہ کلمہ بولنے پر ڈانٹنے کے بجائے خود حضرت بیل (ویل) دینے کے لئے اٹھے خوش قسمتی سے ایک پڑھا لکھا مُرید قریب ہو کر بولا حضرت! یہ آپ کیا کر رہے ہیں' قوال کفر بک رہا ہے اور آپ اُسے بیل (پنجابی ویل) دینے والے ہیں تو حضرت کھسیانے ہو کر جلدی سے بیٹھ گئے' جب یہ حال سجادہ نشین حضرات کا ہو تو مریدین کس کھاتے میں ہوں گے۔

حالانکہ حضور علیہ السّلام نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی خوش الحانی اور آپ کی خوش خوانی کا رشتہ مزامیرِ داؤد علیہ السّلام سے جوڑا ہے' اِس لئے یہ فقیر بحمداللہ بہ فیضانِ وارثِ لحنِ داؤدی طوطیِ ہند امیر خسرو دہلویؒ ؎

مفتخر از وے بہ غلامی منم
خواجہ نظامؒ است و نظامی منم

مزامیر کے ساتھ نہ صرف اکابر کے کلام کے سماع کا شائق ہے، بلکہ مبدءِ فیض کی کرم گستری کے طفیل حتی المقدور اچھے اچھے نامور موسیقاروں اور لے کاروں کے پیش کردہ فن کو اُن کی مروّجہ اصطلاحات میں داد و تحسین بھی پیش کرتا ہے' مگر آج کی مروّجہ بے روح قوّالی سے بھی بیزار ہے۔ اگر کبھی کوئی ایسی مجلس میسّر آجائے تو پھر یہ فقیر آج بھی حضرت خواجہ عثمان مروندیؒ کے درجِ ذیل شعر کا مصداق بن جانے کی توفیق رکھتا ہے ؎

خوشا رندی کہ پامالش کنم صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من با جُبّہ و دستار می رقصم

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ تحریر کیا گیا، کیا یہ اندازِ فکر کسی خالص چشتی نظامی

marfat.com

کا ہوسکتا ہے، یا کسی اور مسلک والے کا۔

مِرے مسلک پہ وہ تنقید کی تکلیف کرتے ہیں
جنہیں یہ بھی نہیں معلوم نظریں ہیں کہاں میری

سماع کے متعلّق حضرت گولڑوی رح کا مسلک

سماع کے بارے میرے جدِّ امجد حضرت پیر مہر علی قدس سرّہٗ کا نقطۂ نظر نہایت معتدلانہ ہے۔ آپ آداب و شرائط میں رہتے ہوئے اِسے مباح سمجھتے تھے' جو لوگ غلوّ سے کام لیتے ہوئے اِسے وصول الی اللہ کا ناگزیر زینہ تصوّر کرتے ہیں کہ اِس کے بغیر اللہ تعالیٰ تک رسائی ناممکن ہے ' وہ غلطی پر ہیں اور جو حضرات سرے سے اِسے حرام اور ناجائز قرار دیتے ہیں' وہ بھی خطا پر ہیں۔ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے ایک عظیم شیخ حضرت مجدّد الفِ ثانی ؒ جو قرآن و سنّت کے قدآور داعیوں میں شانِ امتیازی کے حامل تھے جب اُن سے اِس سلسلے میں دریافت کیا گیا تو ایک تاریخی اور جامع جملہ فرما کر امّتِ مسلمہ کو باہمی نزاع سے گریز کرنے کی تلقین فرما دی۔ آپ کا وہ مشہور فارسی جملہ یہ ہے کہ ''نہ انکارمی کنم نہ ایں کارمی کنم''یعنی سماع کا نہ تو انکار کرتا ہوں اور نہ یہ کام کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں موسیقی دوسرے فنون کی طرح ایک باقاعدہ فن ہے اور اسلام نے ہر فن کو ایک خاص دائرے میں رہتے ہوئے استعمال میں لانے سے منع نہیں کیا' دوسرے لفظوں میں اسلام کا دائرہ اِتنا تنگ نہیں ہے' جتنا کہ ایک مخصوص طبقہ نے کر دیا ہے' سماع کا جواز و عدمِ جواز ایک الگ تفصیل طلب موضوع ہے' فی الوقت ہم اِس کی تفصیلی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔

marfat.com

ضرورت پڑی تو ان شاءاللہ ع

صحرا کی وسعتیں ہیں غزالوں کے سامنے

والا معاملہ ہوگا' مجھے معلوم ہے کہ بریلوی اور دیوبندی ہر دو مکاتب فکر اس کی حرمت کے قائل ہیں اور ایسا کرنے والوں کو بدعتی اور نجانے کیا کیا کہتے ہیں' اگر اُن کے پاس اس کے حرام ہونے پر دلائل ہیں تو ہمارے پاس اس کے حلال اور جائز ہونے پر بھی دلائل ہیں۔ اب اگر دیوبندی' بریلوی یا کوئی اور مسلک اس سلسلے میں ہمیں بدعتی کہے تو کہتا رہے۔ دائرۂ شرائط میں رہتے ہوئے ہمیں جہاں کوئی ایسی محفل میسّر آئے گی تو ہم ضرور سُنیں گے۔ مگر بات پھر وہی ہے کہ یہ سب کچھ ضروریاتِ دینیہ میں سے نہیں' جن حضرات کو سماع بالمزامیر سے زیادہ دیگر مشاغلِ علمیہ میں لطف آتا ہو' اُن پر لازم ہے کہ وہ اُن میں سرگرمِ عمل رہیں' چاہے اُن کا تعلق مدارس کے تدریسی عمل سے ہو تبلیغی مساعی سے ہو یا خطابت و وعظ سے' لیکن جو لوگ خاص شرائط میں رہتے ہوئے سماع کا اہتمام کرتے ہیں یا اس کا شوق رکھتے ہیں' اُن پر بدعت و شرک کا فتویٰ لگانا بھی کوئی معقول بات نہیں' کیوں کہ مشائخِ سلف کے ایک جمِ غفیر کا سماع سے روحانی حظ اٹھانا مستند تاریخی حوالوں سے ثابت ہے' اُن کی ذواتِ مقدسہ لامحالہ شریعتِ مطہرہ کے احکام سے آگاہ تھیں' اگر شریعت میں سماع کے لئے حرمتِ مطلقہ یا ہر صورت میں عدمِ جواز کا کوئی حتمی فتویٰ موجود ہوتا تو صوفیائے سلف کا یہ پاک باز، عابد، پابندِ شرع اور ماہرِ علومِ عقلیہ و نقلیہ طبقہ نہ کبھی اسکی اجازت دیتا اور نہ خود ایسے فعلِ حرام کا ارتکاب کرتا۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ سے جب سماع کے بارے سوال ہوا تو آپ نے

marfat.com

سعدیِ شیرازؒ کا درجِ ذیل شعر پیش کیا تھا ۔

سماع اے برادر بگویم کہ چیست
مگر مستمع را بدانم کہ کیست

شعر کا مفہوم یہ ہے کہ اے بھائی! سماع کی حلّت وحرمت کے بارے فتوٰی بعد میں لگاؤں گا' پہلے یہ تو دیکھ لوں کہ سننے والا کون ہے۔ گویا سماع کی حرمت وحلّت سامعین کی نیّت اور اہلیّت پر موقوف ہے۔ اگر محض حظِ نفس اور خواہشاتِ نفسانیہ، ریاکاری اور محض مجلس آرائی کے لئے اور فقط اپنی جلالتِ شان کا خاموش مظاہرہ کرنے کے لئے سُن رہا ہے تو یہ عمل ممنوع ہے اور اگر اِس میں روحانی حظّ اٹھانا اور رجوع الی اللہ کا عنصر بھی موجود ہے تو ایسا سماع عقلاً ونقلاً محلِ طعن نہیں ہوسکتا۔

مشائخ وعلمائے عصر کے بارے میرا نقطۂ نظر

میرے خطابات سن کر عام مولوی حضرات یہ تأثّر قائم کرتے ہیں کہ میرے مخاطَب وہ ہوتے ہیں، اِسی طرح مختلف سلاسل سے تعلّق رکھنے والے پیر حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ میری تنقید کا نشانہ اُن کی ذات ہوتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں' بلکہ میں علماء ومشائخ کا نیاز مند ہوں، کیوں کہ یہی دو طبقے قرآن وسنّت کی تعلیمات عوام تک پہچانے اور اُن کو ان تعلیمات کا پابند کرنے میں خصوصی کردار ادا کرتے اور کر سکتے ہیں۔ لہٰذا ان کے بارے کسی ہتک آمیز سلوک کا میں تصوّر بھی نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ ایسے لوگ العلماءُ ورثة الانبیاء کی حدیثِ مبارک کا مصداق ہوتے ہیں۔ البتہ میری تنقید کا

marfat.com

نشانہ ایسے نام نہاد علماء ومشائخ ضرور ہیں، ہو سکتے اور ہوں گے' جو قرآنِ مجید کے نزدیک لیأکلون اموال الناسِ بالباطل کا مصداق ہیں، اگر آپ کتبِ سیرت وتفسیر کی دنیا میں جھانکیں تو آپ دیکھیں گے کہ ہر دور کے تاریخ نویس اور مفسّر ومحدّث نے اِن ہر دو طبقات پر تفصیلی بحث کی ہے اور اصلی ونقلی لوگوں کے درمیان خطِ امتیاز کھینچا ہے دورانِ تحریر مجھے مشہور محدّث ومفسّر بلکہ امیر المؤمنین فی الحدیث اور سرتاجِ اصفیاء حضرت عبداللہ ابنِ مبارکؒ کے ایک عربی قطعہ کا مفہوم ذہن میں آ گیا، جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ حضرات علماء ومشائخ 'امّتِ مسلمہ کے عروج وزوال کے ذمّہ دار ہیں' کیوں کہ یہ دونوں طبقے عوام کی عقیدت کا مرجع ہوتے ہیں، اب اِن پر موقوف ہے کہ آنے والوں کو وہ کیا تعلیم دیتے ہیں۔

جو مشائخ اپنے ذی وقار اسلاف کے طرزِ حیات، اُن کی دینی وملّی خدمات اور اُن کے تعلیم وتعلّم کے مشن کو خیر باد کہہ جائیں، اور صرف اُن کے نام پر عوام النّاس سے ہمہ قسمی خدمات حاصل کر لینے پر اکتفا کر لیں، ایسے لوگوں کے اندر اسلاف کی روح کو دوبارہ زندہ کرنے کی خاطر اگر کچھ کہہ دیا جائے تو یہ اُن کی توہین نہیں کہلا سکتی' لہٰذا اگر کہیں آج کی درگاہوں اور اُن کے سجادہ نشین حضرات کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے لیے کچھ کہہ دیا جائے تو اسے مجموعی خطاب سمجھا جائے نہ کہ انفرادی یا شخصی۔ کیوں کہ راقم الحروف بھی تو اسی ماحول میں پلا بڑھا ہے' اور وہ خود کو خامیوں سے ہرگز مبرّا نہیں سمجھتا۔ جیسا کہ حضرات مشائخ جانتے ہیں کہ آج ہمارا یہ خانقاہی نظام مخالفین تصوف کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا ہے، جسے وہ صفحۂ ہستی سے نابود کرنے پر تیار ہیں، ایسے میں ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے پر ایسی مثبت تنقید کر کے خود کو اپنے

marfat.com

اسلافِ ذی وقار کی صفاتِ عالیہ کا بہت نہ سہی تو کسی حد تک آئینہ دار ضرور بنالیں۔ لہٰذا ؎

یہ الگ بات کہ تنقید کی جرأت ہے ہمیں
ہمیں دشمن نہ سمجھ بیٹھئے ' ہم آپ کے ہیں

اسی طرح جو علمائے حق کتاب و سنّت کی تعلیمات کو عام کرنے اور اُن کے صحیح ابلاغ میں کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتے اور کسی طاقت کے آگے نہیں جھکتے، فتویٰ نہیں بدلتے کسی سے مرعوب نہیں ہوتے، یہ ناچیز ایسے علماء و خطباء کا تہِ دل سے نہ صرف قدر دان ہے بلکہ اُن کی زیارت کو اپنی بخشش کا سامان تصوّر کرتا ہے' دورانِ خطاب یا اپنی کسی تحریر میں اگر میں مولویوں یا مولوی کا لفظ بول کر تنقید کرتا ہوں تو اس سے میری مراد سرِ فہرست بدعقیدہ مولوی اور دوسرے نمبر پر وہ مولوی ہوتے ہیں، جو محض دنیوی مفادات کی تحصیل کے لیے آئے دن اپنے قبلے بدلتے رہتے ہیں۔ بقولِ راقم ؎

اس کا کیا کہنا ہے ' واعظ کے ٹھکانے ہیں بہت
یہ کسی مسجد میں جا بیٹھے گا ' میخانے کے بعد

ایسے لوگ کسی کے نہیں ہوتے' اُن کا دین و مذہب سے کوئی تعلّق نہیں ہوتا، اُن کا دین' روٹی اور مذہب' پیسہ ہوتا ہے' جب کہ اہلِ سنّت کے ایک ممتاز ترین اور عبور ترین عالمِ دین خود علم کے نقطۂ کمال پر فائز ہو کر علمائے حق کی پہچان یہ بتا رہے ہیں کہ ع

میں گدا ہوں اپنے کریم کا مرا دین پارۂ ناں نہیں

(فاضل بریلویؒ)

یہاں میں اپنی اِس بات پر کتاب و سنّت سے کچھ شواہد پیش کرنا چاہتا ہوں' جن کا ماحصل یہ ہے کہ خطاب اگرچہ عام ہو' مگر اُس میں مُستثنیات کا پہلو ہمیشہ موجود ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآنِ مجید میں شعراء کے متعلّق اللہ تعالیٰ نے وَالشّعراء یتّبعھم الغاوٗن

marfat.com

فرما کر الّا الذین سے بعض لوگوں کو مستثنیٰ فرمادیا' اسی طرح انّ الانسان لَفِی خُسرٍ میں اگر چہ الف لام استغراق کا ہے' جس میں بہ ظاہر تمام انسان داخل ہیں، مگر اس سے اگلی آیت میں الّا الّذین آمنوا فرما کر اُن لوگوں کو خسارے سے مستثنیٰ قرار دے دیا جو ایمان دار ہیں۔

کتبِ حدیث و تاریخ کے مطالعے سے یہ حقیقت بھی آشکار ہوتی ہے کہ آپؐ نے کچھ قبائلِ عرب سے انتہائی رضا مندی و محبّت کا اظہار فرمایا' جیسے کہ قریش' جہینہ' مُزینہ' غِفار اور اشجع[1] اور کچھ قبائل کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا جیسے کہ بنی ثقیف، بنی حنیفہ اور بنی اُمیّہ[2] ،لیکن پسندیدہ قبائل میں کچھ افراد دشمنِ اسلام اور نہایت ناپسندیدہ بھی تھے' جبکہ ناپسندیدہ قبائل میں کچھ افراد مخلص اور پسندیدہ بھی تھے' لہذا یہاں پسندیدگی و ناپسندیدگی میں بھی خود بخود استثناء موجود ہے۔

اسی طرح میں بھی دورانِ خطاب اگر کبھی درگاہوں کے مشائخ اور علماء و خطباء پر کچھ کہتا ہوں تو راست باز اور اہلِ علم مشائخ میرے اُس خطاب سے مستثنیٰ ہوتے ہیں۔ اسی طرح وہ علماء و خطباء، جو ہر حالت میں حق اور اہلِ حق کا ساتھ دیں، وہ میری تنقید و گرفت سے مبرّا ہوتے ہیں۔ بارگاہِ ایزدی میں التجا ہے کہ وہ مالک و مختارِ کُل مجھے ایسے برگزیدہ مشائخ اور علماء کا ہمیشہ نیاز مند رکھے اور اُن سے کسبِ فیض کی توفیق عطا فرمائے۔ بقولِ طوطیِ ہند حضرت امیر خسرو دہلویؒ

بہ ایں تر دامنی خُو کرد خسرو با دو چشمِ تر
بہ آبِ چشمِ پاکاں دامنش ہموارہ تر بادا

---

[1] دیکھئے: صحیح بخاری شریف جلد اوّل ' ص 497' مطبوعہ بمبئی

[2] دیکھئے: مشکوٰۃ شریف، باب مناقب قریش و ذکر القبائل ص 550 ،مطبوعہ لاہور، سنِ طباعت 1326ھ

marfat.com

بصیر پوری کی بے بصری

بصیر پوری صاحب کی بے بصری دیدنی ہے کہ اُنہوں نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''حکایتِ قدمِ غوث'' میں ''فوائد الفؤاد'' کے بے شمار حوالے درج کیے اور یہ بھی لکھا کہ یہ سلسلۂ عالیہ چشتیہ کی مستند ترین اور جامع حالات کتاب ہے' بلکہ حوالہ لکھتے ہوئے اظہارِ ادب میں فوائد الفؤاد شریف کے الفاظ لکھے اِس سے پتہ چلتا ہے کہ اُن کی نظر میں فوائد الفؤاد اور اُس کے مندرجات کا کتنا احترام ہے' لیکن اُن کی بے بصری کی انتہاء دیکھئے کہ وہ جس شخصیت یعنی حضرت پیرانِ پیرؒ کی توہین اور کھلی گستاخی پر کمر بستہ ہیں فوائد الفؤاد کی مجلسِ اوّل ہی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے ذکرِ پاک سے آراستہ کی گئی۔ مگر بصیر پوری صاحب کو یہ روایت نظر نہیں آئی اور نہ اُنہوں نے حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی زبانی اس روایت سے کچھ سبق سیکھا' چنانچہ فوائد الفؤاد شریف کی پہلی مجلس ہی میں پیرانِ پیرؒ کا ذکرِ خیر اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ کبار مشائخِ چشت کس طرح اپنی مجالس و کتب کو حضرت پیرانِ پیرؒ کے ذکرِ خیر سے مُبارک و معطّر فرمایا کرتے تھے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ ؎

كُلّ العداوة قد تُرجى اماتتُها
الّا عداوة من عادك من حَسَدٍ[1]

حوالہ ملاحظہ ہو۔ ''پھر مشائخِ کبار اور ابدال پر اُن کے ترقّیِ درجات کا ذکر آیا۔ زبان مبارک سے ارشاد ہوا کہ ایک شخص حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس اللہ سرّہ العزیز کی خانقاہ میں آیا۔ اُس نے کسی کو دیکھا کہ ہاتھ پیر ٹوٹے ہوئے اور خراب (حال) خانقاہ

[1] ترجمہ دنیا کی ہر عداوت اور دشمنی کے ختم کیے جانے کا علاج ممکن ہے' مگر وہ عداوت ختم نہیں کی جاسکتی' جو محض حسد کی بنا پر ہو۔

marfat.com

کے دروازے پر آپڑا ہے' یہ شخص شیخ کی خدمت میں گیا اور اُس دروازے پر پڑے ہوئے آدمی کا حال سُنا کر دعا کی درخواست کی۔ شیخؒ نے فرمایا: خاموش رہو! اس نے بے ادبی کی ہے' اُس آنے والے نے پوچھا کہ اُس نے کیا بے ادبی کی ہے؟ شیخؒ نے فرمایا وہ ابدالوں میں سے ایک ہے۔ کل وہ لوگ اپنے دوسرے دو ساتھیوں کے ساتھ، اُس قوّتِ پرواز سے' جو ابدالوں کو حاصل ہے' ہوا میں اُڑ رہے تھے۔ جب خانقاہ پر پہنچے تو اُن کا ایک ساتھی تو خانقاہ سے ہٹ کر ادب سے داہنی طرف ہو کر گزر گیا دُوسرا ساتھی بھی خانقاہ کی بائیں جانب سے نکل گیا' یہ چاہتا تھا کہ بے ادبی کے ساتھ خانقاہ کے اُوپر سے گزرے[1]۔

سلطانُ المشائخ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے اِس ملفوظ شریف کو بار بار پڑھیں اور پھر اپنے آپ کو چشتی نظامی کہلانے والے بے بصر بصیر پوری اور اُن کے مؤیّد ومصدّقِ اعظم مولوی اشرف سیالوی صاحب سوچیں کہ اگر مرتبۂ ابدالیّت پر فائز ایک بزرگ کو فقط اتنی جسارت و بے ادبی پر کہ اُس نے اُڑتے ہوئے خانقاہِ غوثیہ کے اُوپر سے گزرنے کی کوشش کی' نیچے گرا کر اُس کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے گئے' تو جن حضرات نے خود پیرانِ پیرؒ کے سَر پر سے گزرنے کی جسارت کی ہو اور اُن کے مقام و مرتبۂ خداداد کی نفی کرنے کی سعیِ نامشکور فرمائی ہو اور اُنہیں ایک مردود دوزخی سے تشبیہ دے کر اپنی بد باطنی اور ہزیاں سرائی کا ثبوت دیا ہو' کیا شاہبازِ لامکانی کا پنجۂ غیرت اپنی ایک جھپٹ سے اُن کی رعونت بھری گردنوں کو نہیں توڑے گا؟ ان شاء اللہ ضرور توڑے گا۔

فَانتَظِرُوا اِنَّا مَعَکُم مِنَ المُنتَظِرِین۔ اور بقولِ حضرت فاضل بریلویؒ ؎

الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مَر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

---

[1] ملاحظہ ہو: فوائد الفؤاد، ص 141' پہلی مجلس ترجمہ خواجہ حسن ثانی نظامی دہلوی

marfat.com

یہاں یہ نکتہ بھی قابلِ توجہ ہے کہ فوائد الفؤاد کے مؤلف امیر حسن سجزیؒ نے حضرت پیرانِ پیرؒ سے متعلق روایت ذکر کرنے سے قبل مشائخِ کبار اور اُن کے لیے ترقی درجات کے الفاظ تحریر کیے۔ جو اِس امر کی واضح دلیل ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ کے مستند اور مقامِ قرب پر فائز مریدین کے نزدیک بھی حضرت پیرانِ پیرؒ کا شمار مشائخِ کبار میں تھا۔ اِس مناسبت سے بھی تفاوتِ مقامات کا یہ تقاضا ہے کہ پیرانِ پیرؒ کی ذات پر جن اکابر صوفیاء نے محبوبِ سبحانی کے الفاظ کا اطلاق کیا، وہ سبحان اور الٰہ کے لغوی و معنوی فرق سے بخوبی واقف تھے۔ بصیر پوری صاحب نے ولایت کے عمومی مفہوم کو لیکر مبتدی اور منتہی اربابِ ولایت کو جس غیر معقول انداز میں مساوی قرار دیا ہے' وہ روایت و درایت کے سراسر خلاف ہے' اگر اُن کی یہ منطق درست ہی تسلیم کر لی جائے تو پھر امیر حسن سجزیؒ کو یہ بات ہرگز زیب نہیں دیتی تھی کہ وہ اپنے اس قدر جلیل الشان شیخ کا ملفوظ نقل کرتے ہوئے مشائخِ سلف پر کبار کا لفظ لکھتے۔ مگر امیر حسن علیہ الرّحمۃ کو یہ حتمی طور پر معلوم تھا کہ اُن کے اور ہمارے شیخ حضرت سلطان المشائخؒ اپنے تمام اسلافِ ذی وقار کو بلند الفاظ میں یاد فرمایا کرتے تھے۔ ہاں امیر حسن سجزیؒ کی جگہ اگر بصیر پوری صاحب یا سیالوی صاحب جامعینِ ملفوظات میں ہوتے تو غوثِ پاکؒ سے اپنے اندرونی بغض و کینہ کی بنا پر حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی زبانی حضرت غوثِ پاکؒ سے متعلق ملفوظ نقل کرتے وقت اُن کے لئے مشائخِ کبار کے الفاظ ہرگز نہ لکھتے۔ کیوں کہ ایسا لکھنے سے اُن کی موجودہ ذہنیت کے مطابق یہ ثابت ہوتا کہ اس طرح حضرت محبوبِ الٰہی کی توہین ہوتی ہے کہ اُن کی موجودگی اور اُن کی غلامی کا دم بھرنے کے باوجود دوسروں کو اُن سے عظیم تر

marfat.com

ہونے کا اعزاز دیا جائے۔ واضح ہو کہ ایسا رذیل اندازِ فکر نہ حضرت سلطان المشائخؒ کا ہوسکتا ہے اور نہ اُن کے آغوشِ التفات میں تربیت پانے والے کسی مریدِ باصفا کا' بلکہ یہ لوگ تو علامہ اقبالؒ کے اِس شعرِ نغز کے آئینہ دار تھے ؎

چہ باید مرد را ' طبعے بلندے مشربے نابے
دلِ گرمے ' نگاہے پاک بینے ' جانِ بے تابے

تنبیہِ نبیہ: مولٰنا اشرف سیالوی صاحب مندرجہ ذیل ملفوظ کو اِسی تناظر میں دیکھیں اور پھر اپنی حالتِ زار پر بھی غور فرمائیں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور اُن کے شیخ حضرت خواجہ محمد قمرالدّین سیالویؒ کیا فرماتے ہیں۔

۴ رجب المرجب ۱۳۹۱ھ کو آپ نے فرمایا شیخ صنعان بہت بڑا عابد زاہد ہوا ہے۔ یمن کے علاقہ سے بیت اللہ شریف میں آیا اور چالیس سال وہاں عبادت کی۔ لاکھوں آدمی اُس کے مرید ہوئے۔ اُسے خیال آیا اب چالیس سال بیت المقدس میں عبادت کرنا چاہیئے۔ اِس ارادہ سے چل دیا۔ اُس کے ساتھ لاکھ کے قریب مرید بھی ہولئے۔ جہاں جاتا اپنے خوردونوش کا انتظام ساتھ رکھتا سائباں لگا دیئے جاتے۔ رات گزار کر پھر روانہ ہوتا، راستہ میں ایک ایسی جگہ رات آ گئی' جہاں ایک عیسائی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا، بس وہیں قیام کرلیا۔ دوسرے روز مریدوں نے کہا چلیں سفر کریں تو کہا میں اب پہنچ گیا ہوں، کہاں جانا ہے۔ اُس کی حالت دیکھ کر رفتہ رفتہ تمام مرید چلتے بنے، صرف چند خاص مرید اُس کے پاس رہ گئے، اتنے میں عیسائی لڑکی کو بھی خبر ہوگئی کہ شیخ صنعان اُس پر عاشق ہے، لڑکی نے کہا کہ تُو مسلمان ہے اور میں عیسائی، تیری رسائی

marfat.com

میرے کہنے پر نہ ہوگی۔ شیخ صنعان نے جواب دیا تُو جو کہے گی وہی کروں گا۔ اُس نے کہا پھر یہ خنزیر چرایا کر، چنانچہ اُس کے خنزیر چراتا رہا۔ مریدوں میں ایک مرید بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہنے لگا' ایک دن اُس عیسائی لڑکی نے صنعان کو کہا کہ آج قرآنِ مجید کو آگ لگا دے۔ جواب دیا تیرے کہنے پر کروں گا۔ بالآخر قرآنِ مجید کو جلانے کے لئے تیار ہوا تو غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف ہی میں بیٹھے ہوئے حاضرینِ مجلس سے فرمایا آج کسی کا پیر پکّا کافر ہو رہا ہے تو شیخ صنعان کے مرید نے نہایت عاجزی سے گزارش کی' آپ کرم فرما دیں' اُس وقت غوثِ پاکؒ کے پاس وضو کے لئے پانی لایا گیا تھا۔ آپ نے چُلّو بھر پانی کا چھینٹا مارا شیخ صنعان کے منہ پر جا لگا تو فوراً اس نے پڑھا لا الہ الا اللّٰہ مُحمّد رسول اللّٰہ اُس وقت شیخ صنعان کے پاس صرف ایک مرید رہ گیا تھا' جب کلمہ شریف پڑھا تو پہلا مقامِ قرب اور وہی منزل اعلیٰ نصیب ہوئی۔ تائب ہوا اور اُس مرید کو اپنے جیسا بنا دیا[1]۔

شیخ الاسلامؒ کے اِس ملفوظ کو بار بار پڑھیں اور اِس سے اخذ شدہ مندرجہ ذیل نتائج پر بھی غور کریں۔

نتیجہ نمبر 1: حضرت خواجہ محمد قمرالدّین سیالوی علیہ الرّحمہ نے پیرانِ پیرؒ کے متعلّق حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ لکھ کر آپؒ کے اِس خصوصی اور مشہورِ زمانہ لقب کی تصدیق کر دی' جبکہ بصیر پوری صاحب اور سیالوی صاحب نے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہوئے' یہ لقب تمام متقدّمین و متأخّرین اولیائے کرام پر منطبق کرنے کی کوشش فرمائی۔

---

[1] ملاحظہ ہو: انوارِ قمریہ ' ص315' مطبوعہ لاہور سنِ طباعت 2002ء

marfat.com

نتیجہ نمبر 2: عوام تو عوام، خواص اولیاء بھی کسی لغزش کی وجہ سے حدِ کفر تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر وہاں سے واپس لانا ہر کہ ومہ کے بس کا روگ نہیں' بلکہ ایسا تصرّف کرنے کے لئے قوّتِ غوثیہ درکار ہے۔

نتیجہ نمبر 3: حضرت پیرانِ پیرؒ کے ایک چُلّو بھر پانی کے چھینٹے نے شیخ صنعان کو کفر سے کھینچ کر دائرہ ایمان میں بھی واپس پہنچا دیا' بلکہ مقامِ قرب اور منزلِ اعلیٰ سے بھی ہم کنار فرما دیا' بصیر پوری صاحب اور سیالوی صاحب ہزار بار آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہ تحریر پڑھیں اور پھر اپنی کور بختی کا ماتم کریں کہ اُنہوں نے اُسی غوثِ پاکؒ کو دوزخی کے ساتھ تشبیہ دے کر اپنے آپ کو دوزخ کا مستحق ثابت کر دیا ہے۔ ذٰلِكَ هُوَ الخُسرانُ المبينُ o

نتیجہ نمبر 4: شیخ صنعان کے جس مُرید نے نہایت عاجزی سے پیرانِ پیرؒ کی خدمت میں گزارش کر کے اپنے شیخ کا ایمان محفوظ کرایا' انوارِ قمریہ کے مُحشّی و مرتّب کی تحقیق کے مطابق وہ شیخ فرید الدّین عطارؒ تھے۔ حضرت عطارؒ اس پایہ کے بزرگ ہیں کہ جن کے متعلّق عارف باللہ حضرت جلال الدّین رومی علیہ الرّحمہ فرماتے ہیں۔

ہفت شہرِ عشق را عطارؒ گشت
ما ہنوز اندر خَمِ یک کوچہ ایم

(بحوالہ ملفوظاتِ مہریہ ص 46)

marfat.com

اور حضرتِ رُومیؒ کا تعارف تو علمی ورُوحانی دُنیا میں ع

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

کا مصداق ہے۔ حضرت جامی قدس سرّہ السّامی جیسے کئی اکابر اہلِ علم و عرفان کہہ اُٹھے ؎

مثنویِ مولویِ معنوی

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

حضرت فریدالدّین عطارؒ جیسے بزرگ جس جیلانی جگت شیخؒ کے قدموں میں بیٹھ کر اپنے پیر کا منصبِ ایمان وعرفان بحال کرائیں' اُسی شخصیّت کو مجنون، متکبّر' خودنگر اور ناقص ثابت کرنے والے بصیر پوری اور سیالوی صاحب اپنے ایمان کا فیصلہ خود کریں' میں تو یہی کہوں گا کہ ایسی حرکت دو قسم کی مخلوق کر سکتی ہے ؎

وہی بداصل کُتا کاٹتا ہے اپنے مالک کو

جو پاگل ہو چکا ہو یا کہ پاگل ہونے والا ہو

marfat.com

الٰہ صفاتی نام ہے یا ذاتی

اس موضوع پر میرے جدِّ امجد حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرّہٗ نے محققانہ کلام فرماتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ سبحان ذاتی اور الٰہ صفاتی نام ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مکتوباتِ طیباتِ مہریہ' ص 108 طبعِ دوم' مطبوعہ لاہور) آپؒ فرماتے ہیں ''رہا لفظِ سبحانی والٰہی سو مقامِ جذب ومحبوبیّت سے جیسا تناسب کہ لفظِ سبحان کو ہے لفظِ الٰہ کو نہیں۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً اور نہ لفظِ الٰہ ذاتِ بحت پر دال ہے، بلکہ سبحان رتبۂ ذات کا نام ہے'' (فتوحات وشرحِ فصوص ملاحظہ ہوں)

جب کہ ہمارے محترم صاحبزادہ غلام قطب الدین صاحب فریدی دامت برکاتہٗ نے حکایتِ قدم غوث پر پیش لفظ لکھتے ہوئے سبحان کو اسمِ صفاتی اور الٰہ کو ذاتی تحریر فرمایا جو غلط ہے۔ سب سے پہلی بات یہ کہ علمائے لغت وتفسیر کے نزدیک لفظِ اللہ اسمِ ذات ہے جو معرّف باللّام ہے۔ اس سلسلے میں تفسیرِ بیضاوی' اشیۂ عبدالحکیم سیالکوٹیؒ' تفسیر روح المعانی' حاشیہ خفاجی علی البیضاوی' حاشیہ جُمل علی الجلالین اور لغت کی مشہور ومتداول کتب دیکھی جاسکتی ہیں' جو بات صاحبزادہ صاحب نے کی ہے' یعنی الٰہ نکرہ کو اسمِ ذات کہنا یہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں کرسکتا' جسے دنیائے علمِ تفسیر اور لغت سے ادنیٰ شناسائی ہو ذات پر دلالت کرنے والا اسم تو اللہ ہے' جیسا کہ علّامہ تفتازانیؒ لفظِ اللہ کی تعریف میں لکھتے ہیں: ھو اسمٌ للذّات الواجب الوجود المستحقّ، لجمیع المحامد[1] یعنی یہ اُس ذات کے لئے اسم ہے' جو واجب الوجود تمام محامد وکمالات کی مستحق ہے۔

---

[1]: دیکھئے: مختصر المعانی' از علّامہ سعد الدّین تفتازانیؒ' ص 5' مطبع علیمی لاہور سن طباعت 1965ء۔

marfat.com

صاحبزادہ قطب فریدی صاحب نے وابستگانِ سلسلۂ قادریہ کے متعلق عجیب انکشاف فرمایا لکھتے ہیں ''سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے غلاموں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ بلا امتیاز جمیع سلاسل کے بزرگان سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور اکثریت خاص طور پر حضور غوثِ پاکؒ کی گیارہویں شریف بڑے اہتمام کے ساتھ کرتے ہیں' جبکہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے متوسلین' سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے بزرگان کے عُرس اس جذبے سے منانے کی سعادت سے محروم ہیں[1]''

صاحبزادہ صاحب جانتے ہیں کہ مریدین' مشائخ کے تربیت یافتہ ہوتے ہیں اسکا مطلب یہ ہوا کہ دراصل مشائخِ قادریہ مشائخِ چشت کا بلند الفاظ میں نہ ذکر کرتے ہیں اور نہ اُن کی یاد میں کوئی محفل منعقد فرماتے ہیں' اس سلسلے میں اتنی عرض کرتا چلوں کہ ہمارے ہاں درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ میں اکثر مشائخِ چشت کے ایامِ وصال پر ختم شریف کی محافل ہوتی ہیں' بلکہ اُن کا کلام بھی پڑھا جاتا ہے' بالخصوص خواجۂ بزرگ حضرت معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کی چھٹی شریف کے موقع پر ختم شریف کی محفل منعقد ہوتی ہے۔ دوسری بات یہ کہ میرے جدِ امجد حضرت گولڑویؒ کے دل میں حضرت خواجۂ اجمیرؒ کا کس قدر احترام اور محبت و عقیدت تھی۔ وہ اُن کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں' لکھتے ہیں ''آں کاسرِ اصنامِ غیر و غیریت' آں ناصبِ خیامِ وحدت واحدیت' آں مرکزِ دائرۂ پرکارِ وجود' آں مہبطِ تجلیات وانوارِ شہود' آں گوئے از ہمہ بُردہ در حق پرستی' آں قطبُ الوحدۃ خواجۂ خواجگاں معین الحق والدین چشتیؒ[2]''۔

---

[1]: ''حکایت قدمِ غوث'' ص 36

[2]: ملاحظہ ہو: مکتوباتِ طیباتِ مہریہ' ص 107' مطبوعہ لاہور سنِ طباعت اکتوبر 1998ء

marfat.com

حالانکہ حضرت گولڑویؒ سلسلۂ چشتیہ میں سیال شریف بیعت ہونے سے بہت پہلے اپنے والدِ ماجد علیہ الرحمۃ کے ماموں حضرت پیر سیّد فضل الدین شاہ قادری المعروف بڑے پیر صاحبؒ کے دستِ مبارک پر سلسلۂ عالیہ قادریہ جدّیہ میں بیعت فرما چکے تھے۔ یعنی آپ چشتی نظامی سے پہلے نہ صرف قادری نسبت رکھتے تھے' بلکہ اِس سلسلہ میں بیعت کے مجاز بھی تھے۔

قرآنِ مجید زبان و بیان اور الفاظ و معانی کے اعتبار سے مرتبۂ اعجاز پر فائز ہے دنیا کا کوئی عظیم سے عظیم انسان بھی اِس مقام و مرتبہ کا کلام نہ لکھ سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔ قرآنِ مجید میں جہاں تعجب و حیرت کا بیان مقصود ہوتا ہے۔ وہاں لفظِ سبحان لایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بہتر الفاظ کا استعمال کون جانتا ہے۔ اگر واقعۂ معراج کے لئے الٰہ کا لفظ مطلوبہ معنٰی کا متحمل ہوتا تو سبحان الذی اسریٰ کے بجائے یہاں لفظِ الٰہ بھی استعمال کیا جاتا۔ مگر پورے قرآن میں آپ دیکھ لیں کہ جہاں بھی کسی عظیم تر مسئلہ یا معاملہ کا بیان مقصود ہوتا ہے' وہاں سبحان ہی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے اور علمائے کلام و عقائد کے نزدیک سُبحان وُہ اسم ہے' جس میں صفاتِ ثبوتیہ و سلبیہ ہر دونوں کا بیان ہے۔ جب عاشقانِ ذاتِ مصطفیٰ کو زیارتِ چہرۂ پاک نصیب ہوتی ہے تو وہ بے ساختہ' سبحانَ اللہ ما اجملک کے الفاظ پکار اُٹھتے ہیں' حضرت گولڑویؒ کی اس مشہورِ زمانہ نعت کے مقطع میں سبحانَ اللہ کے الفاظ سے مصرعہ کو اٹھایا گیا اور یقین جانیئے کہ صرف لفظِ سبحان کے برمحل استعمال کی بدولت یہ پورا شعر زبان و بیان' معانی و الفاظ' عقیدت و محبت' دل پذیری اور اثر آفرینی کی معراجِ کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ ورنہ اس کی جگہ اگر آج بھی کوئی

marfat.com

اور لفظ رکھ دیا جائے یا خود حضرت گولڑویؒ بھی رکھتے تو یقیناً اِسے وہ عروجِ بیان نصیب نہ ہوتا' جو آج اسے حاصل ہے۔ صاحبزادہ قطب صاحب تو ماشاءاللہ خود بھی اچھا شعر کہہ لیتے ہیں' اُنہیں اِس سلسلے میں مجھ سے ضرور اتفاق ہوگا۔

ایک اور بات بھی عرض کرتا چلوں کہ محبوبِ سبحانیؒ اور محبوبِ الٰہیؒ ہر دو حضرات ایک ہی ذات کے محبوب ہیں' چوں کہ حضرت محبوبِ سبحانی کو تقدّمِ زمانی کے ساتھ تقدّمِ مقام بھی حاصل ہے' اس لئے جس شخص نے بھی حضرت نظام الدّین اولیاءؒ کے لئے محبوبِ الٰہی کا لقب تجویز کیا' اُسکے ذہن میں زمان و مقام کے تقدّم کا یہ پہلو بھی موجود تھا۔ ظاہر ہے کہ جس نے سلطان المشائخ کو محبوبِ الٰہی کا لقب دیا تھا' وہ مقاماتِ اولیاء سے بصیر پوری صاحب کی طرح بے بصر تو نہیں ہوگا اور اِسی طرح جس شخصیّت نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے لئے محبوبِ سبحانی کا لقب بولا یا لکھا' وہ بھی معاذ اللہ کوئی خوشامدی' دنیا دار اور کاتمِ حق تو نہیں ہوگا' بلکہ سبحان کے لغوی اور اصطلاحی معانی سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ اولیاءاللہ کے مراتب کا ادراک بھی رکھتا ہوگا' اِسکی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے بعد آج تک دنیائے اسلام میں پیدا ہونے والے کسی بڑے سے بڑے زاہد' عابد' عالم' شیخ' قطبِ وقت اور محدّث و مفسّر تک نے اِس لقب کا انکار کرتے ہوئے یہ نہیں کہا کہ معاذ اللہ حضرت پیرانِ پیرؒ اس لقب کے اہل نہیں تھے۔ اُنہیں اُن کی شخصیّت سے زیادہ وزنی لقب دے دیا گیا' بلکہ اکابرِ چشتیہ میں سے ایک شیخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے اِس امر کی تصدیق فرمادی کہ محبوبِ سبحانی

marfat.com

کے لقبِ خاص کے مستحق بھی پیرانِ پیرؒ ہیں اور اعظمُ الشانی کا جامہ آپ ہی کے قدِ زیبا کے لئے موزوں ہے' یعنی آپ کے علاوہ یہ جامہ کسی کی قامت پر درست ہی نہیں بیٹھتا۔ فرماتے ہیں۔

زبسم اللہ کنم آغازِ مدحِ شاہِ جیلانیؒ
کہ بر قدش دُرست آمد لباسِ اعظمُ الشانی

(ماَخوذ از تحفۂ حنفیہ)

نوٹ: یہاں تک تو صاحبزادہ قطب صاحب کے علمی ذوق کو دیکھتے ہوئے یہ ماحضر پیش کیا گیا' اب میں سیالوی صاحب اور بے بصر بصیر پوری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ غوثِ پاکؒ کی شان یہ بیچارے کیا جان سکتے ہیں' اُن کی شان بیان کرنے کے لئے تو ملائکۂ ارضی ہی نہیں بلکہ قُدسی' یعنی حاملینِ عرش چاہئیں۔ چنانچہ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ کے مشہور و مستند بزرگ حضرت شاہ نیاز بریلویؒ فرماتے ہیں۔

نیاز اندر جنابِ پاکِ اُو از قُدسیاں باید
کہ ناید جبرئیل از بہرِ کاروبارِ دربانی

یعنی حضرت پیرانِ پیرؒ کی بارگاہ عالی کے لائق یہ ہے کہ وہاں قدسی اپنی نیاز پیش کریں' اشرف سیالوی صاحب اور بصیر پوری جیسے علمائے ظواہر کے بس کا روگ نہیں' جو محض الفاظ کے آڑھتی ہیں۔ میں نے اِس شعر کے مصرعۂ ثانی میں آید کی جگہ ناید اس لئے لکھ دیا کہ صحیح یہی ہے۔ جو لوگ آید پڑھتے ہیں وہ غلط ہیں' کیونکہ اِس طرح حضرت جبرئیلؑ

marfat.com

کی توہین ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو شدیدُ القُوٰی فرمایا ہے اور پھر حضور علیہ السّلام کی ذاتِ عالیہ کے ساتھ اگر اِس شعر کی نسبت ہوتی تو پھر بھی آید کا لفظ چل جاتا' اگرچہ بعض اِس پر بھی اعتراض کرتے ہیں' مگر ہماری تحقیق یہی ہے کہ حضور علیہ السّلام کی ذاتِ عالیہ کا چوں کہ معاملہ بالکل ہی الگ ہے' اس لئے جبریل علیہ السّلام کا آپ کی بارگاہ کا خادم کہلانا یا خدمت کرنا ضرور باعثِ شرف ہوگا۔ مگر چوں کہ حضور علیہ السّلام کے وصال کے بعد جبریل علیہ السّلام کا زمین پر آنا کتبِ معتبرہ سے ثابت نہیں اور پھر اولیائے امّت کی دربانی کو اُن کی ذات سے منسوب کرنا ایک ایسی معیوب بات ہے' جسے خود اولیائے امّت کبھی پسند نہیں کر سکتے' اس لئے خیالِ غالب یہی ہے کہ حضرت نیاز بریلویؒ نے آید کی جگہ ناید جبرئیل فرمایا ہوگا' ناقلین سے سہو کے سبب آید رواج پا گیا۔ علاوہ ازیں یہ کہ مصرعِ ثانی میں ''کہ ناید'' کا خود یہ تقاضا ہے کہ ماقبل مصرعہ میں آپ کی بارگاہ میں قدسیوں کے نیاز پیش کرنے کا ذکر آ گیا' لہٰذا اب دوسرے مصرعہ میں اُسی بات کا دہرانا تحصیلِ حاصل ہے۔ ناید کی صورت میں شعر کا مطلب یہ ہوا' چوں کہ اب حضور علیہ السّلام کے تشریف لے جانے کے بعد جبرئیل کسی کی دربانی کے امور سرانجام دینے دنیا میں نہیں آسکتے' اِس لیے اے نیاز بریلوی! بارگاہِ غوثیت تیری نیاز مندی سے بے نیاز ہے' لہٰذا اُس بارگاہ میں تجھ سے اونچی ہستیوں کی نیاز درکار ہے' جبریل کی نیاز مندی چوں کہ انبیاء اور پھر سیّد الانبیاء سے مخصوص ہے' اِس لئے بارگاہِ غوثیت میں نیاز پیش کرنے کے لئے قدسی ملائکہ درکار ہیں' اِس تشریح سے مقامِ غوثیت بھی کھل کر سامنے آجاتا ہے' کوئی اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا اور حضرت نیاز بریلویؒ کا مدّعا بھی واضح ہو جاتا ہے۔

marfat.com

خیر یہ تو ایک درمیان میں آجانے والی بات تھی۔ محبوبِ سبحانی اور محبوبِ الٰہی کو دنیا سے رخصت ہوئے صدیاں بیت گئیں' محترم سیالوی اور بصیر پوری صاحبان یہ فرمائیں کہ آپ اور آپ جیسے چند عاقبت نااندیش حضرات کے علاوہ اتنی صدیوں میں کسی مستند چشتی سہروردی نقشبندی یا پھر کسی قادری عالمِ دین یا شیخِ وقت نے ایسے اعتراضات وارد کیے ہیں' جو آج آپ کے حرائے ذہن میں نازل ہوئے۔ کیا سات' آٹھ سو سال میں وفات پانے والے لاکھوں' کروڑوں اولیاء و علمائے امّت نے قدمِ غوثِ پاکؒ اور لفظِ محبوبِ الٰہی و محبوبِ سبحانی پر کوئی ایسا پوچ اور بے مغز تبصرہ کیا ہے' جیسا آپ نے پیش کیا۔ میرے خیال میں اکناف و اطرافِ عالم میں پھیلا ہوا یہ کثیر التّعداد طبقہ جو لاکھوں اور کروڑوں پر مشتمل ہے' آپ اور آپ کے ہمنواؤں سے کہیں زیادہ علوم و فنون کا ماہر اور روشن ضمیر بھی تھا۔ حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے محبوب ترین مرید امیر خسروؔ ہی کو لے لیجئے' اُنہوں نے اپنے کلام میں جا بجا محبوبِ الٰہی کے الفاظ باندھے ہیں' معلوم ہوا کہ یہ لفظ خود حضرت محبوبِ الٰہی کے حینِ حیات رواج پا گیا تھا' کیوں کہ حضرت امیر خسروؔ اپنے پیر و مرشد کے چند ماہ بعد وفات پا گئے تھے' آج تک جتنا کلام کتابوں میں اور قوالوں کے سینوں میں صدیوں سے نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہے' وہ ہمارے دعویٰ پر شاہدِ ناطق ہے۔ بطورِ مثال امیر خسروؔ کے چند اشعار یہاں ملاحظہ ہوں۔

موہے اپنے ہی رنگ میں رنگ دے
تُو تو صاحب میرو محبوبِ الٰہیؒ

☆☆☆☆☆☆

marfat.com

یا نظام الدّین محبوبِ الٰہ
جملہ محبوباں غلامِ رُوئے تو

☆☆☆☆☆☆

آج رنگ ہے اے ماں رنگ ہے ری
میرے محبوب کے گھر رنگ ہے ری

علاوہ ازیں لفظِ محبوبِ الٰہی کے استعمال کی اگر مزید سند مطلوب ہو تو کراچی میں موجود منظور نیازی قوّال کے خاندان سے دریافت فرمالیں' بقول اُن کے امیر خسرو کے ہاتھ کے لکھے ہوئے مخطوطے بھی اُن کے پاس موجود ہیں اور وہ خود کو امیر خسرو کے شاگرد خواجہ صامتؒ کی اولاد بتاتے ہیں' منشی رضی الدین جو اِس وقت اپنے خاندان کے عمر رسیدہ فرد ہیں اور امیر خسرو کے کلام کا سب سے زیادہ ذخیرہ اپنے پاس رکھتے ہیں امیر خسرو کے لفظِ محبوبِ الٰہی استعمال کرنے پر زیادہ سے زیادہ کلام پیش کر سکتے ہیں۔

اِس سے بڑی سند آپ کو اور کیا چاہیئے کہ حضرت سلطان المشائخ کے عہد اور اُن کی تربیت گاہ میں پلا ہوا ایک عظیم شاعر و صوفی اپنے کلام میں اُن کو اُن کے سامنے محبوبِ الٰہی کہہ رہا ہے' جسے کئی سال تک حضرت نظام الدین اولیاءؒ سنتے بھی رہے' مگر کبھی یہ نہیں فرمایا کہ مجھے محبوبِ الٰہی نہ کہو' کیونکہ یہ صفاتی نام ہے' کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ محبوبِ سبحانی کے الفاظ حضرت محبوبِ الٰہی کے سمعِ مبارک میں نہ پڑے ہوں گے۔ حضرت پیرانِ پیرؒ کا زمانہ حضرت محبوب الٰہی سے بہت پہلے کا ہے' یہ بھی ہم آپ کے دل میں اُٹھنے والے ایک موہوم سوال کے تحت مان لیتے ہیں کہ محبوبِ سبحانی کا لقب بہت بعد

marfat.com

کی ایجاد ہے' اولیائے عراق نے یہ لقب آپ کو نہیں دیا' بلکہ ہندوستان کے اولیاء میں سے کسی نے دیا ہوگا۔ چلیے یوں ہی سہی۔ یہ بات تو قرینِ حقیقت لگتی ہے کہ حضرت محبوبِ الٰہی نے حضرت غوثِ پاکؒ کا یہ لقب ضرور سنا ہوگا۔ اگر سنا ہے اور یقیناً سنا ہے تو پھر خود حضرت محبوبِ الٰہی نے یہ اعتراض کیوں نہیں فرمایا' جب کہ وہ بصیر پوری اور اُسکے ہمنواؤں سے کہیں زیادہ محبوبِ سبحانی اور محبوبِ الٰہی کے لغوی اور اصطلاحی معانی کو سمجھتے تھے۔ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کی ساری حیاتِ طیّبہ کی خاموشی خود اس پر گواہ ہے کہ اُن کو پیرانِ پیرؒ کے محبوبِ سبحانی ہونے پر کسی قسم کا کوئی اعتراض نہ تھا' یہاں ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت محبوبِ الٰہی کے دورِ مقدّس سے پہلے اولیاء اللہ میں پیرانِ پیرؒ کے لئے محبوبِ سبحانیؒ کا لفظ رواج پا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت بہاء الدین ملتانیؒ جو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے معاصر ہیں' اپنے ایک طویل قصیدے کے مقطع میں فرماتے ہیں۔

بہاء الدّین ملتانیؒ کند ہر دم ثنا خوانی
کہ تُو محبوبِ سبحانی و محی الدّین جیلانیؒ

اگر یہ لقب حضرت بہاء الدینؒ کے عہد میں رائج تھا' جیسا کہ آپ نے خود اپنے کلام کے مقطع میں باندھا ہے تو یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت محبوبِ الٰہیؒ کے گوشِ حق نیوش سے یہ لقب نہ گزرا ہو۔ نہ ماننے کا علاج تو پیغمبرانِ اولوالعزم کے پاس بھی نہ تھا' بصیر پوری صاحب اور اُن کے ہمنواؤں کو ہم جبراً منوانے سے تو رہے۔ اگر کہا جائے کہ جو کلام ہم نے یہاں سنداً پیش کیا اُسکا انتساب حتمی نہیں ہے پھر تو قبلہ آپ بھی جانتے

marfat.com

ہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کے علاوہ کسی کا کلام چاہے منظوم ہو یا منثور حتمی نہیں ہوسکتا۔ حتیٰ کہ احادیثِ طیبہ کو بھی سند کے اعتبار سے کئی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے اور اُن سب کا درجہ ایک جیسا نہیں ہے تو کیا اِس کا مطلب یہ لیا جائے کہ ہم قرآنِ مجید کے علاوہ چودہ سو سال پر محیط اِس سارے تاریخی سرمایۂ نظم ونثر کو نذرِ آتش کر دیں؟ ع

برایں عقل و دانش بباید گریست

بصیر پوری صاحب نے حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ ایسے عالمِ ربانی کی علمی وتحقیقی تحریر کی دھجیاں اُڑانے کی کوشش کی، لیکن اسلوبِ بیان ایسا کہ پہلے یہ کہہ کر جان چھڑالی کہ یہ تحریر حضرت گولڑویؒ جیسے شخص کی نہیں ہوسکتی، بس پھر سوال و جواب کی صُورت میں آپؒ کی ایک ایک بات کو غلط اور باطل قرار دینے لگے اگرچہ میری اِس کتاب کا موضوع سیالوی صاحب کا جواب ہے نہ کہ بصیر پوری صاحب کا رد۔ لیکن بصیر پوری صاحب کو یہ ضرور بتاتا چلوں کہ عنقریب میں آپ کی اِس ناپاک تحریر کا الگ سے مفصّل جواب لکھوں گا، آپ نے شاید میرے جدِّ امجد کی تحریر کی تغلیط وتردید کر کے یہ سمجھا کہ اب گولڑہ میں کون ہے جو میرے دانت کھٹے کرے گا، وہاں زیادہ سے زیادہ موروثی سجادگی ہی کا سلسلہ ہوگا اور سجادہ نشینوں کا اِن علمی میادِینِ بحث وتمحیص سے کیا تعلّق؟ لیکن میں بصیر پوری صاحب کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ نہ تو میں سجادہ نشینی کا بھُوکا ہوں اور نہ میرے لئے یہ عُہدہ کوئی منزلِ مقصود ہے۔ بقولِ مرزا بیدلؔ ؎

بہ خیالِ چشمِ کہ می زند قدحِ جنوں دلِ تنگِ ما
کہ ہزار میکدہ می دود برکابِ گردشِ رنگِ ما

بلکہ اپنے عظیم جدِّ امجد کے خلاف اُٹھنے والے ہر قلم کو توڑنے کا حوصلہ بھی رکھتا ہوں۔ اگر

marfat.com

اِس قلمی جہاد کے راستے میں سجادہ نشینی رکاوٹ بننے لگی تو میں ایسی ہزاروں سجادہ نشینیاں قربان کر کے اپنے عظیم آباء واجداد کے علمی مقام کی نفی کرنے اور اُنہیں سطحی العلم ثابت کرنے والوں کو ان شاء اللہ مؤثر جواب دُوں گا۔

میرے نزدیک جو سجادہ نشینی حضرت پیرانِ پیرؒ اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ کے گستاخوں کو دندان شکن جواب دینے میں رکاوٹ بنے' وہ سجادہ نشینی نہیں' بلکہ عین بے غیرتی ہے۔ جس طرح قادیانیت کے خلاف میرے جدِّ اعلیٰ حضرت گولڑوی علیہ الرّحمۃ نے قلمی وزبانی جہاد کرتے ہوئے معترضین کو جواب دیا تھا۔ ''ہم سے تو ایسی فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائدِ متواترہ اسلامیہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں اور ہم ایسے فقر سے بھی ہزار دِل سے بیزار ہیں' جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہو۔ مرزا قادیانی سے مقابلہ کے وقت بھی بعض مہربانوں نے جو اخلاص کا معنیٰ نہیں جانتے تھے اعتراض کیا کہ فقراء کا کام بحث مباحثہ نہیں' اُنہوں نے یہ نہ جانا کہ یہ جہاد اُس شخص کے ساتھ ہے' جس کے خیالاتِ فاسدہ کی تیغِ بے دریغ سے ملّتِ محمدیؐ برباد ہو رہی ہے[1]

میں بصیر پوری صاحب کے قائم کردہ ایک ایک اعتراض کا جواب دُوں گا اور بعونہٖ تعالیٰ اُن کے پیش کردہ دلائل کا تحقیقی آپریشن بھی ضرور پیش کروں گا۔

مری نظروں کی زد میں ہیں مخالف
کہاں بچ کر نکلتے جا رہے ہیں

---

[1]: ملفوظاتِ مہریہ ' ص118 ' مطبوعہ گولڑہ شریف

marfat.com

بصیر پوری صاحب تھوڑا انتظار کریں۔بس

وما یُدریك لعلّ السّاعة تکُونُ قریباًo

حضرت پیرانِ پیرؒ اور حضرت خواجۂ بزرگ اجمیریؒ کی منصبی ذمّہ داریاں

مولوی احمد بصیر پوری صاحب نے پوری کتاب میں اِس بات کا تکرار جاری رکھا کہ ہمارے مشائخِ سلسلہ کسی سے کم نہیں' یعنی اُنہوں نے قارئین کو یہ بات باور کرانے کی کوشش کی کہ پیرانِ پیرؒ کو کوئی بھی ایسی امتیازی شان عطا نہیں ہوئی ' جس کی بنا پر ہم اپنے بزرگوں پر اُن کی فضیلت تسلیم کر لیں۔

قارئینِ گرامی قدر! ہم ہرگز بصیر پوری صاحب اور اُن کے ہم خیال طبقہ سے یہ مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ پیرانِ پیرؒ کی فضیلت ضرور تسلیم کریں اور نہ ہم معاذ اللہ بزرگانِ چشت اہلِ بہشت کی شان گھٹانے اور اُن کا مرتبہ کم تر ثابت کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں ' لیکن اِس حقیقت کا انکار بھی تو نہیں کیا جا سکتا کہ بارگاہِ قادر وقیوّم سے جو عزّت وشہرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے حصّے میں آئی' وہ مشائخِ امّت میں سے شاید ہی کسی اور کے حصّے میں آئی ہو۔

میری سمجھ اور مطالعاتی سرمایہ کے مطابق اِس کا جو ایک خاص سبب ہے' وہ آپ کی بہ سلسلۂ توحید کی گئی مساعیِ جمیلہ ہیں۔ آپ نے جس اَن تھک محنت' پُر خلوص جدّ و جہد اور مضبوط و مستقیم لہجہ میں شِرک اور اہلِ شِرک کے خلاف تحریک چلائی اور اپنی تحریر وتقریر کے ذریعے لوگوں میں نُورِ توحید کی خیرات بانٹنے کا سلسلہ جاری رکھا' یہ سب

marfat.com

عزّت وشہرت اور عالمگیر مقبولیّت ومحبوبیّت اُسی محنت کا ثمرہ ہے۔ آپ تھوڑی دیر کے لئے آئینۂ قرآنی میں تاریخِ انبیاءؑ پر نگاہ ڈالیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ان مقدّس وممتاز بندوں میں بھی اُنہی شخصیات کو خصوصی شہرت ولازوال مقبولیّتِ عامّہ نصیب ہوئی' جنہوں نے اثباتِ توحید ورَدِّ شرک کے سلسلے میں مصائب وتکالیف اُٹھائیں' وقت کے فراعنہ ونمارده سے برسرِ پیکار رہے' زمانے بھر کی عداوت وخصومت قبول کی قومی وعلاقائی رشتے چھوڑے' گھربار اور وطن کی جدائی برداشت کی اور ہمہ قسمی ذلّت آمیز سلوک خندہ پیشانی سے قبول کیا' مگر مسئلۂ توحید کے بیان میں کوئی لچک پیدا نہ کی۔ مشرکین سے نہ کوئی سمجھوتہ کیا اور نہ ہی اپنے موقف سے ہٹ جانے کے بارے کبھی سوچا۔ اُن پاک نہاد ہستیوں میں بالخصوص حضرت سیّدنا ابراھیم خلیل اللہ علیہ السّلام سرِفہرست ہیں۔

اسی لئے اگرچہ تمام انبیائے کرام کا ذکرِ خیر قرآنِ مجید میں ہے' متعدّد رُسلِ عظام کا اسمِ گرامی اور واقعات قرآنِ مجید میں موجود ہیں' جن کی روزانہ تلاوت ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حکماً فرمایا ہے کہ ان مقدّس شخصیات کا ذکرِ خیر کرو۔ مثلاً' واذکرْ فی الکتٰبِ مُوسٰی oواذکُر فی الکتٰبِ ادریس اَو کما قال اللّٰہ عزّوجلّ فی مقاماتٍ اُخرٰی 'لیکن اس اُمّتِ محمدیہ کی عملی زندگی میں اور عباداتِ شب وروز میں جس پیغمبرِ ذیشان کے اعمال وافعال اور عادات وخصائل کی ہمیں چھاپ غالب نظر آتی ہے' وہ حضرتِ ابراھیم علیہ السّلام کی ذات ہے۔ نماز پڑھو تو کعبۂ ابراھیمی کی طرف مُنہ لازمی' نماز کی تکمیل درودِ ابراھیمی کے ساتھ متعلق' حج کو جاؤ تو طوافِ کعبہ' نوافل کے لئے مقامِ ابراھیم' صفا ومروہ کے درمیان سعی' رمیِ جمار اور قربانی

marfat.com

اسی عظیم پیغمبر کی یاد دِلاتی ہیں' حتّٰی کہ اِس اُمّتِ مبارکہ کو ملّتِ ابراھیمیؑ کہا جاتا ہے تو بہ طورِ خاص یہ ساری شہرت اور تا قیامت بقائے ذکرِ ابراھیمی اُسی محنت و کوشش کا صلہ ہے جو آپؑ نے توحیدِ باری تعالٰی کی اشاعت و تبلیغ کے سلسلے میں فرمائی تھی۔

اسی طرح حضرت پیرانِ پیرؒ کو بھی اولیاء کی صف میں جو خصوصی مقام اور ممتاز حیثیّت حاصل ہے' وہ سب اِسی مسئلۂ توحید میں آپ کی مخلصانہ مساعی کا انعامِ جاودانی ہے۔ بقولِ راقم ؎

حیاتِ جاودانی کیوں مُقدّر میں نہ ہو اُن کے
جو لافانی کا بندہ ہو وہ بن جاتا ہے لافانی

اسی لیے قرآنِ حکیم میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے لئے ایک اچُھوتا اور نرالا لقب بیان ہوا۔ ملاحظہ ہو باری تعالٰی نے فرمایا! ''اِنَّ ابراھیمَ کان اُمّتاً (الآیة)'' یعنی بے شک ابراہیمؑ پوری اُمّت تھا' یہاں کیا ہی لطف کی بات فرمائی گئی کہ حضرت ابراھیمؑ باوجود اپنے ایک وجود کے پوری اُمّت کے قائم مقام تھے' گویا ایک پوری اُمّت اور جماعت مل کر جس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی ہمّت کر سکتی ہے' فقط ایک ابراھیمؑ نے وہ کام مکمّل کر دکھایا' جس بھی طبقہ و شعبہ کے لوگوں سے مخاطب ہوئے' اُنھیں اُسی معیار اور انداز کے مطابق دلائل دیئے۔ عوام کو چاند، تاروں اور سورج کے غروب ہونے کا منظر دکھا کر لاجواب کر دیا کہ جو چیز اپنے وجود کو برقرار اور سلامت رکھنے کی اہلیّت نہ رکھتی ہو' وہ بھلا معبود و مسجود اور ربّ کس طرح ہو سکتی ہے۔ نیز بتوں کو توڑ کر قوم کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ جو اِس قدر مجبور و بے بس ہیں کہ اپنے آپ کو شکست و ریخت سے محفوظ نہیں

marfat.com

رکھ سکتے' وہ اپنے پوجنے اور چاہنے والوں کے لیے کس طرح نافع وضارّ ہو سکتے ہیں؟ طبقۂ خواص پر احیاء واماتت کے اسرارِ سربستہ فاش کیے اور مدِّ مقابل کو طلوع وغروبِ آفتاب کے لئے مشرق ومغرب کی سمتیں بغیر کسی تغیّر وتبدّل کے مخصوص ومقیّد ہونے پر اپنے مُسکت دلائل سے یوں لاجواب کیا کہ فَبُهِتَ الَّذِی کفر اور ساتھ ہی یہ حجّت بھی قائم فرمائی کہ اِن تمام اجرامِ فلکیہ اور نظامِ کائنات کو کنٹرول فرمانے والا' وہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو ہر وقت اپنے ارادہ واختیار کے ساتھ سنبھال رکھا ہے۔ تو گویا ایک شخص کو پوری اُمّت کہہ کر اُستاد داغؔ دہلویؒ کے الفاظ میں یوں اعزاز دیا گیا۔

بھرے ہیں تجھ میں وہ لاکھوں ہنر اے مجمعِ خُوبی
ملاقاتی ترا گویا بھری محفل سے ملتا ہے

یہی رنگ اربابِ نظر اور اصحابِ معرفت کو حضرت سلطان المشائخؒ میں بہ الفاظِ نظام الدّین اولیاء اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ میں بہ الفاظِ پیرانِ پیر جلوہ گر نظر آتا ہے وہ بھی ایک شخص ہو کر اولیاء کے لقب سے ملقب ہوئے' گویا اُن میں بھی کئی ولایتیں مجتمع تھیں اور حضرت شیخؒ بھی ایک پیر ہو کر پیرانِ پیر کے لقب سے پکارے گئے کہ یہ ایسے مجمعِ پیری اور مصدرِ پیری' کہ اِن کے ایک اشارۂ ابرو سے کئی پیریاں جنم لیتی ہیں بقولِ حضرت میرزا عبدالقادر بیدلؔ۔

تا قیامت در کفِ خاکے کہ نقشِ پائے اُوست
دل تپد' آئینہ بالد' گُل دمد' جاں بشگفد

اگرچہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ نے بھی کفرستانِ ہند میں آ کر

marfat.com

شمعِ توحید روشن کی، مگر حضرت پیرانِ پیرؒ اور خواجۂ بزرگؒ کے مساعیِ جمیلہ اور طرزِ تبلیغ میں قدرے فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کا واسطہ اُس قوم سے پڑا، جو کافر و مشرک ہونے کی وجہ سے کورے برتن کی طرح تھی، نہ اُس میں علم، نہ قوّتِ خُصومت اور نہ ہی دلائلِ اختلاف کا سرمایہ کہ خواجہ صاحبؒ کو شدید قسم کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا البتہ اُن کی مادّی قوّت کے مقابلے میں اپنی خداداد قوّتِ کرامت کے ذریعے آپ نے اُنہیں زیر کر لیا اور پھر کلمۂ طیّبہ پڑھا کر اکثریّت کو دولتِ ایمان سے مالا مال بھی فرمایا، جبکہ مدینۃ العلوم بغداد میں بیٹھ کر چالیس سال تک مواعظ و خطبات کا سلسلہ جاری رکھنا انتہائی صبر آزما کام تھا۔ جہاں امام غزالیؒ جیسی شخصیّات خیراتِ علم لُٹا چکی ہوں قدم قدم پر بڑے بڑے مدارسِ علوم وفنون، جگہ جگہ مفسّرین، محدّثین، فقہاء، فُصحاء، بُلغاء، مناطقہ اور فلاسفہ کی بزم آرائیاں، گلی گلی قرأت و تجوید، فقہ و اصولِ فقہ، لغت و تقویم، ریاضی و ہندسہ، جبر و مقابلہ، عروض و قوافی، حروف و تکسیر، علمِ ھیئت و نجوم، فلسفہ و کلام اور معانی و بیان کے چرچے اور مذکورہ علوم وفنون میں ایسے ماہرین اور یکتائے روزگار اساتذہ کہ جن میں تنقید کا مادہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ذرا ذرا سی بات پر گرفت کرنا اور برسرِ محفل بحث و تمحیص کے ذریعے کسی کو بے عزّت کر دینا، اُن کے نزدیک ایک کھیل تماشا تھا۔ کسی بڑی سے بڑی شخصیّت کی تحریر و تقریر بھی اُن کی تنقیدی گرفت سے محفوظ نہ رہ سکتی تھی۔ ایسے میں بلادِ عجم سے آیا ہوا ایک نو وارد شخص، یوں نمودار ہوا کہ عراق کے طُول و عرض میں تہلکہ مچ گیا۔ علمی محافل و زوایا میں شور برپا ہو گیا، فلسفہ و کلام کی گرم بازاریاں سرد پڑنے لگیں، مواعظ و خطبات کا سلسلہ شروع ہوا، بڑے بڑے جبالُ العلم

marfat.com

اور محدّثین و مفسّرین بہ نیّتِ تنقید محفل میں آئے' مگر اللہ کی شان کہ قائل ہو کر گئے۔ آپؒ نے چاروں مذاہب پر فتوٰی دینا شروع کیا' حتّٰی کہ کوئی استفتاء ایک رات سے زیادہ تشنۂ جواب نہ رہتا۔ فقہائے عرب و عجم نے آپ کے ہر فتوٰی کو بہ نگاہِ تنقید دیکھا' مگر سرِ تسلیم خم کیے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ فقراء اور درویش لوگ ظاہری و باطنی آنکھ سے آپ کو کھنگالنے کے لئے آتے' مگر بیعت و استفادہ کی گزارش کئے بغیر واپس نہ جاتے۔ علوم و فنون کی دُنیا کے ماہرین و کاملین آپ پر تنقید کرنا یوں بھُولے کہ کوسوں دُور بیٹھے ہوئے بھی خائف رہتے کہ کہیں شیخ عبدالقادرؒ کی نگاہِ دُور بیں ہمیں نشانۂ تنقید بنا کر ہمارا علمی جنازہ ہی نہ نکال دے۔ آپؒ نے خلفائے وقت اور اربابِ اقتدار کو اپنی حق گوئی کی حدّت و تمازت سے پگھلا کر رکھ دیا تھا کہ وہ آپ کی عزّت و شہرت اور خداداد تمکنت و وقار کی وجہ سے ہمیشہ لرزہ براندام رہتے اور خود سلطانِ وقت ہوتے ہوئے بھی اپنے آپ کو غوثِ پاکؒ کے سامنے بے دست و پا محسوس کرتے۔ آپؒ نے ہر طبقہ اور ہر شعبۂ علم و عمل کی اصلاح و تطہیر کی ذمّہ داری نبھائی' سب کو ٹوکا، ہر ایک کو روکا اور تمام ماہرین و کاملین کو اُن کی غلطیوں سے متنبہ کیا۔ کسی کو یہ ہمّت نہ ہوئی کہ آپ کی کوئی غلطی نکال سکے' بلکہ اپنی اپنی غلطیاں نکلوانے کے لئے جماعت در جماعت خلقِ خدا آتی۔ آپ ہر کسی کی کشتیٔ تمنّا کو ساحلِ مراد سے آشنا فرما دیتے اور دیکھنے والے آپ کی محفل میں معقولیوں کے مشہور مقولے ''لایصدر من الواحد فی الوقت الواحد الا الواحد'' کی دھجیاں بکھرتی دیکھتے چنانچہ آپ جامع مسجد بغداد میں سرِ منبر جب علی المرتضیٰؓ سے ورثے میں آئے ہوئے ظاہری و باطنی خزائنِ معارف لُٹانے پر آتے اور جس وقت غلافِ سکوت

marfat.com

حضرت پیرانِ پیرؒ کی آفاقی شہرت ومقبولیّت

اِس موضوع پر کچھ لکھنے سے قبل لسانُ الغیب حضرت حافظؔ شیرازیؒ کا ایک شعرِ نغز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ وہ شعر یہ ہے ؎

حسد چہ می بَری اے سُست نظم بر حافظؔ
قبولِ خاطر و لطفِ سخن خداداد است

اِس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے کمزور اور بے جان شعر کہنے والے مُتشاعر! (جعلی شاعر) حافظؔ کی نظم اور اشعار کی قبولیّت وتاثیر پر حسد کیوں کرتا ہے' اِس لئے کہ دِلوں میں مقامِ قبولیّت حاصل کرنا اور بات چیت کا لطف وسلیقہ ایک خداداد نعمت ہے۔ یعنی یہ بھی انسان کے دُوسرے کمالاتِ فطریہ کی طرح ایک ایسی موہوبی نعمت ہے' جس کا کسب ومحنت سے بہت کم تعلّق ہے۔ و بابِ حقیقی کے پیمانۂ جُود وعطا کا اندازِ اِفضال ہر شئ کے لئے الگ الگ ہوتا ہے' جیسا کہ قرآنِ حکیم میں یہ پُر حکمت وموعظت فرمان ہے۔ وکُلُّ شئ عندہٗ بمقدارٍ ○ ترجمہ: اور ہر چیز کا اُس کے یہاں اندازہ ہے[1]۔ یہ ارشادِ باری تعالیٰ بطنِ مادر میں انسان کے مراحلِ تخلیق سے لیکر اُسے استعدادِ فکر ونظر عطا ہونے تک جو مصالح وحِکَم کارفرما ہوتی ہیں' اُن سب کا مضمون اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ثابت ہوا کہ دُنیا میں سانس لینے والے عام انسانوں سے خواص اور پھر اُن سے اخصُّ الخواص ممتاز کیے گئے۔ جس طرح یہ امتیاز وانتخاب علمی فکری اور فنّی استعداد

---

[1]: سورۃ الرّعد آیت نمبر 8

marfat.com

کے اعتبار سے ہوتا ہے' اُسی طرح رُوحانی مدارج ومراتب میں بھی ضرور موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ صالحینِ اُمّت میں سے بعض کو اُس مقبولیّت وشہرت کے نقطۂ عروج پر فائز کیا گیا کہ جس پر اکثریّت فائز نہ ہو سکی ع

یہ اُس کی دین ہے جسے پروردگار دے

اِس سلسلے میں مجھے ایک واقعہ یاد آرہا ہے' جسے نذرِ قارئین کرنا چاہتا ہُوں۔ تین چار سال قبل اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے ہندوستان جانے کا اتفاق ہوُا۔ یوں تو دومرتبہ جانا ہوُا اور ہر مرتبہ کافی شہروں کے ویزے ملتے رہے' لیکن میرے سفر کا اہم مقصد بزرگانِ دین' علمائے کرام اور شعرائے ہند کے مزارات پر فاتحہ خوانی ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ انڈیا کے بہت سے مشہور شہروں کو خوب دیکھا اور ہر شہر میں مدفون صوفیاء' علماء' محدّثین اور شعراء کے مزارات پر فاتحہ پڑھنے کا موقع میسّر آیا۔

جب ہم گلبرگہ شریف سے حیدرآباد دکن پہنچے تو حضرت شاہ خاموش علیہ الرّحمۃ کے سجادہ نشین سیّدا کبر نظام الدّین صاحب مدّ ظلّہ العالی نے ایک پڑھے لکھے آدمی کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیا' تاکہ وہ ہمیں حیدرآباد میں موجود تمام درگاہوں کی زیارت کرائے اور تاریخی مقامات کی نشاندہی بھی کرے۔ ہم وہاں ایک بہت بڑے دارالعلوم کو دیکھ کر واپس آرہے تھے کہ ایک بستی سے ہمارا گزر ہوُا' جو گائیڈ ہمارے ساتھ تھے' مُجھے مخاطب کر کے کہنے لگے۔ صاحب! حیرت کی ایک بات سُنیے' میں نے کہا فرمایئے: کہنے لگے یہ علاقہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کس قدر گُنجان ہے' یہ ساری آبادی ہندوؤں کی ہے' میں نے کہا' پھر کیا ہوُا؟ کہنے لگے آپ سُنکر حیران ہوں گے کہ یہ سب کے سب ہر چاند مہینے کی

marfat.com

گیارہ تاریخ کو حضرت پیرانِ پیرؒ کی گیارھویں دیتے ہیں اور فرطِ ادب سے چاول کا ایک دانہ تک بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے اور نہ اِسے برداشت کرتے ہیں' بلکہ سب نہایت ادب کے ساتھ بیٹھ کر کھاتے ہیں' یہ سُن کر مُجھے بھی سخت حیرت ہوئی کہ کسی غیر مسلم کا کسی مسلمان بزرگ کے مزار پر حاضری دے دینا تو سمجھ میں آتا ہے اور ایسا دیکھنے میں بھی آیا ہے' مگر کسی بزرگ سے عقیدت کا یہ عالم کہ اُسکے نام کا لنگر پکا کر غیر مسلموں کا ایک پورا علاقہ اُسے آپس میں یوں با ادب ہو کر تقسیم کرے اور کھائے یہ تو فضلِ ایزدی کا کوئی خصوصی اندازِ اظہار ہی معلوم ہوتا ہے' وہ جسے چاہے قبولیّتِ عامّہ اور عالمگیر عزّت عطا فرمادے۔ ذالك فضل اللّٰه یوتیهِ مَن یَشاء۔

جب مُجھے واپس پاکستان آ کر یہی بات ایک دُوسرے مسلک کے مولوی صاحب کے سامنے بیان کرنے کا اتّفاق ہوا تو وہ اپنی مسلکی عادت کے مطابق انکاری لہجہ میں کہنے لگے۔ ارے حضرت! جو قوم اپنے ہاتھ سے گھڑے ہوئے بُتوں کے سامنے ماتھا رکھتی ہو اُن سے حاجات طلب کرتی ہو' کُفر کی رسوم بجالاتی ہو' اگر وہ یہ سلوک کسی انسان سے کر دے تو اِس میں اِس قدر حیرت کی کیا بات ہے؟ میں نے اُن سے جواباً عرض کیا کہ بات کسی کافر قوم کی جاہلانہ اور مشرکانہ رسوم کی مذمّت یا تعریف کی نہیں ہو رہی' بلکہ اِس واقعہ سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ پیرانِ پیرؒ کی مقبولیّت کا عالَم دیکھئے کہ بُت پرست اور خالص مشرِک قوم از خود اُن کے ساتھ کس قدر عزّت کا سلوک کر رہی ہے' جب کہ کسی کے کہنے پر وہ کبھی ایسا نہ کرتی۔ میں نے مزید کہا کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے اندازِ تبلیغ اور بیانِ توحید کی کوئی ایسی ادا مالکِ ارض و سما کو پسند آ گئی کہ وہ خالص مشرکین سے

marfat.com

بھی آپ کی یوں عزّت کروا رہا ہے۔ بقولِ راقم ؎

بہر صورت وہ دل والوں سے دل کو چھین لیتے ہیں
مچل کر، مُسکرا کر، رُوٹھ کر، تن کر، خفا ہو کر

علاوہ ازیں حجازِ مقدّس اور دُوسرے کئی اسلامی ممالک میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جب بھی کسی ذی علم انسان سے گفتگو ہوئی اور تصوّف وطریقت کا حوالہ سامنے آیا تو اُس نے سب سے پہلے حضرت پیرانِ پیرؒ اور توحیدِ خالص کے سلسلے میں نہ صرف آپ کی مساعیِ جمیلہ کا تذکرہ کیا، بلکہ آپ کے اُن مواعظ وخطبات کی عبارات کا حوالہ تک دیا جن میں آپ نے قرآن وسُنّت کی روشنی میں توحیدِ باری تعالیٰ اور اُس کے متعلّقات کا بالتّفصیل ذکر فرمایا۔ بصیر پوری اور سیالوی صاحبان نے تو پیرانِ پیرؒ اور مشائخِ چشت کا تقابل پیش کرتے ہوئے پیرانِ پیرؒ کی توہین وتذلیل کا ارتکاب کیا ہے، مگر میں معاذ اللہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتا۔ میرے نزدیک خواجۂ بزرگ معین الحق والدّین عطائے رسول فی الھند حضرت سیّد معین الدّین حسن سجزی قدّس سرّہٗ اور دُوسرے تمام مشائخِ چشت گلشنِ توحید ورسالت کے مہکتے ہوئے پھول ہیں اور سب کو رنگ وبو کی نعمتِ لازوال سے نوازا گیا ہے۔ بقولِ عارفے ؎

بہارِ عالمِ حُسنش دل و جاں تازہ می دارد
برنگ اصحابِ صورت را بہ بُو اربابِ معنٰی را

مگر بات صرف اِتنی ہے کہ اِن سب میں جسے گُلِ سرسبد (پھولوں سے بھری ہوئی ٹوکری میں سب سے اُوپر رکھا ہوا بڑا پھُول) ہونے کا درجہ عطا ہوا، وہ

marfat.com

پیرانِ پیرؒ پیرِ دستگیر حضرت سیّد الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہی کی ذاتِ عالیہ کا ہے۔ پیرانِ پیرؒ کی شان کو وہی تسلیم کر سکتا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی بارگاہِ بے نیازی میں کسی شانِ امتیازی سے مشرّف بھی فرمایا ہو۔ بے بصر بصیر پوری اور سیالوی صاحبان بے چارے میری طرح ولایت کی ابجد سے بھی نا واقف ہیں' ہماری نگاہِ کوتاہ بیں' بھلا غوثِ پاکؒ کی عرش دستگاہ رفعتوں کے بام کو کیوں کر چھو سکتی ہے کہ وہاں تو بڑے بڑے عُرفاء' مقام مخدع پر فائز اُس شخصیّت کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ بقولِ راقم الحروف ؎

بہ چساں زخود مَنَشی رَسَم بہ حریمِ بزمِ جلالِ اُو
بہزار حیلۂ جُستجو بہ دَرے کہ پیکِ صبا رسد

اِس لئے ہم نے اگر غوثِ پاکؒ کی بلندیِ مقامات کا کچھ اندازہ لگانا ہے تو ہمیں اِس میدان کے شہسواروں کی طرف رجوع کرنا ہوگا کہ اِس پاک نہاد طبقہ نے حضرت پیرانِ پیرؒ کو اپنی پاک نگاہی سے سب اولیاء میں کس بلند ترین مقام پر جلوہ گر دیکھا ہے چنانچہ عربی فارسی اور دوسری زبانوں میں لکھی ہوئی اولیاء وصوفیائے کاملین کے مستند حالات وسیرت پر مشتمل کتابوں کے مطالعہ نے یہ حقیقت اظہر من الشّمس کر دی کہ کائناتِ ولایت کے اِس جمِ غفیر میں پیرانِ پیرؒ کی ذات ایسے ہے' جیسے تاروں کے جُھرمٹ میں چاند ہو اور دنیا کے سارے اولیاء' اقطاب' افراد' اتقیا اور نجباء آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے بیٹھے ہوں' اور چشمِ فلک یہ روح پرور اور بے مثال منظر دیکھ کر عش عش کر اُٹھی ہو اور سروشِ غیبی درجِ ذیل شعر پڑھ رہا ہو ؎

ہزار مجمعِ خوبانِ ماہ رُو ہو گا
نگاہ جس پہ ٹھہر جائے گی وہ تُو ہو گا

بہر حال ہم نے اپنی اِس کتاب میں اُن مستند حوالوں اور اُن بُلند نگاہوں کے

marfat.com

متفق علیہ نقطہ ہائے نظر سے اربابِ نظر کو آگاہ کرنے کی پوری کوشش کی ہے' اگر ہماری اِس کوشش میں کچھ کمی رہ گئی ہو تو کتب سیرت کا مطالعہ ضرور کرتے رہیں' اگر آپ کی قسمت میں ہوا تو ایک نہ ایک دن پیرانِ پیرؒ کی کچھ نہ کچھ معرفت ضرور حاصل ہو جائے گی۔ بقولِ عُرفیؒ شیرازی ؎

مگو کہ رفتم و قسمت نبود دیدارش
کہ نا رسائی سالک ' دلیلِ کم طلبی ست

اگر آپ اِس مقصدِ عظیم کو پا لینے کا پختہ ارادہ کر کے اِس سفرِ رُوحانی پر چل پڑے اور اگر منزلِ مقصود تک پہنچنے سے پہلے پیکِ اجل آ پہنچا تو بھی کچھ غم نہ کیجئے کہ

وَمَن یخرُج مِن بیتِہٖ مُھاجراً اِلی اللہِ و رسُولہٖ ثمّ یُدرِکہُ المَوتُ فقد وَقَعَ اَجرُہٗ علَی اللّٰہِ وکَانَ اللّٰہُ غفورًا رّحیمًا ۝

ترجمہ: اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ اور اُس کے رسول کی طرف' پھر آجائے اُسے موت' تو مقرر ہو چکا اُسکا ثواب اللہ کے ہاں اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔

لیکن پیرانِ پیرؒ ایسی مقبولِ بارگاہِ یزدانی شخصیت کی معرفت و محبت حاصل کرنے کی مخلصانہ کوشش بھی اپنے بس کا روگ نہیں' بلکہ بقولِ جگرؔ مرادآبادیؒ ؎

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضانِ محبت عام تو ہے ' عرفانِ محبت عام نہیں

لہ: سورۃ النسآء ' آیت نمبر 100

marfat.com

مخلصانہ نسبت کے تقاضے

اِس امر کا اظہار نہایت افسوس کے ساتھ کرنا پڑ رہا ہے کہ دُنیوی رشتوں میں تو آج اخلاص اور محبّت کا فقدان ہے ہی، مگر دینی اور رُوحانی نسبتوں میں بھی اخلاص نام کی کوئی چیز باقی نہ رہی۔ ہم اپنے آپ کو اہلِ سنّت اور بزرگانِ دین کا نیاز مند کہلوانے والے آج تک یہی دعوٰی کرتے آئے ہیں کہ پیر و مُرشد کیونکہ وسیلۂ قربِ خدا اور رسولؐ ہے، اِسی لئے ہمارا سب کچھ تن، من، دھن اپنے پیر و مُرشد کے نام پر قربان ہے۔ بلکہ حضرت پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہ العزیز کیونکہ تمام سلاسِلِ طریقت میں ممتاز اور مسلّمہ شخصیّت ہیں، اِسی لئے ہر سُنّی غوثِ پاکؒ کا غلام کہلوانا اور گیارھویں شریف بڑے اہتمام و عقیدت سے منانا، اپنے مسلک کی پہچان تصوّر کرتا ہے، بالخصوص ہمارے گولڑہ شریف کے وابستگان و متعلّقین کو تو یہ سبق تقریر و تحریر، وعظ و قوّالی اور تلقینِ وظائف میں بھی دیا جاتا ہے کہ تم اور تمہارا سب کچھ غوثِ پاکؒ ہی کا ہے، لیکن زمانے نے یہ حیرت ناک منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آج سے چار پانچ سال قبل بصیر پور کے ایک نام نہاد عالم و محقق اور نوزائیدہ پیر مولوی احمد بصیر پوری صاحب نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے خلاف ایک کتاب لکھی، کتاب کیا تھی ہفوات کا مجموعہ، تحریفات اور بکواسات کا پلندہ تھا جس میں اُس نام نہاد مصنّف نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے ارشاد قدمی ھذہٖ علیٰ رقبة کلّ ولیّ اللّٰہ کو نشانۂ تنقید بناتے ہوئے آپ کے خداداد ہر مقام و مرتبہ کی نفی کر ڈالی اُنہیں درجۂ ولایت میں نیچے سے نیچے لانے کی ناپاک کوشش میں آپ کو خود پسند، متکبّر، ہوائے نفسانی کا شکار، فاتر العقل، مغلوبُ الحال، بلکہ مجنون تک لکھ دیا اور پھر اُس کی اِن

marfat.com

تمام ہرزہ سرائیوں پر ایک نامی گرامی مناظرِ اسلام شیخ الحدیث علاّمہ محمد اشرف سیالوی صاحب نے تقریظ لکھ کر اپنے زعم میں اِسے اہلِ سنّت کی ایک بہت بڑی خدمت قرار دیا جس طرح مشائخِ وقت اپنے کارنامے اور سوانح حیات محفوظ و مرتب کرانے کا اہتمام فرماتے ہیں اور اپنے زمانۂ ماضی قریب کے بزرگوں پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کا مُسکت جواب دینا' دلوانا ایک مذہبی و رُوحانی فریضہ سمجھتے ہیں' بلکہ اپنے متعلّقین علمائے کرام اور اربابِ قلم سے حُکماً ایسا کرواتے ہیں' کیا اُن پر یہ فریضہ عائد نہیں ہوتا کہ وُہ اِس عظیم دینی' علمی اور رُوحانی شخصیّت پر کئے جانے والے اُن تمام بے سرو پا اعتراضات کا جواب لکھنے کے لئے کسی اپنے اہلِ علم مُرید کو حُکم دیں کہ وہ اِس عظیم شیخ کے دُشمنوں کا ناطقہ بند کرنے کے لئے اپنا قلم اُٹھائے اور دُشمنانِ بدطینت کی تمام یاوہ گوئیوں کے تارو پود بکھیر کر رکھ دے۔ کیا مشائخِ دورِ حاضر اور اِن کے باپ دادا کی عزّت حضرت پیرانِ پیرؒ کی عزّت و عظمت سے بڑھ کر ہے؟ جس مرکزِ ولایت و طریقت' قُطبِ عالَم و غوثِ اعظم کی نسبتِ غلامی کے طفیل اِن کی عزّتیں برقرار ہیں بلکہ ان کی گدّیاں اور مسندیں پیرانِ پیرؒ کی نسبت کی بیساکھیوں کے سہارے چل رہی ہیں۔ اگر یہ بیساکھیاں اِن کی بغلوں سے کھینچ لی جائیں تو عزّت و وقار اور شہرت و دولت کا یہ نیم مردہ لاشہ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ کی طرح ابھی زمین پر آرہے۔ مگر اُسی شیخِ کبیرؒ کی عزّت کے اہم ترین مسئلہ پر آج اِن کے اِس سکوت کو کیا نام دیا جائے؟ کیا یہ سہل انگاری ہے مصلحت کوشی ہے یا پھر احسان فراموشی ہے۔

کچھ تو بتایئے کہ جو مُضمَر بہ جَوف ہے
غفلت ہے' مصلحت ہے کہ دشمن کا خوف ہے؟

marfat.com

مگر بارگاہِ غوثیہ کے کسی نیاز مند، وابستۂ سلسلہ مدّعیِ غلامی' عالم یا شیخ کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اِس بے باک اور گستاخ مُلّا کو دندان شکن جواب دیتا، بلکہ مشائخِ گولڑہ جو رات دِن غلامیِ غوثِ پاکؒ کا وِرد زبان پر جاری رکھتے ہیں' اپنا سب کچھ غوثِ پاکؒ کی مِلک سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو محض خادمِ لنگرِ غوثیہ کہلوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں' اُنہوں نے بھی اس سلسلے میں کوئی تحرّک نہ کیا اور نہ اپنے کسی متعلّقہ مولوی کو حُکم دیا کہ ع

کرتا کوئی اِس بندۂ گستاخ کا مُنہ بند

حالانکہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے ساتھ نیاز مندی اور عقیدت کا عین تقاضا تھا کہ وہ اپنے ہزاروں مُریدین علمائے کرام میں سے کسی کو حُکم دے کر گستاخانِ غوثِ پاکؒ کے خلاف کتاب لکھواتے' اشتہارات' پوسٹر اور بینرز چھپوا کر اِن گستاخوں کا گولڑہ شریف میں داخلہ ممنوع قرار دیتے' جیسا کہ اِس سے پہلے نکاحِ سیّدہ کے مسئلہ میں وہ یہ تمام سعادتیں میری مخالفت میں حاصل کر چکے ہیں' لیکن یہ سب کچھ اِس مسئلہ میں نہ کیا' بلکہ میرے ایک رسالہ کو بہانہ بناتے ہوئے' جب مولوی اشرف سیالوی صاحب نے ایک بے سروپا کتاب لکھ ماری تو اُس کو اِن مہربانوں نے سر آنکھوں پر رکھ لیا، اپنے کتب خانوں پر اُسے فروخت کرنا دین کی بڑی خدمت سمجھا' بلکہ نجی محافل میں کتاب اور اُس کے مصنّف کو خراجِ تحسین پیش کرنا روز کا وظیفہ بنالیا۔ جَلد بازی میں یہ نہ سوچا کہ یہ وہی مولوی اشرف سیالوی صاحب ہیں' جنہوں نے غوثِ پاکؒ کی کُھلم کھلا گستاخی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا ہے۔ بلکہ عظمت و رفعتِ غوثِ پاکؒ میں ہمارے جدِّ اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ نے جو دلائل لکھے' اُن کا مذاق اُڑانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی اور اپنی طرف سے

marfat.com

رہی سہی کسر پوری کرتے ہوئے حضرت پیرانِ پیرؒ کو ایک دوزخی شخص سے تشبیہ و تمثیل دیتے ہوئے اُن کے ارشادِ عالی ''قدمي هذه'' کا دل کھول کر مذاق اُڑایا۔

لیکن ع

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی ست

کے مصداق اللہ نے اگر یہ جرأت و ہمّت عطا فرمائی تو ہمارے محترم مولانا ممتاز احمد چشتی مدرّسِ انوارُ العلوم ملتان کو' کہ اُنہوں نے غوثِ پاکؒ کا سچّا غلام ہونے کا ثبوت دیتے ہوئے بصیر پوری اور سیالوی صاحب کی گستاخیوں اور علمی خیانتوں کو نہ صرف بے نقاب کیا' بلکہ فاضلانہ اور محقّقانہ اندازِ بیان میں تاریخ و تصوّف اور کتاب و سنّت کے نا قابلِ تردید دلائل سے ایک ضخیم کتاب کی صُورت میں علمی سرمایہ فراہم کیا' اللہ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اُنہیں والیٔ بغداد کا صدقہ دین و دُنیا کی تمام بھلائیوں سے مالا مال فرمائے' اُنہوں نے مدّعیانِ غلامیِ غوثِ پاکؒ اور نیاز مندانِ بارگاہِ غوثیہ کی اِس بھیڑ میں سے نکل کر یہ جواب کیا دیا کہ شیخ سعدیؒ کے بقول بہت سُوں کو بتا دیا۔

آں شنیدی کہ لاغرے دانا
گفت بارے بہ ابلہِ فَربہ
اسپ تازی اگر ضعیف بود
ہمچناں از طویلۂ خربہ

marfat.com

یہ عقیدت ہے یا عداوت

درگاہِ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف کا دُنیا بھر میں تعارف حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرّہٗ کے حوالے سے ہے، جن کی علمی و روحانی صلاحیتوں اور عظمتوں نے اپنوں اور بیگانوں سے خراجِ تحسین وصول کیا۔ لیکن حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ اپنی اِس ساری عزّت وشہرت کا سبب تادمِ حیات یہی بیان فرماتے رہے کہ ع

کرم کیتا غوثِ اعظمؒ اپنے سر دیاں والیاں

اِسی لئے آپ نے اپنے اکلوتے فرزند کا نام غلام محی الدّین رکھا، جنہیں آج پوری دُنیا محبّت واُلفت کی وجہ سے بابو جیؒ کہتی ہے، میرے جدِّ امجد حضرت بابو جی علیہ الرّحمۃ پوری زندگی غلامِ غوثِ اعظم کہلواتے رہے اور آپ نے اپنی ہر چیز کو حضرت پیرانِ پیرؒ کی ملکیّت قرار دیتے ہوئے لنگرِ غوثیہ کا نام دیا۔ گولڑہ شریف آنے والوں کو غوثِ پاکؒ کا مہمان اور اپنے آپ کو اُن کا خادم کہلوانے میں فخر محسوس کیا، بلکہ اپنی ساری اولاد کو بالعموم اور اپنے ہر دو فرزندان (سیّد غلام معین الدّین شاہ علیہ الرّحمۃ اور سیّد شاہ عبدالحق صاحب مدّ ظلّہٗ) کو بالخصوص اِس نسبت پر مر مٹنے کی تلقین فرماتے رہے۔

اِسی لیے حضرت بابو جیؒ کے جملہ مُریدین و متعلّقین میں سے ایک مہر غلام دستگیر لک بھی ہیں، جن کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ اُن کے دُنیائے آب و گِل میں ورود کا سبب حضرت قبلہ بابو جی علیہ الرّحمہ کی وہ دُعائے خاص ہے، جو آپ نے مہر صاحب کے والدِ ماجد مہر جہان خان لک مرحوم کی گزارش پر بطورِ خاص فرمائی تھی اور اُسی دعائے مستجاب کے نتیجے میں باوجود کبرسنی کے بھی اللہ تعالیٰ نے مہر جہان خان لک مرحوم کو بیٹا عطا فرمایا

marfat.com

جس کا نام میرے جدِّ امجد نے غلام دستگیر رکھا۔ چنانچہ مہر صاحب کو حضرت غوثِ پاک پیرانِ پیرؒ کی ذاتِ گرامی سے کئی نسبتیں حاصل ہیں۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ اُنہوں نے اِن تمام روحانی نسبتوں اور ایمانی تعلّقات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے' آج کل ایک ایسے مولوی صاحب کو اپنے ہاں پناہ دی ہوئی ہے بلکہ اُن کی ہمہ قسمی کفالت ومعاونت کا بیڑا اُٹھایا ہوا ہے' جنہوں نے حضرت پیرانِ پیرؒ کی گستاخی کو دین کی بہت بڑی خدمت قرار دیتے ہوئے آپؒ کو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلنے والے ایک فاسق وفاجر دوزخی شخص سے تشبیہ دے ڈالی اور اِس پر نادم ہونے کے بجائے اِسے کتاب میں برملا شائع کرایا اور اِس پر مستزاد یہ کہ موصوف نے اپنی کتاب ''ازالۃ الرّیب'' میں ارشاداتِ غوثِ پاک کو کلامِ باطل نظام کہہ کر تمسخر بھی اڑایا۔

لیکن مہر غلام دستگیر نے اِن گستاخ مولوی اشرف سیالوی صاحب سے باز پُرس کرنے کے بجائے اُن پر ابرِ دولت کی موسلا دھار بارش شروع کر رکھی ہے' بہتر یہی ہے کہ مہر غلام دستگیر صاحب اب اپنا یہ نام بدل کر کوئی اور رکھ لیں' یعنی اپنی غلامی کی نسبت حضرت پیر دستگیرؒ کے بجائے کسی اور شخصیّت سے جوڑ لیں کیوں کہ پیر دستگیرؒ کی اس قدر گستاخیاں کرنے والے کو آج تک وہ اپنے سینۂ بے ضمیر سے لگائے بیٹھے ہیں' حالانکہ دوسرے باادب و باوقار اکابر علماء ومشائخ کی طرح میرے عظیم آباء واجداد بھی اپنی تمام تر علمی، تصنیفی، تبلیغی اور غیر معمولی دینی وملّی خدمات اور اپنی خداداد صفات وکمالات کے باوجود' حضرت پیرانِ پیرؒ جیسی ہمہ جہت اور مسلّمہ آفاقی شخصیّت کے تصوّرِ ہمسری کو کفرِ طریقت سمجھنے

marfat.com

کے ساتھ ساتھ آپ کے مواعظ' تصانیف' روحانی مرتبے اور آپ کی لازوال دینی وملّی خدمات کو اپنی پیش کردہ تمام خدماتِ علمیہ سے کہیں بلند قرار دیتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کہیں پیرانِ پیرؒ کی ذات وصفات اور آپ کے علمی مقام سے تقابل کا امکان بھی پیدا ہوتا نظر آتا تو خود کو.....ع

چہ نسبت خاک را باعالمِ پاک

کے مصرع میں موجود مفہوم کا مصداق قرار دیتے ہوئے' اپنی ذات کو خاک سے اور پیرانِ پیرؒ کی شخصیّت کو عالمِ پاک سے تشبیہ دیکر برملا اعترافِ عجز کرلیا کرتے تھے۔ اکابر سلف کے مذکورہ عمل کو محض عقید تمندی پر محمول نہیں کیا جاسکتا' کیوں کہ اربابِ مقام ہی اپنے سے بلند تر کسی اہلِ مقام کا تعیّنِ مقام کرنے کے مجاز ہوتے ہیں اور پھر مشاہدات کے ایسے نقطۂ کمال پر فائز حضرات یقیناً صدیقُ اللّسان ہوا کرتے ہیں' لہٰذا اُن کے ایسے تاریخی اعترافات کو بیانِ حقیقت سے تعبیر کرنا چاہیئے' نہ کہ ایک عام انسان کی محض اندھی عقیدت۔ اِسی بنا پر میرے آبائے کرام نسبی قرابت کے باوجود اپنے آپ کو ہمیشہ حضرت پیرانِ پیرؒ کا کمتریں غلام اور بندۂ بے دام سمجھتے اور اپنی عزّت وتعارف کو آپؒ کی ذاتِ والا صفات سے انتساب کا مرہونِ منّت گردانتے رہے۔ یہ ایسے نا قابلِ تردید حقائق ہیں' جن پر حضرت گولڑویؒ کی تصانیف' مکتوبات وملفوظات کے علاوہ آپ کے سوانح حیات پر مشتمل کتاب مہرِ منیر بھی شاہدِ ناطق ہے۔

لہٰذا حضرت پیرانِ پیرؒ کی غلامی کا دم بھرنے والے جملہ خوش نصیب گیلانی سادات

marfat.com

کے لیے بالخصوص اور علماء و مشائخِ طریقت اور تمام وابستگانِ سلسلۂ غوثیہ کے لئے بالعموم ضروری ہے کہ وہ خدارا حضرت پیرانِ پیرؒ کی ذاتِ عالیہ اور آپ کے اسمِ مبارک سے اظہارِ احترام کو ریاکاری' ظاہرداری اور محض مطلب برآری کی خاطر استعمال میں نہ لائیں بلکہ اِس سرمایۂ احترام و عقیدت کو اپنے قلوب کی اتھاہ گہرائیوں میں بھی اُتاریں کیوں کہ ایسے اُمور کا تعلق اگرچہ ظاہر سے بھی ہے' مگر صرف ظاہر ہی سے نہیں' بلکہ باطن سے بھی ہونا چاہئیے۔ بقولِ کسے۔

ہمیں پسند نہیں رکھ رکھاؤ ظاہر کا
مزا تو جب ہے کہ ہو احترام اندر سے

اور اِس اندر سے احترام کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ حضرت پیرانِ پیرؒ کے گستاخوں پر نہ صرف کڑی نظر رکھی جائے' بلکہ اُن سے ہمہ قسمی رسم وراہ کا سلسلہ بھی منقطع کر دیا جائے' ورنہ بارگاہِ غوثیہ سے نسبتِ غلامی کے تمام بلند بانگ دعوے یکسر باطل قرار پائیں گے۔ مہر غلام دستگیر صاحب کو چوں کہ حضرت بابو جیؒ کی صحبتِ فیض اثر میں طویل عرصہ بیٹھنے کا شرف بھی حاصل رہ چکا ہے' وہ یقیناً میری اِن تمام محولہ بالا گزارشات کی ضرور تصدیق کریں گے' اِس کے باوجود بھی اگر اُن کی اِس خصوصی عنایت و نوازش کا سبب صرف یہی ہے کہ آج اُن کے سایۂ عاطفت میں پلنے والے یہ مولوی صاحب قبلہ کسی کی شہ پا کر میرے خلاف بولتے ہیں اور اُن کے اِس بولنے پر وہ لوگ خوش ہوتے ہیں' جو مہر صاحب کے روحانی سرپرست ہیں۔ کسی کی شہ پر بولنے اور اِترانے والوں کے لئے

marfat.com

مجھے اپنی ایک رُباعی اچانک یاد آ گئی' جو نذرِ قارئین کر رہا ہوں ؎

یہ عارضی جَست پُر خطر ہوتی ہے
انجاماً جان کا ضرر ہوتی ہے
اِتنا بھی ہَوا کی شہ پہ اُونچا نہ اُڑو!
تِنکوں کی جگہ زمین پر ہوتی ہے

اگر معاملہ صرف میری مخالفت تک ہی محدود رہتا تو بخدا نہ مجھے کسی سے اِس کا شکوہ ہوتا اور نہ اپنی مخالفت کا کچھ خوف۔ کیوں کہ بحمداللہ میں اِس میدان میں بڑی دیر کا اُترا ہوا ہوں' میرے لئے ایسی ہنگامہ آرائیاں اب پرِ کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں' بفضلہٖ تعالیٰ اپنے جدِ اعلیٰ حضرت پیرانِ پیرؒ کے ارشاد مریدی لا تخف میں موجود مستتر ضمیرِ خطاب کی اوٹ میں پناہ بھی لیے بیٹھا ہوں' لہٰذا میرے تمام مخالفین مجھ سے یہ اُمید بھول کر بھی نہ رکھیں کہ میں اُن کی اِس عالم گیر مگر اوچھی مخالفت سے خوف زدہ ہو کر ہتھیار ڈال دوں گا' ان شاء اللہ ایسا کبھی نہ ہوگا۔ بقولِ احمد فراز یہ اور بات ہے کہ ؎

تُو وہیں ہار گیا تھا مرے بُزدل دشمن!
مجھ سے تنہا کے مقابل ترا لشکر نکلا

البتہ مجھے اِس بات کا شدید دکھ ہے اور اس پر جس قدر بھی ماتم کیا جائے' کم ہے کہ صرف ایک مجھ ناچیز کی مخالفت پر حضرت پیرانِ پیرؒ کی عرش دستگاہ عزّت و ناموس کو آخر کس رو میں بہہ کر قربان کر دیا گیا اور محض مجھ سے اظہارِ رنجش و نفرت میں

marfat.com

حضرت غوثِ پاکؒ کی اس قدر کھلی اور صریح گستاخی پر یوں چُپ کیوں سادھ لی گئی۔

صرف میرے آشیاں کے چار تنکوں کے لئے
برق کی زد پر گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

اس کے بالکل برعکس خواجہ محمد مسعود ملتانی صاحب جو اگرچہ ایک رئیس' دنیادار اور صنعت کار شخص ہیں' ملتان' رحیم یار خان' مظفر گڑھ اور آس پاس کے علاقوں میں اُن کی کئی مِلّیں اور فیکٹریاں چل رہی ہیں' کا مزاج حضرت بابو جی علیہ الرّحمہ کے فیضِ صحبت کے طفیل عالمانہ اور درویشانہ ہے۔ دینی مسائل پر بالعموم اور پیرانِ پیرؒ کے مقام و مرتبہ پر بالخصوص جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو اچھے بھلے مولویوں کو خاموش کرا دیتے ہیں۔ اور اُن میں حضرت پیرانِ پیرؒ کی نسبتِ نیازمندی کی غیرت کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ خدانخواستہ مہر غلام دستگیر صاحب کے بجائے اگر ایسا کوئی گستاخ مولوی' خواجہ مسعود ملتانی کے قُرب و جوار یا سایۂ عاطفت میں ہوتا تو اُس کا حشر آج ایک زمانہ دیکھتا۔ مہر صاحب کو چاہیئے کہ وہ بھی حضرت بابو جی علیہ الرّحمہ کے فیضِ صحبت کا عملی ثبوت دیں ورنہ چشمِ زمانہ خود دیکھ لیتی ہے کہ مُرید کون ہے اور مَرید کون ہے۔

کیا قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہونا؟ حضرت پیرانِ پیرؒ کو مُنہ نہیں دکھانا؟ اور پھر آستانہ عالیہ مہریہ گولڑہ شریف کے وہ پیرانِ عظام جو ہر سانس کے ساتھ غوثِ پاکؒ کا نام لیتے نہیں تھکتے، محافل میں خطباء و قوّال حضرات سے آپؒ کے مناقب سُننا معراجِ ایمان سمجھتے ہیں' اپنے آپ کو لنگرِ غوثیہ کا خادم اور چوکیدار کہلاتے ہیں۔ وہ میرے خلاف تو اس لئے سراپا احتجاج بن جاتے ہیں کہ میں نے پیرانِ پیرؒ کے

marfat.com

ارشاداتِ عالیہ کی کتاب وسنّت کی روشنی میں وضاحت کیوں کردی؟

لیکن غوثِ پاک کے اِن کُھلے گستاخوں کے خلاف نہ خود زبان کھولتے ہیں اور نہ اُنہیں پناہ دینے والوں کو اپنے دسترخوانِ غوثیہ سے اُٹھاتے ہیں' بلکہ اُنہیں مقرّب سے مقرّب تر بنائے ہوئے ہیں۔ یہ ایک نا قابلِ فہم اور عجیب بات ہے کہ ایسے لوگ حضرت پیرانِ پیرؒ کے گستاخوں کو پناہ بھی دیں اور پھر گیلانی سادات کے مقرّب ترین اصحابِ خلوت میں سرِفہرست بھی رہیں۔ بقولِ اُستاد مصحفی لکھنویؒ۔

مَیں عجب یہ رسم دیکھی کہ بروزِ عیدِ قرباں
وہی ذبح بھی کرے ہے' وہی لے ثواب اُلٹا

کیا یہ دوہرا طرزِ عمل اُنہیں غوثِ پاکؒ کی اولاد کہلوانے سے مانع نہیں ہوتا اور مہرِ علیؒ وغوثِ جلیؒ کے گستاخوں پر سرزمینِ گولڑہ تنگ نہ کرنے کا سبب کہیں دُنیوی اور مادّی مفادات تو نہیں؟ اگر بات ایسی ہی ہے تو پھر افسوس سے کہنا پڑے گا کہ ..... ع

ایماں فروختند و چہ ارزاں فروختند

علاوہ ازیں مَیں ایسے اُمراء ورؤساء پر یہ بھی واضح کرتا چلوں کہ اگر وہ محض مال ودولت اور اپنی اِس جُھوٹی دنیوی شان وشوکت کے بل بُوتے پر فخر وناز کرتے ہوئے خود کو بڑا اَن داتا خیال فرماتے ہیں تو یہ اُن کی محض غلط فہمی ہے' کیوں کہ تاجدارِ ولایت اور شہنشاہِ بغداد حضرت پیرانِ پیرؒ کے کوچۂ استغناء کے ہم خاک نشیں فقیر بھی اُن کو خاطر میں

marfat.com

لانا اپنی اور اپنے پیرِ دستگیرؒ کی توہین سمجھتے ہیں' لہٰذا بقولِ راقمؔ ۔

نہ پوچھو کچھ کہ کیا کچھ دے دیا ہے دینے والے نے
بڑا ہو لاکھ کوئی ' ہم کسی کو کیا سمجھتے ہیں

اِختتامیہ

آخر میں مُجھے پھر نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج جن نام نہاد عاشقانِ اولیاء اور جن خود ساختہ محافظینِ ناموسِ صوفیاء نے جس بُری طرح سے سرتاجِ اولیاء حضرت پیرانِ پیرؒ کو اپنی ناپاک تنقید کا نشانہ بنایا اور اُن کے خداداد مرتبۂ ولایت وغوثیتِ عُظمٰی کی نفی کرتے ہوئے' اُن پر مجنون کا لفظ استعمال کیا اور یہ گُل فشانی کی کہ اُن کی عُمر کا بیشتر حصہ اِدلال میں گزرا' یعنی وہ اھویۂ نفسانیہ کے ہاتھوں مجبور ومغلوب ہو کر ساری عُمر محض اپنی تعریفیں کرتے رہے اور اپنی شان میں قصیدوں پر قصیدے لکھتے رہے' نیز یہ کہ آپ صاحب حال تھے' صاحب مقام نہ تھے' یہ کہ اُنہوں نے وفات سے کچھ عرصہ قبل اپنے دعووں سے رجوع کر لیا تھا' یہ کہ وہ مبتلائے مرضِ کبر تھے' یہ کہ کثرتِ کرامات کا ظہور اُن کی جلالتِ شان کی دلیل نہیں' اور پھر اُس کتاب پر تقریظ نگار نے اپنی نام نہاد شیخ الحدیثی اور علمی کبر کے زعم میں گستاخانہ حاشیے چڑھاتے ہوئے اُنہیں معاذ اللہ ایک فاسق دوزخی سے تشبیہ دے ڈالی۔ کیا یہ سب کچھ پڑھ کر کسی نام نہاد بریلوی' قادری اور رضوی کی غیرتِ خفتہ بیدار نہ ہوئی' جو پیرانِ پیرؒ کی مدح وثناء میں برسرِ منبر زمین وآسمان کے قلابے ملانے اور گیارھویں کے نذرانے بٹورنے کے

marfat.com

ساتھ ساتھ حضرت پیرانِ پیرؒ کے سادہ لوح غلاموں کو آپؒ کے نام پر آج تک مُسلسل لُوٹے جا رہے ہیں۔ کیا پورے پاکستان میں حضرت پیرانِ پیرؒ کی فرزندی پر فخر کرنے اور اپنا تعارف اُن کے نام سے کرانے والے گیلانی سادات میں سے بھی کسی کی رگِ حمیّت نہیں پھڑکی؟ جو اپنے اِس عظیم باپ کے نام پر آج کروڑ پتی بنے پھرتے ہیں' اُن کی غیر معمولی تعظیم کی جاتی ہے' اُن کے ہاتھ پاؤں چُومے جاتے ہیں اور اُنکی جیبیں نذرانوں سے گرم کی جاتی ہیں' کیا اِن سب نام نہاد عشاق میں کوئی ایسا سَر پھِرا نہیں' جو پیرِ دستگیرؒ کا نام لیکر میدانِ مقابلہ میں اُترے؟ مگر افسوس ہے کہ اے میرے پیرِ دستگیرؒ! آج یہ تیری اولاد اور تیرے یہ بریلوی نام نہاد غلام سب کے سب اپنے سُود وزیاں کی فکر میں ہیں تیرے نام کو صرف دُنیا اور دولت کمانے کی خاطر استعمال کرتے ہیں' پراپرٹی' بینک بیلنس' پلازہ سازی اور جمعِ مال کے مرض نے ہم سب کو ایسا اندھا بنا دیا ہے کہ ہمیں تیری عزّت و ناموس کا خیال تک نہ رہا۔ تیرا یہ غلامِ کمترین' نصیرالدّین بھی حرص و ہوسِ دُنیا کی اسی فضا میں سانس لینے والا ایک انسان ہے اور وہ اپنے آپ کو اِن آلودگیوں سے ہرگز مبرّا نہیں سمجھتا' وہ نہایت خطا کار اور آلودۂ حرصِ دُنیا ہے' مگر اے عبدالقادر! تیرے رب کی قسم کہ اِن تمام کوتاہیوں' خطا کاریوں اور آلودگیوں کے باوجود یہ ایسا بے غیرت بھی نہیں کہ تیرے خون سے منسوب ہوکر' تیرے نام کا صدقہ کھا کر' تیرے توسّل سے ملنے والے ٹکڑوں پر پَل کر' تیری توہین اور گستاخیاں کرنے والوں کی زبانیں گدّی سے نہ کھینچ لے! اے عبدالقادرؒ! تجھے تیرے رب نے بہت بڑا علم دیا ہے' میں تیرے آفتابِ علم کے سامنے ایک ذرّۂ بے مقدار ہوں' میرا تمام تر ذخیرۂ معلومات تیرے علم کے بحرِ بیکراں کے سامنے ایک قطرہ کی حیثیّت بھی نہیں رکھتا' مجھے علم کا کوئی دعوٰی نہیں' میں تیرے علم کے

marfat.com

سامنے اقرارِ جہل کرتا ہوں۔ میں نے آج تیرے بد باطن دُشمنوں کے جواب میں جس قدر بھی علم وفہم کی باتیں اِس کتاب میں لکھی ہیں' اُنہیں قبول فرمااور مجھے اپنے اللہ سے یہ توفیق لے کر دے کہ میں تیرے دُشمنوں کو تا حیات دنداں شکن جواب دیتا رہوں اور تیرا نام لے کر اُن کے تابوتِ کبر میں تحقیر وتذلیل کی میخیں ٹھونکتا رہوں۔

اے میرے اور عبدالقادر جیلانیؒ کے خالق و مالک! اے گہوارۂ حیات کے سلسلہ جُنباں! اے مسند آرائے بزمِ بذل واحساں! اے مُصرفِ اُمورِ عالمِ امکاں! اے مُنتہائے ذوقِ نظارگیِ چشمِ حیراں! اے ہر بے سروساماں کے سروساماں! اے آسمانوں سے خاک پر اُترتے ستارہ کو افشائے راز کا قرینہ سکھانے والے! اے زمین کو ایک گردشِ نا مُختتم میں رکھنے اور سورج کو روشنی کا تسلسل دے کر خلاء کے گھور اندھیرے کے خوف کو ایک سرمدی طمانیت میں تبدیل کر دینے والے! اے پیاسی زمین کے مُنہ میں گھنگور گھٹاؤں کا آبِ زُلال ٹپکانے والے! اے بے برگ وثمر اشجار کو دولتِ ثمر دے کر دستِ صبا سے ہلا ہلا کر اپنی حمد وثنا کرانے والے! اے حجابِ سنگ میں چراغِ شرر کو روشن کرنے اور خوشبو کو پھول کی سفارت بخشنے والے! اے مٹی کی بے جان مورتوں کو اپنی گرمیِ امر سے زندہ وتابندہ بنانے والے! اے زیردستوں کو زبردستوں سے ٹکرانے کا حوصلہ عطا کرنے والے! اے انسانی حاجات کا کشکولِ التجا بھرنے والے! اے انفس وآفاق کے مطالعاتی صلے میں آفتابِ حقیقت بن کر انسان کے اُفقِ ذہن سے طلوع ہونے والے! اے گناہوں پر کامل اطلاع کے باوجود ستاری کا معاملہ فرمانے والے! اے اپنی بارگاہ کے منگتوں کو غیر سے بے نیاز رکھنے والے! اے اپنی جناب میں اُٹھنے والے گنہگار ہاتھوں

marfat.com

کو خالی نہ لوٹانے والے! اے مظلوموں اور مجبوروں کی دم توڑتی حسرتوں کو اقتدار و اختیار کی تازہ اُمنگوں اور خوشیوں سے ہمکنار کرنے والے! اے اپنے مقبول بندوں کے توسُّل سے، صحرائے معاصی میں بھٹکنے والے خطا کاروں کو اپنے دامنِ عفو و درگزر میں چُھپا لینے والے! اے اپنی ذات پر بھروسہ اور توکّل کرنے والوں کو اعداء کی شرانگیزیوں، حیلہ سازیوں، دسیسہ کاریوں اور مکّاریوں سے مأمون و محفوظ رکھنے والے! مجھ بے بضاعت کی اِس حقیر علمی کوشش کو مدینۃ العلوم بغداد کے شہنشاہِ علم کی بارگاہِ فیض دستگاہ میں شرفِ پذیرائی عطا فرما! .....ع

شاهان چه عجب گر بنوازند گدارا

آمین یا ربَّ العٰلمین بجاهِ

سیّدالمرسلینؐ وآلهٖ وصحبهٖ اجمعین۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

marfat.com

اشرفُ الاولیاء حضرت پیرانِ پیرؒ کے بد باطن وحاسد و بے بصر دُشمن کیلئے
حضرت مولنا احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کی آفاقی بددُعا بہ صُورتِ رُباعی ؎

خواہی ! کاہی ؟ عُلُوّ عبدالقادرؓ

نامی ، سامی ، سُمُوّ عبدالقادرؓ

ہُشدار ! کہ باخُدائے خود می جنگی

مُـــتُ غَیـظًـا اے عَدُوِّ عبدالقادرؓ

تشریحِ منظوم ، قریبُ المفہوم از نصیرِ مغمُوم

اے اَبلَہِ جامہ چاک! مَرجا مَرجا

اُڑتی رہے تیری خاک! مَرجا مَرجا

اللہ سے جنگ مول لینے والے !

اے دُشمنِ غوثِ پاکؓ! مَرجا مَرجا

marfat.com

رسالہ ''طلوعِ مہر'' جولائی 2001ء کا جو شمارہ مولوی اشرف سیالوی صاحب کے اضطرابِ ذہنی واختلاجِ قلبی کا سبب بنا' جس میں مضمون ''حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیت' سیرت اور تعلیمات'' شائع ہوا اور اُس میں ہم نے حضرت پیرانِ پیرؒ کے مجموعۂ خطبات فتوح الغیب کا ایک اقتباس یہ بھی درج کیا تھا فاذا وصلت اِلی الحقّ عزّوجلّ.....وَاجعَلِ الخلیقة أجمعَ کرجلٍ کنفةٌ سلطانٌ الخ

اِس پر سیالوی صاحب نے متعدّد اعتراض وارد کئے' جن میں ایک یہ بھی تھا کہ واجعلِ الخلیقة الخ کو فاِذَا وَصلتَ کی جوابِ شرط کے طور پر لایا گیا ہے' جب کہ اِس میں واؤ نہیں ہے' اِجعَلِ الخلیقة ہے۔ اگر وَاجعلِ الخلیقة ہوتا تو پھر بھی بات بن جاتی۔ تو گویا واؤ کا ہونا یا نہ ہونا مدارِ اختلاف ٹھہرا۔ لیجئے ہم نے یہاں فتوح الغیب کے اُس نسخہ کے اُسی صفحہ کا عکس بھی شاملِ کتاب کر دیا ہے جو بوقتِ تحریرِ مضمونِ مذکورہ ہمارے زیرِ مطالعہ تھا۔ لہٰذا قارئین اس کے مطالعہ کے بعد خود تسلّی کر سکتے ہیں کہ واؤ موجود ہے یا نہیں۔

فتوح الغیب کے نسخۂ مذکورہ کے صفحہ نمبر 40 کا عکس ملاحظہ فرمائیں' جس کے ٹائیٹل پر درجِ ذیل عبارت تحریر ہے (طبع بمطبعة شركة التمدّن الصناعيّة بمصر سنِ طباعت 1330ھجری)' جبکہ کتاب کے آخری صفحہ پر یہ عبارت درج ہے۔

وكان تمام الطبع فی صفر الخير سنة ١٣٣٠
من هجرة النبی صلی الله عليه
وعلی آله وصحبه وسلم
آمين آمين
آمين

marfat.com

المحبوب وسار سلطانها الى الرأس فشغل العين بالرمق وملأ القلب بالسكر وقرر الروح بالصبابة ثم عاد الى القلب
فأودعه القلق وأسى على الفكر فملكه الحيرة فاشتد شوق رؤية المحبوب وانبعثت الحس بكمال محاسن
المطلوب وأثبت ذلك الابتهاج فى مواد قوى الاجزاء البدنية وأخذ كل عضو من ذلك بقسطه على مقدار
حوله فصارت الحواس كلها مأسورة لحصل لحرس اللسان عن مناجاة غيره وصمت الآذان عن سماع كلام
سواه وعمى النظر عن ملاحظة ما دونه وبهت العين اليه وأبى القلب القلق الا عليه وخانه الجلد وأعوزه الصبر
وملكه الوجد وانهبه السكر وعلاه الحب وأسره الغرام وخطفت المحبة بأشعتها نور عين لبه وصار اقبال محبوبه
قبلة قلبه ونسيم روح مطلوبه حيا مروحه ووجه جلال معشوقه مرموقه عين لبه نور الحق ريحان وصل مراده
ورد مشرب سروره فرحة طليعة نظره بها بشارة وحدته أعظم سؤله وحاضرته أعلى مأموله فاشجار العقول على
أنهار القلوب اصائل أوقات الوصال بتواجد بين أستار احوال عدمت شجون الحمة وأغصان الغرام تتازل
سمائم الوجد كلما هبت من رياض القدس على حدائق قلب الشتاق وصبابات الارواح فى ميادين الاشباح
ورقص طير الاشتياق ربح من نهواه كلما غناها نسيم سحر الشوق وناغاها ظل ظلال السكر بدات الحان نغمات
المحبة وكاسات المعاقرة فى ظلال كهوف القرب وأطيار الانس قد ركبت صدار الخطاب على أوتاد المشاهدة
فى مقاصير الاسرار صداحات مطربات قد هيجت أشواق المحبين وحثت دعاة الحنين بنفخ اسرافيل البوق
فى صور الانين الى ميدان العبودية ولسان الابدية فى مقعد صدق عند مليك مقتدر باعلام منازل الرتبة لا يزل
بها المتشبثون بالاعتبار وعقار العبرة لا تسكنها المستأنسون بالآثار أترأت أخو العزم التحفت رداء القناعة
وعجوب التقوى وتوجت مفروض طاعة طفل مهد عهد واد أخذ بك وعد البيان وأشهدهم ورضيع ثدى
تحبيبه أبى شواهد حقيقة وعدوه صف لى مواضع طرات عين الازل من فؤادك ومواقع منازلات لحظ
الجلال من مرادك ترصدق أوقات الخلوات هوب سم ان لم تكن فى أيام دهرك نفحات (اخبرنا أبو عبد الله
محمد بن كامل الشيبانى) قال سمعت الشيخ العارف أبا محمد شاور السبتى الحلى يقول دخلت بغداد لزيارة شيخنا
الشيخ محيى الدين عبد القادر الجيلى رضى الله عنه وأقمت عنده مدة فلما عزمت على الرجوع الى مصر على قدم
التجريد من الخلق ومن العلوم استأذنته فاوصانى ان لا أسأل أحدا شيأ ووضع أصبعيه فى فى وأمرنى ان
أمتصهما ففعلت وقال لى انصرف راشدا مهديا فخرجت من بغداد الى مصر ولا آكل ولا أشرب وقوى فى زيادة
(وقال رضى الله عنه) فى الحق والشرع والسنة العقل نور ألقى بارقه من أفق العناية من وراء حدود غايات الفكر
وقال نفعنا الله به سر الهداية نفسى صاحبه فى علم الامور وغائب الاكوان بومض لألائه واشراق
ضيائه حتى يرى الحائر ظلمة جمع الحاج ويبصر وجه وجهه صبح الفلاح والعقل طائر غيبى لا يصاد الا
بشباك عناية القدس ووارد الهى لا يرد الا من حياب مقدس نعم جوهرى الصفات نورانى الذات ملكى
السموات وهو روح القدس روحك وجبريل فداك يهتف اوحى من سماء أعلى بنداء على رءوس الورى تحف
الغيوب ظلل من ريش الطير فيلتف كثيف صفاتك وجوهر صدف عاملك وهو ميزان العدل ولسان الفصل وشرع
الكرم ومعدن الحكم ومفرق النعم وعمود الكرم ودليل الفهم ونوحان السر والشرع حكمك فى قضاء الشاهد
حاكم الرسالة فى عرش سلطان عزه فى دوله بقاء كما لهوا غادت ملوك الحكم طائعة عنية حلاله ودانت ممالك
الاحكام خاشعة لعظم اجلاله وخضعت أطيار البلاغة حول حماه ورضعت أطفال العلوم ألبان هديه وهداه
وخفق سيف سطوته فهرمن حالفه وأوامر اعتصمت بحبل حمايته وتيقنت عرى الاسلام وعليه مدار أمر
المسلمين وبأساسه أحيطت منازل الكونين والسنة نور من أنوار العزة مختومة طابع روح القدس فوقها فعالة
بالنصرة ومناهلها منبع البهجة وظاهرها مزيد الفضل الناظر فيه للعناية المستمرة وباطنها مغروس بالوحى
وهى غيب روح القدس ومعنى سر الازل ونتيجة ما فى علمه ومشاهدة ما فى معنى القدر وخط مدرك سر

الامر

marfat.com

مسند آرائے بزمِ عطا

کس سے مانگیں، کہاں جائیں، کس سے کہیں اور دنیا میں حاجت روا کون ہے
سب کا داتا ہے تُو، سب کو دیتا ہے تُو، تیرے بندوں کا تیرے سوا کون ہے
کون مقبول ہے، کون مَردُود ہے، بے خبر! کیا خبر تجھ کو، کیا کون ہے
جب تُلیں گے عمل سب کے میزان پر، تب کُھلے گا کہ کھوٹا کھرا کون ہے
کون سُنتا ہے فریاد مظلُوم کی، کس کے ہاتھوں میں کُنجی ہے مقسُوم کی
رزق پر کس کے پلتے ہیں شاہ و گدا، مسند آرائے بزمِ عطا کون ہے
اولیا تیرے محتاج اے ربِّ کُل! تیرے بندے ہیں سب انبیاء و رُسُل
اِن کی عزّت کا باعث ہے نسبت تری، اِن کی پہچان تیرے سوا کون ہے
میرا مالک مری سُن رہا ہے فُغاں، جانتا ہے وہ خاموشیوں کی زُباں
اب مری راہ میں کوئی حائل نہ ہو، نامہ بر کیا بَلا ہے، صبا کون ہے
ابتدا بھی وہی، انتہا بھی وہی، ناخدا بھی وہی، ہے خدا بھی وہی
جو ہے سارے جہانوں میں جلوہ نُما، اُس اَحَد کے سِوا دُوسرا کون ہے
وہ حقائق ہوں اَشیا کے یا خُشک و تر، فہم و ادراک کی زد میں ہیں سب، مگر
ما سِوا ایک اُس ذاتِ بے رنگ کے، فہم و ادراک سے ماوریٰ کون ہے
انبیا، اولیا، اہلِ بیتؓ نبیؐ، تابعینؒ و صحابہؓ پہ جب آ بنی
گِر کے سجدے میں سب نے یہی عرض کی، تُو نہیں ہے تو مشکل کُشا کون ہے
اہلِ فکر و نظر جانتے ہیں تجھے، کچھ نہ ہونے پہ بھی مانتے ہیں تجھے
اے نصیرؔ! اِس کو تُو فضلِ باری سمجھ، ورنہ تیری طرف دیکھتا کون ہے

ثناء گزار: سیّد نصیر الدّین نصیرؔ گولڑوی

marfat.com

(قارئین کرام کے لئے مژدۂ جاں فزا)

فاضلِ شہیر ملک التحریر

علامہ پیر سید نصیر الدین نصیرؔ گولڑوی

کے

قلمِ حقیقت رقم سے نمود پانے والی ایک اور علمی و تحقیقی کتابِ مستطاب

مسمّٰی بہ

امام ابو حنیفہؒ اور اُن کا طرزِ استدلال

عنقریب

منظرِ عام پر آ رہی ہے

ناشر ادارہ

طلوعِ مہر

گولڑہ شریف E-11 اسلام آباد

marfat.com